وَمَن يَهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ

واضح ہو کہ مردم مہدوی المذہب اگرچہ اطراف خصوصاً صوبہ بلاد گجرات
و دکن خصوصاً شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد میں بکثرت ہوتے
ہیں لیکن چونکہ ان دنوں انکے بعض علما کتاب اور
رسالے پر رسالے رد میں تمام فرقوں اسلام کے لکھتے اور
چھپواتے ہیں اسواسطے یہ رسالہ یعنی

# ہدیہ مہدویہ

رد میں فرقہ مذکورہ کے مشتمل تمام اصول و
فروع قبائح و نقائص مذہب پیشوایان مذہب
مسطور یہ شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد میں تصنیف ہوا اور
حسب فرمایش اہل بلدہ مذکور کے بسعی عزیز القدر شیخ [illegible]
باہتمام سید دار غفران محمد عبدالرحمن [illegible] حاجی [illegible]

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

[illegible]

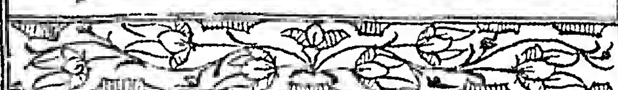
[illegible]

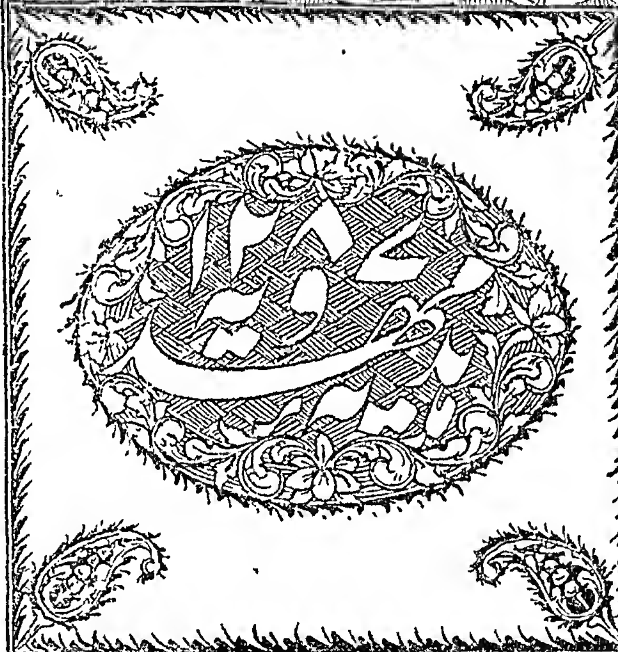
[illegible]

# فہرست کتاب ہدیہ مہدویہ

| | |
|---|---|
| | معتقدین نے بلا دعوی ناحق مہدی ٹھہر الیا ہے |
| ۱۹۲ | بدخلقی شانزدہم شیخ جونپوری مسلمانوں کو فقط کافر نہیں بول گئے ہیں بلکہ اپنے مہدیونکو بھی کافر و مشرک و منافق ٹھہرا گئے ہیں |
| ۱۹۴ | بدخلقی ہفتدہم یہ کہ شیخ جونپور خلاف اتباع محمدی کے کتا پالتے تھے اور انکے زمانہ میں انکی سیت سگ دریکی نکی جاری ہوئی |
| ۱۹۶ | بدخلقی ہیژدہم شیخ جونپور اور اونکے فرزند نے باوجود استطاعت کے خلق کو حج بیت اللہ سے منع کیا اور بلکہ حجرہ میاں دلاور کے معاملے میں حج کے مقرر کردیے اور آیات اور احادیث کے خلاف کیا |
| ؍؍ | ایک فقیر نے علم اور بیش تک شیطان کو خدا سمجھکر سجدہ کرتا رہا اور حضرت غوث الثقلین نے بسبب ورد علم کے الہام شیطانی کو پہچان لیا |
| ۱۹۸ | بدخلقی نوزدہم شیخ مہدویہ نے غلط خبر دی کہ میاں دلاور کو عرش سے تحت الثری تک مانند دانہ رائی کے روشن ہے کیونکہ میاں دلاور نے حال ارم وغیرہ کا نہ پہچانا اور خلاف قرآن کے حکم کیا کہ جن پر عذاب آگ کا نہیں ہے |
| ۱۹۹ | بدخلقی بستم شیخ جونپور نے یہ خبر بھی غلط دی کہ میاں نظام کو عرش سے فرش تک مانند دانہ رائی کے روشن ہے کیونکہ اونکو نہ عنا ارم یا نیہ برابر معلوم تھے کہ بولتے تھے مینے علم قدیم الٰہی کو بدلا دیا اور نہ زمین کا برابر حال معلوم تھا کہ کہتے تھے باغ ارم کوہ قاف کے پاس ہے اور وہاں آدمی درخت سے پیدا ہوتے ہیں |
| ۲۰۰ | بیان قوم عاد اور باغ ارم کا اور داخل ہونا عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کا ارم میں |
| ۲۰۱ | بدخلقی بست ویکم یہ کہ شیخ موصوف دعوی اتباع تام کا کرتے تھے حالانکہ غیر ضروری باتوں کی سعایت کرتے تھے اور ضروری سنتونکو ترک کرتے تھے |
| ۲۰۲ | دعامین ہاتھ اوٹھانے کے دلائل کہ جسپر مہدویوں نے عمل نکیا |
| ۲۰۴ | بکریاں چرانا کہ سنت تمام انبیا کی ہے شیخ موصوف نے اس شغل کو کفر ٹھہرایا |
| ؍؍ | **تتمہ** شیخ موصوف کے خلفا و توابع کے بعضے احکام و دعوی خلاف عقل و نقل کے بیان میں |
| ؍؍ | **منہا** میاں نعمت و خوندمیر نے خلاف آیات قرآن کے حکم کیا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکے وارثونکو نہ دیکر مہاجرین اغیار پر تقسیم کرنا چاہیے اور بیان اسکا کہ ہجرت مہدویہ طریقہ اسلامیہ نہیں ہے |
| ۲۰۵ | **ایضاً** مہدویونکے علما با سد عبد الملک سجاوندی نے ایک آسان آیت کے معنی سمجھنے میں بھی خطاے فاحش کی اور دعوی میاں دلاور کا سراسر غلط نکلا |
| ۲۰۶ | ایضاً انکے مہدی کے نواسے نے خلاف قرآن و احادیث کے دعوی کشف غلط کا کیا کہ قیامت میں تمام عالم کا حساب لینا میرے باپ خوندمیر کا کام ہے |
| ۲۰۷ | **ایضاً** انکے مہدی کے نواسے نے دعوی کیا کہ مجکو معراج ہوئی اور میں عرش پر گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ مہدی کے اصحاب خدا کے |

ما شاء الله لا قوة الا بالله







در مطبع نظامی کانپور مطبوع گردید ۱۲۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید الاولین والآخرین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الہادین المہدیین لیکن بعد اسکے امیدوار درگاہ صمد **ابو رجا محمد** گذارش کرتا ہی کہ یہ کتاب ہی رد مین مذہب فرقہ مہدویہ کے جنہون نے بعض بلاد ہندوستان خصوصًا اطراف دکن مین علم شر و شورش کا بلند کیا ہی اور ہر چند علمائے متقدمین مثل شیخ علی متقی اور شیخ ابن حجر مکی اور محمد بن الخطاب مالکی اور ملا علی قاری اور سید محمد اسعد مکی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے رسائل اور فتاوے انکی رد مین ایسے لکھے ہین کہ منصف حق طلب کے واسطے کافی ہین لیکن چونکہ بنا انکی تصنیفات کی استدلال با احادیث پر ہی اور مہدویہ اپنے پیر شیخ جونپوری کے مخالف جو احادیث پاتے ہین قبول نہین کرتے ہین اور بعض منکرات امور کی نسبت کہ انکے مذہب کی طرف کیجاتی ہی اوس سے بھی انکار کرتے ہین اسواسطے اس کتاب مین یہ طریق اختیار کیا گیا کہ انہین کی کتابون سے اور انکے مہدی وغیرہ معتمد اون کے اقوال نقل کرکے یا احادیث واقوال مسلمہ اونکے لاکر الزام دیا گیا اور یہ تمام مشقت انہین کی بہتری اور خیرخواہی کی طمع پر اوٹھائی گئی کہ شاید اللہ تعالی اسی طریق سے ہویہ ہدایت اور حق فہمی کا انکو میسر فرماوے اور نام اس کتاب کا کہ ہدیۂ مہدویہ ہی اسم بامسمی ہو جاوے اور چونکہ غرض محض نصیحت اور اداے حق اسلام ہی نہ مقابلہ او…
اس سبب سے کسی جاے انکو اور انکے پیشواون کو القاب قبیحہ اور الفاظ شنیعہ سے یاد نہ کیا گیا علاوہ یہ کہ مستلزم بدزبانی دیانت اور شرافت کے بھی خلاف ہی حالانکہ ان لوگون سے لئے ہمارے حق مین

کچھہ بلاحظہ اس طریقے کا نکیا اور کوئی درجہ سب تبرا کا باقی نرکھا کہ اگر کبھی کسی عالم سُنی نے کچھہ انکو
لکھا اونھون نے نہایت نخوت و تکبر سے طریقہ عدل و مساوات کا چھوڑ کر دہ چند و صد چند
اوسکا بکا اور بعضے اونکے مصنفین نے بلا مقابلہ بھی یہی پیشہ اختیار کیا چنانچہ بطور نمونہ کے چند
الفاظ انکی کتابون سے کہ گویا دشنام سے ہین نقل کیے جاتے ہین کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی
شیخ محمد اسعد مرحوم مصنف شہب محرقہ رد سراج الابصار کے مقابلے مین حد سے تجاوز کر کے لکھتا ہی بدا
ای انصاف کنندہ بہ بین بسوی عتساف این شقی ناپاک و نظر کن بعناد و عداوت این جاہل بیباک
و تامل کن در کلام دروغ بیفروغ این بد کیش شقاوت اندیش کہ چگونہ تابع نفس و ہوا گشتہ و مطیع فرمان
شیطان شدہ ایضاً این مقولہ عرب بر عدم علم و وجود جہل و دلیل ست ظاہر آنکہ مقتدای این
شقی یعنی علی متقی در رسالہ خود کہ اکنون دست میگویدا علمو رحمك الله الخ و درمیان کلام این
ہر دو ناپاک مخالفت راہ یافت ایضاً انتہی قول شقی جواب بر مجہول این نامعقول و نامعقولی
این مجہول ہمین کلام او دال ست ایضاً انتہی کلام محمود الدین المشار بالشقی لعن اللہ علیہ و علی تو
علی المتقی المشار بالمفتری جواب ثم انظر ایہا المنصف الی جہالۃ ھذا العرب المعاند ھو
المخصوص بایۃ الاعراب اشد کفرا و نفاقا و الموصوف بصفۃ فاتبعہ الشیطان فکان
من الغاوین انتہی و اللہ المستعان غرض کہ اس قسم کے فحشیات اونکی تمام کتابون مین کم و بیش
موجود ہین خصوصاً تکفیر تمام اہل اسلام کی کہ اوس سے بدتر کوئی دشنام نہین ہی انکی تمام کتابون کا
گویا ترجیع بند و مستزاد اور تمام خرد و بزرگ کے وظائف اور اوراد سے ہی ابکی بار جزا اس تمام
فحشیات کی حضرت منتقم حقیقی کے مفوض کر کے کریمہ خذ العفو و أمر بالعرف و اعرض
عن الجاہلین پر عمل کیا گیا بشرطیکہ آیندہ اس شیوہ شنیعہ سے توبہ کرین اور بار دیگر کوئی کلام
ناشایان زبان پر نہ لاوین وگرنہ بمنطوق آیہ و الذین اذا اصابہم البغی ھم ینتصرون
و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے جواب ترکی بہ ترکی دیا جاویگا کہ آیندہ اگر کوئی الفاظ شنیعہ
مسائل شرائع اہل سنت کے حق مین زبان پر لاوینگے ہم وہی الفاظ اونکے پیشوا اون کے حق مین سناوینگے
کہ لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین اور تفصیل اسکے سبب تالیف کی آخر باب دوم مین مذکور ہی
اور فہرست اسکے ابواب کی یہہ ہی باب اول مین بیان اون عقائد فرقہ مہدویہ کا ہی کہ مخالف

عقائد اہل سنت وجماعت کے ہین باب دوم احوال شیخ جونپوری مین ابتدا نشو ونما انتہا سے
موت وفنا تک اور بعد اسکے سرگذشت اون کے خلفا وقوایع کی آج تک بطور اختصار واجمال
کے باب سوم رد دلائل اثبات مہدیت شیخ جونپوری مین باب چہارم مین بیان اون گستاخیونکا
کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرات مشائخ اسلام اور ائمہ اعلام کے کی ہین باب پنجم مین بیان
اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفائے راشدین اور دوسرے اصحاب
حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین باب ششم بیان مین اون بے ادبیون کے کہ مہدویون نے
جناب حضرات انبیا ومرسلین اور حضرت خاتم الرسالت سید الاولین والآخرین مین کی ہین باب
ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت آفریدگار عالم جل
جلالہ کے کی ہین باب ہشتم رد مسائل تسویہ مین یعنی اپنے مہدی کو ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین
افضل الخلائق اجمعین کے سرا سر برابر جاننا چنانچہ یہ بات ارکان ایمان مہدویون سے ہی

## باب اول مین بیان اون عقائد فرقہ مہدویہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت جماعت کے ہین

عقیدہ اول سید محمد جونپوری ولی کامل ومکمل ہین اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ جو اقوال
وافعال شیخ جونپور کے کتابون مہدویہ مین مرقوم ہین اگر نسبت ان اقوال وافعال کی اونکی جانب
صحیح وبرابر ہی اور قسم افترا وبہتان مریدین سے نہین ہی جیسا کہ ظاہر ہی کہ مصرع تا نباشد چیزکی مردم
نگویند چیزہا۔ تو ولی ہونا درکنار اونکا زمرۂ اہل سنت سے ہونا مشکل ہی اور بعضے علماء اہل سنت کہ حسن
ظن ولایت کا اونکے حق مین رکھتے تھے وجہ اسکی یہ تھی کہ شیخ موصوف کے اقوال وافعال ابراونکو نہ پہونچے
تھے اگر اونکی کتابین انکے ملاحظے مین آتین ہرگز خیال ولایت کا اونکے حق مین نکرتے عقیدہ دوم
سید محمد جونپوری مہدی موعود ہین کہ سن نوسی پانچ ہجری مین دعوی مہدویت کا کرکے سن نوسو دس مین
انتقال کیا اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ ایک شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے بلا شک مہدی ہونیوالا
ہی اور شناخت اسکی موقوف ہی وجود اون علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین حق مہدی مین مذکور ہین اور چونکہ
یہ علامات شیخ موصوف مین مفقود تھین اسواسطے یہ مہدی نہین ہین اور دعوی انکا باطل ہی چنانچہ
تفصیل اسکی آئندہ بخوبی آویگی انشاء اللہ تعالی عقیدہ سوم تصدیق مہدیت سید محمد جونپوری کی

فرض ہی اور انکار انکی مہدویت کا کفر ہی اور سن نو سو پانچ ہجری سے اس طرف جسقدر اہل اسلام شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک گذرے ہین اور گذرینگے سب بسبب اس انکار کے کافر مطلق ہین مسلمان فقط یہی چند مہدوی دکھنی و ڈھونڈاری و گجراتی ہین اور امت محمدیہ تین سو سولہ برس سے اسیقدر اختصار پر ہوگئی ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ چونکہ شیخ موصوف علامات مہدویت سے عاری ہین تصدیق اونکے مہدویت کی مستلزم تکذیب مہدی حقیقی آیندہ کی ہی حرام ہی اور انکار انکی مہدویت کا واجب اور موجب نجات و ثواب ہی اور اہل اسلام کو کافر کہنا کفر ہی کہ ان لوگونکی شامت اعمال نے اونکو اس مین مبتلا کیا ہی عقیدۂ چہارم شیخ موصوف اگرچہ داخل امت محمدی ہین لیکن افضل ہین امرا مومنین ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور علی مرتضی رضی اللہ عنہم سے اور اعتقاد تمام اہل سنت بلکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہی کہ بعد انبیا و مرسلین کے نہ کوئی امت محمدیہ مین افضل ان حضرات سے ہی اور نہ امم انبیا سابقین مین عقیدۂ پنجم سید محمد جونپوری سواے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل ہین ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا اور مرسلین سے اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ کوئی ولی اگرچہ اغواث و اقطاب و ابدال و اوتاد و ائمہ اہل بیت و صحابہ و تابعین و مجتہد و مہدی کی قسم سے ہووے درجے کسی پیغمبر کو نہین پہونچتا ہی انبیا و مرسلین تمام خلائق سے افضل ہین اور انبیا و مرسلین بشر انبیا و رسل ملائکہ سے افضل ہین عقیدۂ ششم سید محمد جونپوری اگرچہ تابع تام ہین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیکن رتبے مین آنحضرت خاتم المرسلین کے برابر ہین کہ دونو مین ایک سر مو کمی و بیشی نہین ہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ کوئی امتی کیا بلکہ کوئی پیغمبر مرسل یا فرشتۂ مقرب رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین کو نہین پہونچتا ہی اور عالم وجود مین کوئی موجود حضرت کا ہم رتبہ موجود نہین ہی اور بعد خداوند عالم کے عالم مین جو مقام و منزلت کہ حضرت کے واسطے ہی کسی دوسرے کو نصیب نہین ہی کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر عقیدۂ ہفتم یہ کہ جو احادیث رسول خدا کے اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن شیخ جونپوری کے بیان احوال سے مقابل کرکے دیکھنا اگر مطابق انکے احوال کے ہو وین صحیح جاننا ورنہ غلط جاننا اور اہل سنت کا اعتقاد اسکے بالعکس ہی یعنی مسلمان کو چاہیے کہ اپنے احوال کو احادیث و تفاسیر کے مقابل کرکے آزماوے کہ جو مطابق نکلے ادسپر ثابت رہے اور جو احوال کہ اپنے مخالف احادیث و تفاسیر کے

تا وادس سے توبہ کرکے ترک کرے اور وہ احوال پیدا کرے کہ مطابق سنت رسول اللہ و مشرب جماعت
صحابہ اور اہل بیت کے ہو دین ناس سبب سے انکو اہل سنت و جماعت بولتے ہین عقیدۂ ہشتم
یہ کہ شیخ موصوف کو بالذات مفترض الطاعت جانتے ہین یعنی جو کچھ اونھون نے کہا یا کیا اوسکی اتباع
دوسرون پر فرض ہو گئی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ مقام سوا حضرات انبیا علیہم السلام کے
کسی کے واسطے نہین ہی یہ اونھین کیلئے ہے کہ جسکو وہ فرض کہین وہ فرض ہی اور جسکو حلال کہین وہ
حلال ہی اور جسکو حرام کہین وہ حرام ہی اور جو کچھ وہ بلا مواظبت کرین وہ سنت ہی اور جسپر بطور
عبادت کے مواظبت اختیار کرین وہ واجب ہو جاتا ہی اور سوا انبیا علیہم السلام کے دوسرونکی
اطاعت بالتبع ہی یعنی اونکا قول اگر مخالف امر حضرات انبیا کے نہوگا اطاعت کی جاویگی اور اگر
مخالف ہوگا اطاعت نکرینگے عقیدۂ نہم یہ کہ جیسا کہ قول شیخ جونپور کا باوجود مخالفت نقل کے
واجب التصدیق ہی ایسی اگر مخالف عقل حس کے ہو وجب بھی واجب التصدیق ہی اور کلام مہدی
مین تاویل حرام ہی چنانچہ شیخ تعقائل مین لکھا ہی کہ ایک روز رجال ومیق مجمع تمام مہاجرین خلفا مہدی
میان خوندمیر نے ایک خاشاک ہاتھ مین پکڑکر پوچھا کہ دیکھو یہ کیا ہی سب نے جواب دیا کہ خاشاک ہی
کہا خوب دیکھو کہ کیا ہی بولے خاشاک ہی پھر کہا خوب دیکھو سب نے کہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ خاشاک ہی میان
نے کہا کہ اسکو مہدی موعود نے شاہ کہا ہی سب نے کہا کہ شاہ ہی آمنا وصدقنا پھر ایک سنگریزہ ہاتھ
مین لیکر ان سب بزرگون کو دکھلا کر کہا کہ یہ کیا ہی بولے سنگریزہ ہی پھر کہا خوب دیکھو کیا ہی بولے
سنگریزہ ہی پھر کہا کہ کیا ہی سب بولے کہ دیکھتے ہین کہ سنگریزہ ہی کہا کہ اسکو مہدی موعود نے
جواہر لاقیمت کہا ہی سب مہاجرون نے جواب دیا کہ آمنا وصدقنا چاہیے دیکھنے کا کیا اعتبار ہی
جو کہ فرمان مہدی مین شک لاوے یا تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہین ہی انتہی اور آخر عقیدۂ شریفہ
مین لکھا ہی کہ جو شخص کہ بیان مہدی مین کچھ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان او مرفوعات کے ہوگا
انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ شریعت محمدیہ بلکہ تمام شرائع آسمانی مین کوئی خبر و حکم مخالف
عقل کے کہ عقل صحیح اوسکے استحالہ پر یقین کرے نہین ہوتا ہی اور اگر بالفرض بظاہر کوئی حکم مخالف
عقل کے معلوم ہو تو وہان وہ معنی ظاہری مخالف عقل مراد نہین ہین بلکہ وہ کلام مؤول ہی اور
معنی تاویلی اوسکے ہرگز مخالف عقل نہین ہین اور تاویل موافق قواعد اصول کے کلام خدا و رسول کی

درست ہی البتہ بعضے احکام ایسے ہین کہ عقل بشری اُسکے ادراک لم و ماہیت سے عاجز ہی نہ یہ کہ عقل اُسکے بطلان پہ دلیل یقینی رکھتی ہو یا حس و مشاہدے مین بدیہی البطلان ہون اسیواسطے متکلمین اپنی کتابون مین امور متخیلۃ الاستحالہ سے ابطال استحالہ و اثبات امکان کے درپے رہتے ہین تاکہ دامن احکام شرعیہ غبار احتمال کذب سے پاک رہے بخلاف مہدویہ کے کہ کاہ کو شاہ اور کنکر کو جوہر بولکر کہ کذب محض ہی اوپر سے سر پیچ آمنا صدقنا کا بیچ کر سچ جان لیتے ہین **عقیدہ دہم** یہ کہ سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پورے مسلمان ہین اور سوا انکے حضرت ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین کہ کوئی پیغمبر نیم مسلم ہی اور کوئی پاؤ مسلمان اور کوئی اس سے بھی کم ہی چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالاے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالاے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام زیر ناف سے بالاے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے مسلمان ہین انتہی اور انصاف نامہ (نام کتاب) کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے کہا کہ تمام عالم مین دو مسلمان معلوم ہوتے ہین ایک محمد رسول اللہ دوسرے میران محمد جونپوری میران موصوف نے جواب دیا کہ ہان ایسا ہی ہی بعضے پیغمبرون کا سر مسلمان ہوا تھا اور بعضون کا ناف تک اور بعضون کا سیدھا پہلو اور بعضون کے دونو پہلو مسلمان ہوئے تھے مگر یہی دو تن سرتاپا مسلمان ہوئے ہین انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ درجہ اسلام کمتر ہی درجہ نبوت و رسالت سے انبیا و مرسلین ہو کر اسلام مین ناقص رہنا کیا معنے بلکہ تمام حضرات انبیا پورے مسلمان کامل الاسلام و الایمان ہین جہت اسلام سے ان مین کچھ تفاوت نہین ہی اور ایسے ہی جہت نبوت سے بھی ان مین کچھ تفاوت نہین ہی وصف نبوت مین سب برابر ہین کہ اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ الآیہ اور حدیث صحیحین مین ہی کہ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَآءِ اور ایک روایت مین ہی کہ لَا تُفَضِّلُوْا بَیْنَ اَنْبِیَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰی یعنی ایک پیغمبر کو دوسرے پر اصل نبوت مین تفضیل نہ دو کہ نبوت مین سب برابر ہین اور تفاوت درجات کہ انبیا علیہم السلام مین ہی بسبب اون خصائص و اوصاف کے ہی کہ منصب نبوت کے سوا فضائل زائدہ کی قسم سے ہین یعنی کوئی نبوت کے سوا فرمان رسالت بھی ساتھ رکھتا ہی اور کسیکے واسطے طغراے اولو العزمی بھی چمکتا ہی اور کوئی روح اللہ ہی تو کوئی کلیم اللہ ہی اور کوئی

یعنے عیسی ۱۲ — یعنے موسی ۱۲

عقیدہ دہم سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین

خلیل اللہ ہی تو کوئی حبیب اللہ ہی کسیکو خلافت ہی تو کسیکو شفاعت ہی کسیکو ملک ہی تاج ہی تو کسیکو نامت
ومعراج ہی کہنا چاہی اسی طرف اشارہ ہی تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ
وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

**عقیدہ یازدہم** یہ کہ تسبیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہی اور اوسکے انکی اصطلاح مین یہ معنی ہین کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولوالعزم اور اولیا بلند مرتبہ اور تمام مومنین و مومنات آدم سے لیکے تک شیخ جونپوری کے حضور مین حاضر کی جاتی ہین اور شیخ مذکور انکا داخلہ اللہ موجودات دیکھتے ہین اور حق تعالی کا اون ارواح کو حکم ہوتا ہی کہ تم نے جس شخص اپنے سے نور لیا تھا پھر اُس محل سے مقابلہ کر کے تسبیح کرو اور جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان مردود ہوا وہ عند اللہ بھی مردود ہوا اور تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ جونپوری نے اپنے داماد خوندمیر کو کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تسبیح ہوتی ہی میان خوندمیر کے پاس بھی ہوگی انتہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ یہ عقیدہ سراسر باطل و ضلال ہی کیونکہ وہ ملائکہ اور بشر مین کسیکو اس قابل نہین جانتے ہین کہ حضرات انبیا و مرسلین اوس سے نور لیوین اور پھر مقابلہ اور تسبیح کے واسطے اوسکے حضور مین حاضر ہین اور اقرار مقبولی و مردودی کا یہ شخص ٹھیرے استغفر اللہ العظیم حضرات انبیا معزولی اور مردودی سے امین ہین بلکہ اولیا و مومنین کبھی جبکہ حسن خاتمہ اس عالم سے روانہ ہوئے بیشک ہوگئے اب انکی مردودی غیر ممکن ہی سبحان اللہ حضرت خاتم المرسلین باوجود اس شان و تمکین کے کبھی نہین بول سکتے ہین کہ انبیا و مرسلین کی مقبولی و مردودی میرے قبول و رد پر موقوف ہی پس کجا شیخ جونپوری و خوندمیر

**عقیدہ دوازدہم** یہ کہ جب تک آدمی بچشم سر یا بچشم دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہی مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہو کر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور خودی سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہے تو ایسے شخص کے حق مین بھی انکے مہدی نے حکم ایمان کا کیا ہی چنانچہ عقیدہ خوندمیر مین مذکور ہی غرض کہ یہ چار قسم کے لوگ یعنی بچشم سر یا بچشم دل یا بخواب خدا کو دیکھنے والے اور طالب یاد کہ تمام دنیا و خلق کو چھوڑ کر زاویۂ عزلت مین ہمیشہ مشغول بخدا ہین مومن ہین اور باقی سب انکے مہدی کے نزدیک کافر ہین پس وا بر حال مہدویان عالم کہ ان چارون قسم سے باہر ہین یہ بیچارے اہل سنت کے نزدیک خارج زمرۂ اہل سنت سے اور مہدی کے نزدیک خارج زمرۂ مسلمین سے ہین افسوس از ینجا راندہ و از انجا ماندہ

نہ ادھر کے ہوئے نہ اودھر کے ہوئے کاش اودھر اہل سنت مین آجاتے تو صورت نجات کی ہوتی
کیونکہ اعتقاد اہل سنت مین خدا کے دیکھنے پر ایمان موقوف نہین ہی بلکہ یہ لوگ نے دیکھے خدا
پر ایمان بالغیب لاے ہین اسیواسطے اللہ انکی مدح فرماتا ہی کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَيْبِ در اتفاق ہی اہل سنت کا بلکہ امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین بچشم سر کسی کے واسطے
واقع نہین ہی سواے حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضون کا اس مین بھی اختلاف ہی تفصیل اسکی
دلیل شانزدہم مین آویگی انشاء اللہ تعالی عقیدہ بیست دہم یہ کہ بموجب فرمانے شیخ موصوف کے تین پہر خدا کا ذکر کرنیوالا
منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک ہی اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہی اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہی
پس اسی سبب سے انکے نزدیک کسب حرام ہی کیونکہ انکے نزدیک حالت کسب مین یاد الٰہی متعذر ہی حاصل یہ ہوا
کہ ان کے میران کے نزدیک مہدوی لوگ اگر تین چار پہر بھی ذکر خدا کرین تو بھی منافق و مشرک ہین چہ
جاے آنکہ مریدین مین اسقدر ذاکر بھی لاکھون مین ایک بھی نظر نہین آتا ہی غرض کہ اس فرمان نے
بھی مہدویون کے دین و ایمان کو تاراج کیا اور تفصیل اسکی بر خلقی شانزدہم مین آوے گی اور اعتقاد اہل سنت
کا یہ ہی کہ آدمی جب تک اعتقادات اسلامیہ صحیح رکھتا ہی کسی عبادت کے ترک اور کسی گناہ کے ارتکاب سے
منافق و مشرک نہین ہوتا ہی بلکہ مومن گنہگار رہتا ہی جبکہ عبادت مفروضہ کے ترک سے کافر نہین ہوتا
تو دوام ذکر کہ نوافل مستحبات سے ہی اوسکے ترک سے کیونکر مشرک و منافق ہوگا اگر کرے گا درجات اعلی
پاوے گا اور اگر نہ کرے گا مومن بلاشبہہ رہے گا عقیدہ بیست و چہارم یہ کہ اشیاء دنیوی اگرچہ حلال و
مباح ہون اوس مین مشغول رہنے والا بلکہ اوس کا ارادہ رکھنے والا کافر ہی جیسا کہ انصاف نامے کے باب
پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات
و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور ان مین مشغول ہو وہ کافر ہی اور
جو کہ ان کا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہی اگر کوئی شخص اوس کے ساتھ صحبت
رکھے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آل سے نہین ہی اور آل محمدی
سے نہین ہی اور آل خدا سے نہین ہی انتہی دیکھیے کہ مہدویون مین یہ سب اشیاء دنیا بکمال حرص و
رغبت موجود ہین اور وہ بخوبی ان مین مشغول ہین اور اہل دولت کے در پر شب و روز مانند پیر الوان
دنستے حاضر ہین پس انکے مہدی کی زبان درفشان سے خطاب کفران کو مبارک باد اور جبکہ

مہدی سے نے کہا کہ ہماری آن سے نہین ہی تو غیر مہدی ہونا ان پر صادق ہوا غرض کہ ان عقائد
تلاثہ متصلہ سے ثابت ہوا کہ ان بزرگ نے ان لوگون کو سب سے چھوڑا کر زمرۂ اہل سنت سے اپنی طرف
بلا کر صلا اوس کا یہ دیا کہ ان خطابات کفر و شرک و نفاق سے سرفراز فرمایا اب مہدویون نے لاچار
ہو کر ایسا مقرر کیا ہی کہ اگرچہ عمر بھر موجب فرمان مہدی ترجمان مہدی کے کافر رہے لیکن مرتے
وقت کسی میان کے ہاتھ پر بیعت نام کچھ کلمات ترک کے ادا کر کے مسلمان ہوجانا اور ان خطابات
سے کسی طرح اپنا پیچھا چھوڑانا تحقیق اس امر کی کہ یہ ترک کچھ مفید نہین ہی بد بلغی دہم کے بیان مین
آوے گی انشاء اللہ تعالی یہ مقام فقط نقل عقائد کا ہی نہ ایراد دلائل کا لیکن قطع نظر اوس سے الزام آیا کہ
بالاے زمین زندہ مہدوی بموجب ارشاد مہدی کے کافر و غیر مہدی ہوتے ہین اور زیر زمین مردہ البتہ مہدی یا
ف۱
مسلم مین پس تمام اعمال حالت زندگی کے ناچیز ٹھہرے کیونکہ اعمال حالت کفر کے نامقبول محض
ہوتے ہین اور حقوق الناس کہ ہر حال مین قابل مواخذہ ہین ان کے ہمراہ رہین گے تب بھی نجات
مشکل ہی اور زندہ مہدویون کو کہ بموجب فرمان مہدی کے حالت کفر مین ہین اور آن مہدی سے
ف۲
خارج ہین ہم سے باب مذہب مین گفتگو لاحاصل ہی غرض کہ مسودہ اوراق نے ہرچند کہ جادۂ احتیاط
کا اختیار کیا کہ اپنی طرف سے تمام کتاب مین کہین انکی تکفیر سے زبان و قلم کو آلودہ نہ کیا لیکن امر
لاعلاج ہی کہ خود مہدی ایسے درپے ہین کہ انکی تکفیر سے انکو نجات دشوار ہی کیونکہ جب بلا مساوات اکو
ورزنان و فرزندان بغیر کفر تمثیل ادنی سے اعلی تک امیر و فقیر و پیر و پیرزادہ سب اس مین گرفتار
ہو گئے بخلاف اہل سنت کے کہ اون کے اعتقاد مین یہ آفات بالکل نہین ہین اسواسطے کہ مال حلال
خواہ کروڑہا کا ہو جب اسکی زکوۃ ادا ہوئی باقی پاک ہوگیا اوس کا رکھنا نہ گناہ ہی نہ کفر اور صحت اسکی
خود قرآن سے ثابت ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا زکوۃ دینے والون کی مدح فرماتا ہی
اور زکوۃ اوس کا نام ہی کہ مال نصاب مین سے بعد گذرنے تمام سال کے چالیسوان حصہ خیرات کرنا
پس اگر تمام سال رکھنا مال کا کفر ہوتا تو اللہ تعالی مدح کاہے کو فرماتا اور اگر بعد ادا چالیسوین حصے کے
بقیہ انتالیس حصے پاک نہ ہو جاتے تو کاہے کو فرماتا کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ
وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ عقیدۂ پانزدہم یہ کہ ترک
وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے صادقون کی صحبت اختیار کرنا فرض ہی چنانچہ شواہد کے

باب ہی وسوم مین مرقوم ہی اور جو شخص کہ اس ہجرت و صحبت کو بجا نہ لاوے وہ منافق ہی چنانچہ عقیدۂ
میان خوندمیر مین کہ جسکو مہدوی ام العقائد بحر الفوائد بولتے ہین لکھا ہی کہ ہر کہ مہدی را قبول
کردہ است واز ہجرت و صحبت وی باز ماندہ است او را حکم منافقی بدین آیت باید کرد کہ لَا یَسْتَوِی
الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِینَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَی الْقَاعِدِینَ دَرَجَةً وَكُلًّا
وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِینَ عَلَی الْقَاعِدِینَ اَجْرًا عَظِیمًا انتہی حالانکہ
اس آیت سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ تارک ہجرت منافق ہی علاوہ یہ کہ اس آیت مین خود ہجرت کا
سرے سے ذکر نہین ہی چہ جائیکہ تارک ہجرت کے نفاق کا ذکر ہووے اس مین فقط جہاد کرنے والون کا
اور بلا عذر جہاد ترک کرنے والون کا ذکر ہی سو خود مہدی اس مین گرفتار ہین کہ ابتداے مہدویت سے
تا دم مرگ کبھی جہاد نہین کیا اور خلفا نے بھی سنت جہاد کفار کو قائم نہ کیا بلکہ حکام اہل اسلام سے بغاوت
کرکے مسلمانون کے ساتھ کبھی کبھی قتال و جدال برپا کیا ہی اس آیت سے استدلال اوپر نفاق تارک ہجرت کے
کرنے سے حال قرآن فہمی شیخ موصوف اور میان خوندمیر کا معلوم ہوا اور اس قسم کی خوش فہمی کا ذکر اس
کتاب مین بکثرت آوے گا اور سب پر طرہ یہ کہ یہ ہجرت اصطلاحی اس قوم کی شریعت محمدیہ مین ہرگز مشروع
نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اسواسطے دین محمدی مین ہجرت اس کا نام ہی کہ ملک کفار سے ہجرت کرکے دار الاسلام
مین توطن اختیار کرنا نہ یہ کہ اپنا مسقط وطن ترک کرکے اوسی حکومت کی دوسری بستی مین جا رہنا جیسا
کہ خلفاے شیخ جونپوری نے کیا کہ گجرات مین اپنے اپنے اوطان سے نکل کر پھر اوسی اقلیم کے دوسرے بلاد و
دیہات مین اونھین سلاطین اہل سنت کی حکومت مین عمر بسر کی یہ قسم رہبانیت سے ہی کہ شرع محمدی مین
ممنوع ہی کہ لا رہبانیة فی الاسلام اہل اسلام کے نزدیک اس حرکت کا ترک موجب ثواب
واجر ہی نہ موجب نفاق یہ اعتقاد بھی مانند عقائد سابقہ کے مہدویان حال کے نفاق کا مثبت ہی کہ اکثر
یہ لوگ کہ اپنے اوطان و مسقط الراس کے بلاد مین مرتے ہین اور ترک ہنگام مرگ سے بھی یہ نفاق
دفع نہین ہوتا کیونکہ اگر اوس وقت بالفرض دنیا ترک ہوئی لیکن ہجرت وطن سے کہان ہوئی پس
خطاب منافقی کا جانب مہدی سے موجود ہوا غرض کہ کیسے ہی حیلہ کرین مگر مہدی کے ان خطابات
القاب سے نجات نہین ملتی ہی عقیدۂ نشانزدہم یہ کہ شیخ محمد صاحب جونپوری کو نبی یا رسول

عقیدۂ نشانزدہم

صاحب شریعت تازہ جانتے ہین اور اس شرع ایجاد کیے کے بعض احکام کو ناسخ بعض احکام شرع محمدی
کا سمجھتے ہین بیان اسکا یہ کہ نبی اصطلاح اہل اسلام مین اوس انسان کو کہتے ہین کہ اوسکو اللہ تعالی
اپنے محض لطف سے سائر الناس مین سے برگزیدہ کر کے ارشاد و ہدایت خلق کے واسطے مقرر فرماوے
اور اوسکی طرف اپنے اوامر و نواہی و معارف و حقائق بقدر حاجت وحی کرے خواہ بواسطہ فرشتے
کے یا بلا واسطہ فرشتے کے بطور الہام یا منام وغیرہ کے اور مقدمات دینی مین وہ شخص معصوم فی العلم
ہووے یعنی وحی اوسکی قطعی یقینی ہووے کہ اوس مین احتمال گمان و سوسہ شیطانی اور خیالات نفسانی
کا نہ ہووے اور اسی طرح معصوم فی العمل بھی ہووے یعنی بعد حصول اس مرتبے کے اللہ تعالی اوسکو گناہ کبیرہ سے مطلقا
اور صغیرہ جیسے عمدا و سہوا اور صغیرہ غیر خسیسہ عمدا سے معصوم رکھے یہ نبی محض ہوا اور اوسکی نبوت یا احکام
یا اخبار کا منکر اور اہانت کرنے والا اور بعض سے کہنے والا کافر ہوتا ہے اگر یہ باین ہمہ اوسکے ہمراہ کوئی کتاب
یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا بھی ہو وہ رسول ہوا اور درجہ نبوت پر مرتبہ رسالت اضافہ ہوا
یہ ملاصہ ہی شرح مواقف اور شرح مقاصد وغیرہا کے مواضع متفرقہ کا اب ملاحظہ کیجیے کہ مہدویہ
شیخ موصوف مین ان تمام امور نبوت اور رسالت کا اعتقاد رکھتے ہین اگرچہ نام مہدویت کا
لیتے مین لیکن فقط نام کیا کام آتا ہے کام حقیقت سے ہے اور حقیقت نبوت و رسالت کا اعتقاد ان کی
کتابون معتبر سے بخوبی ثابت ہے اجمالا و تفصیلا اجمالا یہ کہ شواہد کے تیرھوین باب مین لکھا ہے کہ مہدویت
اور نبوت مین نام کا فرق ہے اور کام و مقصود ایک ہے اور تفصیلا یہ ہے کہ اکا بعض لطف الہی سائر الناس
مین سے برگزیدہ ہو کر مامور خدمت ارشاد و ہدایت پر ہونا تمام کتابون مین مرقوم ہے چنانچہ مطلع الولایت
مین لکھا ہے کہ اول بارہ برس تک امر الہی ہوتا رہا اور میران وسوسہ نفس و شیطان سمجھ کر ٹالتے رہے
اور بعد بارہ برس کے خطاب با عتاب ہوا کہ ہم برابر فرماتے ہین تم اوسکو غیر اللہ سے سمجھتا ہے بعد اسکے بھی
شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کر کے آٹھ برس اور ٹالتے رہے بعد بیس برس کے
خطاب با عتاب ہوا کہ قضائے الہی جاری ہو چکی اگر قبول کرے گا ماجور ہوگا ورنہ مجبور ہوگا انتہی ملخصا
اور مطلع العقائد مین لکھا ہے کہ او ذات خویش را با مر خدا بمہدویت اظہار کرد و الہا او نمودہ است حق تعالی
کہ مہدی ازین بر مومن مخصوص ہست کہ آن احکام رسیان کہ تعلق بولایت محمدی دارد بواسطہ مہدی
ظاہر شود اور رسالہ فرائض سید میران جی مین لکھا ہے کہ فرض پانچم خصوصیت بعثت مہدی بر آنکہ اظہار کردن

و بیان نمودن احکام ولایت محمدی کردہ است انتہی اور سیوا اسکے تمام کتب قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ من
جانب اللہ بغرض تلقین احکام الٰہی شیخ جونپوری واسطے ہدایت خلق کے آئے تھے تمام مبعوث ہیں اور اسی طرح مقدمہ
دوم یعنی وحی احکام وغیرہ کی بطور قطعیت کے خدا کی طرف سے ہونا بھی انکی کتابون مین جابجا مسطور ہی چنانچہ
ام العقائد مین لکھا ہی کہ شیخ موصوف فرماتے ہین کہ جو حکم کہ مین بیان کرتا ہون خدا کی طرف سے باذن خدا
بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا اور رسالہ فرائض ... مین
لکھا ہی فرض چہارم مہدی ابیواسطہ ہر روز نو تعلیم از خدا دانستن یعنی تمام احکام مہدی ثابت بامر اللہ دانستن
سینہ و ہمہ اعمال و بیان مہدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفیٰ علیہ السلام دانستن اور رسالہ اعتقادیات عملیات
مین عالم میان نے لکھا ہی کہ منصب خدا علم و حکم کا حضرت کو حق تعالیٰ سے اور روح مقدس نبی سے ہی اور علم
و حکم حضرت کا یقینی قطعی ہی اب ان بزرگ کے عبارات وحی ادعائی مین سے ایک عبارت بطور نمونے کے
لکھی جاتی ہی ابتدائے رسالہ ام العقائد مین لکھا ہی قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت
من اللہ بلا واسطۃ جدیدا الیوم قل انی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مہدی
الزمان وارث نبی الرحمن عالم علم الکتاب الایمان مبین الحقیقۃ والشریعۃ
والرضوان انتہی اور اسی طرح مقدمہ سوم ثبوت کا یعنی معصوم فی العلم والعمل ہونا اسپر بھی تمام مہدویان کا
اتفاق ہی چنانچہ اعتقاد معصوم فی العلم ہونے کا مقدمہ دوم سے بھی ثابت ہوا اور معصوم فی العمل
ہونا بھی سب کا اعتقاد ہی چنانچہ رسالہ اعتقادیات عالم میان مین لکھا ہی مسئلہ مہدی موعود علیہ السلام
تابع تام ہین بے خطا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ معصوم عن الخطا ہین الخ مسئلہ کسی مجتہد یا مفسر کا
قول موافق حکم و بیان مہدی کے نہ ہووے تو وہ قول خطا ہی مسئلہ احادیث آحاد جو ظنیہ ہین حضرت کے
احوال یا افعال یا اقوال کے مخالف ہوویں تو وہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین ہین بلکہ کسی
راوی کی غلطی ہی مسئلہ جائز نہین ہی کہ قول یا فعل حضرت کا مخالف کسی امر قطعی شرعی کے ہو کیونکہ جو
امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق یقین کے حدیث متواتر صحیح المعنی سے یا نص صریح قرآن سے
یا اتفاق و اجماع سے امت مکرمہ کے ثابت ہوا اس کا خلاف مخالف ہی اتباع کا انتہی غرض کہ شیخ موصوف
کے افعال و اقوال ایسے معصوم ہونگے کہ اقوال مجتہدین و مفسرین بلکہ احادیث سید المرسلین اونکے مقابلہ
مین غلط و خطا پر محمول کی جاتی ہین اور اسی طرح مقدمہ چہارم یعنی انکے مقام و احکام کا انکار کفر ہونا بھی اعتقاد

اتفاقی مہدویہ کا ہی چنانچہ عقیدۂ خوندمیر مین ہی کہ مہدی سے نے فرمایا ہی کہ جو حکم کہ بیان کرتا ہون مین خدا
کی طرف سے بامر خدا بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا
اور رسالۂ فرائض مین لکھا ہی کہ فرض دوم یہ ہی کہ منکر مہدیکو کافر جاننا اور فرض ششم یہ کہ منکر ایک حرف
کو بیان مہدی سے عند اللہ ماخوذ جاننا اور آخر اوس رسالے مین ہی کہ بجز ایمان آوردن برین جملہ احکام
و اعتقاد داشتن و عمل کردن بران و دور بودن از تاویل و تحویل آن شمار در گروہ مہدی نباشد
امید امر فلاح و نجات ہم نیست انتہی غرض کہ تمام لوازم نبوت انکے اعتقاد مین شیخ موصوف کے واسطے
ثابت ہوے اب باقی رہا درجہ رسالت کا یعنی کتاب یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا ان دونون امر مین سے
جو امر پایا جاے وہ رسالت ثابت ہوتی ہی چونکہ امر اول دشوار تھا اوسکو اختیار نہ کیا اسواسطے کہ کتاب مستقل
نہ بن سکی کیونکہ ایک عبارت وحی کہ مقدمہ دوم مین منقول ہوئی خطاؤن لفظی و معنوی سے مالامال ہی
تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی اگر رسالہ کتاب بنتی گویا کتاب الخطئیات ہوتی البتہ
فقرات وحی متفرق کتب مہدویہ مین موجود ہین کہ بعض عربی و بعض ہندی اور بعض گجراتی زبان مین ہین منجملہ
اونکے ایک یہ ہندی فقرہ بھی وحی ہوا ای سید محمد دعوی مہدویت کا کہلاتا ہوں تو کہلا نہین تو ظالمان
مین کردن گا چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہی واہ کیا فصیح و بلیغ فقرہ اترا کہ تمام اہل ہند کو اسکی
فصاحت نے حیران کر دیا اگر ایسے سب فقرات وحی ایک جا کر لین ایک رسالہ مختلف اللغات ہو کر شاہد کریمہ
وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا کا ہو سکتا تھا مگر نہ کیا اور شق ثانی یہ
اختیار کیا یعنی شریعت جدیدہ ناسخ بعضے احکام شریعت محمدیہ کا دعوی کیا بیان اسکا یہ ہی کہ شریعت
انہین احکام شرعیہ و امر و نواہی کو کہتے ہین سو شیخ موصوف نے دعوی کیا کہ مجھپر احکام خدا کی طرف
سے تازہ بتازہ نوبہ نو اترا کرتے ہین اور وہ احکام مانند احکام قرآنی کے ہین بلکہ اوس سے بھی
بڑھ کر ہین کیونکہ احکام قرآنی بعض فرض ہین بعض مستحب بعض مباح ہین یہان جو موہنہ سے نکلتا ہی
سو فرض ہی بلکہ ایمان ہی کہ اون پر عمل نکرنے سے خارج مہدویت سے ہو جاتا ہی چنانچہ عبارت منقولہ
آخر رسالہ فرائض سے معلوم ہوتا ہی اور خروج مہدویت سے بعینہ خروج ایمان و اسلام سے ہی
دوسرے یہ کہ عبارت قرآنی مین بعض جا توجیہ تاویل بھی درست ہی چنانچہ مؤول و مجاز و کنایہ وغیرہ اقسام
قرآنیہ سے ہین یہان تاویل و توجیہ مطلقا کفر ہی چنانچہ آخر رسالہ مذکورہ سے مستفاد ہی پس احکام انکی نسبت

جونپوری پوربیہ کو میان خوندمیر نے رسالہ عقیدہ مین اجمالا بیان کیا اور کہا اوسکی ابتدا مین کہ المقصود
بندۂ سید خوندمیر بن موسی عرف چھجو این احکام از زبان سید محمد مہدی علیہ السلام شنیدہ بسمت داد
فرمودہ است ہر سخنے کہ بیان می کنم از خدا و بامر خدا بیان می کنم ہر کہ ازین احکام یکحرف را منکر شود او عند اللہ ماخوذ
گردد الخ اور انتہائے رسالہ مین کہا کہ ای طالبان حق کہ مہدی را قبول کردہ اید معلوم باد این احکام مذکورست
از اول تا آخر وقت رحلت آن ذات مادام کہ این بندہ در صحبت وی بود در ہیچ حکم ازان احکام تفاوت نیافتم
و برین جملہ اعتقاد و ایمان داریم ہر کہ در بیان وی چیزی تاویلے آرد یا تحویلی کند او مخالف بیان آن ذات باشد
تمت الیٰ ہ سید میران جی نے ان احکام کو تفصیلا بیان کیا اور کہا کہ منکہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ ام بر جماعہ مصدقان مہدی واضح ولائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی کہ در عقیدہ بندگی میان
سید خوندمیر رضی اللہ عنہ مذکوراند مجموع سی حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی برخی ازان فرائض عملی الخ
یہ رسالہ بالتمام بحث تسویہ مین منقول ہوگا انشاء اللہ تعالی حاصل اس رسالے کا یہ ہی کہ احکام مذکورہ
سے بیس فرض اعتقادی ہین اور دس فرض عملی ہین اور سوا اسکے اور فرائض بھی ہین لیکن وہ سب
انھین تیس کے فروع ہین چنانچہ بعض ان احکام کے ضمن عقائد گذشتہ مین مذکور ہو چکے اور باقی رسالہ
مذکورہ سے معلوم ہونگے غرض کہ یہ احکام شریعت تازہ ہی سوائے شریعت محمدیہ کے کیونکہ شریعت محمدیہ کا
ماخذ قرآن اور زبان حضرت رسالت پناہ اور دونو کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی کہ انکا بیان واضح اور ظاہر
ہوا ہی کہ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ پس اگر قرآن
یا زبان آنحضرت سے یہ احکام مستفاد ہوتے اسقدر آپ سے مخفی نہ رہتے کیونکہ ایسے احکام مؤکدہ کو مجمل و مہمل چھوڑنا
مخالف خدمت تبلیغ رسالت کے ہی اور اگر کہین کہ بیان ان احکام کا زبان مہدی سے مقصود تھا تو یہی متعین
واجب ہوا کہ اس شریعت کو بعد نو سو برس کے شریعت محمدی سے ظاہر کرنا منظور تھا اور یہ احکام بعضے
احکام شریعت محمدیہ کے ناسخ ہین اسواسطے کہ نسخ کہتے ہین تبدیل و ازالہ احکام شرعیہ کو دوسرے احکام شرعیہ سے
اور احکام شرعیہ سات قسم ہین فرض و واجب و سنت و مندوب و حرام و مکروہ و مباح اور انکی تبدیل بطریق
شرعی یعنی مستحب کو فرض کر دینا یا مباح کو حرام کر دینا یا مکروہ کو فرض کرنا یا حرام کو فرض کر دینا و قس علی ہذا
یہ سب نسخ کہلاتا ہی چنانچہ اتقان وغیرہ مین اسکی تفصیل ہی اور اسی طرح شیخ جونپوری نے کہا کہ ذکر کثیر را جمیع
امت شریعت محمدیہ مین مستحب تھا شیخ نے فرض کرکے اوسکا استحباب منسوخ کر دیا چنانچہ عقیدہ شریفہ مین

مین مسلم رہوا اور اسی طرح عزلت خلق سے اور صحبت صادقون کی اور سیر مینرا ہونا آمدہ کہ مستحب ہی فرض
کیا اور تعیر و تبدد و میراث و تعیین معاش اور خروج دائرہ یعنی تکیہ سے کہ مباح تھا حرام ٹھیرایا اور بلا دلیل
وطن چھوڑنا کہ قسم رہبانیت سے ہی اور مکروہ تھا اوسکو فرض ٹھیرایا اور اعتقاد مساوات مہدی کا ساتھ
حضرت رسالتمآب کے کہ حرام تھا اوسکو فرض و ایمان ٹھیرایا اور ترک تمام اسباب دنیا کہ مستحب تھا اوسکو فرض
کیا وقس علی ہذا اور ان فرائض کو عین ایمان ٹھیرایا کہ انکا تارک کافر و منافق قرار پایا چنانچہ عقائد سابقہ
مین مذکور ہو چکا اور سوا پانچ نمازون فرض کے ایک دوگانہ ششم فرض ٹھیرائی وہ دوگانہ ستائیسوین
رمضان کا ہی اور سوا زکوٰۃ فرض اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ زکوٰۃ سے بمراتب سخت تر ہی یعنی اللہ تعالی
نے زکوٰۃ بابین آسانی فرض فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون تولے چاندی یا بیس مثقال سونیکا مالک ہو
اور فارغ حوائج اصلیہ اور قرض سے ہو کر ایک سال کامل اوسپر گذرے تب چالیسوان حصہ اوسکا نذر کو دینا واجب
فرض ہی اور شیخ جونپوری نے یہ فرض نکالا کہ آدمی جب جسقدر مال کا مالک ہووے قلیل ہو یا کثیر اوسکا دسوان حصہ
خیرات کرنا اوسپر فرض سوا یہ عبادت مالی ہی برابر زکوٰۃ کے چنانچہ کتاب زبدۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم
بن اسحق بن عبد الحی مہدوی مین مذکور ہی اور رسالہ فرائض مین بھی اسکا اشارہ موجود ہی غرض کہ یہ عشر
عشر نہین ہی جو کہ محاصل زمین سے شرع مین مقرر ہو بلکہ ایک تشریع جدید ہی مانند احکام مذکورۃ الصدر کے
اور نمبر ششم اون تیسرا احکام سے بھی زائد ہی بالجملہ احکام شریعت جونپوریہ کے بعضے مخالف شرع جدید ہین اور
باوجود تشریع جدید ہونے کے بعض احکام شرع قدیم محمدی کو منسوخ بھی کرتے ہین پس ثابت ہوا کہ شیخ
جونپوری مہدویون کے اعتقاد مین رسول صاحب شریعت جدیدہ ناسخ شریعت محمدیہ کے ہین کیونکہ ناسخ کو سب
احکام کا نسخ ضرور نہین ہی بلکہ بعض احکام کا نسخ بس ہی چنانچہ حضرت عیسی فرماتے ہین ولاحل لکم بعض
الذی حرم علیکم پس مذہب مہدویون کا مخالف ہوا نص قرآنی کے کہ ما کان محمد ابا احد
من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور باطل ہوئی توجیہ مہدویون کی کہ کہتے ہین کہ
خاتم النبیین سے مراد یہ ہی کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ بعد آنحضرت کے پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی متبع شریعت
محمدیہ کا پیدا ہووے منافی آیت مذکورہ کا نہین ہی اور شیخ جونپوری پیغمبر متبع ہین چنانچہ عالم میان رسالہ اعتقادیہ
مین لکھتے ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اوس بیان پر متبع اس شرع شریف کے ہو کر نہین مخالف
کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی متشرع ہونا فرع شریعت ہے ممنوع ہی نہ نبی متبع ان حضرت

متبع ہین نہ مشرع انتہی اور وجہ بطلان ظاہر ہی کہ خود انھین کے عقائد سے مہدی کا نبی مشرع ہونا ثابت
ہوا پس موافق اقرار مہدویہ کے بھی انکا اعتقاد مخالف قرآن وسنت واجماع امت کے ہوا علاوہ یہ کہ
مستقل نبی متبع سے کیا ہی اور معنی آیت کے کیا ہین یہ بھی ابتک ان بزرگوارون کی فہم مین نہین آیا ہی
بحث اسکی بہ تفصیل باب تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی یہان اسی قدر کافی ہی عقیدہ نہم
مہدویون کا اعتقاد یہ ہی کہ شیخ جونپوری بعد منصب نبوت ورسالت کے بعضے صفات الوہیت مین اللہ تعالی
کے ساتھ بھی شریک ہین چنانچہ یہ صفت الہی کہ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ
فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ
خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمٰوٰتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ کہ صفت علم الہی ہی اور
جابجا جناب باری اسکو اپنے واسطے خاص فرماتے ہین شیخ موصوف بھی اس مین خدا کے ساتھ
شریک ہین کہ اسی طرح کا علم غیب انکو بھی حاصل ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین ۳۱ باب مین لکھا ہی
کہ شیخ موصوف نے کہا کہ حق تعالی نے بندے کو احوال اتنے جملہ موجودات کے ایسے معلوم کر دیے ہین کہ جیسا کہ کوئی دانہ رائی کا
ہاتھ مین رکھتا ہو اور ہر طرف پھیر کر کما حقہ پہچانے اور واقف ہو اور بشارت نامے مین لکھا ہی کہ مہدی
نے کرّات و مرّات کہا ہی کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا و اولیا و مومنین و مومنات کے بلکہ احوال جملہ
موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہین جیسا کہ صرّاف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھ مین لے کر ہر طرف
پھراتا ہو اور کما حقہ پہچانتا ہی انتہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ مذکور نے اپنے خلیفہ ولادر کے حق مین فرمایا
کہ میان ولادر کو عرش سے تحت الثری تک ایسا روشن ہی جیسا کہ ہاتھ مین رائی کا دانہ ہووے انتہی دیکھیے
بڑے میان تو بڑے میان چھوٹے میان سبحان اللہ خود بدولت کہ تو جملہ موجودات کہ جس مین سماوات
وارض و ما بینہما سب داخل ہی مانند دانے رائی کے یا مثل روپے اشرفی کے ہاتھ مین تھے مریدین کے
ہاتھ مین بھی عرش و فرش مانند دانے رائی کے رکھا ہوا ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ ایک نوع کی شرک
حقیقی کا دعوی ہی اسواسطے کہ شرک کی حقیقت یہی ہی کہ اللہ تعالی کی ذات یا صفات وافعال مین کسی کو
شریک جاننا یعنی ویسی صفت دوسرے کے واسطے بھی ثابت کرنا اور یہ فرق کچھ بکار آمد نہین ہی کہ یہ صفت
اللہ تعالی مین بالذات ہی اور بشر مین بواسطہ عطاء الہی ہی کیونکہ اللہ تعالی اپنی صفت بشر مین پیدا نہین
کرتا ہی کہ کوئی بشر مانند حق سبحانہ کے عالم موجودات یا عالم کائنات یا رازق حیوانات یا حاجت روا ارض

جہالت ہو جاوے استغفر اللہ العظیم پھر خدا اور بندے میں کیا فرق رہا انبیا علیہم السلام علم غیب سے تحاشی
کرتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ
الْغَيْبَ اور حضرت رسالت پناہ کو حکم ہوا کہ کہو وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ
البتہ حضرات انبیا و اولیا کو بعض اوقات بطور معجزہ و خرق عادت کے بعض امور غائبہ کا انکشاف ہوا ہے
نہ یہ کہ مانند جناب باری کے جملہ موجودات غیب السموات والارض مانند شئی مرئی کے منکشف رہیں پھر کیا
فرق رہا علم بندہ اور علم خدا میں یہ دعوی صاف مخالف نص قرآن ہے کہ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی کہہ دو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہیں جانتے ہیں جو کوئی آسمانوں میں ہیں اور
زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ تعالی بیت پیچ جونپوری اور میاں ولاوتی زمین والوں میں ہیں انکو علم غیب کس طرح
مخالف اس آیہ کریمہ کے ہوگیا عقیدہ انکا یہ ہے کہ عالم میں چند چیزیں ایسی موجود ہیں کہ مخلوقات
خدا کی نہیں ہیں بعضی اون میں کل وجہ سے غیر مخلوق ہیں اور بعضی من وجہ مخلوق اور من وجہ غیر مخلوق
ہیں منجملہ انکے شیخ جو بیوشیخ مہدویاں بھی ہیں چنانچہ رسالہ جوہر نامہ میں لکھا ہے معلوم باد چند چیز غیر مخلوقات
اند چنانکہ مبشر المتقدمین زبدۃ الواصلین بندگی میاں سید قاسم صاحب در مکتوبات نوشتہ اند چون جوہر
اول روح حقیقی و ولایت محمدی و جملہ کتب سماوی و الفاظ این ہمہ غیر مخلوق اند و من و دل و نور کل اشیاء بری
و بحری علوی و سفلی مخلوق اند انتہی فاتیین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور مخلوق اند انتہی
پس ای عزیز اہل تمیز ہمہ علمائے اہل شریعت ولایت را مخلوق گویند و ہمہ اولیائے اہل حقیقت قدیم
و غیر مخلوق گفتہ اند انتہی سبحان اللہ عجیب عقیدہ ہے کہ خلافت آدم علیہ السلام سے دولت محمدیہ تک
کسی پر آسمانی میں یہ اعتقاد نہ ہوا ہے کہ سوائے ذات و صفات حضرت واجب الوجود کے کوئی اور شی موجود
بھی غیر مخلوق یعنی قدیم ہے تمام ملتوں نبوت میں یہی اعتقاد رہا کہ ایک حضرت حق اپنی ذات و صفات
سے قدیم ہے اور باقی تمام عالم یعنی ما سوا اللہ مخلوق و محدث ہے کہ عدم سے وجود میں لایا گیا ہے اور اسکا
عدم سے وجود میں لانے والا اللہ تعالی ہے اور بس پس لا قدیم الا اللہ و لا خالق الا اللہ عقیدہ اتفاقی
جمیع ملیین ہے پس یہ اعتقاد مہدویوں کو ملت ایمان سے نہیں پہونچا ہے بلکہ فلاسفہ یونان سے
ہاتھ لگا ہے کہ اونکے نزدیک سوائے حضرت واجب تعالی کے بہت چیزیں قدیم و غیر مخلوق ہیں چنانچہ
عقول و سموات وغیرہا انکے نزدیک قدیم و غیر مخلوق ہیں یعنی کسی وقت میں معدوم نہ تھے بلکہ ہمیشہ حضرت

باری تعالی کے ہین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا حالانکہ انصاف یہ ہی کہ ان پر
بھی تہمت نہ چاہیے کرنا کیونکہ سب فلاسفہ بھی یہ اعتقاد نہ رکھتے تھے چنانچہ افلاطون وغیرہ
جم غفیر فلاسفہ اس باب مین وہی اعتقاد رکھتے تھے جو کہ اہل اسلام رکھتے ہین اور جمیع اہل ملل و شرائع
سے بنقل متواتر منقول ہی کہ تمام عالم حادث و مخلوق ہی البتہ بخلاف انکے ایک طائفہ حکما مثل
معلم اول اور اوسکے اتباع مشائین اور شیخ الاشراق وغیرہ کا یہ مذہب ہی وہی مذہب کہ مہدویون نے
بسر و چشم مقبول کیا اور مذہب جمیع انبیا اور اہل شرائع اور جمہور حکما کاملین سے اعراض و نکول کیا
شعر چند چند از حکمت یونانیان ۞ حکمت ایمانیان راہم بخوان ۞ علاوہ یہ کہ زبدۃ الواصلین مذکور الصدر
کا یہ کلام غیر مفہوم ہی بقول لیکہ المعنی فی بطن الشاعر اب تک نہ کھلا کہ جوہر اول اور روح حقیقی سے کیا
مراد ہی اور یہ دونو قدیم کہان تشریف رکھتے ہین اور جملہ کتب سماوی سے اگر مراد کلام نفسی الہی
ہی تو وہ مانند دوسرے صفات باری تعالی کے قدیم ہی اوسکی تخصیص کی کیا وجہ ہی اور اگر مراد یہ حروف
و کلمات متوافقہ متلفظہ ہین تو وہ بالبداہتہ حادث و مخلوق ہین اور خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصورۃ
مخلوق سے کیا مراد ہی اگر وہی مراد ہی جو کہ مصنف جوہر نامہ مذکور نے آخر رسالے مین لکھا ہی کہ پس این
عزیز خاتمین در علم قدیم ثابت اند و در صورت مخلوق فی المعنی غیر مخلوق ازین سبب یہ نمود انتہی تو تخصیص
خاتمین کی کیا وجہ بلکہ تمام اشیا علم قدیم الہی مین ازل سے ثابت ہین پس باعتبار وجود علمی الہی سے
سب قدیم ہوسکے ہین اس قدر سے اشیائے مذکورہ کا قدیم ہونا ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ علم الہی قدیم ہوا
اور اشیا سب اپنے مرتبۂ ذات و وجود مین حادث و مخلوق ہین اور یہ کلام بھی مصنف مذکور کا اتہام
محض ہی کہ تمام اولیا اہل حقیقت ولایت کو قدیم و غیر مخلوق کہتے ہین اسواسطے کہ اولیا اہل حقیقت کے
نزدیک بالاتفاق ولایت محمدی کہ صفت نفس محمدی کی ہی مانند موصوف موصوف کے حادث و مخلوق ہی
البتہ ولایت الٰہیہ کہ صفت جناب باری تعالی کی ہی کہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا حال وہی کا مانند حال
صفات الٰہیہ کے ہی واین کجا و آن کجا تتمۃ الباب عقیدہ تسویہ یعنی شیخ جونپوری کو برابر حضرت
سید کائنات علیہ التسلیمات کے سمجھنا مہدویون کا کھلم کھلا اعتقاد ہی کہ اس مین کسی فرد بشر بلکہ
خدائے دادگر سے بھی ذرہ برابر خوف و شرم نہین رکھتے ہین مگر ایک عقیدہ دیگر کہ اس سے بھی بدتر ہی
اوس مین البتہ خدا و خلق خدا سے ذرہ شرماتے ہین کہ صاف ہر ایک کے سامنے زبان پر نہین لاتے ہین

دوسری یہ کہ حضرت سید کائنات علیہ التسلیمات شیخ جونپوری کے عوام مریدون سے برابر ہین چہ جائیکہ خاص یہین
واصحاب کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بمراتب بہتر ہین پھر کہان شیخ جونپوری کہ وہ تو نہایت
دور ہی حالانکہ جن بزرگوارون سے رتبہ پہنچا ہی اونہین سے یہ بھی ہاتھ لگا ہی اگر وہ عطائے غیر ہی تو یہ بھی بخشش
غیر ہی چنانچہ شواہد الولایت کے انتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب
نے مہدی کے اصحاب کا رتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس حدیث نے اصل بیان کرکے بتایا ہی
کہ اول مقام رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہووے اور جبکہ قوم ایسی ہو
اون کا امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی اور پچیسوین فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان عبد الکریم
ایک حدیث پڑھ رہے تھے اوس مین اس مقام پر پہنچے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ نظام نے شکر کیا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی
اور بڑے صحابہ کا مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے ہی اور پچیسوین فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب
بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور خلیفہ شیخ جونپوری نے اپنی عورت خوند بوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ
لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی هُمْ اِخْوَانِیْ بِمَنْزِلَتِیْ یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک بار
دکھلا کر کہا کہ یہ لوگ مقام مرسلین کا رکھتے ہین اور کہا کہ مرسل ایسے کہتے ہین کہ مثل جبرئیل امین کے
وحی لا رہے ہین لیکن بارہ آدمی دس سے بھی فاضل تر ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے
ہین هم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے
بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین دوسرے نے پوچھا کہ وہ چار کون ہین کہا تم اور بھائی عبد المجید اور میان عبد الملک
اور قاضی عبد اللطیف یہ تو مریدان شیخ جونپوری کا حال ہی کہ اپنے مریدون کو ہم مرتبت حضرت کے بول کر
کبھی ون مین سے بارہ کو مرسلین پر اور چار کو سید المرسلین پر تفضیل دے رہا ہی کہ منجملہ اونکے عبد الملک [illegible]
بھی ہی پس یہ لوگ اپنے دادا پیر شیخ جونپوری سے بھی افضل ہوئے کیونکہ اونکے مساوی جو افضل ہو وہ
ایسے بھی افضل ہو ایسے ہی وہ عقیدہ انہین کے بزرگون کے ہین معلوم نہین کہ کیا سبب کہ تسویہ کو اختیار
کیا اور تفصیل کو پس انداز کیا کیونکہ بسبب خوف خدا کے باز رہے ہون ایسا گمان نہین ہو سکتا ہی
اس واسطے کہ جب خود خدا کی صفات مین مہدی کو شریک کرنے سے نڈر کر سلام اعیونا و تقدیم غیر مولانا
ٹھہرایا اونکے جیسے ایسے کہیں لیکن پتہ کرتے اور یہ کہ خود وہ بزرگ باوجود دعوی تسویہ کے

اشارۃً ترقی و اضافہ تفضیل کا بھی کر گئے ہین چنانچہ بولے ہین کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح اولین آخرین
کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولی العزم اور رسولون اور اولیا و مومنین کی آدم سے اسدم تک تصحیح ہوئی
ہے اور قبول و رد میرا قبول و رد خدا کا ہے چنانچہ شواہد الولایت و مطلع الولایت وغیرہما مین موجود ہے اور تفصیل
اوسکی ابواب آیندہ مین آوے گی اور ظاہر ہے کہ افضل جمیع انبیا اور آدم سے اس دم تک ہمارے حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی افضل ہین لیکن شاید کہ مہدویون نے جب دیکھا کہ اپنے مہدی کے دونو کلام تسویہ و تفضیل
مین سے ایک بلاشبہہ کاذب ہے اقل درجہ تسویہ کو اختیار کیا کہ مَنِ اتَّبَعَنِیْ بِیَقِیْنٍ مُخْتَارًا ھُوَ کَمِثْلِی لیکن ہم
بھی اپنی برخورداری و تابعداری کو کار فرمایا کہ اوس تمہ ل التفضیل کو بھی بالکل معطل نکر دیا بلکہ برتاو اوسی کے موافق کیا کہ
کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار نبوت مین ایک صدیق تھے تو یہان وہین سید محمود اور خوندمیر
اور اگر وہان خلفاے راشدین چار تھے یہان پانچ ہین سید محمود اور خوندمیر اور میان نعمت اور میان نظام اور میان دلاور اور اگر وہان عشرۂ مبشرہ تھے
تو یہان بارہ ہین پانچ مذکورین اور باقی یہ ہین امین محمد ملک معروف عبد المجید ملک جو یوسف ملک گوہر
ملک برہان الدین اور اگر آنحضرت کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین چوہتر فرقے ہین
ایک فرقہ کہ عقیدہ خوندمیر ہے ناجی باقی غیر ناجی اور سید محمود مذکور الصدر پسر مہدی کو مہدی ثانی بھی کہتے
ہین اور میان خوندمیر داماد مہدی کو بدلہ مہدی بھی بولتے ہین کیونکہ قتال کا کام مہدی سے نہوا اور
بدلے مین انھون نے کیا اوسکو جنگ بدر ولایت کہتے ہین اور اسد اللہ الغالب بھی انکا لقب ہے اور ان کے
بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسہ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہین انکے ساتھ لڑکین مین خدا ہمیشہ کھیلا
کرتا تھا جیسا کہ تحفہ فضائل مین منقول ہے نقل کفر کفر نباشد اور انکی مان فاطمۂ ولایت ہین اور سب وان
مہدی کی ازواج مطہرات اور امہات المومنین کر ملقب ہین اور جبکہ انکے مہدی نے دعوی کیا کہ انکے کی ایک نظر
ہزار سال کی عبادت مقبول سے بہتر ہے یعنی بارہ شب قدر کے برابر ہے چنانچہ انصاف نامے کے باب ششم مین
لکھا ہے اب انکے مریدون مین ایسے مقامات کے اعتقادات کیون نہ کھین گے بلکہ یہ مریدین خود مبشر بالجنہ
ہونا بر کنار دوسرون کو مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین جیسا کہ تحفہ فضائل مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا جب تک
ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوئے ہین ای میان دلاور تمہارے پاس بھی ہو نگے اور انھین مریدین کے
واسطے مقامات انبیا اور مرسلین کا ثابت کرنا باب ششم مین آوے گا انشاء اللہ تعالی اب باقی رہا یہ شبہہ کہ
سید محمود مذکور الصدر لو اسے مہدی کو کہ حسین ولایت قرار دے کر برابر یا بہتر امام الشہدا شہید کربلا سے

جانتے ہین حالانکہ اونکی کبھی نکسیر بھی نہین پھوٹی یہ بغیر خون لگائے شہیدون مین کیونکر شریک ہوگئے سو جواب اس حکایت کا یہ سنا گیا ہی کہ تذکرۃ الصالحین مین مذکور ہی کہ ایک روز یہ بزرگ بعد نماز تہجد کے جائے نماز پر بیٹھے تھے کہ روح یزید کی بصورت کتے کے داخل ہوئی میان مذکور نے اپنے ہاتھ سے اوسکو ہانکا اوسنے انکے ہاتھ کو ایسا زخمی کیا کہ اوسکے درد سے بعد پینتالیس روز کے پندرھوین محرم کو انتقال کیا سبحان اللہ یزید پلید باوجودیکہ انواع واقسام عذاب اوس عالم مین مبتلا ہی پھر بھی اتنی طاقت رکھتا ہی کہ حسین گجراتی مہدوی کے ناحق کے مارنے کو لپس کرتا ہی اور حیرت یہ ہی کہ اوس ملعون کو باوجود اسقدر گرفتاری کے اسقدر فرصت کہان سے ملی کہ انکے قتل کا عزم سفر کیا البتہ بایت نے اذن الٰہی نہ ہوئی ہوگی خدا کی طرف سے مامور ہوا ہوگا کہ مہدویون کے خاتم مرشد کا کام تمام کرے یا یہ ہو کہ کسی کتے نے کاٹا اور یہ اوسکے زخم سے گذر گئے مگر حضرت امام کربلا سے مقابلہ کرنیکے واسطے اوسکو یزید کہکر مفت بے مفت ٹھاٹھ کربلا کا باندھ لیا

## باب دوم احوال شیخ جونپوری مین ابتدا نشو ونما سے انتہا موت و فنا تک اور بعد انکے سرگذشت اونکے خلفا و توابع کی آج تک بطور اختصار واجمال کے

منقول مطلع الولایت اور شواہد الولایت اور پنج فضائل اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ کتب تواریخ وروایات ثقات معتبرین سے مگر کشف وکرامات کہ مہدویہ دم بدم اور قدم قدم پر نقل کرتے ہین سب ترک کردی گئین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک سب تراش وخراش مریدین ومعتقدین کی ہی ورنہ مورخین معاصرین ومتاخرین بھی کچھ نقل کرتے حالانکہ کسی مورخ سُنّی وشیعی وغیرہ نے بجز ترک وتجرد اور تاثیر وعظ و بیان کے کہ لوازم ترک وتجرد سے ہی کوئی کرامت ظاہر وباہر شیخ موصوف کی یا اونکے خلفا کی نقل نہ کی شیخ جونپور کہ جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود پکارتے ہین ابتدا انکی یون ہی کہ شہر جونپور مین کہ بلاد شرقیہ ہندوستان سے ہی اونکے والد کہ نام اونکا سید خان تھا رہتے تھے اونکے دو فرزند پیدا ہوئے تھے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہی شیخ موصوف ہین ولادت انکی شہر جونپور مین سن آٹھ سو سینتالیس ہجری مین واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی آغا ملک ہمشیرہ ملک قوام الملک کی چنانچہ مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی لیکن مہدویون نے بمصلحت دعوی مہدویت کے دونو کے نام بدل کر میان عبداللہ اور بی بی آمنہ مقرر کر دیے ہین یہ بحث دلیل دوم مین آویگی القصہ جب عمر انکی چار سال و چار ماہ و چار روز کی پہنچی سید خان صاحب نے

اشراف واعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کرکے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ مشائخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھوا کر واسطے تعلیم کے انکو انھیں کے حوالے کیا چنانچہ یہ ہمراہ اپنے برادر کلان میان احمد کے اونکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتے تھے چونکہ طبیعت تند و ذہن لیسند رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ ہوکر بقیۂ کتب علوم درسیہ سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگئے اور چونکہ موشگافی مین لیرا و بحث مین شیر تھے شیخ دانیال جونپوری اور علماے دانا پور نے انکا لقب اسد العلما مقرر کیا آبا و اجداد انکے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن انکی مریدی کا مہدویہ انکار رکھتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ اس دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام نے انکو ذکر خفی وغیرہ جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لاکر پہونچایا اور پھر خود انسے سیکھا اور شیخ دانیال بھی باشارۂ خضر علیہ السلام کے انسے تلقین پاکر مصدق مہدویت کے ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابون مین اسکا بالعکس لکھا ہے کہ یہ خود شیخ دانیال کے مرید تھے اور وہ خلیفہ سید راجی احمد شاہ کے تھے اور وہ داخل سلسلۂ شیخ حسام الدین مانکپوری کے ہین اور وہ خلیفہ شیخ نور الدین قطب العالم بن شیخ علاء الدین کے اور وہ خلیفہ شیخ اخی سراج کے اور وہ خلیفہ سلطان المشائخ حضرت نظام الاولیا محبوب الٰہی کے ہین القصہ شیخ جونپوری نے عنفوان شباب سے قدم درویشی مین رکھا اور لوگ اونکے نہایت معتقد ہوگئے یہان تک کہ سلطان حسین حاکم دانا پور نے کہ خراج گذار دلپت رائو والی ملک گوڑ کا تھا بھی انکے ساتھ رابطۂ اعتقاد و اختلاط کا تازہ کیا کہ ہر مہم مین انکو ہمراہ رکھتا تھا آخر کار شیخ موصوف نے اوسکو اطاعت کا فرزند گور سے ننگ و عار دلا کر مستعد کارزار کیا کہ تیس ہزار سوار لے کر ہمراہ شیخ موصوف کے روانۂ گوڑ ہوا اور پندرہ سو سوار جوانان مجرد کہ لقب اونکا فوج بیراگیان تھا رکاب شیخ مین رہتے جب یہ خبر دلپت رائو کو پہونچی ستر ہزار سوار ہمراہ لیکر اپنے قلعے سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان موصوف نے بسبب قلت سپاہ کے ہزیمت پائی لیکن شیخ نے قدم استقلال کا جما کر پندرہ سو بیراگیون سے ایسا حملہ کیا کہ شیخ و دلپت رائو دوچار ہوگئے اور تیغ شیخ اسیر السیفی کا سر پہونچی کہ دوپارہ ہوگیا اور دل اوسکا نکل آیا اور میان دلاور خلیفۂ شیخ کہ بھانجے رائے اندکور کے ہین اوسی جنگ مین دستگیر ہوکر خدمت شیخ مین آئے کہتے ہین کہ رائے اندکور کے دل پر نقش بت کا کہ جسکی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا موجود تھا یہی امر موجب جذبۂ شیخ ہوا کہ جب باطل کو اسقدر اثر ہے حق کو کیا کچھ اثر ہوگا غرض کہ سات برس تک کچھ ہوش و حواس بجا نہ تھے مگر فرائض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ مثل مطلع الولایت وغیرہ مین خلاف عقل و عادت بشری یہ بات بھی لکھی ہے کہ اس سات برس مین ایک ذرہ طعام اور ایک قطرہ پانی کا کبھی چکھا اور نہ

اکی ابی ابی الحدیقی نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ مدہوش رہتے ہو اور تحمل نہیں کر سکتے تو بولے کہ اسقدر تجلی آتی ہے
کی ہوتی ہے کہ اگر ان دریاؤں میں کا ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تو تمام عمر کبھی ہوش میں نہ آوے
سبحان اللہ اس غفلت و جذب میں بھی یہی دھن تھی کہ حضرات انبیا و مرسلین کی تنقیص اور اپنی تفضیل کا دم مارنا
القصہ بعد سات برس کے کچھ ہوش آ یا کہ گاہے باہوش اور گاہے مدہوش رہتے تھے یہ حال مذبذب پانچ برس تک
رہا کہتے ہیں کہ اس پانچ برس میں غلہ و گوشت و دودھ چاول ترکے بہت سویر بروایت ابی ابی الحدیقی کے کھایا ہو گا
بعد اس حال کے طریقہ ہجرت یعنی وطن چھوڑنے کا اختیار کیا کہ جلا وطن ہو کے مع زن و فرزند و چند مرید کے
دانا پور کے جبش کی راہ سے جہان گردی کو نکلے کہ ابی ابی مذکور اور سید محمود فرزند انکے اور شیخ بھیک وغیرہ
ہمراہ تھے اور اوس جنگل میں المالتا اپنی مہدویت کے بھی ظاہر کیے اور ان ہمراہیوں نے تصدیق بھی کی اور رفتہ
رفتہ شہر چندیری میں پہنچے اور وہاں اونکے وعظ و بیان میں جب ہجوم خلائق زیادہ ہوا وہان کے
شیخ زادوں کو کہ صاحب سجادہ شیخ بخت تھے ناگوار معلوم ہوا آخر الامر بحیلہ اکراہ وہاں سے انکو نکال دیا وہاں سے بعد
طے کرنے چند منازل کے شہر منڈو میں پہنچے وہاں بھی غلغلہ انکا ہوا یہاں تک کہ سلطان غیاث الدین نے
کہ اوسکو اور اسکے فرزند سلطان نصیر الدین نے اوس ایام میں با بجوالہ وملائی معتقد رکھا تھا شیخ موصوف کے
دو مرید سید سلام اللہ اور ابو بکر کو بلا کر با عزاز تمام ملاقات کر کے رخصت کیا اور ہمراہ اونکے ساتھ تین تھال
طلا اور ایک تسبیح مروارید قیمتی ایک کرور محمودی کی والعہدۃ علی الراوی خدمت شیخ میں گزرانی شیخ نے فقط ازکو
ان لوگوں کو کہ دنبال اس خزانے کے آئے تھے حوالے کیا اور تسبیح مروارید ایک ذیالی کو کہ اوس وقت حاضر
تھا عنایت کی مگر ایک تھال انکے رفقا میں بالسویت تقسیم ہوئی اور وہاں ایک امیر مصاحب سلطان غیاث الدین
کا الہداد نامے کہ فاضل و شاعر بھی تھا ترک دنیا کر کے ہمراہ ہوا چنانچہ تا دم مرگ ہمراہ رہا چنانچہ مرثیہ شیخ اور
دیوان غیر منقوط اور رسالہ ابارانات اور رسالہ اثبوت مہدویت تصنیف اسی کی ہے اور صاحب دیوان مہری
ابن خواجہ ملا شاگرد اسکا ہے اور اسکو خلیفہ ہشتم شیخ جونپور کا شمار کرتے ہیں غرض کہ اب یہاں سے لوگ
معتقد ہو کر ہمراہ ہونے لگے اور اسی شہر میں سید اجمل فرزند شیخ چھوٹا بھائی سید محمود کا فوت ہوا اور وہیں اوسکو
مدفون کیا اور صورت فوت کی یہ ہوئی کہ شیخ موصوف نے وہاں بتقریب عرس حضرت رسالت مآب کے طعام
طیار کروایا تھا یہ لڑکا اپنے بھائی سید محمود کی آغوش سے جدا ہو کر ایک بڑے جوش میں گر کر مر گیا اور سبب
گرنے کا غفلت سید محمود کی تھی کہ اوسکے ساتھ کھیل رہے تھے اور اسی قسم کا ایک اقوال خاندان مہدویہ

بھی ہوا کہ بی ایک مدت کے ایک لڑکا سید محمود کا اسلیے چونام آتش چراغ سے جل کر مر گیا وقنا ربنا عذاب
النار۔ غرض کہ شیخ موصوف بغداد سے کوچ کر کے شہر چانپانیر مین کہ دار السلطنت گجرات کا تھا پہونچکر
مسجد جامع مین اترے وہان بھی انکے وعظ و تذکیر کا چرچا ہوا یہانتک کہ والی گجرات سلطان محمود
بیگاڑہ نے بھی ارادہ آنے کا کیا لیکن وہ عالم کہ اول حسب الحکم ملاقات کرنے گئے تھے مانع ہوئے اور میان
نظام کہ مسجد اسلام خان مین طالب علمی کرتے تھے مرید ہو کر ہمراہ ہو لئے اور آخر تک رفیق رہے اور بی بی الہدیتی
زوجہ کلان شیخ کی فوت ہو کر زیر سایہ دونگری قریب قلعہ مدفون ہوئی اور انکے انتقال کے بعد سے
طریقہ تفسیر بالسویہ کان و جہات مین شروع ہوا پھر چند اقامت فرما کر بیٹھے پہونچکے وہان سے برہان پور کی راہ
دولت آباد مین وارد ہوئے وہان سے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کر کے شہر احمد نگر کو پہونچے اس وقت وہان
احمد نظام الملک نے قلعہ و باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزو مند فرزند کا تھا شیخ کا حال سنکر انکی صحبت
مین بھی آیا اور معتقد ہوا اتفاقاً حق تعالی نے نظام الملک کو بیٹا دیا کہ بعد اسکے جانشین وہی ہوا اور چونکہ
اس فرزند کا تھا اسواسطے بعد انکے انکے خلفاء و مریدین کہ مانند شاہ نظام و دلاور و لطف و غیرہ کے ہیں برابر
سے طلب کیا تھا اور اپنی بیٹی انکے پوتے سید میران جی ابن حمید بن شیخ موصوف کے عقد نکاح مین
دی تھی یہی سبب ہے انکی اولاد و خلفا کے دکن مین آنے کا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کر کے شہر بیدر کو کہ
عہد ملک برید مین وہان شیخ مومن معتقد ہو گئے اور ملا ضیاء اور قاضی علاء الدین ترک دنیا کر کے ہمراہ ہو
پھر وہان سے شیخ جونپور گلبرگہ کو آئے اور مزار سید محمد گیسو دراز پر گئے پھر وہان سے رخصت ہو کر قصبہ
رایاک ہوتے ہوئے بندر دابھول کو پہونچے اور وہان سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ کعبۃ اللہ کے ہوئے
اور بعد طی منازل کے حرم محترم مین پہونچے اور چونکہ سنا تھا کہ مہدی کے ہاتھ پر خلق رکن و مقام کے
درمیان بیعت کریگی اسواسطے آپنے بھی اوس مقام مین دعوی مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ کا کیا
اور میان نظام اور قاضی علاء الدین نے آمنا وصدقنا بول کر حسب بیعت کر لی تاکہ یہ ٹوٹکا بھی ادا
ہو جاوے اور بولے کہ دو گواہ بس ہین اور سن نوسو ایک ہجریہ دعوی ہوا پھر وہان سے حضرت آدم کی زیارت
کو گئے اور کہا کہ مین نے بابا آدم سے معانقہ کیا انھون نے مجھسے کہا کہ خوش آمدی صفا آوردی پھر
بغیر زیارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقط مکے سے بعجلت تمام مراجعت کر کے جدے کو آکر
جہاز پر سوار ہو کر بندر دیو گھاٹ پر اترکر وہان سے ملک گجرات مین شہر احمد آباد مین آکر مسجد تاج خان سالار

مین قریب دروازہ جمال پور کے مقیم ہوئے یہان بھی اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ وعظ و دعوت کا شروع کیا اور ملک برہان الدین خلیفۂ شیخ یہین مرید و تارک بنکر رفیق ہوئے انکو خلیفۂ ثالث جانتے ہین اور ملک گوہر کہ خلیفۂ چہارمی ہین اوسی مقام سے رفیق سفر و حضر ہوئے اور اسی مسجد مین ایک روز بمجمع عام شیخ نے سن نو سو تین مین دعوی مہدویت کا کیا یہ دعوی دوم ہی بعد اسکے علما و مشائخ گجرات نے حضور سلطان محمود مین شکایت کی کہ شیخ تازہ وارد اپنے وعظ مین حقائق خلاف شریعت بیان کرتے ہین سلطان نے حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہان سے اوٹھکر ایک گاؤن سولاسانج نام مین نازل ہوئے میان نعمت کہ خلیفۂ کلان ہین پہلے سے راہزنی اور خونی تھے خون بلشی کے جرم سے بھاگ کر وہان پہنچے اور مرید ہوکر ساتھ ہوئے پھر وہان سے روانہ ہوکر شہر نہروالہ پیران پٹن مین کہ منجملہ گجرات ہے کر خان سرور کے لب حوض پر اوترے یہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میان خوندمیر یہین آکر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک بکن برخوردار اور ملک کدا اور ملک جانکر انکے اقربا سے ہین وہ بھی مرید ہوکر ہمراہ ہوئے اور خوندمیر کو اجازت گھر مین رہنے کی ہوئی کہ فی الحال یہین رہو پھر جب خدا اوسے گا آنا اور انکے اقربا کو مبارز الملک وغیرہ امرا گجرات نے بھی نہ چھوڑا بلکہ نظربند کیے رکھا اور جب مبارز الملک نے دیکھا کہ اپنے اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اسقدر شیخ موصوف کے دام تسخیر مین گرفتار ہوتے جاتے ہین کہ کسی ملک مین ہوئے ایک فرمان ثانی سلطان محمود کا صادر کراکر پیران پٹن سے بھی اخراج کروادیا اور شیخ کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آیا تو کہتے تھے کہ مجکو خدا کا حکم بھی یہان سے نکلنے کا ہوا ہے مین خود بخود جاتا ہون چنانچہ پیران پٹن سے نکل کر تین کوس کے فاصلے پر قصبہ بدلی مین اوترے اور وہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میان خوندمیر کہ بالاخانے مین محبوس تھے بعد چند مہینے کے خفیہ نکل کر شیخ کے پاس آرہے یہان سب خاص و عام مریدین کا مجمع ہوا چونکہ مدت سے یہ مریدین شیخ کے درپے تھے کہ دعوی مہدویت کا کریں اور بار بار اسکے خواہان تھے اور شیخ ہر چند ٹالتے چلے جاتے تھے یہ لوگ تقاضا نہین چھوڑتے تھے چنانچہ بیان خاطر انکے دو بار اس سے پہلے دعوی کیا تھا لیکن بعد اسکے سکوت اختیار کیا تھا اس پر چندان اصرار تھا اب سب نے کمال اصرار کیا شیخ بھی تیار ہوگئے اور فرمایا کہ مجکو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا بلا واسطہ ہوتا ہے کہ دعوی کرین ٹالتا چلا جاتا ہون اب مجکو یہ حکم ہوا ہے کہ اے سید محمد دعوی مہدویت

دوسرا دعوی مہدویت اور اخراج احمدآباد سے

اخراج پیران پٹن سے

تیسری دفعہ دعوی مہدویت کا بدلی مین

کہلاتا ہوے تو کہلا نہیں تو ظالمان میں کا کرون گا اسواسطے ہین بصحت عقل و حواس دعوی کرتا ہون
کہ انا مہدی مبین مراد اللہ اور اپنا چمڑا دونو انگلیون سے پکڑکر کہا کہ جو کہ مہدویت اس ذات سے
منکر ہووے وہ کافر ہی اور میں خدا سے بے واسطہ احکام وغیرہ لیا کرتا ہون اور فرمان حق تعالی کا ہوتا
ہی کہ علم اولین و آخرین کا تجکو دیا اور بیان معنی قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجکو دی ہمنے تجھے جو
قبول کرے وہ مومن ہی اور تیرا جو منکر ہووے وہ کافر اسیطرح بہت سی باتین خدا پاک کی طرف نسبت
کین خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے اپنا عین مقصود جان کر پکارے کہ آمنا وصدقنا
یہ دعوی تیسرا ہی کہ سن نوسو پانچ پر ہوا اور مرنے دم تک اسپر اڑے رہے اسیواسطے اسکو
دعوی موکد بولتے ہین غرض کہ یہ خبر جب مشہور ہوئی شہر نہروالہ مین کہ وہانسے تین کوس تھا شور
وغوغا ہوا کہ جس سید کو یہان سے شہر بدر کیا تھا اوسنے قصبہ بدلی مین جاکر دعوی مہدویت کا
کیا ہی پس چند علما قصبہ مذکور مین آئے اور شیخ موصوف کے ساتھ مباحثہ و سوال و جواب باب مہدویت
وغیرہ دعاوی مین دیر تک کرتے رہے چنانچہ تفصیل اسکی باب دلائل مین آوے گی القصہ جب کہ شیخ
اپنے دعوی سے باز نہ آئے علمانے مایوس ہوکر بادشاہ گجرات کو کہ شہر احمدآباد مین تھا اطلاع دی
بادشاہ نے حکم اخراج صادر فرمایا چنانچہ وہان سے بھی نکل کر مع اپنے مریدین کے جانب ملک سند کے
روانہ ہوئے اور نکلتے وقت بولے کہ اگر مین حق پر تھا کیون اتباع نہ کی اور اگر ناحق پہ تھا کیون قتل
نہ کیا اسواسطے کہ جہان جاؤنگا خلق کو گمراہ کرونگا اور وبال انکی گردن پر ہوگا غرض کہ وہان سے
شہر جالور مین پہنچے وہان کے بہت لوگ مرید و منقاد ہوئے پھر وہان سے ناگور کو پہنچے
اور وہان بیان کیا کہ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا شد وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ شد وَاُوْذُوْا فِیْ
سَبِیْلِیْ شد وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا ماندہ ہست ماشاءاللہ خواہد شد بعد اسکے وہان سے روانہ ہوے
اور ملک سند مین شہر نصیرپور مین داخل ہوئے وہان سے میان نعمت اور میان خوندمیر کو رخصت گجرات
جانے کی دی اور ایک جماعت کثیر انکے اصحاب کی اس دین جدید کی سختیون سے بیزار ہوکر ترک صحبت
کرکے روانہ گجرات ہوئی ہر چند کہ شیخ جونپوری انکو ڈراتے رہے کہ تم منافق ہوئے جاتے ہو ایک
نے بھی نہ سنا اور سیدھا راستہ گجرات کا لیا بی بی شکر خاتون بھی انھین مین تھی پھر وہان سے دار السلطنت
سند شہر ٹھٹھہ مین پہنچے اور وہان اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگون نے تصدیق مہدویت کی

کی جب یہ حال قیل و قال کا اہل اسلام سندھ پر منکشف ہوا نہایت تنگ پکڑا یہان تک کہ چوراسی آدمی
رفقا و اصحاب شیخ سے مارے فاقون کے مر گئے شیخ موصوف نے اسکا تدارک یہ کیا کہ بشارت
دی کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین اولی العزم کے ملے القصہ آخرکار بادشاہ سندھ نے حکم دیا کہ
اس درویش کو مع تمام مریدین کے قتل کرو لیکن دریا خان امیر بادشاہ موصوف نے اپنی عرض و معروض
سے حکم قتل کا ملتوی کرا کے مملکت سندھ سے اخراج کروا دیا پس شیخ مع مریدین روانہ خراسان
ہوئے لکھتے ہین کہ قریب نو سو نفر کے ہمراہ شیخ کے تھے اون مین سے تین سو ساٹھ اصحاب مہاجرین
خاص کہلاتے تھے غرض کہ بعد از خرابی و بربادی افتان و خیزان یہ قافلہ درویشان وارد قندھار
ہوا جب یہان بھی انکے اسی قیل و قال کا چرچا ہوا حاکم قندھار میرزا شاہ بیگ نے حکم کیا کہ سید ہندی کو
روز جمعہ کے مسجد جامع مین حضور علماے اسلام مین حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمین اوسکے دوڑ
اور جبراً و قہراً سید شیخ کا پکڑ لا کر اس عجلت سے لیچلے کہ جوتا بھی پہنے نہ دیا اور مریدون نے جب ساتھ
ہمراہی کا کیا منع کیا بلکہ زد و کوب کی بھی نوبت پہنچی جب شیخ داخل مسجد ہوئے علماء دیرہ نے ہجوم
کر کے سخت سست کہنا شروع کیا شیخ نے تحمل کر کے وعظ قرآن شروع کر دیا شاہ بیگ کہ جوان
بست سالہ تھا انکے بیان پر فریفتہ ہو گیا اس سبب سے وہ گرمی سرد ہو گئی اور شیخ نے اونکے ہاتھ
سے نجات پا کر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پہنچے وہان بھی یہی بار مصیبت
پیش آئی کہ اول ایک عہدہ دار نے آکر شیخ اور تمام ہمراہیون کے ہتھیار چھین لیے اور ترکش
کمان سب کے سر پر رکھ کر ایک ایک کو شمار کر کے کہا کہ کل سب کو قید کرین گے بعد اسکے میر ذوالنون
حاکم شہر بکمال ادب واسطے دریافت کیفیت کے بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا
ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان مہدویت کا کرین چنانچہ علماے فراہ نے سوال و جواب شروع
کیے اور امیر ذوالنون نے یہ تمام کیفیت میرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور مین لکھ کر
روانہ کی بادشاہ نے چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کیے چنانچہ علماے مذکورین نے
آکر مباحثہ کیا کیفیت اس مباحثے کی آئندہ بحث دلائل مین تفصیل آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ
جب فراہ مین تین مہینے گذر چکے خوندمیر اور میان نعمت کہ نصیر پور سے اپنے وطن کو واپس
گئے تھے اور میان محمود فرزند شیخ جو کہ شہر نہروالہ مین اپنے والد سے جدا ہو کر بارادہ تلاش کرنے

شہر چاپانیر کو جاکر سلطان محمود کی سرکار مین مردم سپاہ پیشہ مین نوکر ہو گئے تھے یہ تینون شخص
فراہ کو آئے اور ہمراہ نذر کہ مردم گجرات نے واسطے شیخ کے ہمراہ میان نعمت کے روانہ کی تھے
راہ مین میان محمود فرزند شیخ نے چاہا کہ اپنے تصرف مین لاوے میان نعمت نے کہا کہ مین پرائی امانت
مین خیانت کرنے نہ دونگا فرزند رشید نے خفا ہو کر نماز کے واسطے نکلنا چھوڑ دیا ناچار خوندمیر
نے اپنا خرچ راہ مع اون امانت کے کہ اپنے ہمراہ تھین جب سامنے رکھ دیا تب جماعت نماز کے واسطے برامد
ہوئے جبکہ فراہ پہونچے سب امانت مین شیخ موصوف نے طرف داری فرزند کی کی اور کہا کہ کیا
مثل گجرات کی یاد نہ تھی کہ آم کٹ ڈھمک کیا تیرے باپ کا مال ہی بعد اوسکے شیخ نے امانتین مذکورہ
میان نعمت سے طلب کین میان مذکور نے جواب دیا کہ یہ طالبان خدا کہ اثنائے راہ سے آپ کی طرف
روانہ ہوئے اون پر خرچ کیا گیا شیخ نے فرمایا کہ ان لوگون کو کسنے طالب خدا بنایا بمجرد اس کلام کے
طالبین مذکور بے ساختہ بھاگے اور میان نعمت کہ جنکا لقب مقراض بدعت ہی جوش مین
آکر صحبت شیخ سے بیزار ہو کر مع اہل و عیال روانہ ہوئے پس شیخ نے اونکی نمائش کی ایک گجراتی
مثل بولے کہ تو مجھ لوڑ نہ لوڑ سہاگن ہون تجھ لوڑ ہزار یعنی تو مجھکو چاہ نہ چاہ مین تیرا چاہنے والا
ہون اور بہت دلاسا کر کے واپس لائے چنانچہ تفصیل اسکی تذکرۃ الصالحین مین موجود ہی
اور فرزند مذکور کے حق مین کہا کہ جسکا پوت پوت ہو کر آوے اوسے کاہے خوشی نہ ہوئے
غرض کہ ان لوگون کے آنیکے بعد چھ مہینے اور شیخ زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے ہی
اور اکثر بشارات و اشارات اپنے اور اپنے مریدین کے فضائل مین اسی عرصے مین صادر ہوئے ہین
القصہ بعد نو مہینے کے تریسٹھ برس کے سن مین شیخ نے مقام فراہ مین بروز پنجشنبہ سنہ نو سو دس
مین انتقال کیا کہتے ہین کہ اوسی پہلے جمعے کے روز بعد نماز جمعہ نماز وتر ادا کی تھی اور یہی علامت انتقال تھی
کیونکہ حضرت رسالت نے بھی قبل رحلت بعد نماز جمعے کے وتر ادا کیے تھے واللہ اعلم راست و دروغ گردن
مہدویون پر غرض کہ نماز جنازہ پرانی عیدگاہ فراہ مین پڑھکر ایک جا بین درمیان فراہ اور [illegible] کے
ہی دفن کیا اور میان الہداد بن حمید نے مجمرہ وار چند مصرعے قبر پر پڑھے کہ اوس مین یہ شعر بھی تھا
فضلش کہ بر جمیع ہمہ شد لہٰ خدا ۔ باد ابر و زحمت شفاعت گر از خدا اور سن نو سو انیس مین شاہ قاسم عراقی حاکم فراہ
نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن ہنگام سلطان حاکم فراہ نے اوسکی تکمیل کی غرض کہ بعد مرگ کے میان خوندمیر [illegible]

گجرات کو ہوئے اور نہروالہ مین متوطن ہوئے اور بعد چند روز کے اہل اسلام نے وہان سے شہر بدر کیا.
تو قصبۂ سلطان پور مین آکر رہے انھون نے اپنی اس تعجیل معاودت کا عذر یہ بیان کیا تھا
کہ میران کی روح نے مجکو کہا ہی کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے بکمال استقامت
ایک سال فراہ مین صبر کر کے کہا کہ مجکو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اسواسطے وہ بھی
گجرات مین آکر مقام بھلوٹ مین متوطن ہوئے اور خوندمیر بھی انکے قرب جوار کے واسطے موضع
بہادری پور مین ایک منزل کے فاصلے پر بھلوٹ سے متوطن ہوئے پھر وہان سے موضع جھنجھی وارہ
مین گئے اور سید محمود مذکور کی طرف سب خلفا و مریدین انکے والد کے رجوع ہوئے اس سبب سے انکا
شہرہ زیادہ ہوا اور روز بروز خلق انکی تسخیر مین زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو
معلوم ہوئی حکم قید کرنے کا فرمایا چنانچہ مبارز الملک نے حسب الحکم زنجیر گران پاؤن مین ڈالکر
ایک گاڑی پر سوار کر کے داخل قید خانۂ احمد آباد کیا چنانچہ اکتالیس روز محبس مین رہے اور اسکے بعد
بسفارش شمس الحاج راجی سون راجی مرادی خواہران بادشاہ کی کہ معتقد انکے والد کی تھین رہائی
پائی لیکن زخم زنجیر ایسا سخت تھا کہ پاؤن سڑ گیا اور اسی رنج سے بعد اڑھائی مہینے کے بعمر پنجاہ
سن نو سو انیس مین بعد نو برس کے اپنے والد سے موضع بھلوٹ مین انتقال کیا اور ذکر احوال خلیفہ دوم
میان خوندمیر کا یہ ہی کہ بعد انتقال میان محمود مذکور کے ریاست مہدیت کی انھین پر قرار پائی اور انھون
نے دعوت اپنے مذہب کی شروع کی اور عوام الناس انکے مسخر ہونے لگے اول چند روز شہر پٹن مین
اقامت کی جب وہان سے اخراج ہوا ملک پیارے نے اپنی جاگیر موضع کھانبیل مین لاکر رکھا وہان سے بھی
چھٹی مرتبہ اخراج کیا گیا اور شواہد الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ تمام اخراج انکے ستائیس ہین کیونکہ اہل اسلام
نے انکو ستائیس بار شہر بدر کیا ہی اور انجام کار یہ ہوا کہ ایک روز انکو خبر پہنچی کہ شہر احمد آباد مین ایک
مہدوی نگر بیز کو حکام اہل اسلام نے قتل کیا انھون نے چار سوار واسطے انتقام کے روانہ کیے تاکہ
فتوی دینے والون کو قتل کرین سواران مذکور جب بعضے علمائے اہل سنت کو قتل کر کے انکے پاس موضع
بھولارہ مین واپس آئے سلطان مظفر گجراتی نے کچھ فوج ظفر موج انکی تنبیہ کے واسطے مقرر
کر کے ہمراہ عین الملک کے روانہ کی اور کچھ اہل اسلام شہری بھی بہ نیت ثواب شریک حال ہوگئے
اول کھانبیل مین جاکر تمام مکانات اس قوم کو جلا دیا بعد اسکے انکی طرف متوجہ ہوئے چونکہ ادھر

یہ بھی مستعد و امیدوار کارزارت بیٹھے تھے یہان تک کہ خلاف اس حکم بیٹھ گئے کہ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ (مت آرزو کرو ملاقات دشمن کی) اور وعدہ کیا تھا کہ جو شخص خبر توجہ لشکر کی لاویگا اوسکا سونہہ مصری سے بھرونگا بموجب اس وعدے کے جب انکے فرزند میان جلال نے خبر آمد فوج کی سنائی ہاون سنتے ہین مصری کوٹ کر انکے سونہہ مین بھردی اور ساٹھہ سوار اور چالیس پیادے لیکر مقابلے کو برامد ہوئے اوس روند اکتالیس آدمی انکے مارے گئے اور انکی ایک آنکھہ مین تیر ایسا لگا کہ دوسری آنکھہ بھی کاسہ سر سے باہر نکل آئی لشکر بادشاہی دس و نامی قدر کام کرکے پیچھے ہٹ گیا اور میان مذکور کی کمک کو ملا شرف الدین مہدوی ستّی سوار لیکر پہونچا اور میان مذکور مع اصل و کمک کے موضع کھانبیل سے موضع سدراسن کو کہ بارہ کوس ہی ہٹ گئے لیکن فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور سدراسن مین پہونچکر جنگ ہوئی وہین میان خوندمیر اور انکے فرزند جلال الدین اور داماد وغیرہ اقربا دہر مین جملہ چوّن آدمیون کو قتل کیا اور سات آدمیون کے سر آو پنج فضائل مین لکہا ہی کہ میان خوندمیر وغیرہ نو آدمی کے سر لیکر واسطے ملاحظے بادشاہ کے روانہ جاپانیر کو ہوئے اثنا راہ مین جب منزل کی ٹہیان مین پہنچکر سر کے پوست مین بھس بھر کر لیگئے چنانچہ قبر جسد کی سدراسن مین اور سر ٹین بٹن مین اور پوست سر کی جاپانیر مین ہی لیکن اوسکا نشان نامعلوم ہی یہ واقعہ سنہ نوسو مین واقع ہوا اس جنگ کو مہدوی لوگ اپنے سونہہ سے جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور اس آیت کے لیے آیت إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ الآیہ مین امانت سے مراد یہی جنگ سدراسن ہی اور انسان سے مراد میان خوندمیر ہین چنانچہ صاحب مطلع الولایت کہ بیان اس جنگ مین لکھتا ہی کہ آن محل محمول إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ہر آئے آنہا از اسپ بر خاش سہاز فرود آمدند الخ اسی طرف اشارہ کرتا ہی تفصیل اسکی بحث تحریف مین آویگی غرض کہ بعد اس قصے کے دوسرے خلفا شیخ عزیز اللہ اور اولاد انکی جابجا متفرق ہوئی ہر چند کہ اخراج و قتل وغیرہ اہل احتساب اسلامی کی طرف سے ہوتا رہا لیکن یہ لوگ ان کلمات و دعاوی مخالف ملت اسلامیہ سے باز نہ آئے چنانچہ سن نوسو بارہ مین شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ چار مذہب کے مکہ معظمہ سے پاس بادشاہ گجرات کے بھجوائے مضمون اسکے کہ یہ مہدویہ بسبب اپنے ان عقائد باطلہ اور بسبب اسکے کہ تمام اہل اسلام کو کافر کہتے ہین خود کافر ہو گئے ہین اگر یہ لوگ اس مذہب باطل سے توبہ کرین تو بہتر ورنہ امام و حاکم وقت پر واجب

ہی کرانکو قتل کرے بادشاہ گجرات نے ان فتوون پر عمل کرکے گیارہ آدمیون کو پکڑکر پھر قتل کیا اور
شاہ نعمت خلیفہ شیخ کو گرفتار کرکے بحضور سلطان مظفر لیچلے راستے مین سید علی فرزند شیخ موصوف
نے کہا مان بجائی متی خادر کے بطن سے ہین پوچھا کہ اگر انکے معارضے مین فرزند مہدی کہا تم
لگے انکو رہا کروگے مردم لشکری بولے البتہ رہا کرینگے کہا مین بیٹا مہدی کا ہون لوگون نے
شاہ نعمت کو چھوڑکر انکو بجائے اونکے گاڑی پر ڈال کر بحضور بادشاہ موصوف لے گئے بادشاہ نے
فرمایا کہ اسکو حبس مین رکھو چنانچہ ایک مدت تک حبس مین رہے یہانتک کہ سلطان مظفر نے رحلت
کی اور سلطان بہادر تخت نشین ہوا جب بادشاہ مہم دکن سے خاطرخواہ فراغت پائی ملک پیر محمد نے
نے بجلدوے اپنی خدمات کے کہ اس مہم مین اس سے ظہور مین آئی تھین یہ درخواست کی کہ ہمارا پیرزادہ کہ قید
بادشاہی مین ہے خلاص پاوے بادشاہ نے صدر خان کو فرمایا کہ پیرزادہ مذکور کو رہا کردو صدر خان نے
عرض کیا کہ وہ چرخ مین آچکا اور خفیہ اپنے لوگ دوڑا کر حکم کیا کہ سید علی کو فوراً چرخ مین ڈالکر چنانچہ
ملازمین محبس نے اوسیوقت زیر و بالا تختے رکھکر ہلاک کیا اور شاہ نعمت کہ اس روز اس پیر کے
کو اپنا فدیہ دیکر بچ گئے تھے اونکا انجام کار یہ ہوا کہ ایک روز موضع لوہ گڑہ مین کچھ مردم لشکری کہ
حرم نظام شاہ کو لیے ہوئے خوف فوج مغل سے بھاگ رہے تھے ان پر آکر اہتمام شتر وغیرہ کیے
اور فیما بین نزاع ہوکر نوبت جنگ کی پہنچی یہانتک کہ شاہ نعمت مع سولہ آدمی ہمراہی کے مارے گئے
اور ملک الہداد مرید شیخ جونپوری تربیت یافتہ خوندمیر کہ بعد واقعہ جنگ کے تجہیز و تکفین مقتولون اور
محافظت مجروحون کی انھین کے ہاتھ سے ہوئی ملازمان بادشاہ نے انسے کہا کہ تم لوگون نے
بادشاہ سے مقابلہ کیا اب تم اس ملک مین رہنے کے قابل نہین ہو اسواسطے ملک مذکور بھی بکمال
اضطرار سید الحسن سے نکل کر رفتہ رفتہ ملک ماڑواڑ مین پہنچکر موضع پار کر مین دائرہ باندھ کر رہے
وہان اسقدر سختی پیش آئی کہ انکے رفقا مارے فاقون کے مرنے لگے لیکن آپس مین ہر ہر شخص
اپنے لیے احوال مقامات باطنہ کا بیان دعوی کرتا رہتا تھا یہان تک کہ ایک شخص سے حالت نزع
و سکرات مین پوچھا کہ تیرا کیا حال و مقام ہے اوس نے کہا کہ ولی چنانچہ تذکرۃ الصالحین مین مسطور
ہے غرض کہ یہ لوگ اسی طرح ملک بملک متفرق و منتشر ہوتے رہے اور دوام زہد و ترک کا کہ مقبول
خاص و عام ہے دکھا کر خلق کو اپنی تسخیر مین لاکر اقسام کے تفرقے جماعت اسلامیہ مین ڈالتے رہے

اور انکے فتنون کا اختتام نہ ہوا کیونکہ اگر ایک ملک مین کچھ تدارک کیا گیا دوسرے ملک مین بھی علم فتنہ
و فساد کا برپا ہوا چنانچہ رفتہ رفتہ یہ فساد سلاطین دہلی و اکبراباد کے حضور مین بھی پونہچا
باین طور کہ شیخ عبد اللہ افغان نیازی کہ مریدین حضرت شیخ سلیم چشتی سے تھا جب سفر مکہ
معظمہ سے پھرا راہ مین سے مذہب مہدویہ ہمراہ لیتا گیا جب قصبہ بیانہ مین مقیم ہوا شیخ
علائی بن شیخ حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے کہ قصبہ مذکور مین بجائے اپنے والد سجادہ نشین تھا
اس مذہب کو اوس سے سیکھا اور ایک جماعت کثیر کو اپنا شریک مذہب بنایا شیخ عبد اللہ
نے انجام اس فتنے سے ڈر کر اوسکو دلالت سفر حج کی کی شیخ علائی تین سو ستر خانہ کے ساتھ راہی
حجاز ہوا جب خواص پور کو کہ حدود جودھپور مین واقع ہی پونہچا خواص خان اوسکا معتقد ہوا لیکن
چند روز مین جب فساد مذہب مہدویہ کا اوس پر ظاہر ہوا منحرف ہو گیا شیخ علائی اس بات کو
سمجھکر اس بہانے سے نکل کھڑا ہوا کہ خان موصوف امر معروف مین جو واجبی تن دہی نہین
کرتا ہی اور ارادہ حج کو فسخ کرکے پھر بیانہ مین آیا بعدہ سلیم شاہ بادشاہ ہندستان نے اوسکو
آگرے مین طلب کرکے بر سر دربار علماے اہل سنت سے مقابلہ کروایا شیخ علائی بحث مین کسی پر
غالب آیا بلکہ بار بار مغلوب ہو کر جب جواب سے عاجز ہوتا تھا بیان آیات قرآن کا شروع
کر دیتا تھا کہ سلیم شاہ متاثر ہو کر بولتا تھا کہ اے شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ کہ مین تجھکو
اپنے تمام قلمرو پر محتسب کر دونگا شیخ علائی نے کہ ہر چند سخن بادشاہ کا نمانا لیکن بادشاہ نے
رعایت کرکے بخلاف فتوے علماے عصر کے کہ قتل شیخ پر مرتب ہوا تھا سرحد دکن کی طرف
اخراج کر دیا اتفاقا بہار خان حاکم اوس سرحد کا کہ امیر کبیر سلیم شاہ کا تھا مع تمام لشکر کے
دائرۂ اعتقاد شیخ علائی مین در آیا اسواسطے بار ثانی طلب شیخ علائی کی ہوئی اور سلیم شاہ نے
شیخ علائی کو مع فتوے قتل کے نزدیک شیخ بڈہ کے کہ شیر شاہ باپ سلیم شاہ کا اونکی جوتیان
سیدھی کیا کرتا تھا بہار کو روانہ کیا تا کہ موافق حکم اونکے عمل کیا جاوے شیخ بڈہ نے
موافق فتوے مخدوم الملک وغیرہ علماے بادشاہی کے حکم قتل کا لکھکر حوالے ایلچی سلیم شاہ کے
کر دیا اس عرصے مین شیخ علائی مرض طاعون مین گرفتار ہوا کہ حلق مین بقدر ایک انگشت
کے جراحت ہو گئی تھی جب اس حال مین روبرو سلیم شاہ کے لائے طاقت گفتار کی نہ تھی

سلیمشاہ نے آہستہ اوسکے کان مین کہا کہ کہو مین مہدوی نہین ہون اور مطلق العنان ہو جا
شیخ علائی نے کچھہ اس بات پر کان نہ لگایا سلیمشاہ نے فرمایا کہ کوڑے مارو چنانچہ تیسرے
کوڑے مین مرگیا اور یہ قصہ سن نوسو چھپن مین واقع ہوا بعد اس وقت کے بقیہ مہدویہ اطراف
وجوانب مین روپوش ہوئے اور شیخ عبد اللہ کو خوف احتساب سلاطین اہل اسلام سے بھاگ
اور ایک مدت دراز تک یہ فتنہ دبا رہا لیکن چھپے چھپے پیرزادے مہدویون کے عوام الناس کو
ورغلاتے رہے اور حکمت عملی سے در پردہ سادہ لوح لوگون کو بہکاتے پھرتے تھے اور علاقہ
جیپور کہ جسکو ڈھونڈار کہتے ہین وہان ابتدا آمد اس قوم کی یون ہوئی کہ امراے افاغنہ
کہ اطراف دہلی مین سلاطین لودھی اور شیرشاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین
اکبرشاہ نے بجہت طرفداری شیرشاہ کے اونکا اخراج کیا چنانچہ بعد محاربات پیہم کے یہ لوگ
نکلکر گجرات مین پونچے اور وہان جا بجا مہدویہ زدوکشت اہل اسلام سے ہراسان ہوکر انکو
پناہ دین آئے جب اختلاط بہم پونچا کچھہ افاغنہ داخل مذہب مہدویہ ہوئے اور کچھہ اپنے
مذہب پر باقی رہے جب افاغنہ مذکورین کی صفائی بادشاہ دہلی کے ساتھہ بوساطت راجہ
جیپور کے قرار پائی افاغنہ مراجعت کرکے اضلاع جیپور مین متوطن ہوگئے لیکن مذہب
ویسی دورنگی رہے چنانچہ ابتک یہی رنگ ہے کہ مندوزئی وغیرہ چند فرقے کہ وہان سے اٹھکر
دکن ہو گئے ہین سنی ہین اور دوسرے فرقے قوم تیسنی وغیرہ سے مہدوی ہین اور اب
ہندوستان مین معدن مہدویہ کا دیہات ہین فقط ورنہ جونپور وغیرہ بلاد کلان ہندوستان
مین کوئی اس مذہب کو پہچانتا بھی نہین ہے کہ کیا ہے اور شیخ جونپور کو جانتا ہے کہ کون تھے
البتہ بلاد دکن مین جا بجا بکثرت موجود ہین اور اکثر صاحب ثروت بھی ہین اور سبب اسکا یہ
کہ جب اسلام ضعیف ہوا اور سلاطین اسلام مین طریقہ احتساب اجراے احکام دین کا مفقود
ہوگیا جو عداوت مذہبی اس قوم کے ساتھہ تھی حکام کے دلون مین باقی نہ رہی اور چونکہ پیشہ
بعضے عوام افاغنہ مین سپاہ گری کا شائع ہوا اور اس قوم کی سپاہ گری پر سبکو اعتماد تھا حکام
اسلام انکو نوکر رکھنا شروع کیا اس سبب سے اس مذہب کو گونہ عزت و حرمت ہاتھہ لگی اور
زیر سایہ حمایت امراے اہل سنت وغیرہ کے امن و امان گذران کرنے لگے لیکن پھر بھی متفقہ

[illegible]

شرارت کے کہ مقتضا اس مذہب کا ہی نا فرمانی و آزار رسانی سے باز نہ آئے اس سبب سے جس جا مقبول ہوئے آخر کار مقہور و مطرود ہوتے رہے چنانچہ سرنگ پٹن مین سرکار سلطان ٹیپو مین نوکر ہوئے جب ستائیسوین رمضان کو روز دوگانہ کا آیا سپاہ اہل سنت اوسکے پڑہنے سے مانع ہوئی جب صورت نزاع کی نظر آئی سلطان موصوف نے حکم کیا کہ آبادی سے باہر جا کر پڑہو عدول حکمی کرکے اڑ گئے کہ ہمکو کون ہٹا سکتا ہی سلطان نے افواج قاہرہ کو حکم کیا کہ انہی مع تمام کہ ومہ کا اخراج کردو یا توپون سے اڑا دو جب کئی سو مارے گئے سب کے سب بھاگ کہڑے ہوئے انہیں سردار خان غزی زئی مہدوی پونے مین باجے راؤ کا نوکر ہوا اور جب انگریزون اور باجے راؤ مین بابت حوالہ کرنے ترنبک ڈینگلہ قاتل گنگا دھر کے کشاکش شروع ہوئی ایک روز جب اسی گفتگو کے واسطے رسیڈنٹ انگریزی دربار مین آیا واپس جاتے وقت سر دربار غزی زئی صاحب پکارے کہ دیکھیے مہاراج کیا کافر کو مارتے ہین رسیڈنٹ نے پھر کر جواب دیا کیا تم کافر مارتے ہو دیکھو ہم کافر مارتے ہین چنانچہ اس کلام غزی زئی سے مقدمہ ریاست مرہٹہ کا اور بھی ابتر ہو گیا انگریز اول وقت ترنبک کے طالب تھے اب غزی زئی مہدوی کے بھی طالب ہوئے مہدوی مذکور نے خیال کیا کہ مبادا باجی راؤ مجکو حوالہ کرے انگریز کے پندرہ سولہ سوار لیکر ہر چند باجی راؤ منع کرتا رہا اور نمک کی قسم دیتا رہا تا نکہ چھاونی انگریزی پر جا گرا اودھر سے جانان بار نے ایک ٹپ ایسی ماری کہ خان کی ران مع گوشت و استخوان اوڑگئی اور گھوڑے پر سے گر پڑا دوسرے دن اوسی زخم سے مر گیا اور تمام دولت مرہٹہ کی برباد کر گیا اور باجی راؤ خود سنہ بارہ سو تیتیس ۱۲۳۳ ہجری مین قید فرنگ مین مبتلا ہوکر بھٹور مین قریب کانپور کے بعد چونتیس برس کے مر گیا پس اوس سرکار کے بگڑنے سے ایسی ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ جرار کا روزگار بگڑ گیا کہ جس مین کئی ہزار سوار زری پٹکے کے تھے یہ ثمرہ انکی جہل کا اور نا عاقبت اندیشی اور نا فرمانی کا ہوا کہ ایسی دولت صدہا سالہ پائمال ہو گئی ۔ تراش دہا گر بود یار غار ۔ از آنکہ جاہل بود شرمسار ۔ پھر جب سب ریاستین دکن کی بگڑ گئین چارون طرف سے سمٹ کر قدم مبارک اس قوم کے حیدرآباد دکن مین آئے اور وہان وہ کثرت اور عزت بدولت

اخراج مہدویون کا سرنگپٹن سے اور فساد ڈالنا سردار خان غزی زئی مہدوی کا ریاست مرہٹہ مین

فساد کرنا مہدویون کا حیدرآباد مین اور اخراج کل اس قوم کا مع زن و بچہ بحکم نواب سکندر جاہ جعل اللہ الجنۃ مثواہ

[illegible]

راجہ چندو لعل پیشکار دولت آصفیہ کے پیدا کی کہ دس بارہ ہزار کی جمعیت سے بشاہرات جس قرار
نوکر ہوئے یہانتک کہ بعضے جاگیر ہزار ہا روپیہ کی ماہوار پاتے تھے اور وہ دولتمند
انکے کثرت دولت سے وہان اقسام کی ظلم گری اور رباخواری شروع کی اور اپنی کثرت
اور ثروت کے غرور مین آکر مقدمات مذہب مین ہر ایک سے بیباکانہ بحث و تکرار شروع کی
اور غایت اس سرکشی اور شرارت کی یہانتک پہنچی کہ سلخ ذیحجہ کا مل سنہ ۱۲۳۷ بارہ سو سینتیس مین
مولوی عبدالکریم صاحب کو بحث مذہب پر مسجد مین میر عالم بہادر کے شہید کیا اوسوقت
طرفین سے کے چند شخص مجروح و مقتول ہوئے چنانچہ تاج محمد خان اور دالم خان ہندوستانی اسیوقت
شہید ہوئے اور عنایت خان پیروزی وغیرہ چند مہدوی اودھر کے مارے گئے اور مولوی
موصوف کو انکے جاہلین بیباک نے تیغ بیدریغ سے عین مسجد مین ذبح کیا چوتھے روز اہل سنت
نے مکہ مسجد مین جمع ہو کر واسطے قصاص خون شہید موصوف کے پنجل گوڑہ پر کہ انکے رہنے کی جا تھی
یورش کی مہدویون نے بھی اپنے مکانون سے نکل کر تیغ زنی اختیار کی شام تک بہت سے ادنی
و اعلی طرفین سے کے مارے گئے چنانچہ منصور خان اور نیاز بہادر خان دو سردار اس طرف کے شہید
اور طوطلی خان اور صالح محمد خان زخمی ہوئے اور اوس طرف کے نامور وجیہ سعید نصرت اور
مہتاب خان مارے گئے نواب سکندر جاہ مغفرت منزل نے لشکر فاغشہ مہدویہ کے اخراج
کا حکم کیا انھون نے اس حکم پر عمل نکرکے عذر و حیلے پیش کیے اس سبب سے فوج انگریزی پر کہ نوکر
سرکار آصفی کی تھی حکم محاصرہ اور قتل عام کا صادر ہوا بمجرد اسکے رسیڈنٹ مارٹین وغیرہ
سرداران انگریزی نے سپاہ معدود کو مع دس ضرب توپ کے ساتھ لیکر محاصرہ کیا جب
صورت گولہ اندازی اور آتشبازی کی نظر آئی عقل مہدویہ کی گم ہوگئی اور عاجزی شروع کی اور
جو کچھ اسباب اوٹھ سکا اوٹھا کر جورو بچون کے ہاتھ پکڑ کر نکل کھڑے ہوئے اور باقی
لکھا روپے کی املاک اسباب بحسرت تمام چھوڑ گئے کہ سب منضبط سرکار آصفی مین ہوگئے کم ترکوا
مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ كَذٰلِكَ وَ
اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ صادق آیا اور اپنی خجالت مٹانے کو بولے کہ ہم اپنے خداوند نعمت
کی عدول حکمی نہین کرتے ہین وہ خداوند نعمت انکے نواب سکندر جاہ تھے یا انگریزی سپاہ

اگر یہی لحاظ تھا تو خلاف مرضی سرکار بلا حکم و اجازت اندرون شہر اسقدر کشت و خون کیون کیا آخر
جب آتشخانہ انگریزی نظر آیا اور حرکت مقابلہ کی نہ رہی خیال اطاعت کا آیا غرض کہ بعد اس واقعہ کے
جب مہدویون نے دیکھا کہ جتنے اہل سنت نے ایک عالم کو مارا اور چار اوپر دس ہزار آدمی خانہ ویران
ہو گیا اور بڑے بڑے دولتمند پامال ہونے کار اور صدہا بے پیر زادے اور محلہ کا مہدویہ پریشان
دشت ادبار ہو گئے چار آدمی اپنے مین سے چن کر روانہ کیے کہ ایسے کسی شخص معتبر کو قتل کرین
کہ جسنے مہدویون کے آنسو پونچھے جاوین چنانچہ یہ چارون بدکار سر بازار چار سو کے
عوض یہ کہ گھر لے ہوئے جب سواری محی الدولہ عزت یار خان مرحوم صدر الصدور کی نکلی ایک
شخص بہ بہانہ نبض دکھلانے کے قریب میانے کے گیا جب مرحوم موصوف کہ تلاوت قرآن مجید
مین مشغول تھے ایک ہاتھ مین قرآن شریف کو تھام کر دوسرے ہاتھ سے نبض دیکھنے مین مشغول ہوئے
ایسی ضرب کٹار کی ماری کہ مصحف خون سے رنگین ہو گیا شہادت کا اظہار ہوا اور یہ چارون
تلوارین برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے کوٹلہ عالی جاہ کی طرف اپنی نامردی کا کمال تماشا دکھاتے ہوئے
یہ چارون بھاگے مگر شامت اعمال کہان چھوڑتی ہے ایک خدمتگار شہید موصوف کا پکارتا ہوا
کہ عزت یار خان کو مارے جاتے ہین جانے نہ پاوین پیچھے دوڑا اوس وقت نواب مبارز الدولہ بہادر
بالا سے بنگلہ پر استادہ تھے انھون نے حکم کیا کہ خبردار جانے نہ پاوین ایک لڑکا منصبدار کا جیب
کو دیکھا اور تیغ بہادرانہ کر کے ان بھگوڑون مین سے تین شخص کو مار کر خاک راہ کیا [illegible]
حکم سرکار کے لاشین انکی باہر شہر کے دروازون پر آویزان کر دی گئین کہ درند و چرند نے کھا کر
تمام کیا غرض کہ اس حرکت سے جو کچھ امید صفائی کی سرکار سے تھی منقطع ہو گئی پس مہدویہ
دربدر شہر بشہر باہر باہر حدود ممالک محروسۂ آصفیہ سے پھرتے تھے اور اگر کہین حیلہ تجارت
یا نوکری کا دستیاب ہوتا تھا کرتے تھے لیکن یاد حیدرآباد کی وطن سے نہین جاتی تھی اور اپنے
سردار پر ہاتھ حسرت کے کاٹتے تھے کیونکہ ایسی عیش و ثروت کہین خواب مین بھی نظر نہ آتی
تھی القصہ ایک مدت دراز اسی پہ گذری اور نواب سکندر جاہ مغفرت منزل کا انتقال ہوا اور
نواب ناصر الدولہ غفران منزل مسند نشین دولت آصفیہ کے ہوئے اور بسبب انقراض عہد
اور بعد مدت کے اہل حیدرآباد کے دلون سے بھی بغض و طیش کم ہو گیا تب لالہ چندو لعل کے دربار مین

نذرلانے اور رشوتین دینے کر ایک ایک دو دو مہدوی آکر بسنا شروع کیے اور راجہ موصوف
کی نظر عنایت سے پھر انکو جاگیرات و تعلقات ملنا شروع ہوئے چنانچہ عرصہ قلیل مین بیگم بازار اور
چنچل گوڑہ اور چادر گھاٹ مین فی الجملہ آبادی و مجمع پیدا کیا پھر جب پاؤن جما اور قدرت انکی
حاصل ہوئی اور زمانہ دیوانی بارہ دوم نواب سراج الملک بہادر کا آیا ایک روز بلدہ سے آباد
سوار ہوتے وقت بابت مطالبۂ تنخواہ کے بیس بائیس مہدویون نے سد راہ ہوکر تلک
بندوقون کی چھوڑی یہان تک کہ جراحت ایک چھرے کی چہرۂ نواب موصوف پر لگی مجبور دیکھنے
اس حال پر ملال کے فوج عرب نے ایسی شلک ماری کہ سب کو مار کر پھینک دیا اور مکانات مہدویہ
مین داویلا برپا ہوا کہ دیکھیے اس کا کیا انتقام ہوتا ہی مگر اس وقت حکام عصر نے اپنی عالی حوصلگی
سے اغماض کیا اور فقط قتل بانیان فساد کو کافی سمجھا اس حرکت پر بھی ایک زمانہ گذرا یہان تک کہ وقت
حال آیا اور پھر مہدویون نے سر اٹھایا لیکن رنگ دیگر دکھایا کہ شمشیر و کمان سے گذر کر قلم و زبان کو
کار فرما یا دہ بدہ اپنے مذہب کی دعوت کرنا اور رسائل اپنے مذہب کی تائید اور رد دوسرے
تمام مذاہب اہل سنت و شیعہ وغیرہ کے رد مین چھپوا کر تقسیم کرنا شروع کیا چنانچہ سید عیسی نام
لقب عالم میان مہدوی نے اول استفتا صغیر و استفتا کبیر اس مقدمے مین لکھ کر در بدر اور شہر بشہر
پھرایا اور انکا سبب تالیف ایسا لکھا ہی کہ اول مجھسے اور مولوی یوسف علی خانصاحب
مدراسی سے حیدر آباد مین مباحثۂ مذہب ہوا اسواسطے مین یہ استفتا تیار کرکے طالب جواب ہوا
جب انھون نے جواب سے پہلو تہی کرکے حوالے دوسرے علما پر کیا مین نے علماے آفاق پیر دورہ
کیا چنانچہ لکھا ہی کہ بعد ازان این بندہ این استفتا را بنظر بعض علماے اطراف گذرانیدہ در حیدر آباد
مولوی عبد الحلیم صاحب لکھنوی و مولوی نیاز محمد صاحب بدخشانی و مولوی حسن زمان
صاحب کھمی و مولوی احمد علی صاحب امیہری و مولوی اللہ داد خان صاحب چھبری و مولوی
مؤید الدین خان صاحب دہلوی و مولوی فضل رسول صاحب درویش و مولوی
حیدر علی صاحب دہلوی و در مدراس دیوان صاحب و فرزند قاضی بدر الدولہ
صاحب و مولوی حیات خان صاحب و مولوی غلام قادر صاحب و مولوی
وجیہ الدین صاحب و در ویلور مولوی سید شاہ محی الدین صاحب و در ترچنا پلی

مولوی مفتی غلام رسول صاحب در بنگلور مولوی محمد حنیف صاحب در بندر بمبئی
مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ مسجد جامع پس بعض الیشان بعد
مناقشہ ساکت ماندند و بعض مجرد احوال استفتا از زبانی این بندہ شنیدہ ہرگز التفات
نکردند بلکہ استفتا را بدست خود مس ننمودند بلکہ در بمبئی از مسجد قصابان بعض طلبا اہل علم مسجد
بر سر این بندہ غوغا نمودہ شبا شب اخراج کنانیدند الخ انتہی عبارتہ غرض کہ جب علمائے مذکورین نے
جواب لکھنے سے پہلوتہی اور اعراض کیا کسی نے بسبب کم فرصتی کے اور کسی نے بسبب نہ مطلع
ہونے کیفیت اس مذہب پر اور کسی نے بسبب اپنے جہل کے مایوس اور ناامید ہو کر سخن
فہمی اور حق شنوی سے اس بزرگ نے خیال کیا کہ یہ سب میرے کلام کے جواب سے عاجز ہیں پس
قدم آگے بڑھایا اور ان دونو استفتون کو معہ ترجمہ اور رسالۂ کشف الحجاب وثلاثیہ اور دلیل
متین اور سبب تالیف کہ جس میں ان سب کے تحریر کا بیان ہی ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی میں چھپوا کر
ملک بہ ملک مشتہر کیا جب اس پر بھی کہیں سے جواب نظر نہ آیا جامے میں نہ سما کر رسالۂ شبہات القدائی
رد میں فتوی شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ مذاہب اربعہ کے اور رسالۂ معارضۃ الروایات
۱۲۸۳ بارہ سو تراسی میں چھاونی بنگلور میں چھپوا کر دہلی و لکھنؤ و بلاد دکن میں بھیجنا
شروع کیا اور ایک رسالہ اپنے اعتقادیات و عملیات میں تصنیف کیا جب دیکھا
کہ اب بھی کوئی مقابلے پر نہیں آتا ہی اعتقاد ہمچو من دیگری نیست کا راسخ کر کے زیادہ تر بلیا کی
شروع کی کہ رسالۂ مذکورہ مع ایک رقعے کے دار القضائے حیدرآباد میں بخدمت قاضی سید
ولاور علی صاحب کے پیش کیا مضمون رقعے کا یہ تھا کہ ہمنے رسائل مذکورہ محض واسطے دریافت
حق کے اطراف و بلاد میں منتشر کیے اور علمائے آفاق کے حضور میں بھجوا لیے اور ایک مدت تک
انتظار کیا لیکن اب تک علما جواب سے ساکت ہیں اسواسطے آپ کی خدمت میں پیش کرتے
ہیں کہ اگر کچھ خطا آپ کی نظر میں آوے حسبۃً للہ ہمکو مطلع کر دو تا کہ ہم رجوع بحق کریں ورنہ
اعانت امداد ہماری تصدیق و اقرار کی کرو فقط قاضی صاحب موصوف نے رقعہ و رسائل مذکورہ
مع مصنف سطور کے اس محرر اوراق کے پاس روانہ کیے بندہ باآنکہ تمام مناقشات و منازعات
سے ہمیشہ کنارہ گزین و زاویہ نشین رہتا ہی لیکن حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی نے رخصت نہ دی

کہ تحریر جواب سے انکار یا اعراض کرسکے اپنے مذہب حق کو اس قوم کے خیال ناتمام مین بتائید دلیل اور انکے کلام
باطل کو بنا لث بادلیل تحریر ان اس سبب سے ارادہ جواب کا مصمم کیا لیکن چونکہ تحریر جواب بموقوف مطالعہ
کتابون مہدویہ پر تھی مصنف مذکور سے ایسا کہا کہ ہم جب تک تمہارے اصول عقائد اور فروع مسائل
اور سیرت و اخلاق مہدی متنازع فیہ کی کتابین بتفصیل مطالعہ نکرین تصدیق یا انکار بطور تحقیق کے
نہین کر سکتے ہین وہ بزرگ اس سخن سے امیدوار تصدیق کے ہو کر اسقدر خوش ہوئے کہ کتب مسلمہ
بلکہ غیر مسلمہ بھی جس باب سے ہم نے چاہین لا کر دین بسبب خیر خواہ مسلمین کے انکا مطالعہ شروع کیا
اسقدر واہیات و مخالفات عقائد و احکام اسلام کے اوس مین نظر آئے کہ قیاس سے باہر ہین تا بہ تعمیل
پر توکل اعتماد کرکے ضروریات کا استنباط اور تحریر جوابات بقدر اپنے توسل کے آغاز کیا اسی عرصہ
مین بغیر درخواست اس احقر کے کیفیت مفصلا ازبانی سید حبیب محمد شمار جمعدار عرب مینگا
نواب مختار الملک بہادر مین کہ وزیر اعظم بارگاہ گیتی پناہ فرمانروائے دکن نظام الملک
آصف جاہ افضل الدولہ بہادر دام اقبالہ کے ہین معروض ہوئی نواب صاحب ممدوح نے
فورا حکم اخراج مہدوی مزبور کا صادر فرمایا چنانچہ بموجب حکم نافذ کے مصنف کا اخراج ہوا اور
کتابین مستعار تمام نزدیک اس محرر اوراق کے رہ گئین اگرچہ ابتدا مین یہ اخراج مجکو کچھ بے ضرورت سا
نظر آیا اور بموجب اس قول کے کہ سہ امور مصلحت ملک خسروان دانند گدائے گوشہ نشینی تو حافظا
مخروش بجز سکوت کچھ مناسب نہ سمجھا لیکن آخر کو علاوہ فائدہ سیاست ملکی کے ایک فائدہ عظیم ذاتی
بھی نظر پڑا کہ بندہ اس عرصے مین چار پانچ مہینے علیل رہا اگر فقط معاملہ مانگی بلا توسط صاحب کار کی
رہتا کتب مذکورہ اس مدت تک کیونکر رہتین اور اس فرصت سے مع اشتغال امور کے مطالعہ کا کیونکر
ہوسکتا یہ بھی منجملہ تائیدات الٰہیہ ہے والحمد للہ علی ذلک القصہ بعد اس اخراج کے بسبیل عام و سائلہ
مصنف مذکور کہ عمل انگریزی مین جاگزین ہے طالب استرداد کتب کے ہوئے مین نے جواب دیا
کہ تم نے کتابین اس غرض سے دین تھین کہ جو شبہات اس مین نظر آوین ہم سے پوچھ لینا اب
چونکہ شبہات بیشمار درپیش ہوئے ہین بغیر اوسکے حل کے کتابین کیونکر واپس دی جاوین تب یہ تقرر
پایا کہ بواسطہ خط و کتابت کے حل شبہات کیا جاوے چنانچہ بندہ نے بموجب اس قرارداد کے اول ایک
خط مورخہ ۲ شوال ۱۲۸۴ ہجری کا مشتمل اوپر پانچ سوال کے بامید جواب بلطف مفصل مندرجہ نسخہ ہذا دیا

کہ فرودگاہ مصنف مزبور کا تھا روانہ کیا خط یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم از طرف ابو رجا محمد بعد محبت
کہ مفزما احباب سید عیسی ملقب بعالم میان صاحب اضح باد کہ سبب روانگی ایشان ازین بلدہ
زبانی سید موسی صاحب مفصلا معلوم شدہ باشد کہ دران راقم را ہیچ دخل ہنوز محض این بابا از
طرف بعض صاحب عرب برخاست کہ بغیر استشارہ من مبادرت نمودند و ہمانا کہ اگر وقت روانگی خود
شان اندک ہم مرا مطلع می ساختند حتی الوسع برای قیام آنکہ سفر ماستی ہمیو می چہ دران مقصود بخوبی
بحصول می انجامید و آن استکشاف شبہات کتب ایشان بود چنانچہ بعد استماع روانگی ایشان
خیلی متردد بودم کہ آن شبہات را از کہ پرسم لیکن این وقتیکہ برادر ایشان سید موسی صاحب ازطرف
آن مشفق آمدہ باعث بران شدند کہ حالا بواسطہ مکاتیب گفتگو ہمی آن مطالب نمودہ شود خاطر
نگران و باطمینان آوردہ لہذا امتثالا للامر کرم اول از چند مقام کہ خیلی موجب خلجان اندیشہ رسیدہ می شود
امید کہ از راہ انصاف بلا تکلف اعتنا بجواب آن پردازند **سوال اول** شواہد الولایت
اور مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ نسب سید محمد صاحب کا سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم
کو پہونچتا ہی اور علم انسا کی معتبر کتابون سے ثابت ہوتا ہی کہ امام موسی کاظم کا کوئی بیٹا سید نعمت اللہ نہین
پس نسب شیخ محمد صاحب کا کیونکر فاطمی ہوا **سوال دوم** ایک روز بالمشافہہ آپ بولے تھے کہ بعضی
روایات مین ہمارے یہان یون آیا ہی کہ سید نعمت اللہ ابن سید اسمعیل بن امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو
نسب پہونچتا ہی سو بیان کیجیے کہ یہ روایت کس کتاب مین لکھی ہو اور بالفرض اگر لکھی ہی تو بھی کچھہ
تمھارے کار آمد نہین ہی اسلیے کہ علم انساب کی کتابون مین مثل عمدۃ المطالب فی نسب آل
ابی طالب وغیرہ کے موجود ہی کہ سید اسمعیل موصوف کے سب بیٹے لاولد مرے سوائے ایک بیٹے کے کہ
انکا نام سید نعمت اللہ نہین ہی پس معلوم ہوا کہ مہدی کا دونون روایتون سے اونکے مہدی کا
اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا ثابت نہین ہوتا پس مہدی ہونا بھی کہ بالاتفاق فاطمی ہونے پر
موقوف ہی ثابت نہوا وہو المقصود **سوال سوم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی
کہ مہدی نے کہا کہ مجکو حق تعالی نے تمام ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا ہی اس کلام سے
اور مسئلہ تفضیل سے اور قول الہداد حمید سے کہ یہی مصرعہ فضلش کہ بر جمیع ہمیں شد از خدا ظاہر
ہوا کہ مہدی انکے نزدیک حضرت خاتم الرسالت سے بھی افضل ہین اور مؤید اسکا قول صاحب شواہد الولایت کا

ہی کہ اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا
مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اسپر ایک حدیث نے اصل بیان کرکے لکھا ہی کہ اول تمام
رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہوئے اور جبکہ قوم ایسا ہوا انکا
امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی انتہی اور بھی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے
کہا کہ ہم منزلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا
مرتبہ احسن بھی دو سا آگے ہی اور اسی کتاب مین ہی کہ ایک روز سب بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور
نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی ہم اخوانی تمنا
یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ مقام مرسلین کے ہین لیکن بارہ
آدمی یا رانسے بھی وافضل ہین انتہی ان سب عبارتون سے معلوم ہوا کہ دعوی تسویہ یعنی برابری مہدی کا
ساتھ حضرت خاتم المرسلین کے غلط ہی یا یہ تقاریر کہ افضلیت مہدی پر دال ہین غلط ہین اور ہر شق میں
مہدی سے خطا و غلط سرزد ہوتا کہ انکے اصول پر منافی مہدیت کے ہی لازم آتا ہی اور مہدیت کو باطل
کرتا ہی **سوال چہارم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ شیخ محی الدین
ابن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم تر کیا ہی حالانکہ شیخ نے فتوحات
مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ
سے نہین ہی پس حضرت ابوبکر مہدی سے افضل ہوئے اور دعوی تسویے کا ساتھ حضرت رسالت کے
غلط ہوا ورنہ یہ کشف غلط ہوا کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھنے کے بعد قلم تر کرتے تھے اور ہر شق مین
بطلان مہدویت کا لازم آیا اور اسی طرح شیخ نے فتوحات و عنقاء مغرب و دیگر تصانیف مین احوال
و علامات مہدی کے بیان کیے ہین کہ وہ تمہارے مہدی جونپوری مین سراسر مفقود ہین وہان بھی یہی
اشکال بعینہ لازم آتا ہی **سوال پنجم** پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت
کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بال کے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے تا
سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی علیہ السلام زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام
زیر ناف سے بالا سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہو جاوینگے اور آپ
مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ قرآن مین کہا ہی کہ خدا تعالی کو مقید کیے وہ

مشترک ہی انتہی اس کلام کا کچھ مطلب اہل اسلام کی سمجھ مین نہین آتا ہی اسواسطے کہ ایمان و اسلام حقیقی
کہ جس سے انبیا علیہم السلام متصف ہین ایک ہی اور وہ صفت دل کی ہی نہ ناک و سر کی اور اگر مراد
تیس و تخمین دل کی ہی بحساب جسم کے تو بڑی قباحت یہ ہی کہ کفر و ایمان ہین اہل سنت کے نزدیک
واسطے نہین ہی آدمی یا مومن ہی یا کافر اگر پاؤ یا آدھا مسلمان ٹھیرایا تو باقی حصے کا اوس صفت
متصف ہونا لازم آتا ہی کہ ہر مسلمان زبان پر لانے سے تھرّاتا ہی اس سوالات کا جواب
بتقریر واضح کہ سوادی کلام کا کوئی فقرہ باقی نہ رہے اور خدا سے پاک سے ڈر کر موافق اصول اہل اسلام
کے تحریر کرنا اور تعصب و پیروی اپنے بزرگون کو کار نہ فرمانا اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا
اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰٓی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِهٖ حُمَاةِ الدِّیْنِ اٰمِیْن
خط تمام ہوا اور بتاریخ صدر روانہ ہوا لیکن ابتک کچھ جواب نہ آیا مالفش خیر باد مگر ایک خط الطیر
تجاہل عارفانہ کے نقد اطلب کتب مذکورہ مین آیا راقم السطور نے ایک جواب اوسکا لکھکر جنید
پھر انتظار کیا چونکہ ابتک جواب مقصود نہ آیا خیال کیا کہ جب ان پانچ شبہات کا حل ابتک نہ ہوا
دوسرے صدہا شبہات کہ اس کتاب مین مذکور ہین اونکے حل و جواب کے واسطے انتظار کرنا بیفائدہ ہی
اسواسطے کتب مذکورہ کہ ابتک واسطے تصحیح نقل بہ اہتمام النزاد کے رکھی ہین بتوسط نواب صاحب
وزارت مآب مختار الملک بہادر کے نزدیک جنید خان جمعدار بہادر [illegible] روانہ
کین اور سید حافظ میان برادر عالم میان کی موافق اجازت عالم میان کے منگوالی چنانچہ
نقول اون کاغذات کی ذیل مین مسطور ہین نقل سوکیمولف بنام نواب صاحب وزارت
مآب مختار الملک بہادر کیفیت اینست کہ پیشتر ازین سید علی [illegible]
پسر عالم میان ستہ تا رسالہ در ردّ مذہب اہل اسلام لتصنیف ساختہ در ان کافہ مسلمین شیعہ
وسنی را از مشرق تا مغرب کافر قرار دادہ طبع کنانیدہ در بلاد دکن تقسیم نمودہ بلکہ تا دہلی و لکھنؤ
ہم روانہ ساختہ وہیچ عالم و متعلم را نگذاشتہ کہ بانہا مقابل نشدہ باشد و درخواست تحریر
وجواب آن نمودہ باشد تا آنکہ در دار القضا حیدرآباد حاضر شدہ رسائل مذکورہ مع رقعہ خود
تصدیق مذہب خود یا تحریر جواب گذرانیدہ چنانچہ قاضی صاحب آن رقعہ و رسائل را [illegible]

سخنست مذکوره نزد بنده فرستادند و مصنف مذکور از بنده هم بکمال اصرار مسند جا تحریر جواب آ
موده بهمین غرض کتب مذهب خود از جاها فراهم آورده حاضر ساخت ناچار تحریر جواب در دو
مجلد ضخیم درین باب مرتب ساختم و در التزام این امر نموده شد که باآنکه بجواب تکفیر تکفیری از زبد
لیکن زبان قلم خود را بآن نیالودم البته جائیکه از زبان مهدی ایشان القاب کفر و نفاق در حق ما
ایشان منقول بود بطور پیام بگوش ایشان رسانیدم و خطبیات مهدی وغیره پیشوایان قوم
که در کتب ایشان مرقوم بود مشروح و مدلل نموده هدیه مهدویه ساختم دیگر از طرف خود هیچ
نا سزا دوم برین هم شنیده میشود که این امر بر ایشان خیلی شاق و ناگوار است حالانکه این تحریر
جواب غایت تمنا و اصل مدعا عالم میان بود که ده بنده در مدت برای تحصیل آن سرمایه میگردیدند
آیا امید داشتند که در جواب همین رد و تنقیص رد خواهد نمود یا مدح خوانی و ثنا گستری ایشان
خواهد بود القصه حاصل التماس آنکه کتب مذکورة الصدر از مدتی بیکار نهاده هست لهذا امید که
بجنید خان جمعدار که گاه گاه متقاضی میشوند فرمان شود که خط عالم میان بنام این مضمون
ملازم سازند که کتب امانت بجنید خان جمعدار تفویض نمایند تا کتاب جمعدار موصوف رسید مهری
گرفته از او ارسال دارند این امانت هم سبکدوش شود زیاده عمر و دولت با توفیق حمایت دین ملت در تزاید باد

## نقل رقعهٔ نواب وزارت مآب مختار الملک بهادر بنام مؤلف

رقعهٔ مرسله در باب صدور حکم بجنید خان جمعدار در باب رسانیدن خط عالم میان بنام مهربان
جهت تفویض کتب امانتی تا که جمعدار مذکور بعد اخذ رسید مهری کتب مذکوره داده شود
موصول گردید برطبق مسودهٔ مرسلهٔ آن مهربان قطعهٔ رسید بمهر حافظ میان که بلفظ عرضی
مهری جنید خان رسیده مع نقل عرضی مذکور ملفوف هذاست کتب سند بعد رسید فرستاده شود تا که
باستصواب جمعدار مزبور به حافظ میان مزبور رساند گر روز زیاده اشتیاق الرقوم ششم ماه ذیحجه ۱۲۹۰ هجری

## نقل عرضی جنید خان جمعدار بجناب وزارت مآب موصوف

عالی

بعرض

میرساند

مرسله بندگان سرکار عالی مع نقل رسید پرتو ورود افگنده سرفراز فرمود حسب الحکم
سرکار عالی مطابق نقل مبیضه کنانیده و مهر حافظ میان برادر سید عیسی بران ثبت
گردانیده ملفوف عریضهٔ هذا منظر خداوندی گذرانیده امید که بموجب فهرست رسید از
نزد مولوی محمد زمان صاحب کتب در سرکار طلب فرموده بفدوی مرحمت گردد تا به
برادر اوشان رسانیده شود زیاده حد ادب    معروضه غرهٔ ذی حجه ۱۲۸۵ هجری

شادی ۱۲۴۸
خان
جنت سید ولد

## نقل رسید حافظ میان برادر عیسی میان کتب مفصلة الذیل که

سید عیسی صاحب مهدوی ملقب به عالم میان بعض از ذات خود و بعض از دیگران
مستعار گرفته بطور عاریت نزد مولوی محمد زمان صاحب رسانیده بودند حالا حسب
اجازت میان موصوف بتمام وکمال از نزد مولوی صاحب موصوف وصول یافته چنانکه
کتب مسطوره رسانیده شد آینده میان وغیره مالکان مذکور را از مولوی صاحب موصوف
هیچ گونه دعوی و تقاضا نیست لهذا این چند کلمه بطریق لا دعوی رسید نوشته شد که سند باشد

| دفعه ۱ | دفعه ۲ | دفعه ۳ | دفعه ۴ |
|---|---|---|---|
| مجموعه پنج فضائل و شواهد الولایت و تذکرة الصالحین وغیرها | مجموعه مقصد ثانی و مکتوب ملتانی و جوهرنامه و بشارت نامه و صراط المستقیم و رساله هفتاد و چهار فرقه و درج الاسرار و چند مکتوبات و ام العقائد و رساله بعض الآیات | مطلع الولایت | سراج الابصار |

| دفعہ | دفعہ | دفعہ | دفعہ |
| --- | --- | --- | --- |
| کشف الدلائل مسمی بہ حرز | مخزن الدلائل | رسالہ اعتقادیات و عملیات تصنیف عالم میان | رسالہ معارضۃ الروایات تصنیف ایضاً |
| دفعہ | دفعہ | دفعہ ١١ | |
| مجموعۂ رسالہ کشف المذہب و ثلاثہ و سبتابعین و دلیل المبین تصنیف ایضاً | شبہات الفتاوی تصنیف ایضاً | ترجمہ رسالہ مہدی نامی تصنیف از قضا خان مرحوم | حافظ ١٢٨٥ میان |

محررہ تاریخ سترہ ماہ ذیحجہ ١٢٨٥ ہجریہ مقدسہ

## باب سوم جوابات دلائل اثبات مہدویت شیخ جونپوری مین حقیقت حال یہ ہے

کہ قاعدہ مقررہ اور کلیہ مسلمہ ہے کہ جب خدا و رسول کسی ایسی چیز کی خبر دیوین کہ اوس چیز کی حقیقت قبل اس خبر دینے کے معروف و معلوم نہو وے تو بنا شناخت اوس چیز کی انھین علامات و آثار پر ہوتی ہے کہ جو صاحب خبر نے بیان فرمائی ہو دین یہانتک کہ ماہیت شرعیہ اوس چیز کی یہی مجموعہ آثار و علامات مذکورہ ہوتا ہے فقط بلکہ تمام امور مصطلحہ کی ماہیت یہی مفہومات اصطلاحیہ ہوتے ہین چنانچہ سید سند نے اپنی بعض تصانیف مین اس تحقیق کا افادہ فرمایا ہے پس حقیقت مین مہدی وہی شخص ہے کہ جسمین علامات منقولہ بطور ماہیت شرعیہ مرکبہ ممیزہ کے جمع ہو دین کہ سائر الناس سے مابہ الامتیاز واقع ہو دین اور شیخ جونپوری مین چونکہ یہ ہیئت اجتماعی علامات کی مفقود تھی مہدویہ نے اس طریق اثبات مسلم الثبوت کو ترک کر کے ایک طریق جدید اختراع کیا کہ تمام علامات ممیزہ مخصصہ کو چھوڑ کر چند علامات عامہ مشترکہ کو دلائل مہدویت کی ٹھیرایا حالانکہ وہ تمام علامات بھی بر تقدیر ثبوت کے مخصص ممیز نہین ہو سکتی ہین چہ جائے واحد واحد کے کہ ہرگز دلیل برأسہ مستقل نہین ہو سکتی ہے البتہ ان علامات متفق علیہا مسلمۃ الفریقین مین سے انتفا ہر ایک کا دلیل مستقل واسطے ابطال مہدویت کے ہو سکتا ہے پس جو علامت کہ اوسکا ہونا مہدی کے واسطے قطعی ہے جیسا کہ فاطمی النسل ہونا کہ باتفاق فریقین بتواتر معنوی ثابت ہے اوسکا انتفا دلیل قطعی ہوگا ابطال مہدویت شیخ مذکور پر اور جو علامات ظنیہ ہین اونکا انتفا دلائل ظنیہ للابطال ٹھیرے گا اور یہ غلط ہے کہ ظن باب

اعتقادیین بالکل غیر معتبر ہی اسواسطے کہ تفاصیل اعتقادیات کہ اکثر ظنیات ہوتے ہین اوس مین تو دلائل ظنیہ بخوبی مفید ہین اور اصول اعتقادیات کہ قطعیات ہین اوس مین اگر دلیل ظنی مفید یقین نہین تو مفید ظن البتہ ہی چنانچہ شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ وَمَا یُقَالُ اِنَّہٗ لَا عِبْرَۃَ بِالظَّنِّیَّاتِ فِیْ بَابِ الْاِعْتِقَادَاتِ فَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّہٗ لَا یَحْصُلُ مِنْہُ الْاِعْتِقَادُ الْجَازِمُ وَلَا یَصِحُّ الْحُکْمُ الْقَطْعِیُّ فَلَا نِزَاعَ فِیْہِ وَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّہٗ لَا یَحْصُلُ الظَّنُّ بِذٰلِکَ الْحُکْمِ فَظَاہِرُ الْبُطْلَانِ اور یہ بھی مسلمات سے ہی کہ کثرت ظنون مفید یقین ہوتی ہی پس جبکہ بکثرت علامات مہدویت کہ ثابت باحادیث آحاد ظنیہ ہین مفقود ہونگی اور ہر ہر کا فقدان عدم مہدویت پر دال ہوگا سب سے یہ قدر مشترک قطع وجزم کو پہونچیگی کہ یہ شخص مہدی نہین ہی اب دلائل اثبات کہ حقیقت مین علامات عامہ مشترکہ ہین اور انتفا انکا البتہ دلائل مستقلہ بطلان مہدویت کے ہین بیان کی جاتی ہین

دلیل اول رسالہ معارضۃ الروایات مین عالم میان مہدوی نے لکھا ہی کہ کہا شیخ عبدالحق نے لمعات شرح عربی مشکاۃ مین کہ متواتر ہی حدیث معنًا ہونے مین مہدی کے اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اور بعضی حدیثون مین اولاد سے امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی اور بعضون مین اولاد سے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی انتہی اب حکم متواتر مطلق کا ثابت ہی اور غیر متواتر تقیید کا ساقط بنا بر قاعدہ اصول کے جو گذرا پہلے باب مین انتہی بالجملہ حدیثین اس مقدمے مین مختلف وارد ہوئی ہین کہ بعض مین ہی کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین اور بعض مین ہی کہ اولاد امام حسین سے مگر مہدی کا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا بہر حال ثابت ہی یہانتک کہ متواتر ہی اور تمام کتابین مہدویون کی بھی اس اقرار سے مالامال ہین کہ مہدی کا فاطمی ہونا قطعی و یقینی ہی بلکہ اپنے مہدی ادعائی کی سیادت پر اسقدر مطمئن اور نازان ہین کہ اکثر مصنفین انکی مہدویت کے واسطے اسی قدر اصل ٹھیراتے ہین کہ اولاد فاطمہ سے ہو کے اور اخلاق مانند اخلاق انبیا واولیا کے رکھتا ہو تو مہدویت کے واسطے بس ہی اور باقی علامات کچھ ضرور نہین ہین چنانچہ نقل کرتے ہین کہ امام بیہقی نے شعب الایمان مین لکھا ہی کہ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ اَمْرِ الْمَہْدِیِّ فَتَوَقَّفَ جَمَاعَۃٌ وَاَحَالُوا الْعِلْمَ اِلٰی عَالِمِہٖ وَاعْتَقَدُوْا اَنَّہٗ وَاحِدٌ مِّنْ اَوْلَادِ فَاطِمَۃَ الزَّہْرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا یَخْلُقُہُ اللّٰہُ مَتٰی شَاءَ وَیَبْعَثُہٗ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یہ عبارت تمام مہدویہ ایک عصم

مقتضیات سمجھ کر نقل کیا کرتے ہین اور ابتدا اس نقل کی میان خوندمیر سے ہوئی کہ مکتوب ملتانی
مین اس قول کو نقل کیا اور انھین سے تمام گروہ مہدویہ نے نقل در نقل کیا حالانکہ ان میان
کی نقل پر ہرگز اعتبار و اعتماد نہین ہو سکتا ہے کیونکہ انکی عادت ہے کہ نقل مین نہایت تحریف
و تبدیل کیا کرتے ہین اگر اعتبار نہ ہووے تو دلیل ہشتم اور دہم اس باب کو ملاحظہ کر لو اور نسخہ
شعب الایمان کا اس شہر مین اسوقت ناقص دستیاب ہوا اوس مین یہ عبارت نہین ہے
اور نیز اوس کتاب کی وضع سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے تتمہ مین یہ عبارت ہووے کیونکہ اوس مین
سوائے احادیث کے کچھ اپنی طرف سے اضافہ کرنا عادت مصنف کی نہین معلوم ہوتی ہے اور اگر
کسیکو سالم کتاب دستیاب ہووے چاہیے کہ تحقیق اس احتمال کی کر لیوے علاوہ یہ کہ اوس مین
کوئی کلمہ حصر کا موجود بھی نہین ہے اور قطع نظر اس سب سے بالفرض و التقدیر اگر یہ قول منقول صحیح و مقبول
بھی ہووے تب بھی مہدویونکو کچھ مفید نہین ہے بلکہ سراسر مضر ہے کیونکہ انکے مہدی کا اولاد فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا سے ہونا بھی ثابت نہین ہو سکتا ہے اسلئے سوال کیا جاتا ہے کہ اگر تمھارے مہدی حسنا
کی نسل و نسب مین بھی خلل نکلے اور سیادت بالکل ثابت نہووے تب تو اس اعتقاد سے تو تم
کو بیٹھینگے یا پھر بھی اپنے باپ دادونکی لکیر پر چلے جاوینگے اَوَلَوْ کَانَ آبَاؤُهُمْ لَا یَعْقِلُونَ شَیْئًا
۹ وَلَا یَهْتَدُونَ اب انکا نسب نامہ کھولا جاتا ہے کہ سب حال کھل جاوے واضح ہو کہ کتاب مطلع الولایت
تصنیف سید قاسم بن سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جونپوری کی ہے
سنہ ایک ہزار سولہ مین اور کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن اللہ بخش بن
محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوندمیر داماد سید محمد جونپوری کی ہے سنہ ایکہزار باون
مین یہ دونو کتابین کتب معتبرہ نقلیات سے ہین کہ مہدوی کتب نقلیات کو منجملہ اصل اصول کے
کہتے ہین ان دونو کتابون مین لکھا ہے کہ انکے مہدی جونپوری اولاد سے امام موسی کاظم رضی اللہ
عنہ کے ہین اور درمیان مہدی مذکور اور حضرت امام موسی کاظم کے بارہ پشت ہین فقط کہ تفصیل
اوسکی یہ ہے سید محمد مہدی بن سید عبد اللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسی بن سید
قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبد اللہ بن سید یوسف بن سید یحیی بن سید جلال الدین بن
سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم الخ انتہی اور شواہد الولایت کے باب دوم مین لکھا ہے

کہ ولادت مہدی جونپوری کی سنہ ۸۴۷ آٹھہ سو سینتالیس ہجری مین ہی اور اس سنہ مین مہدویونکو
کچھہ خلاف و شبہہ نہین ہی اسواسطے کہ بلاخلاف سنہ ۹۱۰ نو سو دس مین انتقال ہی اور عمر کل تریسٹھہ برس
کی ہی پس ثابت ہوا کہ انکے مہدی کی پیدایش اور امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے انتقال مین
۶۶۴ چھہ سو چونسٹھہ برس کا فاصلہ ہی اسواسطے کہ امام موسی کاظم نے سنہ ۱۸۳ ایک سو تراسی مین
پچپن برس کی عمر پاکر انتقال فرمایا جیسا کہ فصل الخطاب اور عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب
وغیرہ کتابون معتبر مین مذکور ہی اور معلوم نہین کہ یہ سید نعمت اللہ جد اعلی مہدی صاحب
کے وقت انتقال امام موسی کاظم کے چند سال کے تھے غرض کہ معلوم ہوا کہ بارہ پشت
مہدی مذکور مین ہر شخص تقریبا چھپن برس کے بعد معمر ہو کر ایک بیٹا جنتا تھا اور اگر کسی نے اپنے
بیٹے اس عمر سے کم مین جنا تو ضرور ہوا کہ دوسر الپشت والا چھپن برس کی عمر سے بھی زیادہ مین جنے
مثلا اگر ایک شخص تیس برس مین صاحب ولد ہوا تو ضرور دوسرا بیاسی برس کا بڈھا ہو کر بیٹا جنے تاکہ بارہ پشت
مہدی کی اس مدت چھہ سو چونسٹھہ مین پوری ہو جاوین یہ مقدمہ نہایت غریب و نادر ہی کہ کسی دوسرے
کے نسب صحیح مین دنیا مین ایسا نہوا ہوگا اور طرہ یہ ہی کہ سید خوندمیر داماد مہدی کا نسب بھی اپنی
سید نعمت اللہ کو پہونچتا ہی اور وہان بھی فقط بارہ واسطے درمیان مین ہین حالانکہ سید خوندمیر
مہدی کے تولد سے چالیس برس کے بعد پیدا ہوئے ہین چنانچہ سید ولی نے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ
خوندمیر اٹھارہ برس کی عمر مین مرید ہوا اور پانچ برس میران کی صحبت مین رہے اور بعد وفات
میران کے بیس برس کے بعد ۴۳ تینتالیس برس کی عمر مین نہایت ریش سفید ہو کر مارے گئے
انتہی اس سے معلوم ہوا کہ میران یعنی مہدی ادعائی کے مرنے کے وقت تیئیس برس کے تھے
اور مہدی مذکور چونکہ تریسٹھہ برس کی عمر مین مرے ہین پس وے انسے چالیس برس کم ہوئے
پس انکے تولد اور امام موسی کاظم کے انتقال مین سات سو چار برس کا فاصلہ ہوا اور نسب مین
انکے بھی بارہ پشت سے زیادہ نہوئین چنانچہ نسب نامہ انکا یہی ہی کہ پنج فضائل مین مسطور ہی سید خوندمیر
بن سید موسی علیہ عرف چھجو بن خوند سعید بن سید یحیی بن جلال الدین بن خوند سعید بن عبید اللہ
بن سید قادن عرف سید نورانی بن سید عیسی بن سید نعمت اللہ بن سید حیدر بن سید نجم الدین
بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما الخ یہان اگر سید نعمت اللہ

کو وقت رحلت امام کاظم رضی اللہ عنہ کے چار برس کا بھی فرض کرین تو بھی چاہیے کہ ہر شخص
ساٹھ برس کی عمر مین بچہ جنے اور اگر کم سن جیسے مثلا تیس برس مین تو بیٹا اور اسکا پوتا دو برس مین جنے
تاکہ یہ سترہ بطن اس مدت دراز مین برابر آخر مین وہان ہوا الاعجاب شاید کہ خاندان سید نعمت اللہ
مین یہ آئین تھا کہ ہر شخص اپنی اولاد کو پیر زادہ بنانے کے واسطے جبتک کہ پیر شصت سالہ ہوتا تھا
بچہ نہ جنتا تھا مگر مہدی اور سید خوندمیر سے اس آئین کو توڑ ڈالا جنانچہ جمع الفضائل مین ہی کہ مہدی نے
بائیس برس کی عمر مین سید محمود کو جنا اور خوندمیر نے تینتالیس برس کی عمر مین آٹھ بیٹے اور پانچ
بیٹیاں دو جورون سے جنیں اسواسطے کہ یہ لوگ بالبداہت پیر ہین انکی اولاد خود بخود پیرزادے کہلاوے
اونکو پیر عمری بنکر پیرزادہ گری کی کیا حاجت ہی یا جس شخص نے اس نسب کو تصنیف فرمایا اس حساب کو
خیال مین نہ لایا ورنہ اوسکے نزدیک آسان تھا کہ دس پانچ نام اور بڑھا کر قصہ مٹا دیتا یہ علامات
و امارات تکذیب اس نسب کی تھین کہ جس سے بظن غالب معلوم ہوتا ہی کہ اس نسب مین خلل ہی اب دلیل
تحقیقی کہ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ یہ نسل سراسر بے اصل ہی بیان کی جاتی ہی وہ یہ ہی کہ سید نعمت اللہ
کہ جنکی بدولت مہدی سید بنے ہین حسب اعتقاد معلوم امام ہم و معدوم الذات ہین اور انکو امام
موسی کاظم کا بیٹا بنانا سراسر بہتان و افترا ہی حضرت امام موسی کاظم کوئی شخص غیر مشہور مجہول الحال نہین تھا
کہ جسکا دل چاہے اونکا بیٹا بن جایا بلکہ اونکی اولاد اور اولاد الاولاد کا حال معتبر کتابون مین بتفصیل تمام
مذکور ہی اور اس مین کوئی شخص سید نعمت اللہ نہین ہی اور نہ کسی کا نعمت اللہ لقب و عرف ہو بنا بریں تفصیل
اوسکی یہ ہی کہ عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب مین لکھا ہی کہ امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد کی
ساٹھ عدد مین سینتیس بیٹیان اور تیئیس بیٹے بیٹونکے یہ نام مین عبد الرحمن و عقیل و قاسم و یحیی
و داود یہ پانچون صاحب بلا خلاف لا ولد فوت ہوئے ہین اور سلیمان و فضل و احمد ایسے لڑکیان
پیدا ہوئی ہیں اور لڑکے نہین جنے اور حسین و ابراہیم اکبر اور ہارون اور زید اور حسن اسکے
صاحب اولاد ہونے مین اختلاف ہی اور علی و ابراہیم اصغر اور عباس و اسمعیل و محمد و اسحق و حمزہ اور
عبد اللہ اور عبید اللہ اور جعفر یہ دس اخیر کے بلا خلاف صاحب اولاد ہیں انتہی اور کتاب لطائف اشرفی
نیا کہ سات سو پچاس مین سید محمد جونپوری کی پیدائش سے بھی پہلے تالیف ہوئی ہی لکھا ہی
کہ امام موسی کاظم کے ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیان اور تیئیس لڑکے اور فرزند و ن مین سے لا ولد ہی اور بعضے

اولاد نہین اور اب اِ یہ علم نسب کا مدار اس پر ہی کہ اونکے تیرہ لڑکے صاحب الاولاد ہوئے اونمین سے چار کثیر الاولاد ہین امام علی رضا اور ابراہیم المرتضی اور محمد بن العابد اور جعفر اور پانچ قلیل الاولاد ہین عباس و ہارون و اسحق و اسمٰعیل و حسن اور چار متوسط الاولاد ہین زید النار اور عبد اللہ اور عبید اللہ اور حمزہ انتہی اور اسی موافق عمدۃ المطالب مین بھی مسطور ہی اور فصل الخطاب مین حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن موسی کو بھی صاحب اولاد لکھا ہی لیکن فرمایا ہی کہ اب اونکی اولاد باقی نہین ہی اور صاحب عمدۃ المطالب مین بھی اپنے شیوخ سے الیسی نقل کیا ہی اب خوب ملاحظہ کیجیے کہ ان مین سید نعمت اللہ تمھارے مہدی کے دادا صاحب کہان ہین پس ثابت ہوا کہ تمھارے مہدی کا قصر سیادت اصل سے بے بنیاد ہی اور اس پر بالاخانہ مہدویت جو بنایا ہی وہ برباد ہی والحمد للہ علی ذلک اب مہدویون کو لازم ہی کہ اوس بزرگ کو ناحق داخل النسب کر کے گنہگار نہوین اور انکی روح کو زیادہ آزار نہ دیوین کہ اوس بزرگ نے ہمیشہ یہی کہا کہ مین سید خان کا بیٹا ہون اور یہ نہین کہا کہ یہ خان سید تھے اور اگر کہا ہی تو تم نسب کو انکے علم انساب کی کتابون سے ثابت کر دو کہ مین آدمی فَعَلَیۡہِ الۡبَیَانُ ورنہ یہ دعوی کہ ہم سید نعمت اللہ کی اولاد مین ہین اور سید نعمت اللہ بیٹے امام موسی کاظم کے ہین سچا ایسا ہی کہ کوئی کہے کہ مین نواب ناصر الدولہ فرمانروا دکن کی اولاد مین ہون جب وس سے پوچھین کہ اونکے کس بیٹے کی آپ اولاد مین ہین تو کہے کہ بندہ شیخ نعمت اللہ بن ناصر الدولہ کی اولاد مین ہی سننے والے کو نہایت ہنسی آوے گی کہ نواب ناصر الدولہ کے فقط دو فرزند ہین ایک نواب افضل الدولہ بہادر فرمانروا حال دوسرے نواب روشن الدولہ یہ شیخ نعمت اللہ کہان سے اونکے تیسرے بیٹے نکلے کہ تمھاری نسل کا پتا لگے پس بلاشبہہ واقفین حال انساب اس نسب مہدوی کو بھی سنکر ایسی ہی استعجاب و استہزا کرینگے اس گلِ دیگر شگفت ایک روز عالم میان مصنف رسائل جدیدہ مہدویہ سے راقم الحروف نے پوچھا کہ یہ نسب مہدی کہ تمھاری کتابون مین مسطور ہی اس مین کچھ شبہہ و شک تو نہین بولے درین چہ شک پس مین نے کہا کہ اس سند مین کہین انقطاع تو نہین بولے ہرگز نہین مگر اتنا ہی کہ ایک جا پر اسمین انقلاب ہی کہ اسمٰعیل بن نعمت اللہ جو لکھا ہی وہ نعمت اللہ بن اسمٰعیل ہی شاید کہ میان مذکور کو بھی کچھ سراغ اس بات کا لگا تھا کہ نعمت اللہ کوئی بیٹا امام کاظم کا نہین ہی اسواسطے انھون نے اپنے بزرگونکی ذات بات سنبھالنے کے واسطے یہ توجیہ بنائی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ روایت دوم تمھاری کسی کتاب قدیم مین بھی موجود ہی یا نہین اگر نہین ہی تو یہ سخن غیر مسموع ہی اسواسطے کہ آج تم اپنی بات بنانے کے واسطے دوسرا نام بنا سکتے ہو جب کہ تمھارے پیشوا ان سا

پہادون نبی یا نسب نامہ بنے مہدی کی سیادت جمانے کے واسطے بنایا تھا اور باپ اور دادے کا نام اور ترتیب
موافق واقع اور وجود کے جو نقل صحیح پہلے سے چلی آتی ہے یا آج کل کے نیچے سیکڑون برس کے گذر بھی
ہوگئے دادون پردادون کو اب مرتب اور مقرر کرتے ہین کہ دادے کو باپ اور باپ کو دادا اور بیٹے
باپ اور باپ کو بیٹا ٹھیرا لیتے ہین اور کیا عجب ہے کہ مہدوی آج کل اس کتاب کے دیکھنے کے بعد اپنی پرانی
کتابون مین بھی کم و بیشی کر کے نسب نامۂ مذکور کو درست کر لیوین یا دوسرے مقدمات شنیعہ مین اصلاح
کر لیوین اسکا کیا اعتبار ہے اور اگر یہ روایت تمھاری کسی قدیم کتاب مین موجود ہے تو اسکو بتاؤ اور اسکے
تقویت کے وجوہ اور روایت مطلع الولایت اور شواہد الولایت کے تضعیف کے وجوہ بیان کرو اور ہم تمھارے
مذہب کے موافق ان کتابون کی روایت کی تقویت یون کرتے ہین کہ یہ دونو کتابین تمھارے مذہب کے اصول
ہین ان مین جو کچھ لکھا ہے سب صحیح و معتبر ہے بلا خلاف اور سوا اسکے شیخ فضائل بھی نہایت معتبر ہے خود عالم میان
کی زبانی ہے کہ جب یہ تصنیف ہوئی اور سے مہر کے میون اور مشائخ و علما مہدویہ کو دکھائی گئی سب نے اجماع
کیا کہ جو کچھ اس مین مسطور ہے سب صحیح و معتبر ہے سوا ایک نقل کے کہ اس مین لکھا ہے کہ جب خوندمیر اور انکے رفقا کو لشکر
اہل سنت نے بحکم بادشاہ قتل کیا خوندمیر اور انکے رفقا کے سر لیکر طرف شہر چانپانیر کے واسطے ملاحظے
سلطان مظفر بادشاہ کے روانہ ہوئے راستے مین یہ سب سر سڑ گئے تب انکے پوست کھینچکر بھس بھر لیا اور
ہڈیان سر کی انکی بٹن مین پھینک دین اسواسطے کہ شونکا مقبرہ سدراسن مین ہے اور سر انکا بٹن مین اور پوست
سر کا مدفن چانپانیر مین ہے لیکن اب نشان اسکا نا معلوم ہے غرض کہ سوا اس نقل کے وہ کتاب بالاجماع
صحیح ٹھیر چکی ہے اوس کتاب مین نسب نامہ خوندمیر کا مسطور ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور اس مین بھی یہی لکھا
ہے کہ سید نعمت اللہ بیٹا امام موسی کاظم کا ہے معلوم ہوا کہ توجیہ عالم میان کی اختراعی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا
کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہے اور بالفرض و التسلیم اگر ثابت بھی ہوا کہ مہدویون کے نسب نامے
مین نعمت اللہ بن اسمعیل ہے تو بھی مہدی جونپوری کے نسب سیادت ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ سید اسمعیل
بن موسی کاظم کی نسل جیسا کہ عمدۃ المطالب مین ہے منقطع انکے ایک بیٹے سے کہ نام اونکا موسی بن اسمعیل بن
موسی کاظم ہے جاری ہوئی اور عمدۃ المطالب و لطائف اشرفی وغیرہ مین مذکور ہے کہ ان موسی بن اسمعیل کا ایک
بیٹا تھا جعفر نام کہ انکا عرف ابن کلثوم تھا اور انکی اولاد کو کلثمیون بولتے ہین وہ لوگ مصر مین ہین اور انھین
مین سے ہین بنی السمسار اور بنی ابی العمائم اور بنی نسیب الدولہ اور بنی الوراق ہیں اور وہ لوگ مصر و شام مین ہیں

ثابت ہوا کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہے

آجتک موجود ہین انہی یہان بھی نعمت اللہ کا پتا نہ لگا معلوم نہین کہ یہ نعمت اللہ مہدویون کو مانند نعمت
غیر مترقبہ کے کہان سے ہاتھہ لگے ہین کہ انکو اولاد فاطمہ مین داخل کرکے سمجھے اونکے اپنے مہدی کو بھی
داخل کر دیتے ہین اور وہان التو لیکے پہر خود درماندہ شفاعت کسکی میان کو جا نہین تر کش کمان
لعان کھون میان نعمت اللہ کو خود ڈھونڈھنا نہین ملتا مہدی جونپوری کی کہان جا ہی یہ زبردستی پرائی نسل مین
لعسنا نہایت گناہ ہی کہ ہر ادنی و اعلی اس وعید سے خبر رکھتا ہی خدا تعالی توفیق فہم درست کی مرحمت فرماوے
ورنہ نافہمی کیا کیا شگوفے کھلاتی ہی اور کیسے کیسے خیال دکھاتی ہی چنانچہ شہر لکھنؤ مین ایک طالب العلم
بحر العلوم مولانا عبد العلی مرحوم کی خدمت مین واسطے تحصیل علم کے حاضر ہوا اونھون نے پوچھا کہ تمھاری
کیا ذات ہی کہا بندہ سید ہی مگر ابراہیمی بحر العلوم نے پوچھا کہ ابراہیمی کیا معنے کہا اولاد سے ابراہیم بن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بطن ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما سے تھے بحر العلوم نے نہایت متعجب ہوکر کہا کہ
حضرت ابراہیم نے ایام شیر خوارگی مین رحلت فرمائی چنانچہ تمام امت کا اسپر اتفاق ہی تم کیونکر اونکی اولاد ہو سکتے ہو
کہا مانو یا نہ مانو بندہ اونھین کی اولاد ہی اور یہ دعوی ہرگز نہ چھوڑے گا بحر العلوم نے خیال کیا کہ جب
یہ شخص اسقدر بدفہم ہی اسکو پڑھانا مشکل ہی لیکن جب ایک سبق پڑھایا نہایت درستی سے پڑھا کہ مرحوم مذکور
نے پڑھانے کا ارادہ مصمم کیا غرض کہ تمام کتب معقول و منقول کہ مرسوم الدرس تھین تمام کین جب بعد فراغ
کے پھر پوچھا کہ حال نسب کا اب بیان کرو پھر بھی کہا کہ بندہ اولاد ابراہیم بن محمد سے ہی ہر چند سمجھایا نمانا
اور کہا کہ کوئی کچھہ ہی کہو بندہ دامن اس نسب کا نہ چھوڑے گا استغفر اللہ العظیم نعوذ باللہ من سوء الفہم آب
مہدویون سے سوال کیا جاتا ہی کہ مہدی ہونا تو سیادت پر موقوف ہی جب سیادت کا پتا نہین لگا
مہدی ہونا کہان سے یقینی ہوگیا یا تمھارے نزدیک مہدی کے واسطے اولاد فاطمہ سے ہونا
ہی ضرور نہین بلکہ جو شخص کہ فقر و توکل مین قدم جماوے اور بعضے اخلاق کاملہ حالانکہ حال اونکا بھی
میل ہفدہم مین معلوم ہوگا حاصل کرے اور انا المہدی کا دم مارے وہ مہدی ہی اگرچہ قوم کا ترک
تاجک یا افغان یا کوئی شیخ بھالی یا مغل چغتائی ہووے کفایت کرتا ہی اور اگر کہین کہ اثبات
فاطمیت مین ہمکو قول مہدی کا بس کرتا ہی تو نہایت بیجا ہی اسواسطے کہ مہدویت بالاتفاق
بالاجماع فاطمیت پر موقوف ہی اگر فاطمیت کا ثبوت مہدویت پر موقوف اور خارج سے اوسکا
پتا نہ لگا تو دور محال لازم آیا غرض کہ یہی ایک بحث ابطال مہدویت کے واسطے دانشمند منصف کے لیے

کافی ہی اور متعصب کو تمام کتاب بھی پڑھکر نہیں ہوتی اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ
وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ دلیل دوم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰہُ رَجُلًا مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اسْمُہٗ اسْمِیْ وَاسْمُ
اَبِیْہِ اسْمَ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ
وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَفْرَادِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ وَّالْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ دنیا تمام نہوگی یہانتک کہ قائم کرے گا اللہ تعالیٰ ایک مرد میرے اہلبیت
سے کہ موافق ہوگا نام اوسکا میرے نام کے اور اوسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے
بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و بیداد سے انتہی غرض کہ یہ حدیث
مہدویون اور اونکے مہدی کے نزدیک مسلم اور صحیح ہی مگر جیسا کہ ایک شخص نماز نہیں پڑھتا تھا
اوس سے لوگون نے سبب پوچھا تو کہا کہ قرآن مین آیا ہی کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ لوگون نے کہا
کہ اوسکے آگے تو پڑھ کہا کہ آگے تو تمام قرآن ہی سب پر کون عمل کرتا ہی ایسی یہان مہدی
پچھلے فقرے کو دیکھکر گھبرائے اسواسطے کہ اونکے مہدی کو حکومت نصیب نہوئی کہ زمین کو
عدل سے بھر دیتا اور ان پر صادق آوے اسواسطے انکے خرد و بزرگ مہدی سے لیکر
یہانتک اسمین طرح طرح کی تاویلین اور تحریفین کرتے ہین کہ تفصیل اونکی انکی کتابون مین
مذکور ہی مگر فقرۂ اول کو سب نے بلا تحریف تسلیم کیا اور اپنے میران کی مہدیت کی دلیل و علامت ٹھیرایا
کہ سب متاخرین اپنی کتابون مین لکھتے ہین کہ ہمارے میران کے باپکا نام بھی حضرت رسالت
کے والد کے نام کے موافق عبد اللہ تھا اور یہ بات سراسر افترا و بہتان ہی اسواسطے کہ اونکے
میران کے باپکا نام سید خان ہی چنانچہ تواریخ کی کتابین کہ اونکے عصر کے قریب تصنیف ہوئے
ہین اونمین سید خان فقط مذکور ہی اور چونکہ اوسوقت مین یہ بات چھپ سکتی تھی متقدمین مہدویہ
نے بھی یہ دعوی نکیا چنانچہ عبد الملک سجاوندی صاحب سراج الابصار نے اصالۃً اور عبد الغفور
سجاوندی صاحب ایجاز الدلائل نے متابعۃً جس جگہہ کہ احادیث موافقہ اپنے میران کی تائید
مین نقل کین اس حدیث کا بالکل نام نلیا اور متاخرین نے جبکہ زمانہ گذر گیا اونکے باپ دادے
پہچاننے والے مر گئے نڈر ہوکر میران کے باپ کا نام بدل ڈالا بلکہ حسب شواہد الولایۃ

[illegible]

ماں کا نام بھی آمنہ مشہور دیا حالانکہ مطلع الولایت والا کہ اوس سے مقدم ہی اونکی ماں کا نام بی بی آغا ملک
لکھتا ہی اور انکے مہدی نے کبھی یہ دعوی نکیا کہ میرا باپ سید عبد اللہ ہی کتاب انصاف نامہ کے
باب اول مین لکھا ہی کہ انکے مہدی سے جب لوگون نے یہ سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہی یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ
اِسْمِیْ وَاسْمُ اَبِیْهِ اِسْمَ اَبِیْ اور تمہارے باپ کا نام سید خان ہی تب ان بزرگ نے جواب دیا کہ
کیا خدائے تعالی اس بات پر قادر نہین ہی کہ سید خان کے بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو یون
جواب دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی کیا اور یہ بھی اوسمین لکھا ہی کہ
ملا معین کی طرف سے دو عالمون نے آکر پوچھا کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہی جواب دیا کہ بندے کے
باپ کا نام سید خان ہی علما نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد بن عبد اللہ تھا اور مہدی کا
نام بھی محمد بن عبد اللہ ہوگا ان بزرگ نے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے کو
کیون مہدی بنایا انتہی اب صاف ظاہر ہوا کہ انکے باپ کا نام عبد اللہ نہین ہی ورنہ سیدھا جواب یہی تھا
کہ میرے باپ کا نام بھی عبد اللہ ہی اس سیدھے جواب کی کیا حاجت تھی کہ خدا سے لڑو اور خدا سے
پوچھو یہی طریقہ مناظرہ کا ہوتا ہی اور آیت وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ پر ایسی عمل کرتے ہین
طریق جواب کا یہ تھا کہ اگر اپنے باپ کا نام عبد اللہ نہ تھا تو حدیث مین اگر کچھ شبہہ و شک تھا تو وہ
بیان کرنا تھا سیدھی گفتگو مین بھڑک گئے اور بہکنے کی کیا حاجت تھی شاید کہ اسی سبب سے انکا لقب
لوگون نے اسد العلماء رکھا تھا اور سب سے بڑھکر ایک اور جواب ہی کہ کوئی عاقل و مسلمان اوسکو
قبول نکرے گا کہ اوسی انصاف نامہ کے باب اول مین لکھا ہی کہ علما نے انکے مہدی سے
سوال کیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاسْمُ اَبِیْهِ اِسْمَ اَبِیْ یعنی مہدی کا
نام میرے نام سے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا اور تمہارے
باپ کا نام تو سید خان ہی اونہون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مرد کافر تھے اونکا
نام عبد اللہ کیونکر ہو سکتا ہی بلکہ خود رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی
محمد عبد اللہ ہی لیکن ابن کا لفظ سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبد اللہ لکھ دیا ہی انتہی سبحان اللہ عجیب
نام ہی کہ آجتک کسی نے کسی سے نہ سنا ہوگا ان بزرگ کو باوجود دعوی قرآن فہمی کے اتنا
خیال مین نہ آیا کہ کفار عرب تمام اللہ تعالی کو مانتے تھے لیکن اوسکے ساتھ دوسرون کو بھی

شریک ٹھیراتے تھے اسواسطے کافر کہلاتے تھے اور جب سختی پڑتی تھی اوسوقت سبکو چھوڑکر فقط
اللہ کو پکارتے تھے چنانچہ جابجا نصوص قرآنی اس مضمون پر ناطق ہین وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ اس مضمون کی بہت آیات قرآن شریف مین موجود ہین
کہ اوس بزرگ کو اپنے جوش مین ایک بھی یاد نآئی اور صحابہ کرام مین بہت سے شخص ایسے تھے کہ انکے
باپ اونکا نام عبداللہ تھا حالانکہ وہ زمانہ جاہلیت مین گذرے ہین چنانچہ اوس بن خولی بن عبداللہ
اور اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی اور اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ اور ارقم بن عبدمناف بن اسد
بن عبداللہ اور بشیر بن عاصم بن عبداللہ اور استیعاب مین حافظ ابن عبدالبر نے سوا انکے اور
بہت ایسے صحابہ کا ذکر کیا ہی کہ اونکے آبا و اجداد حالت کفر مین عبداللہ نام ہوکر گذرے ہین
اگر شیخ جونپوری کو ان مین سے ایک بھی یاد ہوتا ہرگز یہ شبہہ نکرتے کہ کافر علی کا نام عبداللہ کیونکر
ہوگا اور طرفہ یہ کیا نے باپ کا نام بسبب شہرت کے بدل نسکے اور حضرت رسالت کے باپ کا نام عبداللہ
ہونے سے انکار کیا اور اوسکو سہو کاتب ٹھیرایا اور یہ خیال نکیا کہ یہ خبر متواتر قطعی ہی اور تمام امت
کا صحابہ کرام سے لیکر آجتک اجماع ہی کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہین کوئی ایک
آدمی بھی اس امر مین اختلاف اور انکار نہین رکھتے اور اجماع و متواتر دلیل قطعی ہی سب کے نزدیک بلکہ
خود مہدی کا قول اونکی کتابون مین مذکور ہی کہ منکر اجماع صحابہ نبوت اور صحابہ ولایت کافر ہوجاتا
ہی باوجود اس اعتقاد کے کیسا ایسے اجماع کا انکار کیا اب مہدویت کہان باقی رہی مثل سہو کاتب کے
اور بگڑی اسواسطے کہ مہدویون کے اصول پر مہدی معصوم چاہیے خطا سے اور طرہ یہ کہ اسقدر
الٹ پلٹ کرنے مین بھی ابھی آپ کا مطلب ثابت نہوا یعنی مطابقت نامون مین نہ نکلی اب چاہیے
کہ ثابت کرین کہ جب کہ حضرت رسالت کا نام محمد عبداللہ ہی اونکے والد ماجد کا کیا اسم شریف ہی جب تک
کہ یہ ثابت نکرینگے کہ حضرت کے والد کا نام بھی سید خان تھا اس بزرگ کا مطلب حاصل نہوگا
مہدویون پر یہ ہمارا قرضہ ہی کہ ثابت کردیوین کہ حضرت رسالت پناہ کے والد کا نام سید خان تھا
اور اس اجماع سے اونکا دین رنبع باطل ہے انچہ مدعی گوید اب بخوبی ثابت ہوا کہ جیسا کہ لشکر
مہدی کی نسل کی طرف اعلی نعمت اللہ و بیٹے امام کاظم کے نہین ہین طرف اسفل مین عبداللہ
انکے باپ نہین ہین اور یہ نسب از سرتا پا جھوٹا ہی اور مہدوی ناحق اپنے پیر و مرشد کے باپ دادا

اور اگر تو پوچھے ان سے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں اللہ

۸ [illegible]

۹ [illegible]

دست تصرف دراز کر رہے ہین اور سعید خان کو اوڑا کر سید عبد اللہ کو باپ ٹھیرا رہے ہین نسبت کے
مقدسے مین تصرف نہایت گناہ ہی اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت برا ہی
وہ بزرگ اسی گناہ کے خوف سے اپنے باپ کا نام نہین بدلتے تھے مگر عجب غفلت تھی کہ اپنے واسطے
پیغمبر کے باپ کا نام بدل دیا اور قرآن کو بھی فراموش کیا حالانکہ محققین حضرت کے والدین کے
ایمان کے بھی قائل ہین چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس رسالے اثبات ایمان والدین
حضرت مین تصنیف فرمائے ہین دلیل سوم عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فأتوها
فان فیہا خلیفۃ اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان کالے کہ آئے ہین طرف سے خراسان
کے پس آؤ انکے پاس اسلیے کہ اون نشانون مین خلیفہ اللہ کا مہدی ہی انتہی یہ صحیح معنی اس حدیث کے
ہین موافق محاورہ زبان اور روایت و درایت کے اور یہ حدیث اگرچہ مہدوی اپنے مہدی کے
واسطے شاہد و دلیل ٹھیراتے ہین لیکن اونپر ہرگز منطبق نہین ہوتی اسواسطے کہ انکے مہدی
کے ساتھہ سوائے چند مرید مفلوک الحال کے کچھہ فوج و سپاہ نہ تھی کہ اونمین کالے نشان ہوتے دوسرے
یہ کہ انکے مہدی ہندوستان سے خراسان کو گئے اور وہین بعد نو مہینے کے مقام فراہ مین مرگئے
خراسان کی طرف سے آنا انپر کہان صادق آتا ہی کہ مصداق حدیث کے ہوئین مگر مہدوی لوگ
فقط لفظ خراسان کا دیکھہ کر اپنے واسطے سند ٹھیرا لیتے ہین اور سراسر تحریف معنوی کر کے
اپنے پر جماتے ہین چنانچہ سید عیسی مہدوی مصنف رسائل جدیدہ نے رسالہ معارضۃ الروایات
مطبوعہ ۱۲۸۳ ہجری کے صفحہ ۴ مین معنی حدیث مذکور کے یون لکھے ہین کہ جب سنو گے تم کہ
نشانیان سیادت کی متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان کے تو آؤ تم اس مین کہ مقرر اس مین
خلیفۃ اللہ مہدی ہی موافق اس حدیث شریف کے سنا ہمنے کہ نشانی سیادت کی متوجہ ہوئی
ہین طرف خراسان کے پھر آیا ہمنے کہ مقرر اسمین خلیفۃ اللہ مہدی تھا پھر تصدیق کیا ہمنے
موافق فرمان ذیشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پھر اسی طرح بہت سی حدیثین حضرت کے
اقوال کے موافق واقع اور ظاہر ہوئی ہین انتہی اور اسی کتاب مین دوسری حدیث ابو نعیم کی

نقل کی ہے کہ تجئ الرایات السود من قبل المشرق کان وجوههم زبر الحدید الخ اوسکے
بھی اسیطرح غلط معنی کیے کہ آوینگے نشانین سیادت کے آگے سے مشرق کے گویا کہ دل
اونکے تختے لوہے کے ہین اور پھر اوسی کتاب مین ایک حدیث ابن ماجہ کی نقل کی کہ یقتتل عند
کنزکم ثلثة کلهم ابن خلیفة ثم لا یصیر الی واحد منهم ثم تطلع الرایات السود من
قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتله قوم ثم ذکر شیئا لا احفظه فقال
اذا رأیتموه فبایعوه ولو حبوا علی الثلج فانه خلیفة الله المهدی الحدیث اسکے
بھی معنے غلط کیے کہ قتل ہوینگے نزدیک خزانے تمھارے یعنی امر خلافت کے لیے تین تمامی یہ
ابن خلیفہ ہین پھر نہوگا یہ کہ طرف کسی ایک کے انکے پس ظہور ہوینگے نشانین سیادت کے
آگے سے مشرق کے پھر جنگ کرینگے تمسے ایسا کہ نہ جنگ کیے ہین ویسا کوئی قوم پھر فرمائے
جبکہ دیکھوگے اوسکو تو بیعت کرو تم اسکو اگرچہ گھسٹے جانا ہو برف پر کہ بیشک وہان خلیفہ اللہ تعالی
کا مہدی ہے ہان موافق اس حدیث شریف کے قتل ہوئے تین ابن خلیفہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ
کے پس ظہور ہوئین نشانیان سیادت کی طلب مولی ترک دنیا توکل قناعت تفویض تسلیم رضا
فقر وفاقہ ذکر کثیر آگے سے ہند و خراسان کے جو ممالک شرقی ہین خصوصا شرقی القبیلہ پھر ہوئے
بادشاہونکا تواریخ کی کتب مین مثل تاریخ فرشتہ کے مذکور ہے پھر جنگ کرے تمکو موافق لفظ اس
حدیث شریف کے ای اہل انکار ایسا کہ ویسا کوئی قوم نہین کرے مائل اس جنگ کا خلیفہ مہدی علیہ السلام
کا میان سید خوندمیر تھے جبکہ دیکھا ہمنے اسکو تو بیعت کرلیا ہمنے اسکو کہ وہ جنگ خلیفۃ اللہ
مہدی موعود کا ہے انتہی غرض کہ جب آدمی کو خوف خدا نہووے تو جیسا چاہے ویسا خدا اور رسول
کے کلام مین تحریف اور تبدیل کیا کرے اوسکا کچھ علاج نہین ہے اسیطرح اس فرقے کے سلف
وخلف کی عادت ہے کہ معنی انکے نہ الفاظ سے علاقہ رکھتے ہین نہ عقل سے چنانچہ اس جگہ حدیث ۹ خطاؤن مذکورہ
اول مین رأیتم کہ معنی رویت بصر اور رویت قلب کے ہے اوسکو بمعنی سماعت کے ترجمہ کیا دوسری خطا یہ کہ تمام
روایات مین الرایات السود ترکیب توصیفی ہے اوسکو ترکیب اضافی کردیا تیسری خطا یہ کہ لفظ
سود کہ جمع سوداء کی صفت رایات کی ہے اوسکو مصدر سمجھکر بمعنی سیادت کے ترجمہ کیا چوتھی خطا یہ کہ جاء
کہ زبان عرب مین بمعنی آنیکے ہے اوسکے معنی جلانے کے سمجھے شاید کہ خیال کیا کہ جارت ہندی بمعنی جلانے کے

اور ہندی بھی اردو نہین بلکہ پوربی جونپوری کہ آوت جاوت اونہین کی بولی ہی پانچوین خطا یہ
کہ من خراسان مین من کے معنی غلط کیے کہ شرح مائۃ عامل پڑھنے والا بھی ایسی خطا نکریگا
وہ بھی سمجھیگا کہ من واسطے ابتدا مسافت کے ہی نہ واسطے انتہا مسافت کے جاءت من قبل خراسان
کے معنی یہ ہین کہ آئے خراسان کی طرف سے نہ یہ کہ متوجہ ہوئے طرف خراسان کے تمہارے
شیخ جونپوری خراسان کو اغلب کہ اسی خیال سے گئے کہ وہان سے کالے نشانون کے ساتھ
پھر آوین اور مصداق اس حدیث کا ٹھہرون مگر خدا تعالیٰ مقتدر نے مہلت نہ دی اور نو مہینے کے
عرصے مین وہین اونکو تمام کیا اگر مہدی موعود ہوتے تو ضرور کالے نشانون کے ساتھ جانب خراسان
سے آتے پس یہ حدیث اونکے موافق نہین ہی بلکہ سراسر مخالف ہی اور تکذیب کرتی ہی نہ
تا بید اور بعد مرنے شیخ جونپوری کے اونکے داماد خوندمیر اور بعد انکے بیٹے سید محمود کے فقرا و
مساکین کو لیکر گجرات مین آکر مقیم ہوئے اون پر یہ حدیث ہرگز صادق نہین ہی اسواسطے
کہ اس حدیث مین ہی کہ اون نشانون مین خلیفۃ اللہ مہدی ہوگا اور یہان نہ سیاہ نشان تھے
نہ اونمین کوئی مہدی تھے دوسرے یہ کہ حدیث دوم کہ حدیث اول کے موافق ہی اوس مین بجای
من قبل خراسان کے من قبل المشرق ہی اسواسطے کہ خراسان بھی عرب سے جہت مشرق مین واقع ہی اور یہ لوگ گجرات
و آسے اور گجرات سے خراسان شمال یا مابین مغرب و شمال واقع ہی یہان من قبل المشرق کہان صادق ہی اور مہدوی
وک بھی محمل حدیث ان مراجعت کرنے والون کو نہین ٹھیراتے ہین بلکہ ذات مہدی کو اور وہ کسی طور نہین
نا ہی چھٹی خطا یہ کہ حدیث سوم مین کنز کو بمعنی خلافت کے ترجمہ کیا حالانکہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہی
قبل خروج امام مہدی کے فرات کی ندی مین سے ایک پہار سونے کا کھل جاویگا کہ اوس پر خلق بشمار لڑمریگی
ہر شخص گمان کریگا کہ شاید مین ہی جیتا بچون کہ اسکا مالک ہون یہان تک کہ عشر یا عشر عشیر باقی
بچینگے اسواسطے چاہیے ہی کہ جو شخص اوسوقت حاضر ہووے اوسکے نزدیک نجاوے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ
عنہ نے فرمایا البتہ اسکے کہ ایک مرد عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور کریگا کہ اللہ تعالیٰ اوسکے ہاتھ
ان لوگون کے امر کی اصلاح فرماویگا انتہی یہ خلاصہ ہی بہت سی احادیث کا کہ ابو نعیم اور امام احمد بن حنبل
اور ابن ماجہ و طبرانی اور امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابون مین روایت کی ہین کہ کسی مین سونے کا پہاڑ او
کسی مین سونے اور چاندی کا پہاڑ اور کسی مین سونے کا کان مذکور ہی اور بخاری و مسلم کی روایت مین صاف لفظ

ابطال صدق حدیث پنجم

یو شاید الفرات کنز من ذہب کہ من ذہب کا مسطور ہی چنانچہ رسالہ برہان مین منقول ہی
اب یہان انصاف کرنا چاہیے کہ محل حدیث متنازع فیہ کا یہ معدن عراقی ہی یا خلافت کبرائی
ہی اور حدیث سمجھنے کا یہ طور ہوتا ہی کہ اوسکے سب طرق اور روایات جمع کر کے مراد معلوم کرتے
ہین یا یہ کہ اپنے دل میں جو آیا سو بول دیتے ہیں اور قطع نظر لغت اور روایت سے کنز بمعنی خزانہ
کے لینے پر بھی تمہارا مقصود حاصل نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ تمہارے ترجمے کا حاصل یہ ہوا کہ
امر خلافت کے لیے تین ابن خلیفہ قتل ہونگے اور بہر حال اسکا مطلب یہی ہوگا کہ یہ تینون بھی
خلافت کے واسطے لڑینگے اور تمنے محل اس حدیث کا خوندمیر کو ٹھہرایا کہ موضع کہا بھیل میں وہ اور
اونکے بھائی میان عطن اور فرزند سید جلال مع رفقا کے اہل سنت کے ہاتھ سے مارے گئے وہان
دعوی خلافت کا کہان تھا انکو بدمذہب سمجھکر وہان کے سلطان اور امرا نے قتل کیا وہ لوگ
انکے مہدی کی خلافت کا دعوی کیا کرتے تھے بلکہ نفر شک کہتے تھے اور خوندمیر کے خلیفہ سید محمد
جونپوری ہونے سے کیسا انکار کرتے تھے بلکہ اونکے عقائد اور اصول کو برا جانکر قتل کیا علاوہ
یہ ہی کہ ابن خلیفہ سے ظاہر و متبادر بنوت بلا واسطہ تھی اوسکو اتنا دور لیے جاکر اولاد علی المرتضی
ٹھہرا کر ابن خلیفہ بنایا اونکا نسب منقطع ہی وہ کس طرح ابن علی مرتضی ہو گئے چنانچہ تحقیق اسکی اول
مین ہو چکی ہی ساتوین خطا یہ کہ حدیث ابن ماجہ مین لفظ یقتتل کا ہی باب افتعال سے اور اقتتال اور
تقاتل دونو معنی باہم لڑنے کے ہین مارے جانے کے معنی کرنا خطا ہی چنانچہ فقرہ ثم لا یصیر الی
منہم سے ظاہر ہوتا ہی اسواسطے کہ بعد مارے جانیکے کنز طرف کسی ایک کے رجوع کرنے کا کیا
احتمال تھا کہ اوسکی نفی کی حاجت ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ یہ تینون ابن خلیفہ آپس میں لڑینگے
اب یہان تمہارے تینون ابن خلیفہ فرضی آپس مین کہان لڑے کہ مصداق حدیث کا
ہووین آٹھوین خطا یہ کہ سیادت کو معنی ترک دنیا و فقر و فاقہ وغیرہ کے تفسیر کیا یہ بنا ء الفاسد
علی الفاسد ہی اسواسطے کہ یہان ترکیب توصیفی مین سو معنی سیادت کہان بن سکتا ہی کہ سیادت
بمعنی فقر و قناعت وغیرہ کے ہے ثبت العرش ثم النقش نوین خطا یہ کہ حدیث سوم مین عبارت
ثم ذکر شیئا لا احفظہ کو اپنے رسالے مین مطلق ذکر نہ کیا اور نہ ترجمے مین کچھ اسکا تعرض کیا
حال انکہ کتاب منقول منہ یعنی سنن ابن ماجہ مین وہ عبارت اوسی حدیث مین بروایت ثوبان

رضی اللہ عنہ کے موجود ہی اور اوس مین اہل حق کا مقصود ہی اسلیے کہ یعنی اوسکے یہ ہین کہ راوی
کہتا ہی کہ لم یقتلہ قوم کے بعد حضرت رسالت مآب نے ایک اور بات فرمائی تھی کہ مجکو یاد نہین ہی
انتہی اوس بات کا سراغ یون لگا کہ حاکم اور ابو نعیم نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا اور اونکے
راویون کو وہ بات برابر یاد رہی اونکی روایت مین یہ عبارت ہی عن ثوبان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثۃ کلہم ابن خلیفۃ لا یصیر الی واحد
منہم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقاتلونکم قتالا لم یقتلہ قوم ثم
یجیٔ خلیفۃ اللہ المہدی فاذا سمعتم بہ فاتوہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج
فانہ خلیفۃ اللہ المہدی اب مابعد کے ضمائر کا مرجع کھل گیا اور قاعدہ مقررہ علمائے
حدیث ہی کہ صحیح بخاری مین بھی موجود ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر
حیرت ہی کہ مصنف رسالہ معارضہ باوجودیکہ اپنا لقب عالم میان تحریر کرتے ہین اسقدر بھی نہین
سمجھتے ہین کہ اگر یہان کچھ رہ نہین گیا ہی تو فاتوہ اور بایعوہ اور فانہ کی ضمیرین کسطرف راجع
ہین اس فہم و فراست پر معارضہ روایات پونچانے کا دعوی ہی غرض کہ خلاصہ حدیث یہ ہوا کہ
پہلے اولاد خلیفہ جنگ کرینگے کنز پر بعد اوسکے کالے نشانون والے جانب مشرق سے
آوینگے پس جنگ شدید کرینگے بعد اوسکے آوینگے خلیفۃ اللہ مہدی یہ ترتیب قطعی ہی
اسلیے کہ حرف ثم خاص ہی واسطے تعقیب مع التراخی کے اور خاص قطعی ہوتا ہی جیسا کہ اصول
مین مصرح ہی اب اگر ابناے خلیفہ کی جنگ کو خوندمیر کے جنگ پر محمول کرین تو چاہیے
کہ بعد اوسکے اہل رایات کا جنگ واقع ہو بعد اوسکے خلیفۃ اللہ مہدی ظاہر ہون اور یہان
دونون امر مفقود ہین اسواسطے کہ مہدی جونپوری خوندمیر کی جنگ سے پیشتر مرچکے ہین اور
اگر طلوع رایات شرقی سے ظہور مہدی جونپوری مراد لین جیسا کہ بتائید تاریخ فرشتہ میان
مصنف نے ارادہ کیا ہی تو چاہیے کہ ابنائے خلیفہ کا جنگ اور اہل رایات کا جنگ پیشتر اوسکے
ہوچکے اب اگر حامل اس جنگ کے بقول مصنف کے میان خوندمیر ہین تو چاہیے کہ میان خوندمیر
مہدی سے پہلے ایام طفولیت مین یا ماںنکے پیٹ مین مع دو خلیفہ زادون کے لڑ کر مرچکے ہین
بالجملہ کسیطرح اس بزرگ کا کلام صحت نصیب نہین ہوتا ہی اور نہ انکی خطاؤن کا شمار ہوسکتا

جس طرف خیال کیجیے تامد صحرا خطا کے ناپیدا اغلاط وخطا کے مہلک ہیں کہ آدمی دیکھتے دیکھتے
بیزار ہو جاتا ہی کہان تک کوئی خطا کا حساب کرے اسواسطے لاچار ہو کر اس جگہ اسی قدر
اختصار کیا دلیل چہارم عبد الملک سجاوندی مہدوی نے سراج الابصار مین نقل کیا کہ
منها ما روی ابو سعید مولی ابن عباس قال سمعت ابن عباس یقول قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم انی لارجو ان لا تذهب الایام واللیالی حتی یبعث الله منا
اهل البیت غلاما شابا حدثا لم تلبسه الفتن ولم یلبسها یقیم امر هذه الامة
كما فتح هذا الامر بنا ارجوان یختمه الله بنا اخرجه الحافظ ابو بكر البیهقی فی البعث
والنشور ومنها ما روی عن ابی جعفر بن علی رضی الله عنهما قال سئل امیر المؤمنین
علی بن ابی طالب رضی الله عنه عن صفة المهدی فقال هو شاب مربوع
من الوجه یسیل شعره علی منکبه یعلو نور وجهه سواد شعره ولحیته ورأسه
ومنها ما روی عن ابی عبد الله الحسین بن علی رضی الله عنهما انه قال لو قام
المهدی لانكره الناس لانه یرجع الیهم شابا موفقا وان من اعظم البلیة ان
یخرج الیهم شابا وهم یحسبونه شیخا كبیرا انتهی القصه سوائے صاحب سراج الابصار کے دوسرے
مصنفین اس فرقے کے بھی ان روایات کو نقل کرتے ہین اور نہایت فخر کرتے ہین کہ
ہمارے مہدی اس صفت کے تھے حال آنکہ یہی روایات مذکورہ مسلما انکے مہدی
کی تکذیب کرتے ہین اسواسطے کہ ان تینون روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ مہدی موعود
جوان عالم شباب مین ہونگے اور انکے مہدی نے جسوقت انسٹھوان سال انکی عمر کا
شروع ہوا تب مہدیت کا دعوی کامل کیا اور تریسٹھ برس کی عمر پاکر انتقال کیا پس یہ
روایات انکے حال کے منافی ہین اسلیے کہ روایت اول مین ہی کہ حضرت رسالت پناہ نے
فرمایا کہ مجکو امید ہی کہ رات ودن تمام نہونگے یہان تک کہ اللہ تعالی ہم اہل بیت مین سے
ایک لڑکا جوان نوعمر اوٹھاویگا اور روایت دوم مین ہی کہ جناب مرتضوی سے جب
لوگون نے صفت مہدی کی پوچھی تو فرمایا کہ وہ شاب یعنی جوان ہی میانہ قد کہ بال اوسکے دونون
کندھون تک پہونچتے ہین اور نور چہرے کا بالونکی سیاہی پر اور داڑھی اور سر کے بالون پر غالب ہو

یعنی عبد الملک سجاوندی [illegible] سراج الابصار [illegible] روایات [illegible]

نمایان ہی اور روایت سوم مین ہی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مہدی قائم ہونگے لوگ انکار کرینگے اور سبب انکار کا یہ ہوگا کہ وہ اونکی طرف عالم شباب مین رجوع کرینگے اور بڑی بلا یہ ہوگی کہ مہدی جوان برامد ہونگے اور لوگون کو گمان یہ ہوگا کہ مہدی ایک شیخ کبیر ہونگے انتہی یہان صاف ظاہر ہوا کہ مہدی جوان کا انکار بڑی بلا ہی کہ وہ مہدی موعود ہی اور مہدی شیخ کبیر کا انکار ضرور ہی کہ وہ مہدی گمانی وخیالی عوام الناس ہی نہ موعود حضرت رسالت اور جناب شاہ ولایت اور امام حسین بنج شہادت سلام اللہ علیہم اور مہدی جونپوری شیخ ہین شاب نہین ہین اسواسطے کہ پچاس برس کے بعد آدمی شیخ کہلاتا ہی اسّی برس تک یا آخر عمر تک جیسا کہ قاموس مین لکھا ہی اور اطبا لکھتے ہین کہ سن انسانی کے چند درجے ہین اول طفولیت یہ اوس زمانے کا نام ہی کہ بچے کو طاقت پھرنے چلنے کی نہو وے بعد اوسکے سن صبی یہ اوس وقت کا نام ہی کہ چلتا پھرتا ہی لیکن اعضا سخت ومضبوط نہین ہوئے ہین بعد اوسکے سن ترعرع یہ اون ایام کو کہتے ہین کہ اعضا مضبوط ہین لیکن بلوغ ابھی دور ہی بعد اوسکے سن غلامیہ اور راہق کہ زمانہ قریب بلوغ کا نام ہی تا ببلوغ بعد اوسکے سن فتی کہ قریب تیس برس تک یہی نام ہی اور یہان تک جسم آدمی کا نشو ونما کرتا ہی اس سبب سے ان سب اقسام کو سن نمو کہتے ہین بعد اوسکے تیس برس سے چالیس برس تک سن شباب ہی اور اسے سن توقف کہتے ہین یعنی جسم ٹھیرا ہوا ہی کہ نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی اور بعد اوسکے سن کہولت ہی اور وہ چالیس برس سے قریب ساٹھہ برس تک ہی بعد اوسکے سن شیخوخت اور وہ قریب ساٹھہ برس سے آخر عمر تک ہی اب غور کیجیے کہ شیخ جونپوری نے وقت ادعا مہدویت کے اٹھاون برس کے ہوکر انسٹھوین برس مین قدم رکھا تھا کہ وقت قریب ساٹھہ کے کہلاتا ہی اور ابتدا شیخوخت ہی بموجب تقسیم اطبا کے اور بموجب قول صاحب قاموس کے کہ بعد پچاس برس سے شیخوخت شروع ہوتی ہی شیخ ہونیکے آٹھہ برس کے بعد دعوی کیا کہ اوس وقت اچھے خاصے شیخ کبیر تھے اور ظاہر ہی کہ حضرت رسالت اور علی مرتضی اور امام حسین علیہم السلام عرب ہین کہ زبان عرب مین بات کرتے ہین معنی اونکے کلام کے وہی ہین جو کہ لغت عرب سے ثابت ہوے ہین ورنہ امان لغت سے اوٹھہ جاوے اور ہر شخص کے جیسا دل مین آوے ویسا سمجھ لیا کرے آپ بموجب تمہاری روایات کے اگر شیخ کبیر کا

انکار اور مہدی شاب مدت کا انتظار چاہیے کہ بیلو دوسری وجہ سواد شعر او سپر صادق
آوے اسواسطے کہ تمہارے مہدی پر جیسا کہ شاب مین صادق ہی سواد شعر یعنی سیاہ بال
ہونا بھی نہین صادق ہی کیونکہ سواد الشعر جبھی بولا جاتا ہی کہ سب بال کالے ہوں یا اکثر اور اگر
آدھے سفید ہوں تو اسکو عربی مین کہل فارسی مین دو موئیہ ہندی مین کھچڑی بال والا یا ادھیڑ کہتے ہین
سیاہ ریش اوسکو کوئی نہین بولتا ہی اور شیخ جونپوری دو موئیہ تھے جیسا کہ سیج نفضائل مین لکھا ہی
کہ مقام فراہ مین وقت دفن کرنے مہدی کے شاہ نظام قبر مین اترے اوسوقت انکی
نگاہ سید محمود فرزند مہدی پر پڑی تو دیکھا کہ فی الحال دو موئیہ سپید ہو گئے ہین حال آنکہ انکی
سیاہی زیادہ تھی لیکن اوسوقت دو موئیہ ہو گئے تاکہ مہدی کے حلیہ سے مشابہت ہو جاوے
اوسیوقت سے انکا لقب ثانی مہدی مقرر پایا اس سے معلوم ہوا کہ مہدی دو موئیہ تھے اور جب کہ
بیٹے سفید ہو گئے تھے باپ کی سفیدی مین کیا شک ہی اور انکے مہدی کے دو دعوے اور بھی
مشہور ہین ایک مرنے سے سات برس اول یعنی چھپن برس کی عمر مین دوسرا نو برس اول یعنی ترپن برس کی
عمر مین ان دعاوی کے بعد ساکت ہو رہے ہین ان دعوون کا کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ انکے
دعوے تو انکی کتابون مین وقت پیدائیش سے منقول چلے آتے ہین چنانچہ شواہد الولایت کے
چوتھے باب مین مذکور ہی کہ انھون نے لڑکپن مین پہلے ہی بات کی کہ مہدی موعود آیا اور بعد اسکے
بھی کبھی کبھی یہ سخن جاری ہوا کرتا تھا اور انکی کتابون مین مذکور ہی کہ دانا پور کے جنگل مین انکا
الہام ہوا اور بیٹے نے تصدیق مہدویت کی بھی کی پس یہ دو دعوے بھی مانند انھین دعاوی کے
کے ہوئے اور قطع نظر اس سے ان دعوون کے وقت مین بھی صاحب قاموس کی تحریر کے
موافق شیخ تھے اور اطبا کے قول کے موافق کہل تھے شاب کسی کے قول پر نہین بن سکتے ہین
کہین شیخ بھی شاب ہو سکتے ہین لیت الشباب یعود ایک خیال خام ہی شعر شیئان یعجبان
ہما ابرد مین شیخ یتصبی و صبی یتشیخ + غرض کہ یہ روایات کہ تمہاری لائی ہوئی ہین ہماری
ہو گئی ہین وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء حیرت ہی کہ انکے سب مصنفین ان روایات پر نازان
ہین یہان تک کہ میان ولی بھی کہ علما بااسد کہلاتے ہین بولتے ہین کہ ای سنت قول
حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ انکار موعودات ہمارے مہدی کی منصف

ﻨﺘﺎ ہے کہ تمھاری کج فہمی کا میرے پاس علاج نہین ہے قول امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہے کہ بسبب ابکے
نکار مہدویت کا مویدات سے ہے نہ بسبب بیخوختگی کے کہ ایسا انکار خود حضرت امام حسینؓ بھی کرتے ہین
غرض کہ ایک کو بھی اسقدر استعداد نصیب نہین ہے کہ عبارت عربی کو سمجھا کرے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی
ﻠُوبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ دلیل پنجم مشکوۃ مین سنن ابی داؤد سے منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا
ﺻﻠﯽ اللہ علیہ وسلم نے کہ ان اللہ عز وجل یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة
من یجدد لها دینها یعنی بتحقیق اللہ تعالی اوٹھاوے گا واسطے فائدے اس امت کے انتہا ہر سو
برس پر ایسے شخص کو کہ تازہ کر دیگا واسطے امت کے دین اوسکا انتہی سراج الابصار مین لکھا ہے کہ اس حدیث
کی شرح مین مذکور ہے کہ مجدد دسوین صدی مین مہدی ہین جیسا کہ تنبیہ الحرز وغیرہ کتب مین مذکور ہے
اور جیسا کہ نووی نے ذکر کیا اور ایسے ہی ولی صادق سید محمد گیسو دراز نے ایک ملفوظ مین کہا ہے
اور طبری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا کہ مہدی نو سو پانچ پر ظاہر ہونگے اور اس ذات کا ظہور بھی
اسی تاریخ پر ہوا انتہی اور شواہد الولایت مین اونتیسوین باب مین حدیث کے اخیر مین یہ عبارت بڑھا دی
وفی المائة العاشرة الاخیرة لا یکون سوی المهدی انتہی بلکہ مصنفین مہدویہ نے ایک حدیث
مستقل بنا دی کہ سیخرج من امتی مهدی علی راس کل مائة سنة تسعة منهم لغوی
والعاشر موعود من امن به فقد امن بی ومن کفر به فقد کفر الی چنانچہ شواہد الولایت
کے انتیسوین باب مین مذکور ہے پھر اس حدیث خانہ ساز کی مہدویون نے ایسی قدر دانی کی کہ
جیسا کہ اپنے مہدی کی سند نسل آیمہ اہلبیت تک پونہچا دی اس حدیث کی اسناد اصل ائمہ
حدیث تک لگا دی چنانچہ سید مصطفی مہدوی اپنی کتاب اثبات مہدویت مولف سن بارہ سو تینتیس
مین لکھتے ہین کہ ذکر کردہ شدہ ہست در سنن ابی داؤد و صحیح ترمذی و مشارق و حاشیہ شرح مقاصد و
مظہر ان محی الدین وغیر آن کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج من امتی مهدی علی
راس کل مائة سنة تسعة منهم لغوی والعاشر موعود من امن به فقد امن بی
ومن کفر به فقد کفر الی اثر این حدیث در ظہور آمد بدرجہ حدیث متواتر رسید قابل یقین گشت
کہ بر سر ہر صدی شخصے دعوی مہدویت کردہ رجوع کرد و بر سر صدی دہم مہدی موعود دعوی کردہ
ثابت مصر ماند و اسم آن نہ کس اینست قال الشارحون هؤلاء التسعة فاولها خواجہ حسن البصری

پنجبر وزند دعوی کردند والثانی خواجہ جنید بغدادی بست روز والثالث خواجہ عثمان مغربی دہ روز والرابع
خواجہ حسن نوری پنج روز والخامس خواجہ حسن عبداللہ محمد بنباز دہ روز والسادس شیخ عیسی پانزدہ روز
والسابع امیر سید عبدالقادر گیلانی یکماہ والثامن شیخ محی الدین عربی دوازدہ روز والتاسع سید محمد گیسو دراز
دو ماہ دعوی کردند عاشر سید محمد مہدی موعود دعوی مہدیت کرد و تا زیست بہمین ماند حدیث مذکور
از صحاح ستہ آوردہ شد انتہی مع اغلاط جواب غرض کہ مہدویون کے خزانے مین جھوٹ کی
کمی نہین اور طوفان کذب وبہتان کا انکی کتابون مین موج زن ہی اور روایت کشی اور بیان کا ڈہنگ
انکو ایسا طرفہ ہاتھ لگا ہی کہ انکی تحریرات کو دیکھ کر یہی شعر انکے حسب حال یاد آتا ہی ع چہ خوش گفتست
سعدی در زلیخا ؛ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ؛ داب مناظر کا یہ ہی کہ تصحیح نقل ناقل پر لازم ہی
اول چاہیے کہ ثابت کر دیوین اور جن کتابون کے حوالے دیے ہین اونمین اپنے مضامین منقولہ
کو دکھا دیوین کہ طبری نے کیا لکھا ہی اور نووی نے کیسا اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین
فرمایا ہی اور دوسری حدیث خانہ ساز صحاح ستہ مین کس جا پر ہی اور اون نو مہدی لغوی کا دعوی
کہان لکھا ہی اور کس نے نقل کیا ہی اغلب کہ جیسا کہ یہ دوسری حدیث بے اصل ہی ویسی نقول سابقہ
بھی صحت کو نہ پہنچین گی اور اگر کوئی صحت کو بھی پہنچے تو اون منقول عنہ کی تجویز وتخمین ہووے گی
اسواسطے کہ اس باب مین کوئی حدیث تعیین سن وسال مین ثابت نہین ہوئی اور تخمین اور قیاس کا
ایسے امور غیبی مین کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ جیسا کہ قیامت کی تاریخ اللہ تعالی نے کسی کو نہین بتلائی
چنانچہ فرمایا ہی کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُہَا عِنْدَ اللّٰہِ یعنی پوچھتے ہین تجھ سے
ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ وقت قیامت کا کہہ نہین ہی علم دریافت اوسکی مگر نزدیک اللہ تعالی
کے کلام عرب مین انما کلمہ حصر کا ہی کہ دال ہی اس بات پر کہ ادراک وقت قیامت منحصر ہی ذات باری
حالانکہ قیامت کے آنے پر سب مسلمانون کو یقین ہی لیکن وقت وتاریخ اوسکی کسیکو نہین معلوم
ایسی مقدمات قیامت یعنی امام مہدی کا ظاہر ہونا اور دجال کا نکلنا اور حضرت عیسی کا اوترنا
اور یاجوج وماجوج کا آنا اور دابۃ الارض کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا وغیرہ اس مین سے
کسی کی تاریخ سوا اللہ تعالی کے کسی کو معلوم نہین ہی اسی سبب سے بعضے بزرگون نے کہ اس عہد
مین اٹکل دوڑائی اور تخمین وقیاس سے بعضون کی تاریخ ٹھیرائی نہایت خطا پائی چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ علیہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین نقل فرماتے ہین کہ لوگون کی زبان پر ایک
حدیث مشہور ہوئی ہی کہ النبیؐ علیہ السلام لا یمکث فی قبرہ الف سنۃ یعنی پیغمبر علیہ السلام
اپنی قبر شریف مین ہزار برس نہ ٹھیرینگے اور مین اسکا جواب دیچکا ہون کہ یہ حدیث باطل ہی کہ نہین
اسکی اصل نہین ثابت ہوتی ہی اس پر عجب ماجرا یہ ہی کہ امسال سنہ آٹھہ سو اٹھانوے مین ایک
شخص ایک بڑے عالم ہمعصر کے فتوے کی نقل لایا کہ جسکا زداوب کی راہ سے مجکو ہمگر وہ معلوم ہوتا ہی
اسمین لکھا تھا کہ اوس بزرگ نے اس حدیث پر اعتماد کرکے تجویز کیا ہی کہ دسوین صدی مین خروج
مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسی علیہ السلام کا ہوکر اور تمام علامات قیامت ظاہر پاکر صور پھونکا
جاویگا اور بعد چالیس برس کے قبل تمام ہونے ہزار برس کے دوسرا نفخہ صور کا ہوکے حشر قائم ہو جاویگا
مجکو ایسے شخص سے یہ کلام صادر ہونا نہایت بعید معلوم ہوا اسلیے کہ ہزار مین فقط ایک سو دو برس
باقی ہین اور ان تمام امور مذکورہ کا اس مدت مین واقع ہونا غیر ممکن ہی اسواسطے کہ روایات کثیرہ سے
معلوم ہوتا ہی کہ مہدی سات برس پیشتر دجال سے رہینگے اور دجال بھی تمامی مہدی پر نکلیگا اور
کچھہ کم دو برس رہیگا اور عیسی علیہ السلام اوترکر اوسکو قتل کرکے چالیس برس زمین مین زندہ رہینگے
پھر بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے آدمی ایکسو بیس برس دنیا مین بسینگے اور درمیان دو نفخون کے
چالیس برس کا فاصلہ ہی یہ سب دو سو نو برس ہوتے ہین اور ما بین خروج دجال اور طلوع شمس کے
معلوم نہین کہ کسقدر فاصلہ ہوگا اور ابتک نہ مہدی ظاہر ہوئے نہ دجال نکلا اور مہدی و دجال سے
پہلے بہت سی علامتین ہین کہ سالہا دراز اوسکے واسطے چاہیے اور مین سے کوئی واقع نہوئی
پس کسطرح ممکن ہی کہ اس ہزار کے اندر سب کچھہ ہو جاوے یہ محال ہی بلکہ اگر انتہا ہزار پر خروج دجال
ہو جیسا کہ بعضے علمانے احتمال اسقدر کیا ہی جب بھی بعد اوسکے دو سو سے زیادہ دنیا رہیگی
اور اگر گیارھوین صدی پر خروج دجال ہوا تو اور بھی زیادہ مدت چاہیے لیکن البتہ یہ اصلا ممکن
نہین کہ پندرہ سو تک مدت پہنچے انتہی ملخصا اب غور کیا چاہیے کہ ایسے بزرگ نے کہ شیخ جلال الدین
خاتم الحفاظ والمحدثین اوسکا مقابلہ کرنا بے ادبی سمجھتے ہین ایسی حدیث نے اصل کو سنکر اتنا بڑا
حکم لگایا کہ قیامت برپا کر دی اب ہم لوگ دو سو پچاسی برس سے اوس بزرگ کے
قول مین میدان محشر مین ہین اور وہ بزرگ عالم برزخ مین دنیا کی آبادی دیکھکر اپنی تجویز

نادم ہوتے ہونگے اور یہ بھی شیخ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ تجویز بعضے علما کی ہزار پر خروج
دجال کو کہ اونکے نزدیک مستلزم ہی تقدم خروج مہدی کو وہ بھی احتمالا ہی اسی سبب غلط نکلی
بلکہ کیا عجیب ہو کہ خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز بعد ہ سو کی بھی غلط نکلے چنانچہ اوسکی تفصیل
آگے آویگی انشاء اللہ تعالی بلکہ اس سبب سے بڑھکر سنیے کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادے
علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے فرماتے ہین کہ مالک ہونگے بنی عباس یہان تک کہ مایوس ہونگے
آدمی خیر سے پھر پراگندہ ہو جاویگا کام اونکا سن پچانوے مین یا ننانوے مین اور مہدی
سن دو سو مین قائم ہونگے اور حضرت جعفر سے روایت ہی کہ فرمایا مہدی سن دو سو مین قائم
ہونگے اور ابی قبیل سے روایت ہی کہ آدمیون کا اجتماع مہدی پر سنہ دو سو چار مین ہوگا یہ سب
روایات رسالہ کشف مین نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے منقول ہین اور شیخ نے انسے مراد لیا کہ
ایک ہزار دو سو پر مہدی کا ظہور ہوگا حالانکہ یہ ہوا نہ وہ ہوا اور سلطنت بنی عباس کی پانسو
بیس برس طول کھینچکر ہلاکو خان کے ہاتھ پر زوال پذیر ہوئی غرض کہ جب کہ ایسے ایسے اکابر کرام
کو کشف اور اجتہاد مین خطا ہوتی ہی تو حضرت گیسو دراز اور برودی اور طبری سے لسترابحتہ
نقول کے کیا عجب ہی اسواسطے کہ سوا انبیا علیہم السلام کے نہ صحابہ معصوم ہین نہ اولیا و تابعین
اور علم غیب سوا حضرت علام الغیوب کے کسیکو نہین ہی مگر انبیا اور رسولون کو اوسی کی تعلیم ورہنمائی
سے جو کچھ معلوم ہوتا ہی وہ بلاشبہ صحیح نکلتا ہی فسبحان من لا یظہر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول اور اس مقدمے مین آجتک حضرت رسالت سے کوئی روایت ایسی
ثبوت کو نہ پہونچی کہ اوس مین سن و تاریخ کی تعیین ہو مگر مہدویون کے علما نے کہ وضاعی مین بڑی
دستگاہ رکھتے ہین چنانچہ شواہد الولایۃ اور مطلع الولایۃ اور انصاف نامہ وغیرہ کتابین جا
موضوعہ باطلہ سے مالامال ہین اس مقدمے مین بھی ایک حدیث حسب لخواہ بنالی کہ
سابق مین مذکور ہو چکی اور اوسکی شرح مین تو مہدی لغوی کا بیان ہم اوہیات کے ساتھ
کیا کہ اپنی بے فہمی انتہا کو پہونچا دی اول یہ کہ ان تو بزرگ کا دعوی مہدویت کرنا اسکو کہ
ثابت ہوا یا یہ کہ جیسا کہ حضرت رسالت پر افترا کیا اور حدیث بے اصل کی نسبت حضرت کی طرف
کردی بلکہ کتب صحاح کی طرف بھی نسبت لگادی ریسکو ان بزرگون پر بھی اتہام کیا دوسرے کہ

یہ بھی نہ سمجھا کہ بعضے انمین اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نہین ہین چنانچہ حسن بصری و محی الدین عربی وغیرہ یہ لوگ کیونکہ خلاف متواتر دعوی مہدویت کرتے تیسرے یہ کہ بعضی صدی کا ایسون کو مہدی ٹھیرایا کہ اونکا وجود اوس صدی مین تھا چنانچہ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ چارسو اکتر مین ہی اور وفات سنہ پانسو اکسٹھ مین ہی اور مہدوی مذکور نے اونکو مہدی ساتوین صدی کا مقرر کیا اور شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ پانسو ساٹھ مین اور وفات سنہ چھ سو اڑتیس مین ہی چنانچہ نفحات الانس وغیرہ مین مسطور ہی اور مہدوی صاحب تصنیف اونکو مہدی آٹھوین صدی کا ٹھیراتے ہین وقس علی ذالک سبحان اللہ کیا معلومات ہی جیسا کہ علم کلام مین یہ لوگ سلیقہ رکھتے ہین ویسی علم تاریخ مین بھی سند لیے بدل ہوتے ہین اور پھر کشوف آسمانی اور علوم نفسانی کا کیا پوچھنا ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست یہان ایک نقل حسب حال یاد آئی حکایت دہلی مین ایک درویش وارد ہوئے اور دارا شکوہ نے اپنے باپ شاہ جہان بادشاہ کے سامنے اونکی نہایت ثنا خوانی کی اور عجائبات کے ہوئے کہ بادشاہ اوسکے مکان پر چلین نواب سعد اللہ خان وزیر نے عرض کی کہ بے تحقیقات کے جانا چاہیے دارا شکوہ رنجیدہ ہوئے شاہ جہان اونکی خاطر سے سوار ہوئے جب بادشاہ مع دارا شکوہ و سعد اللہ خان کے فقیر صاحب کی خدمت مین پہونچے اونھون نے اپنے کمالات اور معلومات ظاہر کرنا شروع کیا اول بولے کہ سکندر ذو القرنین اچھے شخص تھے کہ مرتے مرتے تمھارے دادا امیر تیمور کو بادشاہی دے گئے شاہ جہان متحیر ہوئے کہ یہ کیا کہتے ہی کجا سکندر اور کجا تیمور کہ دونون مین ہزارہا سال کا فاصلہ ہی لیکن بالمصلحت چپکے ہو رہے بعد اوسکے فقیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے دادا تیمور بھی اچھے آدمی تھے لیکن یہ برا کیا کہ امام حسین کو شہید کروا دیا شاہ جہان سے یہ سخن سنکر چپ نہ رہا گیا بولے کہ یہ کیا کلام امام حسین کو یزید پلید نے شہید کرایا امیر تیمور بعد صدہا برس کے اس واقعے سے پیدا ہوئے امیر تیمور کو جناب امام مین نہایت اخلاص و اعتقاد تھا فقیر صاحب نے کہا کہ جہان پناہ آپ کو معلوم نہین ہی یزید کو تیمور نے اشارہ کیا تھا جب اوسنے ایسا کام کیا شاہ جہان نے حیران ہوکر نواب سعد اللہ خان کیطرف دیکھا اونھون نے عرض کیا کہ یہ بزرگ قطع نظر کمالات نفسانی

سے تاریخ دانی مین بھی لاثانی ہین آپ سیہمان کی تشریف لیجانیکی اتنی تحقیقات میان عبد الغنی کی نہین کہ جہوں نے ادہانی سیر کی کتاب اثبات مہدویت مین لکہی ہی آپ میان عبد الملک کہ جنکا لقب علما بالله ہی ذکی کی پر
فہم ملاحظہ کیجیے کہ حدیث ابی داؤد کہ ان الله عز وجل یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة
سنة من یجدد لها دینها کو اپنی دلیل ٹھیراتے ہین اسواسطے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر صدی
کے راس پر ایک مجدد ہوگا اور اسکے شارحین اور نووی اور خواجہ گیسو دراز لکھتے ہین کہ دسوین صدی
کے راس پر مہدی مجدد ہونگے اور ہمارے پیر کی ذات بھی اسی تاریخ پر ہوئی انتہی یہ بزرگوار کو اتنا فہم
نہین ہی کہ راس صدی سے انتہا صدی مراد ہی اور اسکے پیر تو سو پانچ پر ہوئے پس دسوین صدی کا مجدد
کس طرح ہو گئے اگر بالفرض امام نووی یا سید گیسو دراز سے نقل صحت کو پہونچے تو وہی تمھاری تکذیب
کریگی کہ وہ کہتے ہین کہ انتہا دسوین صدی کے جو مہدی ہین اور تمھارے پیر ابتدا نوین صدی پر تھے
پس مہدی موعود نہوئے بلکہ تمھارے لوگون کی دوسری حدیث کے موافق مہدی لغوی ہونگے اور تمام دعوی
ہوگیا اور راس صدی سے ابتدا صدی ہرگز نہین ہو سکتے ہین اسواسطے کہ تمھاری دوسری حدیث پر
مراد پہلی صدی کی ابتدا مین مہدی لغوی کون ہی اگر حضرت رسالت پناہ کو ٹھیراؤ تو نعوذ بالله
اس گستاخی کے تمھاری حدیث مین یخرج من امتی مہدی کا لفظ ہی حضرت آپ اپنی امت
سے کس طرح ہو سکتے ہین اور میان مصطفی مہدوی جہوٹے ہو جاوینگے کہ حسن بصری رحمة الله
علیہ کو پہلی صدی کا مہدی ٹھیرایا ہی وہ ابتدا صدی اول مین کہان تھے اور محاورہ عرب و
عجم کے خلاف ہو جائیگا کہ شائع و رائج معنی انتہا مین ہی چنانچہ بولتے ہین کہ راس سنة
اور راس عین اور راس جبل اور رؤس جبال اور رؤس نخل اور فارسی مین سر درخت
سر کوہ سب جگہ انتہا کے ہین اور اسی طرح حدیث ترمذی مین بھی راس انتہا کے ہی کما قال
لیلتکم هذه علی راس مائة سنة منها لا یبقی ممن هو علی ظهر الارض احد
حضرت صلی الله علیہ وسلم نے اپنی آخر حیات مین ایک رات ایسا فرمایا کہ اس رات سے سو
کی تمامی پر کوئی شخص اون لوگون مین سے کہ آج اوپر زمین کے ہین باقی نرہیگا زمین کے
اوپر ہونے والون سے اشارہ اس طرف ہی کہ زمین کے نیچے یا پانی اور ہوا پر نرہ سکے
بلکہ پابند رہے زمین کے ہو اس قید سے حضرت خضر و الیاس و ملائکہ زمینی اور

شیاطین و ابلیس اور سکان زیر زمین خارج ہو گئے اور باقی سب اہل زمین جوافق فرمانے حضرت
صادق مصدوق کے تمامی صدی تک تمام ہو گئے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر مین
ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ایک سو دو مین مکہ معظمہ مین رحلت کی یعنی اس حدیث
کے فرمانے سے اٹھانوے برس کے بعد اور بعد صدہا برس کے جسنے دعوی صحابیت کا کیا
وہ محدثین کے نزدیک جھوٹا نکلا جیسا کہ رتن ہندی اور قیس بن تمیم گیلانی وغیرہما اور حدیث ابی داود
مین لفظ کل مائۃ سنۃ کا عام ہی کہ عموم و استغراق اوسکا مفاد ہی کہ صدی اول کو بھی ضرور شامل ہے
اگر راس کو معنی ابتدا کے لیوین کہ زمانہ تکلم کے نسبت ماضی ہی یعنی یبعث مضارع کے بگڑ جاتے ہین
پس متحقق ہوا کہ جس شخص نے معنی ابتدا کے بھی درست جانے ہین نادرست ہین اور بعضے تھے وہی
اپنی کتابون مین دعوی کرتے ہین کہ اجماع اہل تاریخ کا ہی کہ نوسو پانچ پر مہدی ہو گئے اونہین سمجھتے
ہین کہ ایک طبری کے لکھنے سے غیب کی بات پر اجماع کیونکر ہوا اور وہ بھی ابتک ثابت نہین
کہ طبری نے کہان لکھا ہی اور کہان سے معلوم کیا اسواسطے کہ طبری غیب دان نتھے اگر کوئی سند
رکھتے ہین تو پیش کرین ورنہ گفتگو لاطائل ہی علاوہ یہ ہی کہ ابتک یہ بھی ثابت نہوا کہ مہدوی کونسے
طبری سے یہ عبارت نقل کرتے ہین اسواسطے کہ طبری جیسا کہ تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہی متعدد ہین
ایک محمد بن جریر طبری شیعی کہ اوسنے ایک کتاب مثالب صحابہ مین تصنیف کی اور ایک کتاب امامت مین
بھی کہ نام اوسکا ایضاح المسترشد ہی علمائے شیعہ اکثر اسی کتابون سے نقل کرتے ہین اور مجملا کہتے
ہین کہ طبری مین یون لکھا ہی اور ناظرین دھوکا کھاتے ہین کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری
شافعی کی ہی کہ مشہور بتاریخ کبیر ہی اور اصح التواریخ ہی اور یہ کتاب تاریخ کبیر نہایت نادر الوجود ہی
کم کسیکو اوسکا نسخہ میسر آیا ہی اب کہ تاریخ طبری خلق مین مشہور ہی وہ اصل تاریخ طبری نہین ہی بلکہ
اوسکا مختصر ہی کہ محرفات علی بن محمد عدوی ابو الحسن سماطی شیعی ہی کہ اوسنے تاریخ طبری کو مختصر
کرکے اوس مین اپنی طرف سے افراط و تفریط کی ہی اور بسبب آسانی عبارت کے مشہور و رائج ہو گئی
اور ہم نے جگہ جگہ اوس مختصر کے بھی اکثر شیعہ گذرے ہین پس تحریفین در تحریفین اوسمین واقع ہوئی
ہین نا واقف اسی مختصر سے نقل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تاریخ طبری مین ایسا لکھا ہی حالانکہ اصل تاریخ
مین کہین ولایت کا نام و نشان پیدا نہین ہی اور اس مختصر نے بہت سے مورخین اہل سنت کی

راہ ماری ہی کہ جو کچھ اوس مختصر مین دیکھتے ہین اصل کی طرف نسبت کر دیتے ہین انتہی مختصراً من القامین
من باب ملکا ئد اب بخوبی ظاہر ہوا کہ مہدویونکے علما یا عبد الملک سجاوندی کی راہ بھی اسی مختصر
ماری ہی اسواسطے کہ اصل تاریخ انکو کہان سے نصیب ہوئی اگر ہی تو ثابت کرین کہ ناقل پر تصحیح نقل کا
ذمہ ہی دوسرا قرینہ یہ کہ شیخ جلال الدین السیوطی کہ ناظر ہین تاریخ طبری کے اور رسالہ کشف مین کہ
اس قسم کے روایات کا استیعاب کیا ہی اور اوس مین طبری سے بھی نقل کی ہی اگر یہ روایت بھی طبری
مین ہوتی تو ضرور نقل کرتے تیسرا قرینہ یہ کہ راقم الحروف نے شہر دار الاسلام بغداد مین تاریخ علامہ
ابن اثیر کا مطالعہ کیا اوسمین لکھتے ہین کہ اصل اسکی تاریخ طبری ہی کہ کوئی مقام اوسکا اس مین فرو گذاشت
نہوا ہی اور سوا اوسکے دوسرے تواریخ سے بھی اضافہ کیا گیا اور خصوصیت کسی قوم یا ملک کی ملحوظ
نہین بلکہ تمام اہل دنیا کی تاریخ ہی کہ اسکے ہوتے ہوئے کسی تاریخ کی حاجت نہین اوسمین اس بات
نوسو پانچ کا کہین پتا نہ لگا اور دوسری نقل کہ نووی اور خواجہ گیسو دراز سے کی ہی بیان نکیا کہ
نووی نے کہان لکھا ہی اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی بعضے مہدویونکی کتابونمین
لکھا ہی کہ نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی شرح مسلم نووی مانند تاریخ طبری کے نایاب نہین ہی ہزارہا
نسخہ اوسکا موجود ہی بیان کرنا چاہیے کہ کہان لکھا ہی اور کہان سے اخذ کیا ہی کیونکہ ایسے مقدمات
مین کشف و قیاس و ظن دلیل نہین ہو سکتا ہی اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا فائدہ جلیلہ

ف
فائدہ جلیلہ بیان عمر دنیا میں اور تحقیق معنی حدیث الدنیا سبعة آلاف سنة میں

بیان عمر دنیا مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پندرہ سو برس کی تخمینہ
قیامت کا کیا ہی اوسکی وجہ یہ ہی کہ رسالۃ الکشف عن مجاوزة ہذہ الامۃ الالف مین لکھتے
ہین کہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے اون لوگونکے واسطے ہی کہ
گناہ کبیرہ کرکے بے توبہ مرے ہین پس یہ لوگ جہنم کے باب اول مین ہونگے کہ چہرے انکے
سیاہ نہونگے اور آنکھین انکی نیلی نہونگی اور انکو طوق نہ پہنائے جاوینگے اور نہ شیطانونکے ساتھ
زنجیرون مین باندھے جاوینگے اور نہ گرزون سے مارے جاوینگے اور نہ درک جہنم مین
ہانکے جاوینگے انمین سے بعضے وہان ایک ساعت رہ کر نکلینگے اور بعضے ایک دن اور بعضے
ایک مہینا اور بعضے ایک سال رہ کر نکلینگے وَأَطْوَلُهُمْ فِيهَا مُكْثًا مَنْ مَكَثَ فِيهَا مِثْلَ ا

مُنْذُ یَوْمٍ خُلِقَتْ اِلٰی یَوْمٍ اُفْنِیَتْ وَذَالِكَ سَبْعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ وَدَگَرِ بَقِیَّةُ لِحَدِیْثٍ
یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت مین سے وہ شخص ہی کہ دنیا کے برابر وہان
ٹھیرے گا ابتدا سے پیدائش دنیا سے انتہا کے فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین الخ اور ابن عساکر نے
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلمان کی
حاجت پوری کرتا ہی اللہ تعالی اوسکے واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے دنون کے
روزے اور راتون کا قیام لکھدیتا ہی اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہی ایام آخرت سے کہ اللہ تعالی
فرماتا ہی وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنی ایک دن نزدیک تیرے
رب کے مانند ہزار برس کے ہی تمھاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر مین ضحاک بن زمل جہنی سے
روایت کی کہ کہا مین نے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے سامنے بیان کیا
الحدیث اوس مین یہ بھی تھا کہ مین نے آپ کو یا رسول اللہ ایک منبر سات درجے والے کے
اعلی درجے مین دیکھا حضرت نے اوسکی تعبیر مین فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس کی ہی اور مین پچھلے
ہزار مین ہون اس حدیث کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا اور سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث
اگرچہ ضعیف الاسناد ہی لیکن ابن عباس سے بطریق صحاح مروی ہوا کہ اونھون نے کہا دنیا ہفت روزہ
ہی ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ آخر مین اوسکے مبعوث ہوئے اور ابو جعفر طبری نے
اس اصل کو صحیح ٹھیرایا اور آثار سے اوسکی تائید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباس
نے فرمایا کہ دنیا آخرت کے جمعون مین سے ایک جمعہ ہی سات ہزار برس کا کہ چھہ ہزار اوس مین سے
گذر چکے ہین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب قصر الامل مین کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک
جمعہ ہی آخرت کے جمعون مین سے اور عبید بن حمید نے اپنی تفسیر مین محمد بن سیرین سے
روایت کی کہ وہ کہتے ہین کہ ایک مرد اہل کتاب مین سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالی نے
آسمان و زمین کو چھہ دن مین پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمھارے ہزار برس کے
برابر ہی اور دنیا کی مدت چھہ دن کی ٹھیرائی اور قیامت ساتوین دن مین مقرر کی پس چھہ دن
گذر چکے اور تم ساتوین دن مین ہو اور ابن اسحق نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہود کہتے تھے

کہ مدت دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور ہم ہر ہزار کے عوض ایک دن عذاب مین رہینگے اس کل
سات دن ہم پر عذاب ہوکر منقطع ہو جاویگا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ قَالُوا
لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد بن حمید
نے مجاہد سے بھی ایسی روایت کی اور دینوری نے روایت کی کہ کرز عبادت مین بہت مشقت کرتے تھے
لوگون نے کہا کہ ایک ساعت اپنے تئین راحت دو کہا تمکو دنیا کی کیا مقدار پہنچی ہی بولے سات ہزار برس
کہا دن قیامت کی کیا مقدار ہی بولے پچاس ہزار برس کہا سات دن عمل کرنا تاکہ اس دن سے امن پاوے
کیا مشکل ہی انتہی غرض کہ ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ عمر دنیا سات ہزار برس ہی اور حضرت رسالت
مآب کا وجود باجود ساتوین ہزار مین ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی وقت تصنیف اس رسالے کے سنہ ۸۹۸
آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس تمام ہو گئے اور دنیا تمام
نہ ہوئی اسواسطے ایک توجیہ کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ مین ساتوین ہزار مین ہون یہ ہی کہ اکثر
امت میری ساتوین ہزار مین ہی ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار ہی مین ہین اسواسطے کہ امام احمد بن
حنبل نے کتاب العلل مین وہب سے روایت کی ہی کہ کہتے تھے دنیا کے پانچ ہزار چھ سو برس گذر چکے ہین
اسلیے کہ مین ہر زمانے مین جو انبیا اور ملوک گذرے ہین انکو جانتا ہون انتہی اور قول ابن عباس اور
مسلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ چھ ہزار گذر چکے ہین انتہی لیکن اس توجیہ کی سند قوی
نہین ہی اسواسطے کہ قول وہب سند نہین ہو سکتا ہی کیونکہ انھون نے کوئی حدیث اس باب مین روایت
نہ کی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے پانچ ہزار چھ سو برس کا گذرنا ثابت کیا اور یہ کچھ حجت قوی نہین اسلیے کہ
مورخون کا اس مین اختلاف ہی دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہین چنانچہ صاحب تقویم التواریخ
اور صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم سے چھ ہزار
اور ایک سو سولہ برس کے بعد ہوئی ہی اور یہی حساب حضرت کے صحیح کلام کے مطابق ہی کہ مین پچھلے ہزار
یعنی ساتوین ہزار مین ہون چنانچہ طبرانی کی روایت مین مذکور ہو چکا بخلاف حساب وہب کے کہ اسکے
خلاف ہی اور ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول سے یہ بات صاف نہین نکلتی ہی کہ بعد حضرت کے آنے کے
چھ ہزار گذر چکے تاکہ حضرت کا چھٹے ہزار مین ہونا لازم آوے بلکہ ظاہر اوس سے یہی ہی کہ حضرت سے
پیشتر چھ ہزار گذر چکے ہین تاکہ مطابق ہو وے صحیح روایت طبرانی کے اور خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے

جامع صغیر مین نقل کیا کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ اَلدُّنْیَا سَبْعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ اَنَا فِیْ اٰخِرِهَا اَلْفًا
یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور مین اونکے پچھلے ہزار مین ہون اور غرض شیخ
کی اس توجیہ سے یہی ہی کہ اگر حضرتؐ کو ساتوین ہزار کی ابتدا مین بھی فرض کرو اور عمر دنیا کی
سات ہزار ہی تو واقع کے خلاف ہوتا ہی اسواسطے کہ سات ہزار تمام ہونیکے قریب آئے اور علامات
قیامت کہ اوسکی مدت قریب دو سو برس کے چاہیے ابتک وجود مین نہ آئے اسواسطے توجیہ
بالا سے حضرتؐ کو چھٹے ہزار مین فرض کرنا لیکن مطابق حساب وہب کے چھٹے ہزار کی چھٹی صدی
مین فرض کرنا تاکہ چودہ سو برس مدت امت کی ٹھیرے کہ اوس مین سب علامات قبل سات ہزار کے
بفراغت ہوسکتے ہین اور اسی خیال سے شیخ نے فرمایا کہ پندرہ سو کو مدت امت کو پہونچنا ممکن نہین
ہی کہ سات ہزار سے بڑھ جانا لازم آتا ہی لیکن وہب کے حساب کے موافق بھی اگر غور کیجیے تو حضرتؐ کو
چھٹی صدی مین فرض کرنا ضرور نہین ہی اور پندرہ سو کو مدت امت کی پہونچنا بھی ممکن ہوتا ہی
اسواسطے کہ موت وہب بن منبہ کی جیسا کہ تقریب مین لکھا ہی کچھ اوپر ایک سو دس ہجری مین ہی
اور ظاہر ہی کہ اونھون نے تاریخ گذشتہ دنیا کی اپنے وقت تک بیان کی ہی پس ہجرت سے تقریباً پندرہ
سو برس تک سات ہزار مین باقی ہین اور بموجب لکھنے شیخ کے مہدی و دجال وغیرہ کا ظہور انتہائے
صدی پر چاہیے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے تفسیر مین روایت کی کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے
فرمایا کہ جب سے دنیا ہی تب سے راس صدی پر کوئی امر کلان ہوا کرتا ہی پس راس صدی پر خروج دجال اور
نزول عیسیٰ بھی ہوگا انتہی اور حضرت امام مہدی سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام پانچ یا سات یا نو برس
بعد ظہور کے رہین گے اور دجال کے زمانے کی مقدار چودہ مہینے چودہ روز ہی اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام چالیس برس بعد نزول کے تشریف رکھینگے اور ابن ابی شیبہ نے اور نعیم بن حماد نے
عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے لوگ ایک سو بیس برس مانند
جانورون کے بسینگے کہ کچھ دین و سنت نہ پہچانتے ہونگے اونھین پر قیامت قائم ہوگی انتہی اس
حساب سے اول مرتبہ ایک سو اکسٹھ برس ہوتے ہین اور معلوم نہین کہ حضرت عیسیٰ کے کسقدر بعد
طلوع شمس ہوگا وہ علاوہ ہی اب اگر خیال کیجیے تو تیرھوین صدی مین پندرہ برس باقی ہین اگر
اسی کی انتہا پر بالفرض علامات مسطورہ شروع ہون تو پندرہ سو برس تک ہوسکتے ہین لیکن

اگر ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول کو خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ اوسی ملنے میں چھ ہزار
برس گذر چکے تھے اور اب سات ہزار برس گذر کر تقریباً دو سو برس ہو چکے ہیں غرض کہ
توجیہ مذکور اگرچہ خلاف ظاہر حدیث و آثار مذکورہ ہے لیکن درست و ممکن معلوم ہوتی ہے البتہ اگر
تیرھوین صدی پر بالفرض پچاس ساٹھ برس اور گذر رہیں اور کچھ ظاہر نہ ہووے تو حساب وہب بن منبہ
مع توجیہ مذکور کے غلط ہو جاوے گا ہاں اگر وجود باجود آنحضرت کا ابتدا چھ ہزار برس میں فرض کریں
تو گنجایش زیادہ ہے لیکن وہ جیسا کہ ظاہر حدیث اور آثار مذکورہ اور مؤرخین دیگر کے خلاف ہے
وہب بن منبہ کے حساب کے بھی غیر مطابق ہے علاوہ یہ کہ اس صورت میں مناط توجیہ کہ معظم ملت اور اکثر
امت ساتوین ہزار میں ہے اسواسطے اپنے تئین ساتوین میں فرمایا بھی نادرست ہو جاتا ہے کیونکہ جب
حضرت ابتدا چھٹے ہزار میں ہوئے اکثر امت اور کثرت علم و دین بھی چھٹے میں ہوا توجیہ کی جا باقی نہ رہی
ابن حبان سے معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھ اور ہے کہ متقدمین کے خیال میں نہ گذرا اور اس میں کچھ مضایقہ نہیں
ہے کہ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ وَکَمْ تَرَکَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ یعنی بات متاخرین کے ذہن
میں ایسی آجاتی ہے کہ اگر متقدمین سنتے نہایت تحسین کرتے چنانچہ اس حدیث کے معنی مولانا رفیع الدین
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن میں ایسے لطیف بے غبار آئے کہ اس میں کچھ ارتکاب تاویل و توجیہ کی حاجت
نہیں ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے درمیان صحیح و ضعیف کے درمیان ہے اور شیخ جلال الدین
سیوطی نے اسکو جامع صغیر میں نقل کیا ہے اور مضمون اس حدیث کا فہم فقیر میں موافق محاورہ لوگوں کے
ہے کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان کیا کرتے ہیں پیدایش سے موت تک کا حساب
نہیں کرتے ہیں اور اس جواب میں دو استعمال ہوتے ہیں مثلاً ایک شخص کہ چھٹا سال تمام کر کے
ساتوین میں داخل ہوا کبھی اسکو شش سالہ بولتے ہیں باعتبار استکمال کے اور کبھی ہفت سالہ
کہتے ہیں باعتبار دخول کے پس اوحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ حضرت آدم سے اس دم تک
چھ ہزار پورے ہو کر ساتوان ہزار شروع ہے کہ میں ساتوین ہزار میں ہوں پس موافق استعمال دوم کے
دنیا ہفت ہزار سالہ ہے اگر کہیں کہ ہم لوگوں کو چونکہ تمام عمر وقت موت تک معلوم نہیں ہوتی ہے
اسواسطے کہ وقت تکلم تک بولا کرتے ہیں اور حضرت کو شاید کہ انتہا دنیا کے وقت قیامت تک
معلوم ہو اسواسطے تمام عمر دنیا انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہے کہ

احادیث صحیحہ بلکہ قرآن مجید مین واقع ہی کہ علم قیامت کا سوا اللہ تعالی کے کسی خلائق علوی و سفلی مین سے حاصل نہین چنانچہ فرمایا کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ پس اس امر مین حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ خود فرمایا کہ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ اور اہل کتاب کو تعین ایام ماضیہ مین اختلاف ہی اہل اس بلاد سے صاحب تقویم التاریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار ایک سو ستھ برس کے ہی اب سات ہزار برس سے متجاوز ہوگئے واللہ اعلم کہ اور کتنے باقی ہین اور قیامت کب ہی کہ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ انتہی اب معلوم ہوا کہ حدیث حکیم ترمذی مین لفظ منذ یوم خلقت الی یوم افنیت کا مدرج فی الحدیث ہی کہ کسی آدمی نے اپنے فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کو تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہی اور مسلم کتابی کی عبارت مین یہ عبارت کہ قیامت ساتوین دن مین ہوگی اور یہی مسلم کتابی کی راے ہی کسی کتاب آسمانی یا کسی پیغمبر سے منقول نہین ہی اسواسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہی اور درج کلام راوی ورکیک ہیئتی الفاظ کی اس حدیث مین کچھ عجب نہین ہی اسواسطے الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط و غیر محفوظ ہین چنانچہ سراج منیر شرح جامع صغیر مین لکھا ہی کہ الدنیا سبعة ایام من ایام الآخرة اسکو دیلمی نے مسند فردوس مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہی اور الدنیا سبعة الاف سنة انا فی اخرها الفا کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے دلائل مین ضحاک بن زمل جہنی سے باسناد واہی روایت کیا ہی اور مناوی نے کہا کہ اس حدیث مین کچھ مسکہ نہین ہی اور الفاظ اسکے مصنوعہ اور تلفیق کیے ہوئے ہین اور حق یہی ہی کہ اسکی حقیقت سوا اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا اور ابن اثیر وغیرہ محدثین نے کہا ہی کہ الفاظ اسکے موضوع ہین انتہی

**فائدہ** بیان اس امر مین کہ ریلوی یعنی گاڑی دخانی بھی علامت قرب دجال کی ہی مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شہر ایسا نہین ہی کہ اوس مین دجال کا گذر نہو مگر مکہ اور مدینہ کہ اسکی راہون پر فرشتے متعین ہون گے کہ نگہبانی کرینگے اور یہ بھی روایت کی کہ اصفہان کے یہود مین سے ستر ہزار آدمی اوسکے ہمراہ ہونگے اور یہ بھی بعض روایات مین آیا ہی کہ ہمراہ اوسکے تودہ روٹیون کا اور پانی اور آگ ہوگی کہ موافقین کو روٹی اور پانی سے نوازیگا اور مخالفین کو آگ مین ڈالیگا لیکن آگ اوسکی مومنین کے حق مین پانی ہو جاویگی الی غیر ذلک اور مسلم اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ صحابہ کرام نے عرض کیا

کہ یا رسول اللہ دجال کا قیام زمین مین کسقدر ہوگا فرمایا چالیس دن ایک دن بقدر ایک برس کے اور
ایک دن بقدر ایک مہینے کے اور ایک دن بقدر ایک ہفتے کے ہوگا اور باقی ایام مانند ایام
متعارفہ تمہارے کے ہونگے صحابہ نے عرض کی کہ اس ایک برس کے دن مین ہمکو نماز ایکروز کی
کفایت کریگی فرمایا نہین بلکہ پانچ نمازون کے واسطے ایک دن کی مدت کا اندازہ کر لینا پھر
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کی تیز رفتاری کسقدر ہوگی فرمایا جیسا کہ ابر باران کہ اوسکے
پیچھے ہوا ہووے کہ اوسکو چلا دے الحدیث غرض کہ خلاصہ روایات یہ ہوا کہ باوجودیکہ دجال کے ہمراہ
لشکر انبوہ اور انبار رسد وغیرہ کارخانونکے ہونگے اس مدت قلیل مین کہ کل چودہ مہینے چودہ دن
زمانہ دولت ہی تمام آباد دنیا کو سوا حرمین شریفین کے روند ڈالے گا اور یہ غیر ممکن ہے کہ جبتک
دجال سواری کی باد رفتار ہووے اسیواسطے فرمایا کہ جیسا کہ ہوا ابر کو اوڑاتی لیجاتی ہے ایسی اوسکی
سرعت رفتار ہوگی اب اگر فرض کیا جاوے کہ اوسکی سواری کا گدھا اسقدر تیز رفتار ہووے کیونکہ وہ گدھا
بھی اسند دجال کے عجائب المخلوقات مین سے ہوگا کہ اوسکے مابین دونون کانونکے فاصلہ ستر باع کا
ہوگا جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہے اور باع چار ہاتھ کو کہتے ہین مراد اس سے کثرت جسامت ہے لیکن
تمام لشکر وغیرہ کو بھی ضرور ہے کہ کسی سواری پر اوس شیطانی دوڑ کے برابر پہونچ سکین ورنہ اگر وہ
ملعون بذات خود دوڑ مار کر جا بیٹھے دور دور گوشہ کسی ملک مخالف پر پہنچا کیا کر سکتا ہے بلکہ وہ مع گدھا
کتے کی مار مارا جاوے اور نقلاً بھی یہ بات غلط ہے اسواسطے کہ روایات احادیث سے بھی معلوم ہوتا
کہ مع خدم و حشم و سامان پھرا کرے گا اب ایسا مرکب دنیا مین کونسا ہے کہ اس سامان فرعونی اور
لشکر شیطانی کو کہ فقط فوج رکاب خاص ستر ہزار یہود ہین سوا دوسری افواج و معتقدین کے اوسکے
ہمرکاب پہونچا دے مگر گاڑی دخانی کو کہ حضرت مسبب الاسباب نے اوسکے پیش از ظہور اوسکے کارندون کے
ہاتھ سے پھیلانا شروع کیا کہ بکمال سعی چلاتے ہین کہ قبل برآمدگی تمام دنیا مین پھیل جاوے
اغلب کہ ایک صدی برس مین تمام دنیا مین پھیل جاوے اور کیا عجب ہے کہ چودھوین صدی کی تمامی پر جو وقت
فنا ہے یا نہ تمام کر چکین یہود کو جلاوطنی سے کہ برآمد ہوئے ہین اور یہ بربادسے ہمکو مناسبت
صدی کا بھی چودھوین ہے کہ یہ چار سو ساٹھ گز لمبی کلان ایک جسم ہو کر مانند ابر بادلون کے دوڑتی ہین
اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے چال اس گاڑی کی ہوائی چال

کے نہایت مطابق ہی اسواسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی نہایت تیز نہین چلائی جاتی ہی
بلا توقف معمولاً ایک ساعت مین تیس میل جاتی ہی اور ولایت ہین ساٹھ میل چنانچہ مصر و سکندریہ
کی گاڑی کو بھی راقم سطور نے ملاحظہ کیا کہ نہایت تیز رو ہی بلکہ بعضے اخبارات سے معلوم ہوا
کہ بعضی کلین ایسی نو ایجاد ہوئی ہین کہ اس سے بھی تیز تر ہو جاوے گی پس حساب چال ولایت سے
صبح سے دوپہر تک چھٹی ساعت مین تین سو ساٹھ میل چلے کہ بحساب فی یوم بارہ میل کہ اوسط
چال سفر کی ہی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی اور دوپہر سے شام تک بھی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی او
بحساب کل کے جدید منزل ہر روزہ آہن سے بھی زائد ہو جاوے گی اور یہی ہوا کی بھی چال ہی چنانچہ قرآن مجید
مین حضرت سلیمان کی چال سواری مین مذکور ہی کہ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا
شَهْرٌ یعنی مسخر کیا ہمنے واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو کہ صبح کی منزل اسکی ایک مہینے
کی راہ اور شام کی منزل اسکی ایک مہینے کی راہ تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اسقدر
بڑا تھا کہ اسپر تمام لشکر سوار ہوتا تھا اور ہوا اسکو اڑاتی لیجاتی تھی امام محی السنہ تفسیر معالم مین
نقل فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو دمشق سے سوار ہوتے تھے اور قیلولہ بمقام
اصطخر ہین کہ ایک مہینے کی راہ ہی کرتے تھے پھر سہ پہر کو اصطخر سے چلتے تھے اور کابل کو کہ ایک ماہ
راہ ہی پہونچتے تھے اور بعضوں نے کہا ہی کہ ری مین طعام چاشت تناول فرماتے تھے اور سمرقند مین طعام
شام یہان کچھ کلین بنانے اور سڑک نکالنے اور لوہا بچھانے اور آگ سلگانے اور اقسام کے مصالح
اوٹھانے کی حاجت نتھی یہ امر دیگر ہی شعر کار پاکان را قیاس از خود مگیر ❊ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
یہان امر الٰہی سے ہوا اور جن والنس اور درندے اور پرندے سب دست بستہ فرمانبردار تھے
اور ملائک آتشین کوڑے لیے ہوئے شیاطین پر موکل تھے کہ اگر سر مو تجاوز کرین تو سزا سخت
پاوین زیادہ تفصیل رسالے بستان الجن مین لکھی گئی ہی یہ جو ما قبل اسکے مذکور ہوا احوال بڑے
دجال کا تھا کہ تمام انبیا اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈراتے چلے آئے ہین اور آدم سے قیامت
تک کوئی فتنہ اتنا بڑا اور برا دنیا مین نہین ہی یہ دجال اکبر پہلے دعوی پیغمبری کا کرے گا بعد اسکے
دعوی خدائی کا دم مارے گا سوا اسکے اور تیس دجال کہ اسکی کوچک ابدال ہین ہو چکے ہین اونسے
بھی حذر کرنا چاہیے چنانچہ صحیح ترمذی مین مذکور ہی کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ کَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ قَرِیْبٌ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ رَسُوْلُ
اللہِ یعنی قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ اوٹھین گے جھوٹے دجال قریب تیس شخص کے کہ ہر ایک
کہتا ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابُوْنَ
کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی پیش از قیامت میری امت مین
تیس کذاب پیدا ہونگے کہ ہر ایک دعوی کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہی اور حالانکہ مین خاتم النبیین ہون کہ کوئی
نبی بعد میرے نہین ہی ترمذی نے کہا کہ یہ دونون حدیثین صحیح ہین حتی یبعث اور سیکون سے کہ صیغہ
استقبال ہین معلوم ہوا کہ آگے کو امت مین پیدا ہونگے پس حضرت عیسی و الیاس و خضر بعض اقوال خارج
ہوگئے کہ یہ حضرات پہلے سے پیدا ہوچکے ہین اور قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت بھی پاچکے ہین
البتہ بعد آنحضرت کے جو شخص کہ امت اجابت یا دعوت مین پیدا ہوئے اور دعوی نبوت کا کرے
وہ دجال و کذاب موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے ٹھیرے گا اب افسوس ہی کہ مہدوی لوگ
نہایت غفلت و نادانی سے ان حدیثون سے نہ ڈرکر اپنے شیخ جونپوری کو نبی مقرر کرتے ہین اگرچہ
زبان سے نبی غیر تشریعی کہتے ہین لیکن انکے عقائد کے موافق نبی تشریعی ہونا لازم آتا ہی چنانچہ باب
اول کے عقیدہ شانزدہم مین گذرچکا اور باب ہفتم مین بھی آوے گا انشاء اللہ تعالی یہ نادانی انکی
محبت کا ثمرہ ہی ورنہ وہ بزرگ غالب کہ دعوی نبوت نکیے ہونگے البتہ دعوی غلط کی بعضے وقت زبان سے
نکیے ہین مگر یہ بھی بول سے ہین کہ ایسا بولنا کفر ہو اور جاننا ایمان ہی یہ سب باتین بشرح و بسط آگے
آوینگی انشاء اللہ تعالی دلیل ششم نعیم بن حماد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کہ قال یُبَایَعُ الْمَھْدِیُّ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ لَا یُوْقِظُ نَائِمًا وَلَا یُھْرِیْقُ دَمًا یعنی فرمایا
کہ بیعت کیا جاوے گا مہدی درمیان رکن و مقام کے کہ نہ جگاوے گا کسی سوتے کو نہ بہاوے گا خون کو
انتہی عالم میان مہدی نے رسالہ معارضہ مین اسیقدر بیان کیا لیکن انکے بزرگون نے اسکا
قصہ تفصیلا بیان کیا چنانچہ شواہد الولایت کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ محمد جونپوری نے
سنہ نو سو ایک مین درمیان رکن و مقام کے دعوی کیا کہ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَھُوَ مُؤْمِنٌ اوس وقت
شاہ نظام اور قاضی علاء الدین دو شخص کہ دونون مرید تھے آمنا و صدقنا کہکر بیعت کی ہر چند کہ
دوسرے یاروں نے بھی بیعت کا ارادہ کیا لیکن میران نے قرآن کا وعظ شروع کردیا بعد وعظ کے

بعضے اعراب نے بھی بیعت کی بعضے یاروں نے پوچھا کہ میران جی دوسرے یاروں کو کیوں بیعت کرنے دیا
فرمایا کہ امر الٰہی ہوا کہ دو گواہ واسطے ثبوت دعوے کے بس ہیں اور عادت یہ تھی کہ جب دعویٰ
کرتے تھے اوسی لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہاں قَالَ مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ سے تاریخ
نو سو ایک کی عیاں ہی اور پنج فضائل میں لکھا ہی کہ دو شنبے کے روز منبر پر کہ درمیان رکن و مقام کے
ہی کھڑے ہو کر دعویٰ مہدیت کا کر کے تین بار بآواز بلند کہا کہ مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ شاہ نظام
اور قاضی علاؤ الدین نے کھڑے ہو کر کہا کہ اَنَا مُتَّبِعُكَ اور دونوں نے بیعت کی حضرت نے پوچھا کہ قاضی
بچند گواہ راضی قاضی علاء الدین نے کہا قاضی بدو گواہ راضی پس لوگ بولے کہ آمَنَّا وَصَدَّقْنَا
جواب معمول ایسا ہی کہ ایک مقدمہ کئی حدیثوں میں مذکور ہوتا ہی لیکن بعض میں باختصار اور
بعض میں بتفصیل اور اتفاق محدثین کا ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر
چنانچہ صحیح بخاری میں بھی یہ قاعدہ مذکور ہی اسی قسم سے ہی بیعت رکن و مقام کا مقدمہ کہ نعیم بن حماد
نے ابی ہریرہ سے مختصر روایت کیا اور عالم میاں نے اوسکو غنیمت جان کر لے لیا اور اوسی
کتاب میں انھیں نعیم بن حماد نے اسی مقدمے کو دوسروں سے بتفصیل روایت کیا میاں مذکور نے
اون سب کو چھوڑ دیا چنانچہ وہی نعیم بن حماد قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَيَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ
بَيْنِهِمْ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَهُوَ كَارِهٌ یعنی نکلیں گے مہدی مدینے سے
طرف مکے کے پس چن کر نکال لیں گے اونکو لوگ اپنے میں سے پھر بیعت کریں گے اونکے
ہاتھ پر درمیان رکن و مقام کے حالانکہ وہ کراہت رکھتے ہونگے اس کام سے یہ بھی حدیث
شیخ جونپور کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ وہ مدینے سے نکلکر مکے میں نہیں آئے بلکہ مدینہ طیبہ
اونھوں نے کبھی آنکھ سے بھی نہ دیکھا اور حدیث اول کے معنی بھی اس حدیث سے ظاہر ہوئے کہ مہدی وقت
بیعت کے سوتوں کو نہ جگاویںگے اور خونریزی نہ کریں گے یعنی مہدی بجبر و تعدی کشت و خون
کر کے اپنی بیعت نہ لیں گے بلکہ وہ اس کام سے کراہت رکھتے ہونگے اور لوگ جبرا اونکے ہاتھ پر
بیعت کریں گے یا یہ کہ اوس وقت میں ایک بڑا فتنہ و خونریزی ہوگی اور مہدی کی بیعت کے
سبب سے وہ خونریزی موقوف ہو جاوے گی چنانچہ دانی نے قتادہ سے روایت کی کہ یخرج

الی المہدی فی بیتہ والناس فی فتنۃ تہراق فیہا الدماء فیقال لہ قم علینا فیابی
حتی یخوف بالقتل فاذا خوف بالقتل قام علیہم فلا یہراق فی سببہ محجمۃ دم یعنی لوگ مہدی کے
گھر میں آوینگے اور حالت یہ ہوگی کہ آدمی ایسے فتنے میں مبتلا ہونگے کہ اوس میں خون ریزی
کی جاتی ہوگی کہا جاوے گا اونسے کہ ہمارے پر امیر ہو وہ انکار کرینگے یہاں تک کہ جب قتل
سے ڈرائے جاوینگے حکومت پر قائم ہونگے پس نہ بہی جاویگی بسبب انکے ایک سینگھی خون کی
انتہی سینگھی خون کی بہنے جانا محاورہ ہی جیسا کہ بولتے ہیں کہ نکسیر نہ پھوٹے گی یہ حدیث بھی شیخ جونپوری کی تکذیب
کرتی ہے کیونکہ انکی مسند آرائی کے وقت کوئی ایسا فتنہ خونریزی کہ جسکی تسکین انکے سبب سے
ہوئی ہو وجود میں آیا غرض کہ اسی طرح کے بہتیرے احادیث رسالہ براہین میں مذکور ہیں کہ اونمین
قصہ بیعت مہدی بتفصیل مذکور ہی اور وقائع ہنگام بیعت کے اونمین مسطور ہیں کہ اون وقائع کا
نام و نشان شیخ جونپوری میں پایا نہیں جاتا اب سوچنا مقتضی کی ابتدا و انتہا چھوڑ کر اعتقاد
پر رکھنا کہ جو فقیر دو مرید سے لیکر رکن و مقام کے بیچ میں بیعت کرے وہ مہدی ہی اگرچہ نہ سیادت
اوسکی ثبوت کو پہونچے اور نہ مطابقت نام و الدین اور نہ حوادث ہنگام بیعت وجود میں آویں
نہایت غلطی ہی خطا ہے دوم یہ کہ دو مرید کی بیعت کو کافی سمجھنا کہ منبر پر چڑھ جانا حالانکہ
خود انہیں نعیم بن حماد کی روایت ابن عباس سے ثابت ہی کہ بیعت کرنے والے بقدر اہل
بدر کے ہونگے چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالی مہدی کو بعد نا امیدی کے کہ لوگ بولنے لگیں گے کہ
مہدی نہیں ہی مبعوث کرے گا اور اونکے انصار لوگ اہل شام کے ہیں تین سو پندرہ آدمی بقدر اصحاب
بدر کے کہ شام سے اونکی طرف آوینگے اور نمین ایک مکان سے کہ نزدیک صفا کے ہی اونکو
نکال کر کرہاً بیعت کرینگے پس وہ دو رکعت نماز مقام کے پاس پڑھ کر منبر پر چڑھینگے اور حاکم کی
روایت میں بھی ایسی ہی کہ فیبایعہ مثل عدۃ اہل بدر یعنی بیعت کرینگے اونسے شمار اہل بدر کے
اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ اہل شام بہ شمار اہل بدر تحت ایک سردار کے ہونگے کہ شام سے آوینگے
اور سوا انکے اسی قدر انصار کے کہ ہر طرف عالم سے ایک ایک عالم ربانی آویگا چنانچہ ایسی
سات سردار جمع ہو کر مہدی کو ڈھونڈینگے اور مکے میں سب جمع ہو کر مہدی کو پہچانینگے اور
مہدی اونکے ہاتھ سے نکل کر مدینے کو چلے جاوینگے وہ تعاقب کرینگے تب پھر مکے کو آوینگے

وہان پھر ملاقات ہوگی دوبارہ پھر مدینے کو نکل جاوینگے وہ لوگ پھر ملامت کرتے ہوئے
مدینے کو جاوینگے حضرت پھر مکے کو آوینگے وہان وہ لوگ بھی آکر ڈھونڈھ کر رکن و مقام کے
درمیان باصرار تمام بیعت کرینگے پس یہ لوگ ایسے مہدی کے ساتھ ہونگے کہ دن میں بانند شیر کے
بہادر اور رات میں مانند درویشون تارک الدنیا کے عبادت گذار ہونگے یہ مختصر ہی روایت
نعیم بن حماد کا ابن مسعود سے یہ سب معتقدات شیخ جونپوری میں مفقود ہیں اور یہ سب روایات رسالہ
برہان وغیرہ میں موجود ہیں خبط سوم یہ کہ لکھا ہے کہ عادت یہ تھی کہ جب دعوی کرتے تھے
اوس لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قال من اتبعنی فہو مومن جس سے تاریخ نوسو ۹۰۱
ایک کی عیان ہے انتہی سبحان اللہ عیان راچہ بیان یہ وہی مثل ہے کہ دروغ گویم بر روی تو
من اتبعنی فہو مومن ابھی موجود ہے مانند دوسرے خوارق تمھارے مہدی کے رفت و گذشت
نہیں ہو گئی کہ اوسکا ادراک مشکل ہوا اور تم جو چاہو سو بنا کر اوسپر نسبت لگا کر عدد اس عبارت
کے موافق قاعدہ تاریخ کے کہ حروف مکتوبہ کا اعتبار ہے نہ ملفوظہ کا آٹھ سو چالیس ہیں اور اگر قال
کے ایک سو اکتیس بھی شریک کیے جاوین تو نوسو اکیاسی ہو جاوینگے نوسو ایک کسی طرح سے
درست نہیں ہوسکتے ہیں یا یکشا دعوے کا بیان ہوا دوسرے دعوے کا حال سنیے کہ اسی مصنف نے
تیرھوین باب شواہد الولایت میں لکھا ہے کہ دوسرا دعوی سن نوسو تین ہجری میں باین عبارت
ہوا قال بامر اللہ عنا دجل انا المہدی الموعود چنانچہ اسی لفظ مبارک آنحضرت میں تاریخ
دعوے کی حق تعالی نے ظاہر فرمائی غلط ہے بلکہ حق تبارک وتعالی نے یہان بھی تمھارا جھوٹ
افترا ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے سات سو چھیانوے عدد ہوتے ہیں تیسرے دعوے
کا بیان سنیے کہ وہی بزرگ اسی کتاب کے ستر ھوین باب میں لکھتے ہیں کہ تیسرا دعوی قصبہ بدلی
ن ۹۰۵ سنہ نوسو پانچ میں باین عبارت واقع ہوا قال بامر اللہ انا المہدی
میں مراد اللہ اور اسی الفاظ متبرکہ میں حق سبحانہ وتعالی نے تاریخ دعوے
تحریر کی ظاہر فرمائی یہ بھی غلط ہے بلکہ یہان بھی حق تبارک وتعالی نے تمھارا دروغ
بے فروغ ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے نوسو چھپن عدد ہوتے ہیں
اور اگر قال کو علیحدہ کرین جیسا کہ ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے آٹھ سو چھپن رہتے ہیں غرض کہ تینوں

دعوے غلط ہوئے اور اس فرقے کے پیشواؤن اور مصنفین کا فہم و فراست بھی کہ امتحان کا
تو نہچا اب خیال کیا جاتا ہے کہ اس فہم و عقل پر دین و مذہب کے دقائق کس خوبی سے سمجھے ہونگے
یہ ایک نمونہ ہے انکے اغلاط کا اگر انکی کتابون کا کوئی مطالعہ کرے تو معلوم ہو کہ کسقدر [illegible]
مزخرفات ہیں خطا سے چہارم صاحب پنج فضائل نے لکھا ہے کہ بروز شنبہ کے روز منبر پر
کہ درمیان رکن و مقام کے ہے کھڑے ہو کر بعد دعوے مہدیت کے تین بار باواز بلند کہا کہ من اتبعنی
فہو مومن انتہی معلوم ہوتا ہے کہ ان رنگ نے کبھی مکہ معظمہ دیکھا ہے نہ کبھی اسکے نقشے میں غور کیا منبر
مقام ابراہیمی کے جانب شمال پر ہے درمیان رکن و مقام کے اسکا ہونا غیر متصور ہے کیونکہ وہ جا
مطاف ہے کہ طواف کرنے والونکا رستہ ہے وہان منبر کیونکر ہو سکتا ہے اور منبر پر کھڑے ہو کر ایسا
دعوی باواز بلند اس شہر مبارک میں خصوصا اس زمانہ احتساب میں کوئی عاقل تسلیم نکریگا
بادشاہان حبشہ کے سبب اسی دعوے کے اپنے ملک سے اخراج کیا وہان کے علما اور حکام بغیر قتل
کیے ہرگز نہ چھوڑتے خطا سے پنجم انکے میران نے اس دعوے پر اپنے مرید شاہ نظام اور
قاضی علاؤالدین کو گواہ قرار دیکر پوچھا کہ قاضی جی چند گواہ راضی قاضی علاؤالدین نے کہا کہ قاضی
بدو گواہ راضی ہوان میران نے قواعد فقہیہ کے موافق تقریر کرنا چاہا اور نہ خود بیکے خیال
میں آیا اور نہ قاضی علاؤالدین کو سوجھا کہ فقہا کے نزدیک یہ دونون گواہ کہ مرید خاص اور
الوش خوار مدعی کے ہیں کہ پیر کا نفع و ضرر اپنا نفع و ضرر جانتے ہیں پیر مدعی کے نفع کی
گواہی میں نامقبول ہیں اور قواعد شرعیہ میں بزرگ و غیر بزرگ سب برابر ہوتے ہیں چنانچہ
جناب امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان زرہ کے مقدمے میں
مناقشہ ہوا اور مقدمہ محکمہ قاضی شریح میں رجوع ہوا جناب مرتضوی بذات خود تشریف فرما
محکمہ ہوئے قاضی شریح نے کہا کہ آپ اپنے دعوے پر گواہ لائیے فرمایا کہ ایک میرے فرزند حسن ہیں
اور دوسرا قنبر گواہ ہین قاضی نے کہا کہ حسن آپکے فرزند ہین انکی گواہی میں قبول نہیں کرتا
اور قنبر کو چونکہ آپ آزاد کر چکے ہین گواہی انکی مقبول ہے لیکن ایک گواہ کفایت نہیں کرتا پس
دعوی آپکا ثابت نہیں ہوتا یہودی قسم کھا رہے اور زرہ لیجاوے کہتے ہیں کہ اعتقاد جناب
مرتضوی میں بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے درست تھی لیکن اجتہاد قاضی کے موافق اطاعت

حکایت جناب علی مرتضیٰ اور قاضی شریح کی

کر کے تسلیم زرہ پر راضی ہوئے جب یہودی نے معاینہ کیا کہ امیر المومنین میر واسطے اپنے بالع قاضی کے پاس چل کر گئے اور کچھ تکبر و نفسانیت نہ کی اور قاضی نے ذرہ رعایت و حمایت نہ کی جانا کہ دین انھیں کا حق ہی اور اقرار کیا کہ مین باطل جھگڑا کرتا تھا زرہ حقیقت مین امیر المومنین کی ہی وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دیکھیے جب قاضی امیر المومنین کے دعوے زرہ مین گواہی امام حسن پر راضی نہوا خلاف قواعد فقہیہ تمھارے دعوے مہدویت مین تمھارے خاص تلمیذ ونکی گواہی پر کب راضی ہوگا خطا کے شستشہ یہ کہ مدعی کی سمجھ مین یہ نہ آیا کہ جس بات پر یہ دونون گواہ ہوئے ہین مہدی علیہم اوسکا انکار نہین کرتے ہین اور جس بات کا وہ انکار کرتے ہین اوسکے یہ گواہ نہین ہو سکتے ہین یہ دونون اس بات پر گواہ ہین کہ تو نے من اتبعنی فہو مؤمن کہا مدعا علیہم کو اسکا انکار نہین ہی تم اب بھی کہتے ہو جب بھی کہا ہوگا اونکو اسکے باذن اللہ و من عند اللہ ہونے کا انکار رہی اور گواہان مذکور سے اسکی گواہی غیر متصور ہی اگر کہین کہ گواہون پر بھی امر الٰہی منکشف ہوا تو وہ بھی تمھاری طرح مدعی کشف و الہام کے ہوگئے گویا کہ تین شخص نے دعوی کشف کیا اون مین سے ایک نے مہدویت جتائی اور دو نے ولایت بتائی اور یہ اونکی مہدویت کے مصدق اور وہ اونکی ولایت کے مصدق ہو گئے کہ من تراحاجی بگویم تو مرا حاجی بگو سے باب تینون قدر مشترک مین شریک الدعوی ہین اور مدعی علیہم تینون کے منکر ہین آپس مین ایک دوسرے کے گواہ نہین بن سکتے کیونکہ یہ مین وجہ شہادت لنفسہ ہی کہ اگر اونکی مہدویت ثابت ہوگی تو انکی ولایت بھی ثابت ہوگی علاوہ یہ کہ ولایت صحت اعتقاد پر موقوف ہو اور صحت اعتقاد صحت مہدویت پر اگر صحت مہدویت انکی ولایت پر موقوف ہوگئے دور محال لازم آویگا ✤✤ دلیل ہفتم شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ ترمذی مین باب المہدی مین ہی کہ عن ارطاة انه قال بلغني عن النبي صلى الله عليه وسلم ان المهدي من ولد فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم يعيش خمس عام ثم يموت على فراشه ثم يخرج رجل من ولد فاطمة بنت رسول الله على سيرة المهدي بقاؤه عشرين سنة ثم يموت قتيلا بالسلاح اور یہ حدیث خوند میر پر صادق ہی اور بعض مصنفین ان

لوگون کے بعد نقل اس حدیث کی یون لکھتے ہین کہ بعد وفات مہدی کے خلیفہ اونکے سید خوندمیر
ابھی بیس برس کے مظفر الملک بادشاہ گجرات کے ساتھ جنگ کرکے مارے گئے اور حدیث انکی
صادق آئی جواب اس نقل مین ان لوگون نے اقسام کی خیانت اور بد دیانتی کو کار فرمایا
اسواسطے کہ ترمذی مین باب ما جاء فی المہدی مین اس حدیث کا نام نشان نہین ہی البتہ نعیم بن حماد نے
ارطاۃ سے روایت کیا ہی چنانچہ رسالہ مہدی مؤلفہ مولانا علی القاری اور رسالہ برہان شیخ علی متقی
مین موجود ہو لیکن چونکہ وہ روایت سراسر انکے مطلب کے مخالف تھی اوسمین اقسام کی تحریف و
تبدیل کرکے عبارت مذکور العدد بقدر اپنے مطلب کے بنالی اور اس وعید شدید کا خوف نکیا کہ
حضرت رسالت مآب نے فرمایا ہو کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی
جو شخص کہ مجھپر عمدًا جھوٹ باندھے پس چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین ٹھیرالے یہ حدیث محدثین کے
نزدیک متواتر المعنی ہو روایات نعیم بن حماد یہ ہی عن ارطاۃ قال بلغنی ان المہدی یعیش
اربعین عاما ثم یموت علی فراشه ثم یخرج رجل من قحطان مثقوب الاذنین
علی سیرۃ المہدی بقاؤہ عشرین سنة ثم یموت قتیلا بالسلاح ثم یخرج رجل
من اهل بیت النبی صلی الله علیه وسلم مهدی حسن السیرۃ یغزو مدینة قیصر
وهو اخر امیر من امة محمد صلی الله علیه وسلم ثم یخرج فی زمانه الدجال وینزل
فی زمانه عیسی بن مریم علیه السلام یعنی کہا ارطاۃ نے کہ مجکو پہنچی ہی یہ بات کہ مہدی
زمین کے چالیس برس پھر مرینگے اپنے فرش پر پھر نکلیگا ایک مرد نسل قحطان سے کہ دونو
کانون مین اوسکے سوراخ ہوگا کہ مہدی کی روش پر چلیگا اوسکو بیس برس بقا ہی پھر ہتھیار سے
مقتول ہوکر مریگا پھر نکلیگا ایک مرد اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہدایت یافتہ
نیک سیرت ہوگا غزا کریگا شہر قیصر روم کو اور وہ پچھلا امیر ہی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین
پھر اوسی کے زمانے مین دجال بھی نکلیگا اور عیسی بن مریم بھی اوترینگے انتہی اب اس روایت کو ویسی
روایت سے مقابلہ کرکے دیکھیے کہ کسقدر تحریف اور خیانت کی ہی فقط اتنی بات پر کہ اس قحطانی
موعود کے حق مین بعد مہدی کے بیس برس کا رہنا وارد ہوا اور اپنے خوندمیر کو بھی دیکھا
کہ ۲۰ بیس برس کے مارے گئے بیخود ہوکر جامے سے باہر ہوگئے کہ تمام علامات سابق ولاحق

اور ملا اکبر اوسکو نسل حضرت رسالت مین داخل کرکے اپنے میان پر جما دیا حالانکہ یہ شخص قحطان بن عامر
بن شالخ کہ ابو الیمین ہی اوسکی اولاد سے ہوگا اور خوندمیر تمھارے اعتقاد کے موافق ہاشمی ہین اگر
آج یہ روایت ونپر جمانے کی ضرورت ہے قحطانی بناؤگے تمھارے مہدی کی بشارت جھوٹ ہوجاویگی
کہ شواہد کے ستائیسوین باب مین منقول ہی کہ فرماتے تھے برادر میرے سید خوندمیر حسینی
سید ہین ہم اور یہ ایک جدی ہین انتہی قطع نظر اس سبب کے میان خوندمیر کے بعد موافق اس
روایت کے وہ دو شہر میان کو لینے نکلے کہ جنھون نے قیصر روم کے شہر پر جہاد کی کہ وہ آخر امیر
اس امت کے ہین تم لوگ اپنے مہدی کے وقت سے آجتک کچھ کم چار سو برس ہین کبھی عزت سلطنت کو
نہ پہونچے اور مصداق اس عدے کے نہوئے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ
الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا الآية یعنی وعدہ دیا اللہ نے
جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کریگا اونکو ملک مین
جیسا کہ حاکم کیا تھا اونسے اگلونکو اور جما دیگا اونکو دین اونکا جو پسند کر دیا اونکا اور دیگا
اونکو اونکے ڈر کے بدلے امن انتہی بلکہ ہمیشہ اہل سنت کے نمک خوار یا نمک خوار اونکے خیرات خوار
رہے اور ہمیشہ اپنے مخالفین کے سامنے پشت خم و سرنگون رہے اور ذلت نوکری کی کہ حاکم
اور نوکر بنا رہی ہموارہ تمکو لازم رہی اور مصداق اسکے رہے کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ
الْمَسْكَنَةُ تم مین ایسا کونسا شخص کب نکلا کہ قیصر روم پر چڑھائی کی اور پھر اوسکے
وقت مین دجال کب نکلا اور اگر نکلا تو اوسکو کہان چھپا کر رکھا ہی کہ آجتک وہ مع گدھا ایسا
گم ہی جیسا کہ گدھے کے سر سے سینگ گم ہین اور حضرت عیسیٰ نے کیسا نزول فرمایا انصاف
کرنا چاہیے کہ فقط بسین ہی مطابق ہوئے تو بس ہوا یہ علامات اگر نہو وین کچھ ضرور نہین ہے
جیسا کہ ایک شخص ایک امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ہاتی بکتا ہی اگر خریدنا منظور ہو تو
خرید کیجیے اوسنے کہا ایک نظر ہمکو دکھانا چاہیے اوسنے اپنی مٹھی کھول کر ایک مچھر
دکھلایا اور کہا کہ دیکھیے سونڈ موجود ہی بہت عمدہ ہاتی ہی اور خلیفہ موصوف کی تحقیق
سوا ارطاۃ کے اوروں نے بھی روایت کی ہی چنانچہ نعیم بن حماد نے قیس ابن جابر

صدقی اور کعب اور معمر سے اور طبرانی اور ابن منده اور ابن عساکر نے قیس بن جابر بن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہی اور بعضے ان روایات مین ہی کہ یہ قحطانی کچھ مہدی سے کم نہو گا دلیل ہشتم میان خوندمیر مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین بعضی روایات کہ در حق مہدی وارد شدہ است اکثر صاحب فتوحات درکتاب خود آوردہ است کقوله الا ان لله خلیفة یخرج وقد املأت الارض جورا وظلما فیملؤها قسطا وعدلا یتبعه رسول الله فی الخلق بضم الخاء اجلی الجبهة اقنی الانف مقرون الحاجبین یقسم المال بالسویة ویعدل فی الرعیة ویفصل فی القضیة یخرج علی فترة من الدین یزع الله به ما لا یزع بالقران یاتیه الرجل یسعی جاهلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یمشی النصر بین یدیه یعیش خمسا او سبعا او تسعا یقفو اثر رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یخطی له ملک یسدده من حیث لا یراه یفعل ما یقول ویقول ما یعلم ویعلم ما یشهد یصلح الله فی لیلة یعز الاسلام به بعد ذله ویحیی بعد موته یظهر من الدین ما هو الدین فی نفسه ویرفع المذاهب فلا یبقی الا الدین الخالص یفرح به عامة المسلمین اکثر من خواصهم یبایعه العارفون بالله من اهل الحقائق عن شهود وکشف وتعریف الهی له رجال الهیون یقیمون دعوته وینصرونه هم الوزراء یحملون اثقال المملکة ویعینونه علی ما قلده الله تعالی ثم قال الا ان ختم الاولیاء شهید ✦ وعین امام العالمین فقید ✦ هو السید المهدی من آل احمد هو الصارم الهندی حین یبید ✦ هو الشمس یجلو کل غم وظلمة ✦ هو الوابل الوسمی حین یجود ✦ وقد جاء زمانه اظلکم اوانه وظهر فی القرن الرابع اللاحق بالقرون الثلثة الماضیة قرن رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم الذی یلیه ثم الذی یلی الثانی ثم جاء بینهما فترات وحدثت امور وجواب معلوم نہین کہ اس عبارت فتوحات سے نقل کرنے سے کیا غرض ہی شاید یہ ہی کہ معلوم ہو وسے کہ فتوحات مین جو احوال امام مہدی کے مذکور ہین میان خوندمیر کے مہدی پر صادق ہین اسی غرض سے میان مذکور نے عجیب جعل کی چال اختیار کی کہ دفع ثقات سے نہایت بعید ہی یعنی عبارت فتوحات مین اقسام کی تحریف وتبدیل کو کار فرمایا کہ کسی جا اپنے مطلب کے موافق کچھ الفاظ

[Left margin notes, partly legible:] ... ربیع الاول ... قاموس

بڑھا دیے اور کہین عبارات و فقرات کہ مخالف تھے اڑا دیئے اور کسی کا معنی غلط سمجھے چنانچہ تفصیل اسکی یہ ہے تحریف اول یہ کہ قصداً و عمداً یہ عبارت اڑا دی لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول الله ذالک الیوم حتی یلی ھذا الخلیفۃ من عترۃ رسول الله صلی الله علیہ وسلم من ولد فاطمۃ یواطی اسمہ اسم رسول الله صلی الله علیہ وسلم یبایع بین الرکن والمقام یعنی اگر باقی رہیگی دنیا مگر ایک دن دراز کریگا اللہ تعالی اس دن کو تا کہ آوے یہ خلیفہ یعنی خروج اس خلیفہ کا قضا ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ موافق ہوگا نام اس خلیفہ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیعت کیا جاویگا درمیان رکن اسود اور مقام ابراہیم کے انتہی اس عبارت سے میان مذکور کو کیا خوف تھا کہ صاف کردیا شاید یہ خیال کیا کہ بیعت رکن و مقام کے درمیان انکے مہدی پر صادق نہین آتی ہے اسواسطے اس مقدمے کو حذف کردینا چاہیے یہان سے معلوم ہوا کہ مقدمہ بیعت رکن و مقام کا کہ دلیل ششم مین مذکور ہو چکا تراشی ہوئی متاخرین مہدویہ کی ہے کہ انھون نے بمنطوق ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ یہ حکایت افترا کرکے اپنے مہدی کی خدمت کی اور متقدمین مہدویہ کو اسکی خبر بھی نہ تھی ورنہ خندمیر سے خلیفہ خاص کیونکر مخفی رہتا اسی سبب سے صاحب سراج الابصار وغیرہ مصنفین متقدمین نے بھی کہ انکے تابعین سے ہین نقل کیا تحریف دوم یہ کہ لکھتے ہین یشبہ رسول اللہ فی الخلق بضم الخاء حالانکہ فتوحات مین عبارت اسطرح ہے یشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخلق بفتح الخاء وینزل عنہ فی الخلق بضم الخاء لانہ لا یکون احد مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخلاقہ یعنی مشابہ ہوگا رسول خدا کے یہ خلیفہ صورت و شکل مین اور کم ہوگا آنحضرت سے اخلاق مین اسواسطے کہ کوئی شخص اخلاق مین مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہوتا ہے انتہی اس تحریف سے میان محرف کی غرض یہ ہے کہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مہدی اخلاق مین حضرت رسالت مآب سے کم ہین پس اعتقاد مہدویون کا کہ دونون کو مساوی و برابر سمجھتے ہین برباد ہو جاتا ہے اسواسطے میان یہان چالاکی کر گئے اور کیا عجب ہے کہ یہ بھی مد نظر ہو کہ شیخ اکبر مہدی کو ہمشکل پیغمبر لکھتے ہین اور انکے مہدی ہمشکل نہون اور ان ایام مین بسبب قربت زمانیکے کہ ہزارہا آدمی انکے دیکھنے والے موجود تھے دعوی ہمشکلی کا مشکل تھا

اسواسطے بھی تحریف مذکور ضرور تھی اور جبکہ زمانہ دوسرا آیا کہ دیکھنے والے نہ رہے متاخرین مہدویہ نے
ایسی کتابوں میں دعوی تشکل سے بھر دیں حالانکہ اب بھی انھیں کتابوں سے مستنبط ہوتا ہے کہ تشکل نہ تھی
چنانچہ شواہد الولایت سے دلیل چہارم میں مذکور ہے کہ انکے مہدی دو موے تھے حالانکہ حضرت رسالت مآب کے
تمام سر مبارک اور لحیہ شریف میں بیس بال سے کم سفید تھے کہ روایات صحیحہ اسپر شاہد ہیں اور اگر خضاب
رنگ ریش سے اختلاف شکل تسلیم کریں تو اختلاف شکل جسمی بھی انکی کتابوں میں موجود ہے چنانچہ
ولی یوسف رسالہ حجت للنصفین میں لکھتے ہیں کہ انکے میران جب کھڑے ہوتے تھے دونوں ہاتھ
گھٹنوں تک پہونچتے تھے حالانکہ حضرت رسالت کے حلیہ مبارک میں یہ بات ثابت نہیں بلکہ ایک
صحابی کہ نام انکا خرباق یا عمیر تھا انکے ہاتھ دراز تھے اسی سبب سے انکا لقب ذوالیدین تھا اور
حدیث سہو صلوۃ میں انکا ذکر صحاح میں موجود ہے **تحریف سوم** یہ کہ اقنی الانف کے بعد لفظ
مقرون الحاجبین کا کہ وہاں نہ تھا بڑھا دیا اور فقرہ اسعد الناس بہ اہل الکوفۃ کا کہ وہاں تھا اڑا دیا
اس فقرے کا کچھ قصور نہیں ہے کہ قابل نکالڈالنے کے ہو مگر یہ کہ میاں کے مہدی کی تکذیب
کرتا تھا اسواسطے کہ معنی اوسکے یہ ہیں کہ اہل کوفہ بسبب امام مہدی کے اور لوگوں سے بڑھکر
سعادت مند ہونگے یعنی زیادہ تر مطیع و فیضیاب ہونگے اور ظاہر ہے کہ مہدی جونپوری سے
اہل کوفہ کہاں سعادت اندوز ہوئے **تحریف چہارم** یہ کہ یفصل فی القضیۃ کے بعد یہ عبارت
نکالڈالی یاتیہ الرجل فیقول له یا مهدی اعطني وبين يديه المال فيحثي له في ثوبه
ما استطاع ان یحمله یعنی آوے گا اس خلیفہ کے پاس مرد سائل اور کہے گا کہ اے مہدی دو مجکو
اور سامنے اونکے مال ہوگا پس اوسکے کپڑے میں اوسقدر بھر دیویں گے کہ اوٹھا سکے اتنی
چونکہ یہ نشان مہدی جونپوری کی نہ تھی اس سبب سے اس عبارت کو حذف کر دیا کیونکہ انکے مہدی پاس ایک
ملک مال نہ تھے کہ یہ داد و دہش انسے صادر آتی اور یقسم المال بالسویۃ یعنی تقسیم کرے گا
مال کو برابر اسکو رہنے دیا اسلیے کہ انکے مہدی اس مضمون کو بکشاکشی ادا کر لیتے تھے کہ جو کچھ
بطور خیرات کے آجاتا تھا اوسکو ریزہ ریزہ کر کے برابر تقسیم کر دیتے تھے اور ہر حصے کو سویہ
کہتے تھے لیکن پھر بھی ایک خلل رہجاتا تھا کہ مصاحبین بعضوں کی سفارش کر کے کئی سویہ
دلا دیتے تھے چنانچہ زوجہ خاص وغیرہ کو تین تین سویہ ملا کرتے تھی جیسا کہ ولی یوسف نے لکھا ہے

اور پنج فضائل مین لکہا ہی سید محمود اپنے فرزند کو مع اونکے زن و پسر کے تین آدمی مین نقود
دیتے تھے با این ہمہ تقسیم بالسویہ صادق تھا اور واضح ہو کہ عالم میان نے رسالہ معارف
حدیث فیجی الیہ الرجل فیقول یا مهدی اعطنی اعطنی فیحثی له فی ثوبه ما استطاع ان یحمله کی شرح
مین لکہا ہی کہ آیا طرف آپکے ایک مرد گجراتی سید خوندمیر نہایت سائل و حریص عطایا
باطنیہ کا پھر بیٹا حضرت نے اوس پر خزانون سے ولایت محمدیہ کے اسکی امت کے موافق انتہی
یہ وہ بات ہی کہ بعی سست و گواہ چست پیران نمی پرند مریدان می پرانند خوندمیر
کلام کا محمل نپا کر اوسکو فتوحات کی عبارت سے اوڑا رہے ہین اور مریدین خود اونھین کو اسکا
مصداق بنا رہے ہین عجب ما جرا ہی پھر اوسی رسالے مین لکہتے ہین کہ شہر پانڈہ مین ساٹھ ہزار
اشرفیون کے ایکبار سائلون کو خیرات کر دیے اور ایک دف بجانے والے کے دف مین
ایک تسبیح سو موتی کی ڈال دی کہ ہر دانہ لاکھہ محمودی کا تھا اور محمودی سوا روپیہ یا سواد ورو پیہ
کی ہوتی ہی انتہی یہ قصہ بالکل بے اصل معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر کچھہ بھی اسکی اصل ہوتی تم سے
پہلے خوندمیر کو معلوم ہوتا پس اوس رگ کو عبارت مذکورہ کے محمل نہ ملنے سے اسقدر کیون حیرانی
ہوتی کہ عبارت کے نکال ڈالنے کی نوبت پہنچی بلکہ بلا خوف تمام عبارت بلا حذف و تحفیف لکھدینا
تھا دوسرے یہ کہ اگر سو اکروڑ یا سوا دو کروڑ روپیہ کی تسبیح کسی نے تمہارے مہدی کو خیرات
مین نذر کی ہوتی تو اس عجیب غریب خبر کو مورخین ضرور لکھتے اور تمہاری کتب نقلیات کا کیا
اعتبار ہی کہ اکاذیب سے مالا مال ہین سلاطین و حکام اوس زمانے کے تمہارے مہدی کے اسقدر دشمن
تھے کہ کسی جا چین نہ دیتے بلکہ اخراج کرتے رہے اور اسقدر مقدور سلاطین پانڈہ و حکام مالوہ
لوگہان سے میسر ہوا کہ ایسی بیش بہا چیز نایاب پیدا کرین اور پھر ایک درویش کو حوالہ کرین یا دف زن
دفالی کو حوالہ کرے ان سب سے سلاطین دہلی بڑھکر قدرت رکھتے تھے اونکا حال یہ تھا
کہ تین سلطنت یعنی اکبر و جہانگیر و شاہجہان مین ایک تسبیح مروارید مساوی المقدار والقیمت
قیمتی پچاس لاکھہ روپیہ کی فراہم ہوئی تھی کہ آخر کو نادر شاہ کے ہاتھہ لگی طرہ یہ کہ شواہد الولایت
مین لکھا ہی کہ ساٹھہ قناطیر زر اور تسبیح مذکور انکو سلطان غیاث الدین نے بھیجی تھی درحالیکہ
اپنے بیٹے نصیر الدین کے حکم سے پا بجولانہ ملا مقید تھا یہ کیسی عقل مین آتا ہی کہ مسلسل کو

اسقدر قدرت خزائن پر ہوتی ہی اور طرفہ ماجرا یہ ہو کہ یہ قصہ تینون دعوون مہدویت سے پہلے
واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے ظاہر ہی لیکن واودو دمش مین تقدیر ثبوت بھی علامت مہدیت کی
کچھ خلاف نہین رکھتی ہی اور سب پر علاوہ یہ ہو کہ اگر یہ نقل صحیح ہی تو میران کی طرف بڑا عیب لگتا ہی
اسواسطے کہ مال بیت المال مین تمام مسلمانون کا حق ہی اور کسی غیر مستحق کو اوسمین سے دینا یا حق سے
زیادہ کسیکو دینا ظلم و خیانت ہی اسیواسطے خلفاء راشدین اپنی ذات و اقربا کے واسطے
بھی زیادہ معاش مقرر نکرتے تھے پس اول اسقدر زر خطیر بیت المال کا شیخ موصوف کو دینا
سلطان موصوف کی خطا ہی پھر شیخ موصوف کا ایک فالی کو کہ بیت المال مین اوسکا حق نہایت
قلیل ہی تسبیح کر ورود کرور کی حوالہ کر دینا خطاے اول سے بھی بدتر ہو تحریف پنجم یہ کہ
مالا ینزع بالقرآن کے بعد یاتیہ الرجل اپنی طرف سے بڑھا دیا اسواسطے کہ بغیر اس بڑھانے
کے عبارت مابعد انکے مہدی پر صادق نہ تھی بلکہ تکذیب کرتی تھی کیونکہ عبارت مابعد یہ ہی
یمسی جاہلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یعنی مہدی کو جس
شب اللہ تعالی مہدی بنا دیگا اوسکی شام تک کے علم بخیل بے جرات ہونگے اور صبح کو
سب آدمیون سے زیادہ علم مین اور کرم مین اور شجاعت مین ہو جاوینگے یہ موافق اسی حدیث
امام احمد اور ابن ماجہ کے المهدي من اهل البيت يصلحه الله في ليلة یعنی مہدی اہل بیت سے
ہین درست کر دیگا اونکو اللہ تعالی ایک شب مین چونکہ یہ بات انکے مہدی ادعائی کے حال
کے سراسر مخالف تھی کہ مطلع الولایت وغیرہ انکی کتب مین مرقوم ہی کہ انکے مہدی مادرزاد
ولی تھے اور شیخ دانیال کی تعلیم سے سات برس مین حافظ قرآن ہو کر بارہ برس کی عمر تک
تمام علوم سے فارغ ہو کر باتفاق علماے نواحی دانا پور کے ملقب باسد العلما ہو چکے تھے اور
ہمراہ سلطان حسین حاکم جونپور کے ساتھ راجہ دلپت راؤ کے جنگ سخت کرکے اوسکو معہ نیل
سو لک کے قتل کیا اور بکمال شجاعت تمام لشکر کو زیر و زبر کر دیا تھا پس انپر یہ حدیث صادق
آتی تھی نہ عبارت مذکورہ فتوحات اسواسطے میان خوندمیر نے اپنی جعلی عبارت یعنی یاتیہ الرجل
کو عبارت فتوحات کے اول مین لگا دیا تا کہ معنی یہ ہو جاوین کہ جو شخص کہ مہدی کے پاس
آویگا اوسکا یہ حال ہووےگا کہ شام کو جاہل بخیل جبان ہوگا اور صبح کو تاثیر صحبت سے اعلم اکرم

آشنج ہو جاوے گا انصاف کیجیے کہ کیسا بڑا کذب و افترا ہی کہ اپنے مطلب کے واسطے ایک بات
بناکر دوسرے مصنف کی طرف نسبت کر دینا با اینہمہ انکو مہدی کا صدیق بولتے ہین
استغفر اللہ العظیم اور سب مہدوی اپنی کتابون مین بہ تقلید انکے آجتک یہی مضمون ادا کرتے
چلے آتے ہین اور اسی عبارت محرفہ کو نقل کرتے چلے جاتے ہین تحریف ششم یہ کہ بعد
من حیث لا یراہ کے اتنی عبارت حذف کر دی یحمل الکل ویقوی الضعیف فی الحق و
یقری الضیف ویعین علی نوائب الحق یعنی یہ خلیفہ اوٹھاوے گا بار عیال و یتیم کو اور
قوت دیگا ضعیف کو امر حق مین اور ضیافت کرے گا مہمان کی اور مدد کرے گا مصائب
حق پر انتہی قوت دینا ضعیف کو اور مدد کرنا مصائب مین اور دوسرونکا بار اوٹھانا صاحبان
ثروت و حکومت کا کام ہی اور مہدی اعمائی چونکہ خود ضعیف تھے کہ حکام و سلاطین انپر انواع و
اقسام کے جبر اور اخراج و زجر کرتے تھے اسواسطے میان نے اِس عبارت سے کنارہ کشی مناسب
سمجھی لیکن یہ یاد نرہا کہ یمشی النصر بین یدیہ کو بھی حذف کر دیتے کیونکہ وہ بھی ان پر نہین صادق
ہی یعنی چلے گی نصرت سامنے اس خلیفہ کے کہ جدھر متوجہ ہوگا منصور ہوگا اگر منصوری یہی کا
نام ہی کہ انکو نصیب تھی تو کوئی اوسکا خواہان نہین ہی انھین کو مبارک ہو تحریف ہفتم
یہ کہ بعد یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے اسقدر عبارت نکال ڈالی یفتح المدینۃ الرومیۃ
بالتکبیر فی سبعین الفا من المسلمین من ولد اسحق یشہد الملحمۃ العظمی مادبۃ اللہ
بمرج عکاء یبید الظلم و اھلہ یقیم الدین و ینفخ الروح فی الاسلام یعنی
فتح کرے گا یہ خلیفہ مدینہ رومیہ کو تکبیر سے ہمراہ ستر ہزار مسلمان اولاد اسحق کے حاضر ہوگا جنگ
کلان مین بمقام مادبۃ الٰہی چراگاہ شہر عکا کے ہلاک کرے گا ظلم اور اہل ظلم کو قائم کرے گا دین کو
اور پھونکیگا روح اسلام مین انتہی اس عبارت کے نکالنے کی وجہ ظاہر ہی کہ سراسر انکے مہدی کی
تکذیب کرتی تھی کیونکہ نہ اون بزرگوار نے مدینہ رومیہ فتح کیا نہ اونکے ہمراہ کبھی ستر ہزار
مسلمان اولاد آدم کے جمع ہوگئے چہ جاے اولاد اسحق کی اور نہ جنگ کلان شہر عکا مین واقع ہوا
کہ وہان وہ حاضر ہوتے یا نہوتے اور نہ اونھون نے ظلم اور اہل ظلم کو قطع کیا بلکہ آپ ابشکل
مظلومون کے ہمیشہ پھرتے رہے تحریف ہشتم یہ کہ بعد لفظ یعنی موتہ کے یہ عبارت

نکالڈالی یضع الجزیة ویدعو الی الله بالسیف فمن ابی قتل ومن نازعه خذل
یعنی موقوف کریگا جزیے کو یعنی جزیہ لے کہ کفر پر کافرون کو نچھوڑ دیگا جیسا کہ اب معمول
ہی بلکہ یا اسلام یا قتل مانند عیسی علیہ السلام کے جاری کریگا اور دعوت کریگا طرف اللہ تعالی
کے بزور شمشیر یعنی جسنے انکار کیا مارا جاویگا اور جسنے نزاع کیا مخذول ہوگا انتہی اس
عبارت کے خوف کا سبب بھی ظاہر ہی کہ انکے مہدی کو جبتا اتی ہی کیونکہ اونکو کافرون سے قدرت
جزیہ لینے کی کہان ہوئی کہ موقوف کرتے بلکہ مسلمانون سے جزیہ لینے کی تمنا رکھتے تھے
مگر اللہ تعالی نے دین محمدی کی حمایت کی کہ انکو اسقدر دسترس نہ دی حال تمنا کا الفرقہ
کے باب چہارم مین مسطور ہی کہ میران شہر ٹھٹھہ مین دعوت کر رہے تھے کہ ایک ملا نے اپنے فرزند
سامنے کر کے کہا کہ اسکے واسطے دعا کیجیے بولے اگر حق تعالی قوت دیوے ہم اسسے جزیہ لیوینگے
انتہی اور دعوت بزور شمشیر کہان تھی کہ جو انکار کرتا مارا جاتا اور جسنے نزاع کیا وہ مخذول کہان
ہوا بلکہ انھین کے مصدق ہمیشہ سلاطین مخالفت کے ہاتھ سے مقتول و مخذول ہوتے رہے بلکہ
خود میان تحریف بانسمع رفقا واقربا گجرات مین مقتول ہوے تحریف نہم یہ کہ یرتفع المذاہب
اور ولا یبقی الا الدین الخالص کے درمیان مین لفظ من الارض کا تھا اسکو
نکالڈالا اسواسطے کہ معنی یہ ہوتے تھے کہ مہدی اوٹھاوینگے سب مذہبون کو روے زمین سے
پس باقی نرہیگا مگر دین خالص اور یہ بات انکے مہدی پر صادق نہین ہی کیونکہ انھون نے
روے زمین سے مذاہب کہان اوٹھائے مذاہب مختلفہ ابتک روے زمین پر موجود ہین بنا بخی
ایک مذہب مہدویون کا انکے سبب بڑھ گیا البتہ اپنے مریدون مین سے سب مذہب
اوٹھا ڈالے اور سمجھ لیے کہ دین خالص یہی ہی کہ جسپر ہم ہین یہ ہر ایک سے ہوسکتا ہی اور ایسا
سمجھ لیتے ہین کہ کل حزب بما لدیہم فرحون ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد یہ معنی
رفع خانگی کے لفظ من الارض کے ہوتے ہوے نہین درست تھے اسواسطے اسکو حذف
کر دیا تحریف دہم یہ کہ بعد الا الدین الخالص کے یہ عبارت نکالڈالی اعداؤہ
مقلدو العلماء اہل الاجتہاد لما یرونہ من الحکم بخلاف ما ذہبت
الیہ ائمتہم فیدخلون کرہا تحت حکمہ خوفا من سیفہ وسطوتہ ورغبة

فیما لدیہ یعنی دشمن امام کے ہونگے پیروی کرنے والے علمائے مجتہدین کے کیونکہ حکم امام کا اپنے
ائمہ مجتہدین کے خلاف دیکھیں گے بضرورت داخل ہونگے مجبوری سے زیر فرمان امام کے بخوف شمشیر و غلبہ
امام کے اور بسبب رغبت و طمع اوس چیز کے کہ پاس امام کے ہے یعنی مال و دولت وغیرہ انتہی اسی سبب سے بعد اوسکے
فرمایا کہ یفرح بہ عامۃ المسلمین اکثر من خواصہم یعنی خوش ہونگے بسبب امام کے عوام مسلمین زیادہ تر
خواص مسلمین سے مراد خواص سے یہی مقلدین متعصب ہیں بالجملہ یہ عبارت بھی خوندمیر کے مہدی کی تکذیب
کرتی ہے اسواسطے اوسکا حذف کرنا مصلحت تھا کیونکہ نہ انکے مہدی کے پاس شمشیر تھی اور نہ علماء مخالف انکے
بخوف شمشیر اونکے زیر فرمان ہوئے اور نہ مال و دولت رکھتے تھے کہ اوسکی رغبت سے فرمان بردار ہوتے تحریف یازدہم
یہ کہ یعیبونہ علی ما قلدہ اللہ تعالیٰ کے اس قدر عبارت حذف کردی ینزل علیہ عیسی ابن مریم
بالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مہروذتین متکئا علی ملکین ملک عن یمینہ
وملک عن یسارہ یقطر رأسہ ماء مثل الجمان یتحدر کانما خرج من دیماس والناس
فی صلوۃ العصر یتنحی لہ الامام فیتقدم فیصلی بالناس یؤم الناس بسنۃ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویقبض اللہ المہدی الیہ طاہرا
مطہرا وفی زمانہ یقتل السفیانی عند شجرۃ بغوطۃ دمشق ویخسف بجیشہ
فی البیداء بین المدینۃ ومکۃ حتی لا یبقی من الجیش الا رجل واحد من
جہینۃ یستبیح ہذا الجیش مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ثلثہ
ایام ثم یرحل نطلب مکۃ فیخسف اللہ بہ فمن کان مجبورا من ذلک
الجیش مکرہا یحشر علی نیتہ القرآن حاکم والسیف مشید
ولذلک ورد ان اللہ یزع بالسلطان ما لا یزع بالقرآن یعنی نازل ہونگے
امام مہدی پر عیسی بن مریم منارۂ سفید شرقی دمشق پر دو کپڑے رنگین مائل بزردی پہنے ہوئے
تکیہ دیے ہوئے دو فرشتوں پر ایک فرشتہ سیدھی طرف سے اور ایک فرشتہ بائیں طرف سے سر سے
قطرات عرق مانند چاندی کے موتیوں کے ٹپکتے ہوئے کہ بہتے بھی ہوں گے یعنی سر جھکانیکے وقت سر کے
بالوں سے قطرات پسینے کے ٹپک پڑینگے اور سر بلند کرنیکے وقت جسم پر بہنے لگیں گے گویا کہ حمام سے
برآمد ہوئے ہیں اور لوگ نماز عصر کی تیاری میں ہونگے اور امام حضرت عیسی علیہ السلام سے

واسطے ہتھیار جنگ کے لینگے بڑھ کر لوگون کو نماز پڑھاوینگے حضرت عیسیٰ آرمیون کی امامت کرینگے
طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر توڑ دینگے شکل صلیب کو کہ جسکو نصاری گلے مین ڈالتے ہین اور قتل
کرینگے خنزیر کو اور قبضہ کریگا اللہ تعالی امام مہدی کو اپنی طرف طاہر مطہر اور اونکے زمانے مین سفیانی
مارا جاویگا سفیانی نزدیک ایک درخت کے مقام غوطۂ دمشق مین اور زمین مین دھسایا جاویگا
لشکر اوسکا مقام بیدا مین درمیان مدینے و مکے کے یہان تک کہ نہ باقی رہیگا لشکر مین سے
مگر ایک آدمی قبیلہ جہینہ کا اور یہ لشکر تین روز تک مدینۂ رسول مین لوٹ مار مباح کریگا پھر
جائیگا مکے کے ارادے پر پس دھسادیگا اللہ تعالی اوسکو پس جو شخص کہ بطور مجبوری کے اس
لشکر کے ساتھ تھا اوسکی نیت کے موافق اوسکا حشر ہوگا قرآن حاکم ہوگا اور تلوار بلند کرنیوالی
ہوگی دین کو اور یہ جو واسطے وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالی بسبب سلطان کے خلق کو منہیات سے اوسقدر
باز رکھتا ہی کہ بسبب قرآن کے اوسقدر باز نہین رکھتا ہی انتہی یعنی بسبب خوف شمشیر سلطانی کے اکثر
خلق شریعت پر ہموار ہوجاتی ہی اور قرآن سے فقط خاص لوگ ہدایت یاب ہوتے ہین اور نیز
معلوم ہوئے کہ منارۂ بیضا شرقی دمشق کہ جس پر حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اترینگے
وہین ایک مسجد جامع بنی امیہ کی شرقی سمت پر واقع ہی اور حالا اوس مسجد کا منارۂ اذان ہی
پچیس مؤذن کہ ملازم مسجد مذکور ہین اونمین سے ہر روز پانچ مؤذن بالاتفاق نوبت بنوبت اوسپر
اذان کہتے ہین دوسرا حارۃ النصاری یعنی محلۃ النصاری ہین جانب شرقی دمشق واقع ہی یہ بھی
نہایت کلان اور سفید رنگ ہی راقم السطور نے اوس پر چڑھ کر معاینہ کیا کہ تمام شہر دمشق مد نظر
تھا اور غوطۂ دمشق وہان سے بخوبی نظر آتا تھا اہل دمشق بعضے اوسکو فرودگاہ عیسوی جانتے
ہین اور غوطۂ دمشق ایک زمین ہی فناے دمشق مین نشیب کی جانب کہ تمام باغات و زراعات
سے معمور ہی کتاب سیاحت مین اسکی تفصیل لکھی گئی ہی اور دمشق اور غوطۂ دمشق کی تعریف
حدیث امام احمد مین کہ مشکوۃ مین بھی موجود ہی مذکور ہی بالجملہ یہ عبارت زیادہ تر سبب تخریب
و تکذیب مہدی جونپوری کی کرتی تھی اسواسطے میان مذکور نے حذف کر دیا تحریف
دوازدہم تحریف معنوی ہی کہ اشعار فتوحات کے معنے میان مذکور نے نہ سمجھے اور اپنے
مطلب کے موافق کچھ معنی غلط تجویز کرکے اشعار مذکورہ کو اپنے مہدی کی تائید مین نقل کیا

ورنہ اشعار مذکورہ بھی انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اگر معنی صحیح سمجھ مین آئے ہوتے اونکو بھی حذف
کر دیتے اسواسطے اون اشعار کا اعادہ کیا جاتا ہی اور معنی صحیح بیان کیے جاتے ہین کہ اگر میان نہ سمجھے
کاش میان کے معتقدین سمجھ جاوین الا ان ختم الاولیاء شہید ٭ وعین امام
العالمین فقید ٭ یعنی آگاہ ہو کہ ختم الاولیا حاضر ہونگے اور حال یہ کہ ذات امام العالمین کی مفقود
ہوگی مراد ختم الاولیا سے خاتم الولایت المطلقہ ہی اور وہ عیسی علیہ السلام ہین نہ خاتم الولایت المحمدیہ
کہ وہ شیخ اکبر کے نزدیک خود ذات شیخ ہی یا ایک دوسرے مرد مغربی معاصر شیخ کے ہین اور امام مہدی
شیخ کے نزدیک نہ خاتم الولایت المطلقہ ہین اور نہ خاتم الولایت المحمدیہ ہین چنانچہ یہ مقدمات فتوحات
وغیرہ تصانیف شیخ مین جا بجا مفصلاً مذکور ہین بلکہ اسی باب تین سو چھیاسٹھ ۳۶۶ مین کہ جہان سے
یہ عبارت خوندمیر نے نقل کی ہی بعد چند سطر کے لکھتے ہین کہ خاتم الولایت المحمدیہ سے بڑھکر
خدا کا اور مواقع حکم کا جاننے والا کوئی شخص نہ انکے زمانے مین ہوگا نہ اون کے بعد ہوگا پس
وہ اور قرآن اخوان ہین جیسا کہ مہدی اور شمشیر اخوان ہین اس کلام سے بھی معلوم ہوا کہ مہدی
اور ہین اور خاتم الولایت اور ہین اور تفصیل اسکی اس کتاب مین باب تسویہ مین منجولی آوے گی
انشاء اللہ تعالی اور مراد امام العالمین سے امام مہدی ہین چنانچہ شعر ثانی مین خود فرماتے ہین
کہ ھو السید المہدی من آل احمد ٭ پس معنی شعر کے یہ ہوئے کہ ختم الاولیا عیسی علیہ السلام
حاضر و زندہ رہینگے اور امام مہدی دنیا سے رحلت فرما کر مفقود ہو جاوینگے اور یہی مضمون
شیخ نے ماقبل اس شعر کے نثر مین ادا فرمایا کہ یؤم الناس بسنۃ محمد ؐ یکسر
الصلیب ویقتل الخنزیر ویقبض اللہ المہدی الیہ یعنی عیسی آدمیون کے
امام ہونگے طریقہ محمد ؐ پر توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کر لیوے گا
اللہ تعالی امام مہدی کو اپنی طرف بعد اون کے حضرت شیخ اکبر امام العالمین کی تعریف فرماتے
ہین ٭ ھو السید المہدی من آل احمد ٭ ھو الصارم الہندی حین یبید
یعنی وہ امام العالمین سید مہدی ہی آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ تیغ ہندی ہی جس وقت
کہ ہلاک کرتا ہی یہ اگرچہ بڑے میان کے علم و فہم کا ذکر ہی لیکن اسکے ضمن مین ایک چھوٹے
میان کی فہم و عقل کا حال بھی سن لیا چاہیے کہ عالم میان رسالہ معارضہ مین

اسی مصرع سے ثابت کرتے ہیں کہ مہدی کی جا تولد ہند ہی اور معنی یہ کہتے ہیں کہ مہدی تلوار ہند کی ہی جسکا ظاہر ہوگا صد آفرین ہی انکے اوستاد پر کہ جسنے انکو لغت وصیغہ دانی میں ایسا چالاک کر دیا ہی کہ مہنّد اور مہنّد مین کچھ فرق نہین جانتے ہیں کہ مزید کو مجرد اور اجوف کو ناقص سمجھتے مین اور زیادہ بیدا ور بدد کو ایک جانتے ہین یہ لغت دانی کا حال تھا اور معنی فہمی میں یہ کمال ہی کہ تیغ ہندی مہدی کو بطور تشبیہ کے کہا ہی اوس سے یہ سمجھے کہ مہدی حقیقت مین ہندی ہین عربی نہین ہین تو لازم ہوا کہ اپنے مہدی کو تیغ بھی حقیقۃ سمجھین النسان کہیں اور یہ خبر نہیں ہی کہ کعب بن زہیر نے قصیدۂ بانت سعاد مین رسول خدا کو تیغ ہندی باندھ کر روبرو سنایا شعر اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ ＊ مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ الْھِنْدِ مَسْلُوْلٌ ＊ اور حضرتؐ سے اسمین بسبب تکرار کے اصلاح فرمائی کہ ع مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٌ اور مہند کہ معنی تیغ ہندی کے ہی اوسکو بحال رکھا حالانکہ حضرت بالاتفاق عربی ہین شعر ھُوَ الشَّمْسُ یَجْلُوْ کُلَّ غَیْمٍ وَّظُلْمَۃٍ ＋ ھُوَ الْوَابِلُ الْوَسْمِیُّ حِیْنَ یَجُوْدُ ＊ یعنی وہ آفتاب ہی کہ روشن کرتا ہی ہر ابر و تاریکی کو وہ باران بہار ہی جسوقت کہ سخاوت کرتا ہی انتہی غرض کہ کوئی شخص کسیکا کلام نقل کرنے مین اتنی خیانت نکریگا جیسا کہ میان لیکی ہی جس کسی کا کلام نقل کرتے ہیں اور اپنے مطلب کا شاہد لاتے ہین تو بلا خیانت و تحریف اوسکو نقل کرتے مین نہ یہ کہ استدراج اسحاب بیجا کرین کہ کلام متکلم کے مخالف مقصود کے بجا کر اور طلا ذکر و اشارہ انتحاب اوسکی طرف نسبت کر دین کہ اوس کتاب مین اوسکے مصنف نے ایسا لکھا ہی تاکہ لوگ سمجھیں کہ اوسکی رای بھی انکے موافق ہی یہ نہایت فریب کھاتا ہی اگر اسی کو استدلال کہتے ہین تو ہر شخص عوام امت سے دعوی کر سکتا ہی کہ مین قطب ہون یا غوث ہوں یا مہدی ہوں اور فلانی کتاب سے میرے دعوی کا ثبوت ہو سکتا ہی پس صفات منافیہ کو حذف کرکے بعض صفات موافقہ اپنے نقل کر دیا اس قسم کی نقل کا سوا کذب و افترا کے کچھ نام نہین ہی پس اس تحریفات کا نقل کرنا ہے دو مقصد محقق ہوئے مقصد اول رد گوئی میان خوندمیر کی خصوصًا تحریف دوم مین کہ سراسر جھوٹ لکھا کہ صاحب فتوحات کہتے ہین کہ مہدی مشابہ رسول خدا کے ہوئینگے خلق بضم الخاء مین حالانکہ صاحب فتوحات کہتے ہین کہ خلق بضم الخاء مین حضرت سے مہدی کم ہونگے اور خلق بفتح الخاء مین مشابہ ہونگے اور اسیطرح تحریف پنجم مین یا تیہ الرجل کا لفظ اول سے بنا کر صاحب فتوحات کی طرف نسبت کر دیا اسکے سوا انکے نقل کلام مین اس قسم کے بہت کذب مفتریہ رسالہ مہدیہ وغیرہ مین موجود ہیں

کہ استیعاب اوسکا موجب تطویل ہی پس معلوم ہوا کہ باوجود اس کذب و افترا کے انکو لقب صدیق اکبر دینا
جیسا کہ انکے حق مین مہدی جونپوری نے مقرر کیا ہی اور صاحب شواہد الولایت اور سیراجی بن
سید سلام اللہ وغیرہ مہدویون نے نقل کیا ہی نہایت غلط ہی اور اگر کوئی فرمان نافذ اس مقدمے
مین مطلوب ہی تو فرمان امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا موجود ہی کہ ابن ماجہ نے روایت
کیا کہ امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُھَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ الحدیث یعنی مین بندہ
اللہ تعالی کا ہون اور بھائی رسول اللہ کا ہون اور مین صدیق اکبر ہون نکہے گا بعد میرے
کوئی اس کلمے کو مگر کذاب انتہی مہدوی لوگ خوندمیر کو صدیق ولایت جانتے ہین اور انکے نزدیک
صدیق ولایت صدیق نبوت سے افضل ہی بلکہ خوندمیر کو حضرت عیسی سے بھی افضل جانتے ہونگے
اسواسطے کہ لکھتے ہین کہ عیسی مہدی کے نظیر شریعت مین ہین اور خوندمیر حقیقت مین نظیر ہین اور
حقیقت انکے نزدیک شریعت سے افضل ہی کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ مقدمہ دوم
بطلان مہدویت انکے مہدی دعائی کی اسواسطے کہ شیخ اکبر کے کلام سے جابجا ثابت ہوا کہ
یہ مہدی نہین ہین اور انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ اکبر نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر لکھکر
بعد قلم تر کیا ہی چنانچہ شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین مذکور ہی اب اگر یہ بشارت صحیح ہی تو یہ
لوح محفوظ مین مہدی نہین ہین اور اگر غلط ہی جب بھی مہدی نہین ہین کہ مہدی غلط گو نہین ہوتے
ہین کہ لا یخطی بالاتفاق مہدی کی شان ہی یعنی خطا نہ کرے گا دلیل سوم وہی میان خوندمیر
اوسی مکتوب ملتانی مین اوسی باب فتوحات سے نقل کرتے ہین کہ در صفت وزرائے مہدی علیہ السلام
می گوید وھم علی اقدام رجال من الصحابة صدقوا ما عاھدوا اللہ علیه وھم من الاعاجم
ما فیھم عربی لکن لا یتکلمون الا بالعربیة لھم حافظ لیس من جنسھم ما عصی اللہ قط ھو
اخص الوزراء وافضل الامناء یعنی وزرائے مہدی صحابۂ کرام کے قدم پر ہونگے کہ جنکی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہی
کہ اونھون نے سچ کر دکھایا جسپر قول عہد کیا تھا اللہ سے اور وہ وزرا قوم عجم سے ہین کہ اون مین کوئی نہین ہی عربی
لیکن بات نکرتے ہونگے مگر زبان عربی مین انکا ایک نگہبان ہی کہ اونکی جنس سے نہین ہی اوسنے کبھی خدا کی نافرمانی
نہین کی وہ خاص وزرا کا ہی اور افضل امینونکا انتہی میان خوندمیر کی غرض یہان اگرچہ بظاہر یہی کہ وزرائے مہدی کے صفات

مذکورۂ بالا سب نے راسے مہدی جونپور مین موجود ہین لیس مہدویت اونکی بخشی ہوئی لیکن جو عقیدت کہ
اپنی تعریف و مدح خوانی منظور ہو کہ آپ اخص الوزرا ہین مگر اس کلام کا مصادق آنا ان بزرگون کے
وزیر ا پر عموما اور میان مذکور پر خصوصا محال ہی اسواسطے کہ لا یتکلمون الا بالعربیۃ دلالت حصر پر
کرتا ہی کہ کبھی بات سواے عربیت کے نکرتے ہونگے اور خلفا مہدی جونپور اسکے بالعکس تھے کہ ہمیشہ زبان
گجراتی اور پوربی مین بات کرتے تھے اور انصاف نامے کے بارھوین باب مین اس عبارت کی
ایسی توجیہ کی ہی کہ جو انکی سمجھ مین بھی نہ آوے گی یعنی لا یتکلمون الا بالعربیۃ ای بالقرآن وقت
اظہارہ اسواسطے کہ حصر مذکور سے تکلم دائمی نکلتا ہی نہ فقط وقت اظہار قرآن کے علاوہ یہ کہ اظہار
قرآن سے اگر مراد تلاوت قرآن ہی تخصیص وزرا ے مہدی کی لغو ہی کیونکہ تمام جہان قرآن کو عربی مین
پڑھتا ہی نہ عجمی مین علاوہ یہ کہ اوسے تکلم نہین کہتے ہین تکلم بول چال محاورے کا نام ہی اور اگر مراد
وعظ قرآن ہی تو علماے مذکورین وعظ و بیان قرآن کا گجراتی و ہندی زبان مین کیا کرتے تھے نہ
عربی مین اور طرفہ یہ ہی کہ یہان سب عجم بن گئے اور جہان حدیث یملک العرب کی توجیہ کرتے
ہین تو مہدوی لوگ اونکو عرب بنا دیتے ہین اور کہتے ہین کہ مہدی مالک عرب کے ہونگے اس سے
مراد زمین عرب نہین ہی بلکہ قوم عرب ہی اور چونکہ مرید مہدی کے شیخ سید کہ اولاد عرب ہین عرب
ٹھیرے مہدی جونپور مالک عرب ٹھیرے غرضکہ کسی ایک بات پر ثبات و قیام نہین ہی اب باقی
رہا کہ اخص الوزرا کہ کبھی ہرگز گناہ نہ کیا ہو کون ہی اگر میان محمود بیٹے مہدی کے ہین اونکی
نے گناہی کیونکر ثابت ہوسکتی ہی کہ فراہ کو جانے سے پہلے ہمیشہ نوکریان کرتے پھرتے تھے چنانچہ
باب دوم مین گذرا اور مہدی و خوندمیر ہمیشہ لعین کو لعین بولتے رہے چنانچہ انصاف نامے کے
باب نہم مین مذکور ہی اور اخص الوزرا کی شان یہ ہی کہ کبھی معصیت و گناہ اوس سے سرزد نہوا ہو نہ یہ
کہ مدت تک فعل ملعون کا مرتکب رہے اور بعد اوسکے چندے تائب ہوجاوے اور اگر خود میان خوندمیر
وزیر کبیر ہین جیسا کہ یہ لقب انکی کتابون مین بھی موجود ہی تو قطع نظر اون معاصی کے کہ پیشتر بیعت کے
سرزد ہوتے ہونگے کہ منجملہ اونکے جانور لڑانا ہی کہ ہمیشہ بلبل بازی اور لوا بازی اور پینڈھا بازی
وغیرہ مین مشغول رہتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الصالحین مین لکھا ہی بعد بیعت بھی ان سے گناہ
سرزد ہوا کرتے تھے چنانچہ بھی دلیل ششم مین دکذب صریح کہ جمیع ادیان و مذاہب مین گناہ کبیرہ

مذکور ہو چکے ہین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ جب سید حمید فرزند مہدی کی شادی خالف میان کی لڑکی سے ہوئی میان خوندمیر نے اسقدر آتشبازی چھڑوائی کہ لوگونکے گھر جلنے کا خوف ہوا اور سوا انکے کوئی الینے اعلی مہدی جونپوری کے مریدون مین نہین ہی کہ وزیر اعظم ٹھیرے حالانکہ دوسرے خلفانے بھی اقسام کے خون و فساد کرنیکے بعد بلازمت شیخ کی صحابیت کی ہی جب پنجم پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خلیفہ کا باختصاص میان نعمت ساتھ اکابر گجرات ایک حبشی کو قتل کرنے کے خوف انتقام بادشاہی سے بھاگ کر میران کے پاس آکر مرید ہوئے تھے نہین ایسے لوگ مہدی کے اخص الوزرا نہین ہو سکتے ورنہ مخلوق ہنسے گی کہ شعر وزیری چنین شہریار چنان ✤ جہان چون نگیرد قراری چنان ✤ علاوہ یہ کہ صاحب فتوحات فرماتے ہین کہ وزرا مہدی عجم ہین اور حافظ الوزرا انکی جنس سے نہین ہی اور یہان شیخ جونپوری کے تمام وزرا ہم جنس و عجم ہین غرض کہ یہ عبارت فتوحات بھی انکی تصدیق نہین کرتی ہی بلکہ تکذیب کرتی ہی اور اگر سیاق عبارت پر نظر کی جاوے تکذیب زیادہ تر ہوجاوے کہ بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ یہی وزرا مہدی صدوق پر صادق قدم ہونگے اسی سبب سے ایک تکبیر سے ایک تہائی دیوار مدینہ روم کی گرا دینگے اور دوسری تکبیر سے دوسری تہائی اور تیسری تکبیر سے تیسری تہائی پس بغیر تلوار کے فتح کرینگے انتہی اور ظاہر ہی کہ یہ شہر وزرا مہدی موضوع نے کبھی خواب مین بھی فتح نکیا پس شیخ اکبران وزرا کی وزارت اور ان مہدی کی مہدیت کے منکر ہین لیکن قوم میان خوندمیر اوسی مکتوب مین ایک اور عبارت فتوحات کی اپنے پیرومرشد کے بیان نزول اور اثبات خاتمیت کے واسطے نقل کرتے ہین وہ عبارت یہ ہی الختم ختمان ختم یختم اللہ بہ الولایۃ مطلقا وختم یختم اللہ بہ الولایۃ المحمدیۃ فاما ختم الولایۃ علی الاطلاق فہو عیسی علیہ السلام فہو الولی بالنبوۃ المطلقۃ فی زمان ہذہ الامۃ وقد حیل بینہ وبین نبوۃ التشرایع والرسالۃ فینزل فی اخر الزمان وارثا خاتما لا ولی بعدہ فکان اول ہذا الامر نبی وہو آدم واخرہ نبی وہو عیسی اعنی نبوۃ الارث فیکون لہ یوم القیمۃ حشران حشرا معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولایۃ المحمدیۃ فہی لرجل یجیٔ من الہند فی اخر الزمان فہو رجل اجلی الجبہۃ اقنی الانف مقرون الحاجبین یشبہ فی الخلق بضم الخاء

مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تشبهه في الخلق بفتح الخاء يصلحه الله في ليلة
او في يومين ويكون له العلامات الكثيرة كما اخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم
في بعض الاحاديث وقد رايت العلامة التي اشار بها الرسول عليه السلام
اخفاها الحق في ذات المهدي عن عيون الناس وكشفها لي حتى رايت خاتم الولاية
منه وهو المهدي الذي يختم به الولاية المقيدة المحمدية يخرج في اخر الزمان
مع العلامات التي اخبر بها النبي صلى الله عليه وسلم لا يعرفها كثير من الناس
ولا يؤمن اكثرهم به وقد ابتلاه الله تعالى باهل الانكار عليه فيما يتحقق به
من الحق في سره وكما ان الله ختم بمحمد صلى الله عليه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم
الله بالمهدي الولاية التي تحصل من الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء
فان من الاولياء من يرث ابراهيم وموسى وعيسى فهولاء يوجدون بعد هذا
الخاتم المحمدي ولا يوجد ولي بنسبة الولاية المحمدية هذا معنى ختم الولاية المحمدية
واما ختم الولاية العامة الذي لا يوجد ولي بعده فهو عيسى عليه السلام
انتهى یہ عبارت فتوحات میں جواب سوالات حکیم ترمذی کی تیرھویں فصل میں مسطور ہے
لیکن بیان مذکور سے میاں نہایت تحریف و تبدیل کو کار فرمایا حتی کہ اپنے کام سے خود بخود
منفعل ہو کر کتاب کا نام نہ لیا مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ راز ایک نہ ایک روز فاش ہو جاوے گا
اب عبارت فتوحات لکھی جاتی ہے تا کہ عقلائے انصاف پسند دونوں کو مطابق کرکے دیکھیں کہ
کسقدر خیانت کی گئی ہے شیخ اکبر مقام مذکور میں فرماتے ہیں الختم ختمان ختم یختم الله
به الولاية وختم يختم الله به الولاية المحمدية فاما ختم الولاية على الاطلاق فهو
عيسى عليه السلام فهو الولي بالنبوة المطلقة في زمان هذه الامة وقد
حيل بينه وبين نبوة التشريع والرسالة فينزل في اخر الزمان وارثا خاتما لا ولي
بعده بنبوة المطلقة كما ان محمدا صلى الله عليه وسلم خاتم النبوة لا نبوة
تشريع بعده وان كان بعده عيسى من اولي العزم من الرسل وخواص الانبياء
ولكن زال حكمه من هذا المقام بحكم الزمان عليه الذي هو لغيره فينزل وليا

ذا نبوة مطلقة يشركه فيها الاولياء المحمديون فهو منا وهو سيدنا فكان
اول هذا الامر نبي وهو آدم وآخره نبي وهو عيسى اعني نبوة الاختصاص
فيكون له يوم القيمة حشران حشر معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولاية
المحمدية فهي لرجل من العرب من اكرمها اصلا ويدا وهو في زماننا اليوم موجود
عرفت به سنة خمس وتسعين وخمسمائة ۵۹۵ ورايت العلامة التي له قد اخفاها
الحق فيه عن عيون عباده وكشفها لي بمدينة فاس حتى رايت خاتم الولاية منه
وهو خاتم النبوة المطلقة لا يعلمه كثير من الناس وقد ابتلاه الله باهل
الانكار عليه فيما يتحقق به من الحق في سره من العلم به وكما ان الله ختم
بمحمد صلى الله عليه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم الله بالختم المحمدي
الولاية التي تحصل من الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء فان من
الاولياء من يرث ابراهيم وموسى وعيسى فهؤلاء يوجدون بعد هذا الختم
المحمدي وبعده فلا يوجد ولي على قلب محمد صلى الله عليه وسلم هذا معنى
خاتم الولاية المحمدية واما ختم الولاية الذي لا يوجد بعده ولي فهو عيسى
عليه السلام انتهى یعنی ختم دو ہین ایک ختم ہی کہ بسبب اوسکے اللہ تعالی ولایت مطلق
کو ختم کریگا اور ایک ختم ہی کہ ختم کریگا اللہ تعالی بسبب اوسکے ولایت محمدیہ کو پس
لیکن ختم الولایت مطلقہ عیسی علیہ السلام ہین پس وہ ولی ہین بنبوت مطلقہ زمانہ اس امت
مین اور تحقیق حائل کیا گیا ہی درمیان اونکے اور درمیان نبوت تشریع اور رسالت کے
پس اوترینگے آخر زمانے مین وارث محمدی وخاتم ہوکر کہ کوئی ولی بعد اونکے بہ نبوت مطلقہ
نہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد اونکے نبوت تشریع نہین ہی اگرچہ بعد
آنحضرت کے عیسی رسولون اولی العزم اور خاص انبیا سے ہین لیکن زائل ہوگیا ہی حکم اونکا اس
مقام سے بسبب حکم کرنے زمانے کے اون پر جو حکم کہ واسطے غیر اونکے کے ہی یعنی انقطاع
نبوت تشریع کا زمانہ دولت محمدی مین پس اوترینگے ولی ہوکر صاحب نبوت مطلقہ کے کہ شریک
ہوتے ہین اونکے اس سبب مین اولیا محمدیہ پس وہ ہم مین سے ہونگے اور ہمارے سردار انبیا

پس ہوئے اول اس امر مین یعنی ابتداے سلسلۂ ولایت مین ایک پیغمبر کہ وہ آدم ہین اور آخر مین اوسکے ایک پیغمبر کہ وہ عیسی ہین یعنی پیغمبر بہ نبوت اختصاص **فائدہ** مراد نبوت اختصاص سے نبوت متعارفہ ہی اور یہ احتراز ہی نبوت مطلقہ مذکورۃ الصدر سے کہ وہ اصطلاح شیخ مین ایک قسم کی ولایت کو کہتے ہین کہ تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آخر کتاب مین آویگی انشاء اللہ تعالی انتہی پس ہونگے واسطے حضرت عیسی کے دو حشر دن قیامت کے ایک حشر ہمارے ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن خاتم ولایت محمدیہ پس یہ مرتبہ ایک مرد کو ہے قوم عرب سے کہ کریم تر ہی اونکا اصالت اور سخاوت مین اور وہ اس زمانے مین آجکے دن موجود ہے مینے پہچانا اوسکو سنہ ۵۹۵ پانسو پچانوے مین اور دیکھی مینے اوسکی وہ علامت کہ چھپا یا ہے اوسکو اللہ تعالی نے اوس مین بندون کی آنکھون سے اور کشف کیا اوس علامت کو میرے واسطے شہر فاس مین یہانتک کہ دیکھی مینے خاتم الولایت اوسکی اور وہ خاتم النبوۃ المطلقہ ہے نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور مبتلا کیا ہی اوسکو اللہ تعالی نے ایسے لوگون مین کہ وے انکار رکھتے ہین اوس چیز مین کہ اوسکو متحقق ہوتی ہی جانب حق سے باطن مین معرفت الہی کی قسم سے اور جیسا کہ اللہ تعالی نے ختم کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت تشریع کو ایسی ہی ختم کیا ختم محمدی سے اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی ارث محمدی سے نہ اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہے دوسرے ابنیا سے اسواسطے کہ بعض اولیا وارث ہوتے ہین ابراہیم و موسی و عیسی علیہم السلام کے پس یہ اولیا پائے جاوینگے سواے اس ختم محمدی کے اوسکے ملنے مین اور بعد اوسکے پس نہ پایا جاوے گا کوئی ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو وے یہ معنی ہین خاتم الولایۃ المحمدیہ کے اور لیکن ختم الولایت کہ جسکے بعد کوئی ولی نہ پایا جاوے پس وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی آپ ملاحظہ کیجیے کہ بعبارۃ لا ولی بعدہ کے جو عبارت کہ حذف کر دی اختصار ہو کچھ مضایقہ نہین ہی لیکن نبوۃ الاختصاص کی جاے پہلے نسخہ میں نبوۃ الارث کر دیا سبب اوسکا تغیری ہی اصطلاح فتوحات سے کہ نبوت الاختصاص بمعنی نبوت متعارفہ کے ہی اور نبوت الارث قریب المعنی نبوت مطلقہ کے ہی کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہی اصطلاحاً کہ اوسی سے احتراز کے واسطے نبوت آدم و عیسی کی تصریح کی کہ اپنے نبوۃ الاختصاص اور بدتر اس سے یہ ہی کہ نفی اوجل کے بعد

عبارت شیخ کو اوڑا کر اپنی طرف سے یجیٔ من الهند الخ بڑھا دیا کہ افترا محض ہو اسواسطے کہ شیخ اکبر
فرماتے ہین کہ مرتبہ ختمیت ایک شخص عرب کو حاصل ہی کہ وہ آج اس عصر مین موجود ہی اور مین
فلانے سن مین اوس سے شہر فاس مین ملا ہون اور علامات اوسکی پہچانا ہون اور میان نے
اپنے مہدی کی خاطر سے اوس عبارت کی جاے پر یہ اپنے دل سے لگا دیا کہ وہ مقام ایک مرد کے
واسطے ہی کہ آخر زمانے مین ہند سے آوے گا اور چنین وچنان ہوگا اور اوسی قسم سے یہ بھی ہی
کہ اخفاها الحق کے بعد لفظ فیہ کا تھا کہ ضمیر اوسی شخص عربی کی طرف راجع تھی وہان فی
ذات المهدي بنا دیا حالانکہ اصل سخن مین مہدی کا نام بھی نہین ہی اور کشف ہالی کے بعد بلدہ
فاس کا لفظ تھا اوسکو نکال ڈالا اور وهو خاتم النبوة المطلقة کی جاے پر وهو
المهدي الذي الخ لکھدیا اور بالخاتم المهدي کی جاے پر بالمهدي کر دیا اسکے سوا
اور بھی کئی جاے پر افراط وتفریط ہی لیکن وہ قسم خدع سے نہین ہی یہ چھہ تحریفات بالالبتہ
نہایت خدع وکذب کے اقسام سے ہین اگر ان بزرگ کو شیخ اکبر کے کلام سے استدلال منظور تھا
تو طریقہ دیانت وراستبازی کا یہ تھا کہ سنلے کم وکاست نقل کر دیتے کہ لوگ دھوکا نکھاتے
اور اگر اپنی راے اور اعتقاد کا بیان منظور تھا تو شیخ کی عبارت لانا نامناسب تھا بلکہ زبان
فارسی سے کہ جس مین تصنیف کتاب ہی اپنی راے اور فکرت بیان کر دینا تھا تاکہ لوگ
سند ودلیل نہ سمجھتے کیونکہ اپنا قول اپنے دعوے کی سند نہین ہو سکتا ہی سواے اسکے اور
عبارات بھی اس بزرگ نے اوسی رسالے مین نقل کی ہین اگر سب کا استیعاب کیا جاوے
کلام طویل ہوتا ہی اسواسطے اعراض کیا گیا کہ مشتے نمونہ خرواری باشد واندکی دلیل بسیاری
ف جب ایسے پیشوایان مہدویہ کے مزاج مین اسقدر افترا اور سخن سازی اور دوسرے کے کلام مین
بے موقع دست اندازی ہی مقلدین انکے کیا کچھ خاک اوڑاتے ہونگے اسی سبب سے اکثر کتابین
اس قوم کی اقوال کاذبہ اور روایات موضوعہ باطلہ سے لبریز ہین اور مصنفین انکے بیچارے
جو زبان پر آتا ہی بے اندیشہ لکھتے چلے جاتے ہین اور ہرگز نہین شرماتے ہین اشعار
سیاهان کہ تاراج رہ می کنند ؛ بدزدی جهان را سیہ می کنند ؛ بروز آتشی بر نیارند گرم
کہ دارد دمی دیدہ از دیدہ شرم ؛ دبیران نگر تا بروز سپید ؛ قلم چون تراشند از مشک بید

دلیل یازدہم وہی میان ادہی مکتوب ملتانی میں لکھتے ہیں کہ حق تعالی در کلام خویش خبر داد
ثم ان علینا بیانه ای بلسان المهدی و آن آیات دیگر هم صحت فرموده است کما قال سبحانه
أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهِ تا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ و دیگر قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ
عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ و دیگر قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ
شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن
بَلَغَ و دیگر فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ و دیگر وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا
إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ
نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ و دیگر
ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم
مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ جَنَّاتُ
عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا
حَرِيرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ الَّذِي
أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ و دیگر
إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ
الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا إِنَّكَ مَن
تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي
لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا
مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا
تُخْلِفُ الْمِيعَادَ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم
مِّن بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا
وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ و دیگر هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ

رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ و آیات دیگر بسیار است بر صدق وی دلالت می کنند و اقوال صحابہ رضوان الله علیهم اجمعین نیز بی شمار است که بر صحت ثبوت آن گواہی میدہند چنانچہ قول امیر المومنین علی کرم الله وجہہ برین معنی وارد شده اشعار

بني اذا ماجاشت الترك فانتظر ۞ ولاية مهدي يقوم فيعدل + وذل ملوك الظلم من آل هاشم ۞ وبويع منهم من يلذ ويهزل + صبي من الصبيان لا رأي عنده + ولا عنده جد ولا هو يعقل + فثم يقوم قائم الحق منكم + وبالحق يأتيكم وبالحق يعمل ۞ سمي رسول الله نفسي فداءه + فلا تخذلوه يا بني وتعجلوا ۞ اور عالم میاں نے مستفتاء کبیر میں لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے جم غفیر کے سامنے دعوی کیا کہ حکم الله تعالی کا اس بندے کو ہوتا ہی کہ آیت أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ آخر تک خاص تیری ہی ذات کے حق میں فرمائی ہی سے بندے اور مراد لفظ مَنْ سے أَفَمَنْ كَانَ میں خاص ذات تیری ہی اور یہ بھی دعوی کیا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا آخر تک تیری قوم کے حق میں ہی اور کہا کہ مراد ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ سے اندک فنا رکھنے والے ہیں اور مُقْتَصِدٌ سے نیم فنا رکھنے والے اور سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ سے تمام فنا رکھنے والے مراد ہیں اور جو شخص کہ اس تین مرتبے سے باہر ہی گروہ اس بندے سے نہیں ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان حق تعالی کا ہی کہ آیت قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي میں مراد مَن سے خاص ذات تیری ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ میں مراد ہماری یہ ہی کہ تیری زبان سے ہم اپنی کتاب کا بیان کریں اور شواہد الولایت کے اکتیسویں باب میں لکھا ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ اور يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اور قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي یہ تمام مَن کہ ان آیات میں وارد ہوئے ہیں مراد ذات تیری ہی فقط الاخیر اور باب انتیسویں

لکھا ہی کہ وہاں حق تعالی کا ہوتا ہی کہ اولی آئی کتاب الذی یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم تک قوت کرسی
مجموعہ جز الآیات سید محمد بایت تفسیر سے گروہ کی شان میں ہی جو کہا میران سے جیسا کہ قوم
موسی کو خطاب یہود اور قوم عیسی کو خطاب نصاری کا ہی اسیطرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلمان کو
ہماری قوم کا خطاب اولوا الالباب ہی انتہی اور پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ میران سے خوندمیر کو کہا
کہ تمھاری خبر حق تعالی سے اس کلام مین ہی کہ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح
مصباح تجلی حق تعالی المصباح فی زجاجۃ دل خوندمیر الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد
من شجرۃ مبارکۃ شجرہ ذات بندہ کہ جو تمہے آسمان پر نام بندہ کا سید مبارک نام ہی زیتونۃ
لا شرقیۃ ولا غربیۃ یعنی مانند تمہاری رحمۃ اللہ برکاتہ یکاد زیتہا یضیء ولو لم تمسسہ نار یعنی
ذات تمہاری بسبب قابلیت فیض الہی کے چاہتی تہی کہ بیواسطہ روشن ہو جاوے لیکن بواسطے
مہدی کی نور علی نور ہو گئی یہدی اللہ لنورہ من یشاء مراد اس سے خاص ذات بندہ کی
ہی فقط الا غیر اور ستر ہوین باب مین لکھا ہی کہ میران سے دعوی کیا کہ حق تعالی سے مین نے معلوم کیا کہ
اسی قسم کے اشارات و آیات بعضے حق ذات مہدی مین اور بعضے انکے گروہ کے حق مین ہین اور
وہ مہدی یہین ہوں اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ انکے مہدی سے ایک روز وعظ مین ملا علی
نیا نبی سے پوچہا کہ مفسران سلف آیت ثم ان علینا بیانہ کو کس پر حمل کرتے ہین ملا نے کہا
بعضون نے یہ بیان زبان صدیق پر حمل کیا اور بعضون نے زبان فاروق یا عثمان یا علی پر
پہر اختلاف کیا کہ یہ چارون حضرت کے زمانے مین تہے پس معنی ثم کے کہ واسطے تراخی کے ہی
درست نہین ہوتے ہین پہر بعضون نے کہا کہ بزبان حسن بصری وغیرہ تابعین کے یہ بیان ہوا
لیکن معنی اضافت سلیقہ کے کہ مانند یا اسکے ہی سوا مصطفی کے کسی پر درست نہین ہوتے
ہین اور وہان معنی ثم کے نہین بنتے ہین پس حیران ہو کر کہا کہ ما یعلم تاویلہ الا اللہ اور
بعضے کہتے ہین کہ روز حشر کے حق تعالی عرش پر تجلی فرما کر بیان فرما دیگا میران نے کہا
کہ یہ توجیہ ایک وجہ سے نزدیک بصواب ہی لیکن نا رسیدن بیان سے کیا فائدہ ملا علی نے کہا
کہ آپ فرمایئے میران نے کہا کہ یہ بیان بزبان مہدی ہوتا ہی ملا نے کہا کہ یہ معنی بہر امین سبب
اعتراضات سے اور حق مین انتہی ملخصا جواب مثل مشہور ہی کہ خربوزے کو دیکہ کر خربوزہ

رنگ سا پکڑتا ہی اِس ملا کی عقل بھی بدولت تصدیق ان بزرگ کے چکر میں آگئی ہی کہ ثم کے معنی سمجھنا اسکو
مشکل ہوگیا کہ آیت محکم کو متشابہ ٹھیرا دیا کہ وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ کہنے لگا اور آیت میں ثم ہے
غور کیا نہ اوسکے معنی میں تامل کرکے دیکھا کہ اوس میں کس چیز کی تراخی کس چیز سے مذکور ہوی
آیت یہ ہی کہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ط یعنی نہ چلا تو اوسکے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اسکو
سیکھ لے مقرر ہمارا ذمہ ہی کہ تمھارے دل میں قرآن کو جمع کر دینا اور تم اوسکو پڑھ دینا پھر جب
ہم پڑھنے لگیں یعنی جبرئیل کی زبان سے تو ساتھ رہ اوسکے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہی اوسکو
کھول بتانا یعنی معنی بیان کروا دینا شان نزول اسکی یہ ہی کہ جسوقت جبرئیل قرآن لاتے
بھولنے کے خوف سے اونکے پڑھنے کے ساتھ حضرت لب جی میں پڑھتے جاتے اور کہیں کہیں
معنی بھی دریافت کرتے جاتے تو جبتک پہلا لفظ کہیں اگلا سننے میں نہ آتا تو گھبراتے اللہ تعالی
نے فرمایا کہ اوسوقت پڑھنے کی حاجت نہیں سننا ہی چاہیے پھر جی میں یاد رکھوانا پھر زبان سے
پڑھوانا لوگوں میں ہمارا ذمہ ہی اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہیں یہ بھی ہمارا ذمہ ہی کہ وقت
پر سمجھا دینا اور بیان کرا دینا انتہی یہاں ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ بعد ذکر قرأت کے وارد ہی پس اوسی سے
مؤخر چاہیے یعنی قرات سے بیان متراخی چاہیے نہ حضرت کی حیات سے کہ اوسکا ذکر آیت
میں ہرگز نہیں ہی پس یہ کہنا کہ معنی ثم کے حضرت کے زمانے میں درست نہیں ہوتے ہیں سراسر
نادرست و غلط انتہی ہی ثم کو سیکڑوں برس کی تاخیر درکار نہیں ہی اور نہ اوسمیں یہ شرط ہی کہ بعد
انقراض حیات مخاطب کے اوسکا ظہور ہوا کرے بلکہ مطلق تاخیر اوسکا مفاد ہی خواہ زیادہ ہو یا کم
چنانچہ شواہد اسکے بے شمار ہیں چند شواہد قرآنی نقل کیے جاتے ہیں اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى الآیہ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا
تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا الآیہ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ
ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ الآیہ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ الآیہ فَتَوَلّٰى
فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا لکم فیہا

متابا الی آخر الایہ ثم نعا ... ثم محلها الی البیت العتیق ۰ والذین یرمون المحصنات ثم
لم یاتوا باربعة شهداء الایہ الا من ظلم ثم بدل حسنا بعد سوء الایہ فسقی
لہما ثم تولی الی الظل الایہ الله الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف
قوة ثم جعل من بعد قوة ضعفا وشیبة الایہ ولقد فتنا سلیمان والقینا علی
کرسیه جسدا ثم اناب ۰ والذین یظاهرون من نسائهم ثم یعودون لما قالوا
الایہ فارجع البصر هل تری من فطور ۰ ثم ارجع البصر کرتین الایہ ثم نظر ثم
عبس وبسر ثم ادبر واستکبر الایہ اسکے سوا اور بہت نظائر اور شواہد قرآن وحدیث
وکلام عرب مین موجود ہین کہ نہ اوس ملا کو یاد آئے نہ میرزا کو کہ اوسکی تقریر اشکال کو تسلیم کر لیا
اور یہ انصاف نہ کیا کہ ان آیات مذکورہ بالا مین کسکا انقراض حیات کسی کا درکار ہوا کہ ثم الی کیا
بیان کی صحت تاخیر کے واسطے حضرت رسالت کا انقراض حیات ضروری بلکہ ثم بعضے وقت ایک لحظہ کی
تاخیر کے واسطے بھی آتا ہی جیسا کہ اس آیت مین فرجعوا الی انفسهم فقالوا انکم انتم الظالمون
ثم نکسوا علی رءوسهم لقد علمت ما هؤلاء ینطقون ۰ کہ یا ایک ہی مجلس کا ذکر ہی کہ پہلے
قوم ابراہیم علیہ السلام اپنے دلون مین سوچکر اپنے لوگونکو بولی کہ تمہین ظالم ہو پھر سر نگون ہوکر
بخجالت حضرت ابراہیم کو بولی کہ تو تو جانتا ہی جیسا یہ بت بولتے ہین اور اس آیت مین بھی یہی ہی
الم تر ان الله یزجی سحابا ثم یولف بینه ثم یجعله رکاما الایہ یعنی تو نے دیکھا کہ الله
ہانک لاتا ہی بادل پھر اونکو ملاتا ہی پھر اونکو رکھتا ہی تہ بتہ یہ بات ہر عام وخاص کے معاینے مین ہی کہ
ابر آتا اور مرکب ہوکر تہ بتہ ہو جاتا کبھی ایک لمحے مین ہو جاتا ہی اور آیات سابقہ مین بھی
بعضی مہلت قلیلہ پر دال ہین اور سوا اسکے اور آیات بھی تاخیر قلیل پر دال ہین چنانچہ
ان تقوموا لله مثنی وفرادی ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنة ۰ بھی اسی قبیل سے
ہی پس معلوم ہوا کہ ثم کا اطلاق اسقدر مہلت قلیل پر بھی درست ہی اسواسطے ترجمان القرآن حضرت
عبد الله بن عباس نے ثم ان علینا بیانه کے معنی یون کہے کہ ان علینا تبیینه بلسانك یعنی
بیان کرا دینا اسکو تیری زبان سے ہمارا ذمہ ہی جیسا کہ صحیح بخاری مین موجود ہی اور امام محی السنہ
نے تفسیر معالم مین بھی اسیکو روایت کیا ہی اور دوسری تفاسیر سے بھی یہی سمجھا جاتا ہی کہ جو

ادس قرآن منزل مین مشکل ہو اوسکو تمھین سمجھا کر بیان کرا دینا تمھاری زبان سے ہمارا کام ہی
اور یہی معنی نظم قرآنی سے متبادر ہین نہ یہ کہ جیسا میران سمجھے ہین کہ حاصل اوسکا یہ ہی کہ ای
محمد تم قرآن جبرئیل سے پڑھ لو اور اوسکے معنی کا بیان ہم نوسو برس کے بعد کر دینگے اور نوسو
برس تک تمام امت محروم البیان رہے جیسا کہ شیعہ بولتے ہین کہ قرآن اصلی چالیس سیپارے
کا امام مہدی کے پاس غار مین ہی جب قریب قیامت ظاہر ہونگے خلق کو دیکھنا نصیب ہوگا
جبتک تمام امت قرآن سے محروم رہیگی فرق اتنا ہی کہ اونھون نے قرآن سے
محروم ٹھیرایا انھون نے بیان سے اور ظاہر ہی کہ قرآن بلا بیان معنی بیکار ہی پس انکا اعتقاد
یہ ہوا کہ نوسو برس تک تمام امت کو اللہ تعالی نے بیان معنی مراد سے محروم رکھکر گرفتار خطای
معنوی مین کیا کہ خلاف مراد الہی بیان کرتے رہے اور اب نوسو برس کے بعد جب بیان
اوتارا اوسکو لاکھ آدمی مین سے ایک نے مانا اور باقی سب نے اوسکا انکار کیا اگر اوسیوقت بیان
ہوا ہوتا آج تک سب مسلمان راہ راست و معنی صحیح پر رہتے پس اس تاخیر مین سوای خراب و
گمراہ کرنے امت محمدی کے کیا مصلحت ہوئی یہ نہایت نادانی کا اعتقاد ہی اللہ تعالی باقی
ماندونکو ہدایت کرے اور توفیق فہم درست کی عطا فرماوے اور تاخیر بیان اگرچہ درست
ہی لیکن وقت حاجت تک جیسا کہ حضرت رسالت کے واسطے قرارت سے فارغ ہونے تک تاخیر
کی گئی پس اگر معانی جونپوری کچھ بکار آمدنی ہین تو سبکو اسکی حاجت تھی اتنی تاخیر کی کیا وجہ
اور اگر بکار آمدنی نہین ہین اب بھی حاجت نہین ہی البتہ تاویل قرآن یعنی مآل و مصداق آیات
قرآنی کا کبھی بعد عرصہ دراز کے ظہور پاتا ہی چنانچہ بعضے اخبار کا ظہور ہوچکا اور بعضے کا آیندہ
ہوگا جیسا کہ خروج دابۃ الارض و یاجوج ماجوج وغیرہ حالات قیامت اور ایسی تاویل یعنی معانی
محتملہ القرآن کے بھی حد نہین ہی کہ ہر عصر مین علما و اولیا استخراج کرتے جاتے ہین لیکن تفسیر
یعنی بیان مراد الہی بالرای حرام ہی اوسکا مدار روایت پر ہی اور حضرت اور صحابہ کرام محکمات
قرآنیہ سے مراد الہی سمجھتے تھے اور بیان کرتے تھے اور یہ نہایت نامعقول امر ہی کہ جبرئیل قرآن
اوتارا وہ مراد کو نہ سمجھے اور اپنے اصحاب کو بھی کہ خاص مخاطب الہی وہی ہین نہ سمجھا دے
بلکہ اوسکا بیان نوسو برس تک ایک شخص آیندہ پر معلق رہے کہ وہ اگر چند لوگ ہوں او گمراہ

کو سمجھا ہے اور اونکے چند بار مارڈالی رد کمیں معنی سمجھ لیوین اور تمام امت سلفا اور خلفا محروم رہے بلکہ یہ امر مخالف قرآن ہی اور ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کے معنی شیخ جونپوری نے نص قرآنی کے خلاف کیے ہین اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ یعنی اور اوتارا ہمنے طرف تمھارے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ذکر تاکہ بیان کرو تم آدمیون کو جو کہ اوتارا گیا ہی طرف اونکے امام محی السنہ فرماتے ہین کہ ذکر سے مراد وحی ہی اور حضرت رسالت وحی کے بیان کرنے والے تھے اور بیان قرآن کا حدیث سے ہوتا ہی انتہی وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْہِ الآیہ یعنی اور نہین اوتاری ہمنے تم پر ای محمد یہ کتاب مگر اسیواسطے کہ بیان کرو تم اون سے وہ چیز کہ جسمین جھگڑ رہے ہین بیان فرمایا کہ کتاب اوتارنے سے مقصود بیان ہی فقط اب صاف معلوم ہوا کہ بیان قرآن کا کام حضرت رسالت کا ہی پس کہنا شیخ جونپوری کا کہ بیان قرآن میرا کام ہی مخالف قرآن کے ہی بلکہ یہ امر حضرت کا خاصہ نہین ہی بلکہ تمام پیغمبرون کو بیان کا عہدہ تھا جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ الآیہ یعنی اور نہین بھیجا ہمنے کوئی رسول مگر بیچ زبان قوم اوسکی کے تاکہ بیان کرے واسطے اونکے انتہی اب انصاف کرنا چاہیے کہ شیخ مدعی مہدویت کسقدر آیات قرآنیہ کے مخالف قرآن کے معنی کرتے ہین جسپر یہ دعوی ہی کہ بندہ متبین مراد اللہ ہو اور اسی طرح دوسرے آیات کے معنی بھی مخالف احادیث صحیح اور تفسیرات صحابہ اور جمہور مفسرین کے بیان کیے چنانچہ سورۂ جمعہ مین وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کو خاص اپنے فرقۂ مہدویہ پر حمل کیا حالانکہ صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ ہم بیٹھے تھے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نازل ہوئی سورۂ جمعہ اور یہ آیت اوسکی کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ مین نے عرض کیا کہ یہ کون لوگ ہین یا رسول اللہ حضرت نے جواب نہ فرمایا یہان تک کہ تین بار سوال ہوا اور اوس مجلس مین سلمان فارسی بھی حاضر تھے حضرت نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھکر فرمایا کہ اگر ہووے ایمان پاس ثریا کے تحقیق پہونچ جاوین اوسکو رجال ان لوگون سے انتہی اس آیت کے محل کے سوال کے جواب مین ہاتھ سلمان پر رکھنا ساتھ اسقدر شمار صفت کے بتا تا صاف دلالت کرتا ہی کہ وا آخرین منھم سے آیت مذکورہ مین قوم عجم ہین بغیر تخصیص کسی قوم کے

اسیواسطے بیضاوی نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ بعد صحابہ کے قیامت تک ہونگے اسواسطے
کہ حضرت کی دعوت اور تعلیم سب امت کو عام ہی اور آخرین یا امیین پر معطوف ہی یا ضمیر یعلمہم پر
اور بعد صحابہ کی قید اسواسطے کہ لما یلحقوا بھم فرمایا یعنی ابھی انکے ساتھ لاحق نہین ہوئے ہین
بلکہ آیندہ کو لاحق ہو وینگے اور امام محی السنہ نے تفسیر معالم مین فرمایا کہ منھم اسواسطے فرمایا
کہ جب مسلمان ہوئے تو رشتۂ دینی کے سبب انھین مین ہو گئے اور مراد انسے قوم عجم ہین بدلیل حدیث
ابی ہریرہ رض کے اور یہی قول ہی ابن عمر و اور سعید بن جبیر اور مجاہد کا اور عکرمہ و مقاتل نے کہا کہ انسے
تابعین مراد ہین اور ابن زید نے کہا کہ جمیع مسلمان بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک مراد
ہین اور مجاہد سے ایک روایت یہ بھی ہی اب دیکھیے کہ نہ حدیث سے تخصیص مریدین شیخ جونپور
کی نکلتی ہی نہ اقوال ائمۂ تفسیر سے ہان البتہ عمومات مین قوم مہدی شریک ہی مگر شما راچہ آپ اپنی
مہدویت اول ثابت کیجیے جب اس بشارات پر خوش ہوجیے ورنہ ایسا فرمانا چاہیے کہ این مژدہ
مرانیست بلکہ دشمنانم راست اور اکثر آیات مذکورۃ الصدر عام ہین اور عام اپنے کل افراد مین حکم
واجب کرتا ہی لیکن نزدیک امام شافعی کے ظنی الشمول ہی پس تخصیص بخبر واحد اور قیاس صحیح ہوتی ہی
اور نزدیک ہمارے قطعی الشمول ہی اسواسطے ابتدا تخصیص کے واسطے دلیل قطعی چاہیے اور ظاہر ہی
کہ آیات مذکورہ مین مخصص ظنی یا قطعی موافق مطلب خان زادہ جونپور کے موجود نہین ہی پس تخصیص آیات
قرآنی کی حکم نفسانی ہی اور دعوی امر الٰہی کا کرنا بلا دلیل محض ہی اور اشعار کہ جناب مرتضوی کی
طرف منسوب کیے ہین بعد اثبات صحت سند کے بھی مفید مقصود نہین ہین اسواسطے کہ دلالت
اس بات پر کرتے ہین کہ امام مہدی وقت ابتری ولت اسلامیہ کے قائم ہو کر انتظام ملک و ملت کر دینگے
نہ یہ کہ تمھارے مہدی کی طرح آخاد رعایا ہو کر آپ تفرقۂ اخراج و مفلوبی مین مبتلا اور مقہور و مطعون
ہو کر بہ دربدری طرد و اخراج مین بکمال بیکسی جیسے آئے تھے ویسے چلے جاوین گے العیاذ باللہ
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ کیا ہی اللہ تعالی نے تم مین سے اون لوگون سے
ساتھ کہ جو ایمان لائے اور کام اچھے کیے پر البتہ خلیفہ و حاکم کریگا انکو زمین مین جیسا کہ

خلیفہ کیا تھا اون سے پہلون کو اور البتہ جماوے گا اونکے واسطے دین اونکا کہ پسند کر دیا ہے
اونکے واسطے اور البتہ بدل دیگا اونکے خوف سے کے بعد امن انتہی یہ وعدہ اللہ تعالی نے اہل سنت
کے خلفا اور لیڈر اسکے ساتھ وفا فرمایا اور اونکے مخالفین کو آج تک ذلیل ورعیت بنا کر رکھا اور
قریب قیامت تک ایسی رہینگے یہان تک کہ امام مہدی بھی اسی وعدے کے موافق سریر
عزت وخلافت پر جلوہ فرما دینگے آور حدیث شریف مین ہی کہ حضرت رسالت سے وعدہ کیا ہی اللہ
تعالی نے کہ آپکی تمام امت پر دشمن کبھی مسلط نہوگا چنانچہ آجتک ایسا ظاہر ہی کہ تمام امت کبھی مخالفین
کی مسخر ورعیت نہوئی اس سے بھی مذہب مہدویون کا باطل ہوتا ہی کیونکہ اگر یہی امت محمدی
ہوتے تین سو پچاسی ۳۸۵ برس سے مخالفین کے قبضۂ اقتدار مین کاسہ کو گرفتار رہتے دلیل دوازدہم
اخرج نعیم بن حماد عن محمد بن الحنفیة قال کنا عند علی فسأله رجل عن المهدی
فقال هیهات ثم عقد بیده تسعا فقال ذلك یخرج فی آخر الزمان اذا قیل للرجل الله
الله قتل فیجمع الله له قوما قزعا كقزع السحاب یؤلف بین قلوبهم لا یستوحشون الی احد
منهم ولا یفرحون باحد دخل فیهم علی عدة اصحاب بدر لم یسبقهم الاولون ولا
یدرکهم الآخرون وعلی عدد اصحاب طالوت الذین جاوزوا معه النهر یعنی
نعیم بن حماد نے حضرت ابن حنفیہ سے روایت کی کہ فرمایا تھے ہم پاس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے
پوچھا حضرت سے ایک شخص نے احوال مہدی کا پس فرمایا کہ دور ہی پھر عقد کیا اپنے ہاتھ سے
نو کا پھر فرمایا یہ نکلے گا آخر زمانے مین جسوقت کہ کہا جاویگا اوس مرد سے کہ ڈر اللہ سے
ڈر اللہ سے یعنی بجبر واکراہ خدا کے واسطے دیکر ڈر بتا کر اونکے ہاتھ پر بیعت کرینگے فرمایا
پس جمع کریگا اللہ تعالی اونکے واسطے ایک قوم اشک ریز مانند ریزش ابر کے کہ انکے دلون مین
الفت ہوگی نہ وحشت کرینگے کسی کے جانے پر اور نہ خوش ہونگے کسیکے آنے پر شمار مین
اصحاب بدر کے برابر ہونگے نہ سبقت لے گئے اونپر اول والے اور نہ پاوینگے مقام کو پاوین کے
پیچھلے لوگ اور شمار اصحاب طالوت ہونگے جو کہ اوسکے ہمراہ نہر سے پار اوترے تھے انکی
عالم میان مہدوی رسالہ معاندہ مین لکھتے ہین موافق اس قول کے نکلے حضرت مہدی موعود علیہ السلام
سن نو سو ہجری مین پھر جمع کیا اللہ تعالی آپ کے لیے قوم کو گریہ زاری کرتی ہاری طلب دید

اللہ تعالی ہین اور عشق و محبت ہین اوسکے مانند زاری بادل کے بعد اسکے بروایت عبد الملک
سجاوندی کے اپنے مہدی کے اصحاب کا رونا وغیرہ نقل کیا بعد اوسکے اپنے پیر سید یعقوب کے
رونے کا احوال نقل کیا پھر کہا کہ ای برادر قوم مہدی مین ایسے لوگ ابتک بھی موجود ہین شاید یہ
اشارہ اپنی ذات کی طرف کیا جواب حاصل کلام دو امر ہین ایک یہ کہ صفات منقولہ روایت
مذکورہ انکے مہدی کے اصحاب ہین موجود ہین پس حقیت مہدویت پر دلیل ہین اور یہ سخن بیکار
محض ہی اسواسطے کہ صفات مذکورہ خصائص مہدی سے نہین ہین کہ کسی دوسری جا نپائی جاوین
بل تمام کاملین و طالبان حق اس صفات سے متصف ہوا کرتے ہین البتہ مہدی کے اصحاب مین
یہ صفات بدرجہ کمال موجود ہونگے کہ اس مقام مین متاخرین سے پیش قدم اور متقدمین کے
ہم قدم ہونگے مراد متقدمین سے اونکے مجانسین ہین یعنی اولیاء اللہ کیونکہ مطلق تفضیل
راجح طرف ہمجنس و ہمچشمون کے ہوا کرتی ہو نہ انبیاء و صحابہ کرام کہ بتصریح نصوص صحیحہ کہ اونکی
تفضیل مین وارد ہین اس تعمیم سے مستثنی ہین اور اس کمال نفسانی کا اثبات رفقاء شیخ جونپور
مین مشکل ہی کہ دعوی بلا دلیل ہی اور ہر شخص اپنے تئین اور اپنے پیشواؤنکے تئین کامل و افضل
سمجھتا ہی یہ کچھ کام نہین آتا ہی کہان سے ثابت ہوا کہ انکے نفوس کمالات باطنیہ کیساتھ متصف تھے
ابریا و حب جاہ یہ حرکات گریہ و بکا اور ریاضات بجا و بیجا انسے سرزد ہوتے تھے بلکہ بشق
ثانی متبادر و ظاہر ہی کیونکہ مدار عبادت کا صحت اعتقادات پر ہی اور مدار صحت اعتقادات کا مطابقت
کتاب و سنت و اجماع امت پر ہی اور یہان معاملہ بالعکس واقع ہوا کہ خود انکے مرشد و پیشوا نے
ان تینون کو پس پشت ڈالدیا کتاب و اجماع کی مخالفت جا بجا اس رسالے سے ثابت ہی اور سنت کی
مخالفت کا خود اوس بزرگ نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ بارہا کہا کہ جو حدیث رسول اللہ کی
میرے حال کے مخالف ہی اوسکو مین تسلیم و قبول نہین کرتا ہون پس اتباع اپنے ہوائے نفس
کا ہوئی کہ صدہا احادیث صحیحہ اپنے حال کے مخالف دیکھکر رد کردین مسلمانی اسکا نام ہی کہ اپنے
احوال و اخلاق کو مطابق اقوال و افعال حضرت رسالت پناہ کے کرے نہ کہ حضرت رسالت کے
احوال و اقوال کو اپنے مطابق کرے مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین کے پاس جاتا ہی نہ کنوان پیاسے
کے پاس آتا ہی یہان بھی آیت صادق آئی کہ افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ یعنی کیا

پس دیکھا تونے اوس شخص کو کہ بنایا معبود اپنا خواہش نفس اپنے کو نظم فرد کوش رزہد و تقوی
ومفا۔ ولیکن میفزاے بر مصطفی ۔ خلاف پیمبر کسی رہ گزید ۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ۔
اور ظاہر ہی کہ بغیر صحت اعتقادیات کے خالی رونا پیٹنا کیا کام آتا ہی شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدی
وصال ۔ صد سال می توان بتمنا گریستن ۔ اور ریاضات بھی سب بیکار ہو جاتے ہین کیا
تمکو معلوم نہین ہی کہ خوارج کسقدر عبادات و ریاضات شاقہ کرتے تھے یہان تک کہ حضرت نے
اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تمھارا نماز و روزہ اونکے نماز و روزے کے سامنے حقیر معلوم ہوگا لیکن
قرآن اونکے حلقوم سے تجاوز کرکے معدن قبول کو نہ پہنچے گا اور دین سے ایسے خارج ہونگے
جیساکہ تیر نشان سے باہر دیا رہو جاتا ہی کہ کچھ اثر اوس مین آلودگی نشان کا نہین رہتا ہی
مختصراً اوکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ دیکھیے کہ فساد اعتقاد سے کسقدر محرومی عاید حال
ہوئی اور ریاضات سب تباہ ہو گئین اسیطرح جوگی و بیراگی و اتیت وگسائین کسقدر صعوبات
ریاضات اوٹھاتے ہین کہ مہدویون سے اوسکا عشر عشیر بھی نہین ہو سکتا ہی حالانکہ وہ سب
ہبار و منثور ا ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا
دوسرا امر یہ ہی کہ جناب ولایت مآب نے درمیان اس کلام کے لوکا عقد کیا اس سے مہدوی
اشارہ نوسو برس کا سمجھتے ہین اور اوسی سے لیے شیخ نوصدی کی حقیت مہدویت پر استدلال
کرتے ہین لیکن یہ استدلال ممنوع ہی اسواسطے کہ نوسو کی کوئی روایت وارد نہین ہوئی البتہ
نو برس مدت سلطنت مہدی کے روایات وارد ہوئے ہین پس وہ روایات دلیل ہین اسبات پر
کہ اس روایت مین عقد نو نو برس خلافت کی طرف اشارت ہی اور یہ احتمال جیساکہ مطابق روایت
ہی موافق درایت کے بھی ہی کہ ہر عاقل کہیگا کہ نو سے نو برس ہون یا نو مہینے ہون یا نو روز
ہون سمجھنا برابر ہی نہ یہ کہ نو سے نو سو برس سمجھنا کہ مخالف دلالت وضعیہ عقود کے ہی اسواسطے
کہ واضع عقود نے نو عقد واسطے آحاد کے وضع کیے اور نو عقد واسطے عشرات کے وضع کیے ہین
اب جیساکہ آحاد سے عشرات مراد لینا غلط ہی ویساہی مئات یعنی سیکڑے مراد لینا غلط یا
اغلط ہی اور سوا اوسکے یہ ہی کہ اہل البیت ادری بما فیہ من الغیر حضرت محمد بن حنفیہ کہ راوی اس کلام کے
ہین بار اوس وقت حاضر مجلس تھے اور ظاہر ہی کہ جانتے ہین سبب مطلع ہونے اسکے قرائن حالیہ و مقالیہ

کلام کو غائبین سے بہتر سمجھتے ہین چہ جائیکہ وہ حاضر متکلم کا فرزند مصاحب و رضیع صاحب فضل و رائے صائب
ہو و جیسا کہ وہ اپنے والد بزرگوار کے اصطلاحات و رموز و اشارات کے سمجھنے کی مہارت رکھتا
ہوگا غائبین کہ باوجود بُعد مکانی و زمانی کے فہم و فراست مین اوسکے ادنی غلامون کے پاسنگ کو
نہ پہونچتے ہون اوسکے ساتھ کیا نسبت رکھتے ہونگے پس جبکہ وہ اس کلام سے نوسو برس
نہ سمجھے دوسرونکا سمجھنا غلط فہمی ہی اور حضرت محمد بن حنفیہ اپنی اٹکل و تخمین سے فرماتے ہین کہ مہدی
سنہ دوسو مین قائم ہونگے چنانچہ نعیم کی روایت مین موجود ہی پس ظاہر ہی کہ اگر اپنے والد
مظہر العجائب سے کچھ بھی اشارہ نوسو کا پایا ہوتا ایسے قیاس کاہے کو دوڑاتے پس
احتمال نو برس خلافت کا نہایت مدلل و معقول ہی اور نوسو کا بغایت لچر و پوچ ہی واذا جاء ۵
الاحتمال بطل الاستدلال دلیل سیزدہم عالم میان سالہ معارضہ مین رسالہ برہان سے ھ
نقل کرتے ہین وَیحًا لِلطَّالِقَیْنِ فَاِنَّ لِلّٰہِ بِہَا کُنُوْزًا لَیْسَتْ مِنْ ذَھَبٍ وَّلَا فِضَّۃٍ لٰکِنْ
بِہَا رِجَالٌ عَرَفُوا اللّٰہَ حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ وَھُمْ اَنْصَارُ الْمَھْدِیِّ فرماتے علی رضی اللہ عنہ واسطے
اللہ تعالی کے خزانے ہین نہین ہین روپے اور سونے سے ولیکن وہ مرد ہین عارفان باللہ جو
حق معرفت کا ہی یہ مرد انصار ہین مہدی کے ای برادر یہ سب اوصاف موجود تھے حضرت مہدی
علیہ السلام مین جواب بحسب اس قوم کی خیانتین اور تحریفات دریافت کرتے کرتے تھک گیا
مگر یہ لوگ اس فعل سے نہ تھکے اگر ایک شخص سے ہوئے اوسکا حساب ہوسکتا ہی یہان سلف سے خلف
تک پیر سے مرید تک سب یہی پیشہ رکھتے ہین سوائے خداوند سریع الحساب کے کوئی اسکا حساب
نہین کرسکتا ہی مگر بقول لیکہ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ اوس دریا کا ایک قطرہ اس مختصر مین
لکھا گیا ہی ابھی عالم میان اور اونکے بزرگون کی اس قسم کی خوبیان اور بزرگیان دلائل گذشتہ
مین بیان ہوچکی ہین اوسکو دیر نہوئی تھی کہ پھر میان مذکور نے نئے اندیشہ و ہی پیشہ اس
روایت مین بھی اختیار کیا کہ ویحا للطالقان کو کہ اصل کلام مرتضوی مین موجود تھا ویحا للطالقین
کردیا دوسرے یہ کہ ترجمہ اوسکا بالکل اوڑا دیا تیسرے یہ کہ بہا کنوزا کے ترجمے مین سے بہا کو کہ ضمیر
اوسکی راجع طرف طالقان کے تھی بالکل نکال ڈالا چوتھے یہ کہ بہا رجال مین سے بھی بہا کو نکال ڈالا
سبب اتنی ہاتھ چالاکی کر چکنے ما بقی روایت کو اپنے مہدی پر منطبق کردیا کیونکہ ان الفاظ کے ہوتے ہوے

[illegible]

یہی روایت انکے مہدی کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ طالقان جیساکہ قاموس مین لکھاہی ایک
قریہ ہی درمیان بلخ اور مرو کے اور ایک شہر یا پرگنے کا نام بھی ہی درمیان قزوین اور ابہر کے
کہ صاحب اسمعیل بن عباد وہین کا ہی غرض کہ جناب مرتضوی کے کلام مین طالقان نام مقام ہی
یہان مذکور نے اوسکو صیغہ تثنیہ کا سمجھکر لام کے سبب سے اوسکو جر ویالیا کرکے للطالقین کردیا
لیکن جبکہ اعراب اس خوبی سے صحیح کرچکے معنی مین ویسی حیران رہے کہ دو جا ضمیرین لقطعہا
کی اوسکی طرف راجع دیکھکر گھبرائے کہ ہا ضمیر واحد مؤنث یا جمع کی ہی اور یہان مرجع تثنیہ ہی جب
کچھہ نہ بن سکا ٹیڑانا ہاتھہ یاد آیا بزرگون کی پڑھی ہوئی سورۃ چھری نکال کر ترجمے مین سب کو
جھانٹ کر اپنی مرضی عبارت تراش لی کہ یہان کون پوچھتا ہی قیامت مین جب شاہ ولایت دعوی
کرینگے کہ میرے کلام کو کتر بیونت کرکے مجھہ پر کیون اتہام کیا وہان کی بھگتان وہی بھگت
لینگے شعر عاقبت کی خبر خدا جانے ✤ اب تو آرام سے گذرتی ہی ✤ جب یہ حال ان میون کا ہی
کہ مسند ارشاد و خلافت مہدی پر بیٹھے ہین اور اپنا لقب مصادقین ٹھیراتے ہین تو دوسرے جاہل
دیگران اب جناب ولایت مآب کے کلام کے معنی صحیح لکھے جاتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ کلام ولایت نظام
ہماری دلیل ہی نہ مہدویان کی اور جناب مرتضوی انکے مہدی کی تکذیب کررہے ہین فرماتے ہین
کہ رحمت ہو مقام طالقان پر کیونکہ اوس مین خدا کے خزانے ہین کہ چاندی وسونے سے نہین
ہین ولیکن اوس مقام مین ایسے مرد ہین کہ اونھون نے خدا کو پہچانا ہی جیساکہ حق معرفت کا ہی
اور وہی لوگ انصار اور مددگار مہدی کے ہونگے انتہی اب میان جی آپ فرمائیے کہ تمھارے
مہدی کے کون کون سے طالقانی مرد مددگار و انصار تھے علاوہ یہ کہ تمھارے میران
مطلقا انصار کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے انصار
و مہاجرین تھے اور مہدی کے فقط مہاجرین ہونگے انصار نہونگے لیکن ثابت ہوا کہ جناب
اسد اللہ الغالب مہدی آیندہ کا ذکر فرمارہے ہین تمھارے مہدی کا ذکر نہین ہی شعر سمجھے کیا
کام ہو مولی علی سے ✤ تو اپنے شیخ مہدو کو منالے ✤ دلیل چہاردہم بقیہ احادیث
و آثار رسالہ معارضہ منہا ما اخرجہ الترمذی یلی رجل من اہل بیتی یواطی
اسمہ اسمی یعنی والی ہوگا ایک مرد اہل بیت میرے سے موافق ہی نام اوسکا میرے نام کے

[illegible]

انتہی ہاں جماعت کثیر عالموں کے عالموں سے امیروں سے فقیروں سے تصدیق و اطاعت کی
آپکی توکر دیا حق تعالیٰ نے آپ کو والی اہل بیت سے ہمنام نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومنہا ما اخرجہ
ابن ماجۃ یکون فی امتی المہدی ان قصر فسبع والا فتسع فتنعم فیہ امتی نعمۃ لم ینعموا
مثلہا قط تؤتی اکلہا ولا تدخر منہا شئ والمال یومئذ کدوس یعنی میری امت
میں مہدی ہوگا اگر کم زندگی کرے گا تو سات ورنہ نو پھر پرنعمت ہوگی انکے سبب میں میری امت
ایسی نعمت سے کہ نہ پرنعمت ہوگی ویسا کبھی دیے جائیگی ثمرات اپنے اور نہ ذخیرہ و جمع کریگا
کوئی اونسے کوئی چیز اور مال اس روز مثل خرمن پایمال کے ہوگا انتہی ثمرات سے مراد وہ فائدے
ہیں کہ جنکے لیے انسان پیدا ہوا ہی ہاں موافق اس حدیث شریف کے سنہ ۹۰۱ نوسو ایک
ہجری پر بیت اللہ شریف میں حضرت نے دعوی من اتبعنی فہو مومن کا آشکار کیا پھر چپ
ہو بیٹھے پھر نوسو تین ۹۰۳ ہجری پر احمد آباد گجرات میں دعوی مہدویت کا کیا پھر چپ ہو رہے
پھر نوسو پانچ ۹۰۵ ہجری میں شہر بدلی میں علانیہ دعوی مہدویت کا اور رد دعوی تصدیق فرض
انکار کفر کا صاف صاف کیا پھر چپ نہ رہے بلکہ ہمیشہ اسی دعوے پر وفات تک مصر ثابت
رہے اس دعوے کو دعوی مصر مؤکد کہتے ہیں پھر حضرت کے وقت میں پرنعمت ہوئی امت
نعمتوں ولایت محمدیہ سے مثل ترک دنیا اللہ اور طلب دیدار خدا تعالی اور توکل تام و ذکر دوام و عزلت
وورد بیت خیالی و قلبی و بصری وغیرہ کے جو احکام متعلق ولایت محمدیہ ہیں اور دیے گئے فائدے
وثمرات پیدایش انسانی کے مثل فنا تعین شخصی و بقا شہود ذاتی و تجلیات جبروتی و لاہوتی کے
اکثر ایکدم میں اور دنیا اور اہل دنیا انکے نزدیک نہایت ذلیل تھے اور مال اس روز انکی مبارک
نظروں میں پایمال ہوگیا تھا انتہی مختصرا ومنہا ما اخرجہ ابن ماجۃ قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطئون المہدی یعنی سلطانہ
یعنی فرمایا حضرت نے کہ نکلینگے آدمی مشرق سے پایمال کرینگے سلطنت کو مہدی کی یا موافقت
کرینگے مہدی کی ہاں موافق اس حدیث کے کئی بار خروج کر چکے ہندیان جو مشرقی ہیں حضرت
مہدی کی قوم مبارک پر جو حضرت کی سلطنت ہیں اور کئی بار پایمال کر چکے قتل و اخراج و حبس و
ضرب اور انواع و اقسام سے اور پھر قیامت تک کرتے رہیں گے اور معنی وطا کے موافقت

مدرارا ولا تدخر الارض شیئًا من النبات ویکون المال کدوسًا یقوم الرجل یقول یا مہدی اعطنی فیقول خذ ان دونوں حدیثوں مین شی کا بیان نبات کردیا گیا پس معلوم ہوا کہ مراد اکل سے ثمرات ونباتات زمینی ہین اور تاویل مہدویہ کی غلط ہی اور چونکہ یہ حال انکے مہدی کے وقت مین موجود نہوا حدیث مذکور انکی مہدویت کا ابطال کرتی ہی نہ اثبات اور اس کتاب کے مطالعہ کرنے والونکو یہ بات واضح ہوگی کہ ان مہدی متنازع فیہ کو کہ ہمین مراد اللہ کہلانے مین حق سبحانہ تعالی نے ایک تاثیر عجیب بخشی ہی کہ جو انکے گروہ مین داخل ہوا اور انکا مصدق بنا اوسکو قرآن وحدیث سمجھنے کا ایک نادر سلیقہ اور طرفہ طریقہ ہاتھہ لگتا ہی کہ خدا نخواستہ انکے منکرون کو وہ ہاتھہ نہین آتا ہی چنانچہ دلائل سابقہ جابجا انکے فہم کی خوبیان بیان کی گئین اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالی یہی تذکرہ رہیگا وہی فہم میراث اس حدیث مین بھی بکار آیا اور اوسی کا تتمہ ہی کہ وَالْمَالُ يَكُونُ مَتِيثًا كَدُوسٍ کا ترجمہ کرتے ہین اور مال مس وزمثل خرمن پایمال کے ہوگا یہ بزرگ اس مقام مین ایسا سمجھے ہین کہ کاف جار اور مجرور ہوا اور بمعنی خرمن پایمال کے ہی حالانکہ اسمین سے ایک بات بھی صحیح نہین ہی دوس مصدر ہی بمعنی کوفتن بپای کے بمعنی خرمن کے نہین ہی علاوہ یہ کہ یہان دوس کہان ہی اور کاف جار کہان ہی بلکہ حرف اصلی وجزء کلمہ ہی اسواسطے کہ یہ لفظ کُدُوسٌ ہی بروزن فُعُولٌ کے جمع کُدس کی کہ بروزن فعل کے بمعنی خرمن کے ہی اور معنی یہ ہین کہ مال اوس روز خرمنہا وانبار رہا ہوگا پس فقرہ بھی دلالت کرتا ہی کہ ماقبل مین بھی ذکر ثمرات زمینی کا ہی اور تکذیب کرتا ہی انکے مہدی کی کہ مال اونکے وقت مین خرمنہا نہ تھا بلکہ مارے بھوکون کے اونکے مرید ہلاک ہوتے تھے چنانچہ ملک سندمیر چوراسی ید فاقہ کشی سے مرگیا جیسا کہ مطلع الولایت مین مذکور ہی پس تقریر عالم میان کی کہ انکی نظرون مین پایمال ہوگیا تھا رایگان وبرباد ہوگئی حیرت ہی کہ مصنفین مہدویہ جار ومجرور کو بھی نہین پہچانتے ہین اسقدر بھی سمجھ مین نہ آیا کہ دار قطنی وغیرہ کی روایت مین یکون المال کدوسا موجود ہی یہ جار ومجرور منصوب کسطرح ہوگیا انصاف کیا چاہیے کہ اس فراست قرآن واحادیث مین بلاتامل تاویلات کرتے ہین اور اختراع معانی اور تعارض کا ادعا زعم رکھکر اور رسالہ معارضۃ الروایات تصنیف کرتے ہین اور رسالہ تشبہات الفتاوی مین شیخ ابن حجر کو

[illegible]

آیمۂ ہدایت کا رد کرتے ہین اور معتقدین نعلین بجا بجا کر کودتے ہین کہ میان کے ہاتھ سے کیا کام ہوا ہی کہ ایسے ایسے علماے نامدار کا رد لکھدیا شعر صائب دو چیز می شکند قدر شعر را تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس ٭ اب باقی روایات کے اغلاط سے اعراض و اغماض کر کے قصہ مختصر کیا جاتا ہی کہ روایت سوم مین مشرق سے مراد مشرقی بلاد مہدی ہی اسواسطے کہ جسکا واقعہ بیان ہوتا ہی اوسیکے جہات مراد ہوا کرتے ہین نہ متکلم کے پس مہدی موضوع خود اونخین بلاد شرقیہ سے تھے اون پر یہ حدیث صادق نہین ہی اور اسیطرح لفظ سلطنت بھی قوم مہدی پر کہ ایک جماعت درویش و فقرا ہی غیر صادق ہی اور روایت چہارم مین مہدی مذکور سے جو مراد بیان کی ہی لفظ لیغرسن کا اور فی بقعۃ من الارض کا اوسکو رد کرتا ہی اسواسطے کہ دل سینے مین ہوا کرتے ہین بقعۂ ارض مین نہین رہتے ہین چنانچہ کریمۂ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ اور مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ اوسپر شاہد ہی اور علاوہ یہ کہ اگر مراد سبز کرنا لکڑی کا ہی جیساکہ ظاہر ہی تو قطع نظر اوسکے ثبوت سے اور قطع نظر اوس سے کہ یہ کرشمہ قبل دعاوی ثلثہ مہدویت کے واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے وقت ملاقات شہ نظام فاروقی سے معلوم ہوتا ہی اس علامت مہدویت سے اوسکو کیا علاقہ تب بھی بموجب تعجیل انکے مہدی کے مثبت مہدویت نہین ہی اسواسطے کہ یہ کام بازیگر بھی کرسکتے ہین اور اگر مراد دلون کا سبز کرنا ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے دعوی محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے جیساکہ چھٹی روایت بھی دعوی محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے اور ظاہر ہی کہ جب تک معاملۂ باطنی ثابت نکیا جاوے فقط ظاہری ہیئت کر کسی کیا کام آتی ہی ایک دعوے سے قبل اثبات کے دوسرا دعوی پایۂ ثبوت کو نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ طریق اثبات مہدویت کا یہ ہی کہ کوئی علامت مختصۂ مہدی کہ بروایت صحیحہ ثابت ہوا ور وہ شخص متنازع فیہ مین پائی جاوے اس طور پر کہ اوسکا وجود اوس شخص مین خصم کے نزدیک بھی مسلم ہو یہ قیود اسواسطے ہین کہ اگر وہ امر خصائص مہدویت سے نہین ہی یا بروایت صحیحہ ثابت نہین ہی تو اوسکے پائے جانے سے مہدویت کسطرح ثابت ہوسکتی ہی اور ایسی باین ہمہ اگر اوسکا وجود شخص متنازع فیہ مین خصم کے نزدیک غیر مسلم ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے ایک دعوی محض ہوا اول اوسکا اثبات چاہیے پھر اوس سے مہدویت کو ثابت کرنا چاہیے اب تم لوگ اپنے مہدی کے احوال باطنیہ

وغیرہ کو دلیل مہدویت کی ٹھیراتے ہو یہ سب بے قاعدہ ہی اوسکا وجود ہمارے نزدیک غیر مسلم ہی اسواسطے کہ
ع باطل است انچہ مدعی گوید اول دسکا اثبات چاہیے آور پانچوین روایت مین عمال کی تفسیر اغنیا کر
کرنا غلط ہی اسواسطے کہ عمال سے مراد عاملان خدمات مملکت ہین مثل تحصیل صدقات وخراج وغیرہ کے
چنانچہ قرآن مین ہی کہ والعاملین علیہا اور چونکہ مہدی متنازع فیہ نہ ملک رکھتے تھے نہ عاملان ملک
یہ روایت اونکی مؤید نہین ہی بلکہ مکذب ہی دلیل پانزدہم بقیۂ احادیث و آثار سراج الابصار
منہا ما قال علي رضي الله عنه قلت يا رسول الله أمنا المهدي ام من غيرنا
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بل منا يختم الله بنا الدين اي الخمرة باتم الظهور
في زمانه واوصل اصحابه في منازل المقربين والصديقين فهم اهل المشاهدة والمعاينة
والمكالمة ولكن لا يعرفهم الا الله واولياؤه كما قال تعالى اوليائي تحت قبائي
لا يعرفهم غيري اخرج هذا الحديث جماعة من الحفاظ في كتبهم ومنهم ابو القاسم
الطبراني وابو نعيم الاصفهاني وعبد الرحمن بن حاتم وابو عبد الله نعيم بن حماد
وغيرهم ومنها ما روي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال دخل رجل على ابي
محمد بن علي رضي الله عنه فقال له اقبض مني هذه الخمسمائة درهم فانها زكوة مالي
فقال له ابو جعفر خذها انت فضعها في جيرانك من اهل الاسلام والمساكين من
اخوانك المسلمين ثم اذا قام مهدي منا اهل البيت قسم بالسوية وعدل في
الرعية فمن اطاعه فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله اخرجه الامام
ابو عبد الله نعيم بن حماد في كتاب الفتن قلت قد وجد القسمة بالسوية والعدل
في الرعية اي فمن اطاعه فقد اطاع الله واما من عصاه فقد عصى الله فلا يقبل
عدله ومنها ما روي عن كعب الاحبار انه قال اني لاجد المهدي مكتوبا في
اسفار الانبياء ما في حكمه ظلم ولا عيب اخرجه الامام ابو عبد الله نعيم بن حماد
قلت قد تحقق الرواية عن المهدي انه قال ذكر في كتاب الله وكتب الانبياء
ولم يكن في حكمه ظلم ولا عيب كما هو المشهود ومنها ما روي عن الحارث بن
المغيرة البصري قال قلت لابي عبد الله الحسن بن علي كرم الله وجهه باي شيء

يعرف الامام المهدي قال بالسكينة والوقار قلت وباي شئ قال بمعرفة الحلال والحرام وبحاجة الناس اليه ولا يحتاج الى احد قلت صدق الحارث هكذا كان المهدي ومنها ما روي عن علي بن الهلالي عن ابيه قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في الحالة التي قبض فيها فاذا فاطمة عند راسه والحديث طويل ذكر في اخره يا فاطمة والذي بعثني بالحق ان منهما مهدي هذه الامة اذا صارت الدنيا هرجا مرجا وتظاهرت الفتن وانقطعت السبل واغار بعضهم بعضا فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فيبعث الله عند ذلك منهما من يفتح حصون الضلالة وقلوبا غلفا يقوم بالدين في اخر الزمان كما قمت به في اول الزمان اخرجه الحافظ ابو نعيم الاصفهاني في صفة المهدي فانظر ايها المنصف الى قوله عليه السلام وقلوبا غلفا وهو تفسير لقوله حصون الضلالة تعلم ان المهدي يفتح القلوب الغلف بقبضته فيملؤها بعدله وهذا معنى يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما كما ذكر الامام احمد بن حنبل في مسنده ويملأ الله قلوب امة محمد غنى ويسعهم عدله ومنها ما روي عن عبد الله بن عطاء قال سألت ابا جعفر محمد بن علي فقلت اذا خرج المهدي باي سيرة يسير قال يهدم ما قبله كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم ويستانف الاسلام جديدا كذا في عقد الدرر اي يهدم البدع وما اخطأ المجتهدون فيه من العمليات والاعتقاديات وهذا من خصائصه كما ذكرنا قبل ويدل عليه قوله عليه السلام يقوم بالدين في اخر الزمان كما قمت به في اول الزمان اذ لو لم يحكم بتخطية المخطئين لا يقوم بالدين كما قام به النبي صلى الله عليه وسلم فعلم ان المهدي يكون حاكما بين المذاهب كما ذكرت قبل ومنها ما روي عن علي بن ابي طالب في قصة المهدي قال ولا يترك بدعة الا ازالها ولا سنة الا اقامها كذا في عقد الدرر ومعنى هذا القول انه يكون فاعلا بنفسه وامرا لغيره وهذا المعنى مؤيد

بما ذکر الشیخ سعدی بالفارسیة بیت یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست * کتب خانہ چند
ملت بشست ای حکم بنسخہا فصدق المؤمنون بالفاظ منسوخة لان الکتب
السماویة مغسولة بالماء بل مغسولة عن قلوب من آمن بہ ای علمہ منسوخة وہم
المنقولات من عقلہ الادراک وانکان بعضہا ضعافا لکن لما وجدت
فیمن ادعی ظہورہا کانت صحاحا فی نفس الامر وان لم تبلغ درجتہا جواب
حقیقت حال یہی کہ احادیث نہایت مخالف ہین احوال مہدی متنازع فیہ سے اور کلام
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سراسر تکذیب ابطال انکا کرتا ہی اسواسطے مہدوی لوگ
وادی حدیث مین بکمال احتیاط دبے پاؤن چلتے ہین جب صدہا حدیث و آثار اپنے مخالف
حال دیکھتے ہین وہان کچھ دم نہین مارتے ہین اگر کوئی حدیث مختصر کہ جس مین امر الامام
تفصیل نہین ہی ہاتھ لگی اوسکو غنیمت جانکر دعوی مطابقت کا برپا کرتے ہین یا کسی حدیث
کا ایک ٹکڑا اپنے موافق اور دوسرا مخالف نظر آیا تو اوس مین قطع و برید کرکے پارۂ اول
کو نقل کرتے ہین حالانکہ جب بامعان نظر و انصاف دیکھا جاتا ہی تو وہ موافق بھی مخالف ہوتا
چنانچہ اس جا بھی صاحب سراج الابصار نے ایسی کیا کہ حدیث اول کے نصف اول کو نقل کیا اور
نصف ثانی کو حذف کیا حالانکہ خدا کے فضل سے وہ نصف اول جسکو اپنا شاہد مدعا بنا کر لائے
ہین وہ بھی انکی تکذیب و تخریب کرتا ہی اسواسطے کہ تمام حدیث بروایت نعیم بن حماد اور ابو نعیم کے
یہی کہ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمِنَّا آلِ مُحَمَّدٍ الْمَہْدِیُّ اَمْ مِنْ غَیْرِنَا فَقَالَ لَا
بَلْ مِنَّا یَخْتِمُ اللّٰہُ بِہِ الدِّیْنَ کَمَا فَتَحَ بِنَا وَبِنَا یُنْقَذُوْنَ مِنَ الْفِتْنَةِ کَمَا اُنْقِذُوْا مِنَ
الشِّرْکِ وَبِنَا یُؤَلِّفُ اللّٰہُ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ بَعْدَ عَدَاوَةِ الْفِتْنَةِ کَمَا اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ
بَعْدَ عَدَاوَةِ الشِّرْکِ وَبِنَا یُصْبِحُوْنَ بَعْدَ عَدَاوَةِ الْفِتْنَةِ اِخْوَانًا کَمَا اَصْبَحُوْا
بَعْدَ عَدَاوَةِ الشِّرْکِ اِخْوَانًا فِیْ دِیْنِہِمْ یعنی علی مرتضی فرماتے ہین کہ عرض کیا مین
یا رسول اللہ مہدی ہم اہلبیت مین سے ہی یا ہمارے غیر سے فرمایا نہین بلکہ ہم مین سے ہی ختم
کریگا اللہ تعالی سبب ہمارے دین کو جیسا کہ شروع کیا سبب ہمارے اور ہمارے سبب سے بچائے
جاوینگے فتنے سے جیسا کہ چھٹائے گئے شرک سے اور ہمارے سبب سے موافقت کردیگا اللہ تعالی

اونکے دلون مین بعد عداوت سے فتنے کے جیساکہ موافقت کردی اونکے دلون مین بعد عداوت شرک کے اور
ہمارے سبب سے ہوجاوینگے بعد عداوت فتنے کے مانند بھائی بندون کے جیساکہ ہوگئے بعد عداوت
شرک کے مانند بھائیون کے بیچ دین اپنے کے انتہی خلاصہ حدیث چار باتین ہین ایک یہ کہ نسب امام مہدی کا
اہل بیت کو پہونچتا ہی دوسری یہ کہ مہدی کے سبب سے دین انتہا کو پہونچیگا یعنی کمال پاویگا تیسری یہ
کہ جیساکہ ابتدا مین مسلمان حضرت کے سبب سے شرک سے نجات پائے ہین انتہا مین مہدی کے سبب سے
فتنہ باہم سے نجات پاوینگے چوتھی یہ کہ مہدی کے سبب سے مسلمانون کے دلون سے اختلاف و عداوت
فتنون کی جاکر ایسی موافقت ہوجاویگی کہ مانند بھائیون کے ہوجاوینگے جیساکہ بعد جانے عداوت
شرک کے ہوگئے تھے اور شیخ متنازع فیہ مین چارون باتین مفقود ہین اسواسطے کہ دلیل اول مین گذر چکا
کہ نسب انکا اہل بیت کو نہین پہونچتا ہی اور دین نے بھی انکے سبب سے کچھ کمال نہ پایا اسواسطے کہ اِنَّ
الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ دین سے مراد اسلام ہی اور حدیث جبرئیل سے معلوم ہوتا ہی کہ اسلام
کہتے ہین شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قائم کرنے نماز اور دینے زکوۃ اور روزہ رمضان
اور حج بیت اللہ کو اور اس اسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے صحابہ او تابعین وغیرہ حامیان دین محمدی
نے بہزار جانفشانی نوسو برس مین مشرق سے مغرب تک پھیلایا تھا شیخ جونپوری نے دعوی مہدویت
کے سبب کو مشرق سے مغرب تک اپنے عندیے مین کافر ٹھیرایا اور مشارق و مغارب مین سے دین کو
وٹھادیا اور محنت و سعی ہزار سالہ برباد کردی کہ بجز چند مہدیون کے کہ مسلمین ہند کا بھی سوان حصہ
نہین ہین کسیکو مسلمان نہ سمجھا پس ختم دین بھی کمال دین نہوا بلکہ زوال دین ہوا یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا
نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ چنانچہ انکے مہدی بھی اس امر معقول کو سمجھ گئے تھے جیسا
مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ جب شیخ جونپور کو معلوم ہوا کہ امر الہی ہوتا ہی کہ ہمنے تجکو مہدی موعود کیا
تو انھون نے عرض کیا کہ اس دعوی کے اظہار سے کیا فائدہ متصور ہی کیونکہ اب جو شخص ظاہر شریعت محمدی پر
عمل کرتا ہی آتش سے نجات پاتا ہی اور میرے مہدی ہونیکے بعد مجکو جو قبول کریگا فقط وہی مومن رہیگا باقی سب
کافر ہوجاوینگے انتہی سمجھتے تھے اس مہدویت کے لغو بلکہ مضر اسلام ہونے کا خیال خود شیخ موصوف کے ذہن مین آ
گیا تھا اور یہ اعتراض ایسا معقول تھا کہ انکے دل مین سوسہ مہدویت کے ڈالنے والے نے بھی اسکا کچھ جواب
نہ دیا چنانچہ لکھا ہی کہ آٹھ برس تک یہی اعتراض کرتے رہے بعد آٹھ برس کے ایک جواب بزردستی کے

طور پر ہوا کہ قضا جاری ہو چکی گرملنے کا ناچار ہوگا ورنہ مجبور رہو نگا تیسری بات فتنے سے نجات پانا
وہ بھی نہوا بلکہ بدستور سابق اہل اسلام مبتلاے فتن ہین بلکہ انکے سبب سے ایک فتنہ تازہ انکے مذہب کا
بڑھ گیا چوتھی بات عداوت جا کر باہم اتفاق ہو جانا اور حدیث موصوف سے بسبب اتحاد دنیا مہدی کے ثابت
ہوتا ہی کہ جو لوگ شر کے سبب سے چھوٹ گئے ہین وہی لوگ فتنے سے چھڑا لئے جاوینگے اور انہین کے
دلون مین اتحاد و الفت ہو جاویگی اور وہ مسلمان ہین فقط فرقہ مہدویہ از ظاہر ہی کہ مسلمانون مین
تالیف قلوب نہوئی بلکہ اختلاف و عداوت انکے مذہب کے وقت سے بہت زیادہ ہو گیا علاوہ یہ کہ خود
انکے مذہب مہدوی مین بھی چوہتر فرقے ہو گئے ہین اور اس قوم کا اعتقاد یہ ہی کہ انکے مہدی نے فرمایا ہی
کہ ہمارے گروہ مین چوہتر فرقے ہونگے ایک ناجی باقی تمام ہالک ہین اور فرقہ ناجیہ وہ ہی کہ جو ہمارا
یعنی عقیدہ خوند میر پر اعتقاد رکھے چنانچہ انکا شاعر کہتا ہی شعر موعود کے فرمان سون فرقہ تمتر ہین
ہالک بدہر اک پہ مد لعنت بجا ہر اک ستی بیزار ہو * معلوم ہوا کہ ان بزرگ کے سبب سے اختلاف فتنہ
دو چند سے بھی زیادہ ہوا کہ تہتر فرقہ اسلامیہ کے ایک سو سینتالیس فرقے ہو گئے حدیث ترمذی وغیرہ مین
وارد ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ بَنِي اِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ
مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِي عَلٰى ثَلٰثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ
هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي یعنی تحقیق بنی اسرائیل متفرق ہوئے بہتر ملت پر اور
میری امت متفرق ہوگی تہتر ملت پر کہ تمام آگ مین جاوینگے سواے ایک ملت کے صحابہ نے عرض کیا کہ وہ
کون سی ایک ملت ہی یا رسول اللہ فرمایا جسپر مین اور میرے اصحاب ہین انتہی یہانسے معلوم ہوتا ہی کہ مہدوی
لوگ امت محمدی سے خارج ہین اسواسطے کہ اگر داخل امت ہوتے حضرت فرماتے کہ میری امت
ایک سو سینتالیس پر متفرق ہوگی دوسری روایت دوم کا حاصل یہ ہی کہ ایک شخص نے امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھسے یہ پانسو درم میرے مال کی زکوۃ کے آپ لیجیے آپنے فرمایا کہ تو ہی
انکو اپنے ہمسایے مسلمانون مساکین مین تقسیم کر دے پھر جب ہم اہل بیت مین کا مہدی قائم ہوگا تقسیم
برابر کی اور عدل رعیت مین کریگا پس اوسکی اطاعت و نافرمانی خدا کی اطاعت و نافرمانی ہوگی
انتہی آپ بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ اس سوال کے جواب مین تذکرہ مہدی کو کچھ مناسبت نہین ہی اور
جب تک مہدی کی سلطنت کی طرف اشارہ نہ کیا جاوے جواب نامربوط ہی پس حاصل مقام یہ ہی کہ خوارج و شر

[illegible] امت محمدی سے خارج ہین

وزکوة چار پایون چرندہ اور اموال تجارت کی تحصیل کرکے اوسکے مصارف مین خرچ کرنا خلفا و سلاطین
اہل اسلام کا کام عہدہ ہی متعلق اس آیت کے کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً اور اسی پر زمانہ
ہوتے سے آجتک عمل امت اسلامیہ کا چلا آتا ہی پس حضرت امام محمد باقر نے کہ مانند اکثر ائمہ اہل بیت کے کہ
سلطنت اور امامت ظاہری نہین رکھتے تھے اس کام سے انکار فرمایا اور ائمہ اہل بیت مین سے
مہدی کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ہم ائمہ اہل بیت کو بسبب نہونے خلافت و امامت ظاہری کے عہدہ
تحصیل و تقسیم زکوة کا نہین ہی البتہ ہم مین امام مہدی کہ امامت ظاہری و باطنی دونون رکھتے ہونگے
زکوة وغیرہ تحصیل کرینگے اور پھر بالسویہ تقسیم کرینگے اور اس زمانے کے سلاطین چونکہ زکوة کو موقع پر
صرف نہین کرتے ہین تو آپ مستحقین ہمسایہ پر تقسیم کردے اور یہ گمان نہین ہوسکتا ہی کہ خود امام کو
زکوة دینا اوس شخص کو منظور ہوا اسواسطے کہ ادنی اعلی سب جانتے ہین کہ بنی ہاشم پر زکوة لینا حرام
ہی اب ثابت ہوا کہ شیخ جونپوری پر امام محمد باقر نے حوالہ نہین کیا ہی اسواسطے کہ یہ بھی بسبب فقدان
سلطنت کے عہدہ اخذ زکوة کا نہین رکھتے ہین اگر ایسی مطلق لینا درست ہوتا حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ خود ہی لے لیتے پس قسمت بالسویہ سے بھی اشارہ طرف سلطنت و خلافت عامہ کے ہی ورنہ
خیرات کہ درویشانہ ہاتھ لگے اوسکو چیلون بالکون مین بالسویہ بانٹ دینا کونسا مقدمہ عظیم الشان تھا
کہ اوسکی پیشین گوئی مناسب ہوتی اور ایسی عدل رعیت سے بھی اشارہ طرف حکومت عامہ مسلمین کے
ہی کہ تمام بلاد اسلامیہ کا شرق سے غرب تک حاکم ہو کر عدل و داد پر مستقیم رہنا نہایت امر عظیم الشان ہی کہ دنیا
مین گنتی کے لوگ ایسے ہوئے ہین ورنہ چند مرید و طالب پر عدل کرنا کچھ نادرات سے نہین ہی کہ قابل اخبار
ہووے ہزار ہا بلکہ لکھا اس صفت کے لوگ اس امت مین گذرے ہین کہ اپنی رعیت خاصہ یعنی اہل و عیال
و خادمین و طالبین کے ساتھہ بمعاملہ عدل و انصاف بسر بری اوقات کیے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین
ہی کہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته یعنی تم سب اپنے اپنے متعلقات خاص کے نگہبان ہو
اور ہر ہر سے اوسکی رعیت کا سوال کیا جاویگا اور روایت سوم کا حاصل یہ ہوا کہ کعب احبار نے فرمایا
کہ مین مہدی کو اسفار یعنی کتابون انبیا مین مکتوب پاتا ہون کہ اوسکے حکم مین ظلم و عیب نہوگا اور
مصنف سجاوندی نے لکھا کہ ہمارے مہدی سے روایت ہی کہ اونہون نے کہا ہی کہ میرا ذکر کتاب اللہ
اور کتب الانبیا مین ہی اور لکھا کہ مشہور ہی کہ اونکے حکم مین ظلم و عیب نتھا پہلے امر کا دعوی مہدی نے کیا

اور دوسرے کا مہدویون نے دعویٰ محض ہے اثبات کسی چیز کا نہین ہوسکتا ہی پہلے اوسکو ثابت کرنا چاہیے کیونکہ
معلوم ہوا کہ کتب انبیا علیہم السلام مین تمہارا ذکر ہی وہان ذکر امام مہدی کا ہی اور تمہارا مہدی ہونا کیسے
ثابت ہوا یہ اول نزاع ہی ایسکو اپنی دلیل گرداننا مصادرہ علی المطلوب ہی گویا کہ حاصل یہ ہوا کہ میرا مہدی ہونا
اس سے ثابت ہوا کہ میرا ذکر کتب انبیا مین ہی اور کتب انبیا مین میرا ذکر ہونا اس سے ثابت ہوا کہ مین مہدی
ہون کوئی عاقل بھی اس استدلال کو پسند کریگا علاوہ یہ کہ کلام کعب احبار سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اسفار
انبیاے سابقین مین مہدی کا ذکر ہی اور قرآن مین نہین ہی ورنہ ایسے موقع بیان مین اوس سے سکوت کاہے کو
کرتے اور مہدی نے اوسکے خلاف دعویٰ کیا کہ میرا ذکر کتاب اللہ یعنی قرآن مین اور کتب الانبیا مین بھی ہی
پس دلیل ناقص اور دعویٰ کاذب ہوا اور دوسرے امر یعنی اونکے حکم مین ظلم و عیب نہونے کا دعویٰ کہ مہدویون نے
کیا ہی وہ بھی دعویٰ بلا دلیل ہی اور دعویٰ شہرت کا غلط ہی کہان سے ثابت ہوا کہ تمہارے شیخ کے حکم مین
ظلم و عیب نہ تھا بلکہ تمہاری کتابون سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکا حکم ظلم و عیب سے معمور تھا چنانچہ شرح اسکی
دلیل اتفاق مین آویگی انشاء اللہ تعالیٰ اور روایت چہارم کا حاصل یہ ہی کہ علامت پہچاننے
امام مہدی کی یہ ہی کہ صاحب سکینہ و وقار ہونگے اور حلال و حرام کی معرفت رکھتے ہونگے اور لوگ اونکی
طرف حاجت رکھتے ہونگے اور وہ کسیکی طرف حاجتمند نہونگے غرضکہ سکینہ و وقار کا اندازہ معلوم نہوا کہ
کسقدر سکینہ و وقار مہدویت کی علامت ہی کیونکہ مطلق سکینہ و وقار ہر مسلمان مہذب مین ہوتا ہی بلکہ
امرا اہل دنیا مین بھی ہوتا ہی اسیواسطے تنہا اس علامت کو حارث بن مغیرہ نے معرفت مہدویت مین
کافی نجان کر دوبارہ سوال کیا کہ وہ اور کیا چیز ہی یعنی اور کس چیز سے پہچانا فرمایا کہ معرفت حلال و حرام
اسکو بھی اوس نے مذکورہ کافی نہ سمجھا کیونکہ مقدار معرفت معلوم نہوئی اور مطلق معرفت ہر مجتہد و عالم
ہوتی ہی اسواسطے سہ بارہ سوال کیا کہ اور کس چیز سے پہچانا فرمایا کہ حاجت ناس سے پس معلوم ہوا کہ
امور ثلثہ علامت مہدویت کے ہین نہ فقط ایک ایک اور شیخ جونپوری مین دو باتین اخیر کی قطعاً مفقود تہین
اور امر اول مین بھی تردد ہی اسواسطے کہ سید جی تقریر مناظرہ دینی مین بھڑک جاتے تھے چنانچہ دلیل دوم مین
کچھ مذکور ہو چکا ہی اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ بادشاہ سندھ نے قاضی کو انکے پاس بھیجا کہ ہمارا
قلمرو سے باہر چلے جاؤ میران نے نمانا اور کہا کہ جب حکم خدا کا ہوگا چلا جاؤنگا قاضی نے کہا کہ اطاعت
اولی الامر کی واجب ہی میران نے کہا کہ بادشاہ تیرا ظالم ہی ایسے شخص کو اولی الامر نہین کہتے ہین قاضی نے

کہ اگر کوئی شخص اپنے ملک مین جانے نہ دیوے کیا کیا جاہیے میران نے کہا کہ ممالک ملوک کی ملک وراثت
نہین ہین قاضی نے کہا کیا آپ کسیکی زبردستی پگڑی چھین لین گے میران نے سر مجلس قاضی غریب کی
پگڑی اوسکے سر سے اوتار کر اپنے زانو پر رکھ لی اور کہا کہ پگڑی چھین لینا اسکو کہتے ہین ہم نے کسکی جاگیر
چھینی ہے کہ تو ایسا نالائق سخن زبان پر لاتا ہے قاضی غریب نے جا کر یہ اپنی ذلت اور اونکی شدت بادشاہ
سے عرض کی بادشاہ نے اس حرکت سے آشفتہ خاطر ہو کر ایک لشکر واسطے انتقام اخراج اسکے روانہ کیا لیکن
دریا خان نے کہ مدار المہام اوس سلطنت کا تھا بادشاہ کی فہمایش کر کے لشکر واپس کروا دیا انتہی مختصراً۔ اب
انصاف کیا جاہیے کہ مجلس اسقدر معزز صاحب خدمت شرع کی دستار اوتار لینا اور اوسکو سر ننگا
کر دینا کون سا سکینہ و وقار کہلاتا ہے کہین صاحب سکینہ و وقار مباحثے اور مناظرے مین کسیکی ہتک حرمت
اور آبرو ریزی نہین کرتے ہین بات کا جواب بات سے ہوتا ہے نہ ہاتھ سے البتہ حاکم سندھ دریا دل تھا کہ باوجود
دیکھنے ایسی حرکات کے قدرت انتقام رکھتے ہوئے کسقدر سکینہ و وقار کو کار فرمایا حالانکہ اوسکا بہ منطوق
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ و منطوق وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا
انتقام پہونچ سکتا تھا لیکن اوسنے سکینہ و وقار کو کار فرمایا اور اس پر عمل کیا کہ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ
فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اور حال امر دوم یعنی معرفت حلال و حرام کا یہ تھا کہ باوجود دعوے امامت مہدویت کے
امامت جماعت کے حلال حرام بھی نجانتے تھے اسواسطے کہ اپنی مہدویت کے منکر کو کافر بلکہ اکفر جانتے تھے
اور نماز جمعہ وعیدین مین اونکے پیچھے اقتدا کرتے تھے چنانچہ انصاف نامے کے باب سوم مین موجود ہے پس
معلوم ہوا کہ اسقدر بھی معلوم نتھا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہین تو انکو کافر کہنا حرام ہے اور اگر کافر ہین تو انکے
پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے یہان اسیقدر کافی ہے باقی گفتگو ذیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی باقی رہا
امر سوم یعنی حاجتمند ہونا آدمیون کا طرف مہدی کے اور حاجتمند نہونا مہدی کا طرف کسی کے
یہ بات شیخ جونپوری مین مفقود تھی اسواسطے کہ سوال نکرنے سے حاجتمندی رفع نہین ہوتی ہے سوال
نکرنا اور بات ہے اور حاجتمندی اور بات ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ ایک شخص نے ایک کپڑا
حضرت رسالت مین پیشکش کیا حضرت نے اوسکو لیا محتاجا الیہا یعنی اس حال مین کہ محتاج تھے طرف
اوس کپڑے کے حالانکہ سوال نکرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ مین یہ قصہ مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ
شیخ جونپوری ہمیشہ محتاج ہر چیز کے رہتے تھے خصوصاً اپنے مذہب کے مطلع الولایت مین لکھا ہے کہ

وہان محض بواسطہ فقر کے جو اسی مرید انکا مر گیا فقر و فاقہ رہا حاجتمندی سب ایک چیز ہے جیسا کہ فقیر و غنی و محتاج ایک ہی امداد آدمیونکو انکی طرف کیا حاجت تھی اگر موتی تاپنے اپنے ملکون سے کیون اخراج کرتے تو محتاج محتاج الیہ کی خواہش کرتا ہی یا اسکو دور کرتا ہی پس ثابت ہوا کہ لوگ انسے مستغنی تھے امداد انکو لوگون کی حاجت تھی بلکہ دین میں بھی دوسرون کے محتاج تھے چنانچہ انصاف نامہ کے تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے فرمایا کہ نماز کی سنتین جو جیسے ادا ہوتی ہین مجکو بتلا دیو بعد چند روز کے میان لاڈ شاہ نے بتلایا کہ کتب فقہ سے تحقیق ہوا ہی کہ رسول علیہ السلام سنت ظہر کی قبل فریضہ اور بعد فریضہ باہر گھر ادا فرماتے تھے میران نے کہا کہ اب بندہ بھی باہر آ کر پڑھا کریگا پس ثابت ہوا کہ علامات مذکورہ حدیث چہارم شیخ جونپوری مین بالکل مفقود ہین اور روایت پنجم کا حاصل یہ ہی کہ حضرت نے فاطمہ زہرا سے قسم کھا کر فرمایا کہ ان دونون یعنی حسن و حسین کی نسل سے مہدی اس امت کا ہی جس وقت کہ دنیا میں ہرج مرج ہوگا اور فتنے ظاہر ہونگے اور راہین بند ہو جاوینگی اور ایک دوسرے کو لوٹیگا پس نہ بڑا چھوٹے پر رحم کرتا ہوگا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرتا ہوگا پس قائم کریگا اللہ تعالی ان دونون سے ایسے شخص کو کہ فتح کریگا قلعون گمراہی کو اور دلون غلاف دار کو قائم کریگا دین کو آخر زمانے میں جیسا کہ قائم کیا مین نے اسکو اول زمانے مین انتہی صاحب سراج الابصار نے اس حدیث کو اپنے مہدی پر منطبق کرنیکے واسطے حصون الضلالت بمعنی قلوب غلف کے لیا اور عطف تفسیری قرار دیا کہ مطلب یہ ہی کہ مہدی قلعون حقیقی کو فتح نکرینگے بلکہ فقط دلونکو گمراہون کے اپنے فیض سے فتح کر کے اپنے عدل سے بھر دیوینگے اور کہا کہ یہی معنی ہین اس حدیث کے بھی کہ یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما یعنی بھر دیگا مہدی زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہی جور و ستم سے اور اس مراد خلاف ظاہر پر قرینہ ٹھیرایا حدیث امام احمد بن حنبل کو کہ ویملأ اللہ قلوب امۃ محمد غنی ویسعہم عدلہ یعنی اور بھر دیگا اللہ تعالی دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا امت کو عدل مہدی کا انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ دونون روایتون مین صاحب سراج الابصار نے سرقہ کیا ہی اسواسطے کہ روایت ابو نعیم کے آخر کا فقرہ اس تاویل کو رد کرتا تھا حذف کر دیا اور روایت امام احمد کا ماقبل و مابعد کہ اس تاویل کی تخریب اور انکے مہدی کی صراحۃ تکذیب کرتا تھا تمام حذف کر دیا تاویل و توجیہ خلاف ظاہر احادیث و قرآن مین کرنا اور معنی ظاہری سے انکار کرنا مذہب فرقۂ باطنیہ کا ہی مہدوی لوگ زبان سے

بوتے ہین کہ نصوص ظاہر پر محمول ہین تاکہ فرقہ باطنیہ مین داخل نہو جاوین اور بعض مخالف ظاہر سے انکار کرتے ہین
اور ایسی تاویلات باطنیہ مخالف ظاہر کلام کے کرتے ہین کہ فرقہ باطنیہ بھی پشیمان و حیران ہو جاتا ہین
دستور تمام جہان کا یہ ہی کہ ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے اور ایک حدیث کے معنی دوسری حدیث سے
سمجھتے ہین کیونکہ خود متکلم سے بڑھکر کوئی مبین مراد کلام نہین ہوتا ہی چہ جائے اسکے کہ ایسی حدیث ہین
اوسی روایت و سند سے ایک کلام مین دوسرے کلام کا موجود ہووے اور اوسکو نکال ڈالنا اور خلاف اوسکے
محض اپنی رائے سے ایک معنی ٹھہرانا سخت جرم و خیانت ہی اسیکو تفسیر بالرائے اور تحریف معنوی کہتے ہین
اور یہی عادت اہل کتاب کی تھی کہ توریت و انجیل کی بعض آیت کو دستاویز ٹھہراتے تھے اور بعض سے
روگردان ہوتے تھے کہ نُؤمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ اللہ تعالی اونکو فرماتا ہی اَفَتُؤمِنُوْنَ
بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ
الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اُولٰٓئِکَ
الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ
علمائے مہدویہ کو چاہیے ہی کہ اپنے حرکات کو علمائے اہل کتاب کے حرکات سے از راہ انصاف ملاکر دیکھنا کہ
کسقدر مطابق النعل بالنعل ہین پس چاہیے کہ اس حرکات سے توبہ کرنا ورنہ اوسی وعید شدید کے کہ اونکے
حق مین مذکور ہوا امیدوار رہنا اور اوس وعید کا جزو عاجل یعنی خزی فی الحیوۃ الدنیا خود اونپر
نازل ہو چکا ہی کہ ہمیشہ طرد و ضرب و اخراج کے تختہ مشق رہتے ہین اور کبھی انجام و مآل الظفر و نصر انجام
نہین پاتا ہی پس جزو آجل اشد العذاب اخروی کے بھی متوقع رہنا اللہم منزل الکتاب اھدھم
سبیل من اناب القصہ فقرہ کہ آخر حدیث ابو نعیم سے حذف کر دیا وہ یہ ہی ویملا الدنیا عدلا
کما ملئت جورا یعنی بھر دیگا امام مہدی دنیا کو عدل سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم سے اب چشم انصاف
دیکھنا چاہیے کہ بغیر قلعہ اور ممالک فتح کرنیکے دنیا عدل سے کیونکر بھر سکتے ہین پس کہنا کہ قلعے بالکل
فتح ہونگے بلکہ قلعون سے بھی مراد قلوب ہین نہایت تحریف ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
بھر دینا اوس سے تمام یا اکثر مراد لیے بغیر کلام درست نہین ہوتا ہی اگر دنیا مین سے چند آدمیونکو
عدل سے بھر دیا کہ وہ تمام اہل دنیا کا لاکھوان حصہ بھی نہین ہین کیونکر صادق آتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
بھر دیا اور تشبیہ کسطرح درست ہوتی ہی کہ جیسا کہ بھری گئی تھی ظلم سے ظاہر ہی کہ ظلم سے تمام یا اکثر

بھری تھی اپنی اوس سلطنت بھی بھر نا تا کہ تشبیہ برابر آوے اور حدیث امام احمد بن حنبل کی سالم یہ ہی کہ قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ابشرکم بالمهدی یبعث فی امتی علی اختلاف من الناس و زلازل فیملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت جورا و ظلما و یرضی عنه
ساکن السماء و ساکن الارض و یقسم المال صحاحا بالسویه بین الناس و یملأ قلوب امة محمد
غنیٰ و یسعهم عدله حتی انه یامر منادیا فینادی من له حاجة الی فما یاتیه احد الا رجل
واحد یاتیه یسئله فیقول ایت السادن حتی یعطیک فیاتیه انا رسول المهدی
الیک لتعطینی مالا فیقول احث فیحثی لا یستطیع ان یحمله فیلقی حتی یکون قدر ما یستطیع
ان یحمله فیخرج به فیندم فیقول انا کنت اجشع امة محمد نفسا کلهم دعی الی هذا
المال فترکه غیری فیرده علیه فیقول انا لا نقبل شیئا اعطیناه فیلبث فی ذلک ستا
او سبعا او ثمانیا او تسع سنین ولا خیر فی الحیوة بعده۱۵ فرمایا رسول خدا صلی الله علیه وسلم
نے بشارت دیتا ہوں ساتھ مہدی کے کہ ایک مرد ہی قریش سے اولاد میری سے اوٹھایا جاوے گا امت میری کے
وقت اختلاف آدمیوں کے اور زلزلوں کے پس بھر دیگا زمین کو عدل انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ظلم
وستم سے اور راضی ہونگے اوس سے رہنے والے آسمان کے اور رہنے والے زمین کے اور تقسیم کریگا مال کو
صحاح برابر آدمیوں میں اور بھر دیگا دلوں امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اوسکا یہاں تک
کہ وہ حکم کریگا ایک منادی کو پس ندا کریگا کہ کس شخص کو حاجت ہی طرف میرے پس نہ آویگا اوسکے پاس
کوئی مگر ایک مرد کہ امام موصوف کے پاس آکر سوال کریگا پس کہینگے کہ جا خادم کے پاس تا کہ دیوے
تجکو پس آویگا اوسکے پاس کہ میں بھیجا ہوا مہدی کا ہوں تیری طرف تا کہ دیوے تو مجکو مال پس کہیگا
کہ بھر لے پس بھریگا اور نہ اوٹھا سکے گا پس ڈالدیگا یہاں تک کہ رہ جاویگا بقدر طاقت اوٹھانے
کے پھر لیکر نکلے گا پس نادم ہوگا پس کہے گا کہ میرا نفس سب امت محمد سے زیادہ حریص ہی کہ سب بلائے گئے
طرف اس مال کے پس چھوڑا اوسکو سوا میرے سے پھر پھیرے گا اوسکو مہدی پر پس کہینگے کہ ہم
نہیں لیتے ہیں جس چیز کو کہ دیتے ہیں پس ٹھیرے گا امام اس حال میں چھ یا سات یا آٹھ یا نو برس
اور نہیں خیر ہی حیات میں بعد اوسکے انتہی اب ملاحظہ کرنا چاہیے کہ صاحب سراج الابصار کس قدر ظالم
و متعصب شخص ہی کہ اس تمام کلام سے موہہ چھپا لیا اور بیچ کے دو فقروں کو ادھر اوٹھا لیا کہ بھر دیگا

دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اونکا اور اس سے غنا زہد اور عدل سے دلنشانہ مراد لیا
اور ہرگز سیاق و سباق کلام کو نہ دیکھا کہ ماقبل مین تقسیم مال کا ذکر ہی کہ دال ہی کہ غنا بسبب اتقی تقسیم کے حاصل
ہوئی ہی اور بعد اوسکے قصہ منادی کا مذکور ہی کہ واسطے دینے مال کے ندا کریگا اور لوگ قبول نکرینگے
کیونکہ تقسیمات سابقہ سے غنی و آسودہ ہو چکے ہونگے اور پھر قطع نظر اس سے اگر بالفرض غنا سے
غنا قلبی بھی مراد ہی اسی حدیث مین جو دوسرے امور مذکور ہین وہ تمھارے مہدی مین کہان ہین عترت محمدی سے
ہونا کب ثابت ہوا دلیل اول مین اوسکا بیان ہو چکا اور اختلاف و زلزلون کے وقت مین اوٹھانے سے
مقصود یہ کہ اونکے سبب سے وہ اختلاف و زلزلے موقوف ہوجاوین اختلاف موقوف ہوا اور زلزلے
کہان تھے اور زمین کو عدل و انصاف سے کہان بھرا اور زمین کے رہنے والے اونسے کب راضی ہوئے
بلکہ ہر زمین والا اپنی اپنی زمین سے نکالتا رہا پس آسمان والون کو اسی پر قیاس کیجیے شعر تو کار زمین را
نکو ساختی ؛ کہ بر آسمان نیز پرداختی + اور منادی نے واسطے عطا کے کب ندا کیا کہ کوئی شخص بسبب غنا
کے طالب نہوا سوا ایک کے اور یہ کیا عادت ہی کہ بیچ مین سے ایک بات تو لے لینا اور باقی سب چھوڑ دینا
روایت ششم کا حاصل یہ ہی کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سیرت مہدی یہ ہوگی کہ ماقبل
کے بدعات کو ڈھادیگا جیسا کہ رسول خدا نے کیا اور اسلام کو از سر نو تازہ کردیگا صاحب سراج الابصار
نے کہا کہ بدعات اور خطاؤن مجتہدین کو عملیات و اعتقادیات مین ڈھادیگا اور حاکم ہوگا درمیان
مذاہب کے انتہی ڈھانے بدعات سے مراد یہ ہی کہ بدعات مروجہ اہل اسلام کو موقوف و نابود کردینا تاکہ
اسلام از سر نو تازہ ہو کر مانند زمانہ نبوت کے سنت محض بے آمیزش بدعت ہو جاوے اور یہ امر شیخ جونپوری سے
وقوع مین نہ آیا اور یہ مراد نہین ہی کہ ترک بدعات کا زبانی امر کرین یا اپنے چند مریدون پر اوسکو جاری کرین
اس مین مہدی کی کیا خصوصیت ہی تمام علماے دیندار ایسی کرتے ہین اور خطاے مجتہدین کے حکم بننے کے
واسطے بہت بڑا علم چاہیے کہ تمام اجتہادیات مجتہدین کے ماخذ استنباط کو پہچاننا پھر طریق استنباط
کو پہچاننا پھر ماخذ کے مراتب صحت و سقم کو جاننا اور استنباط صحیح کو غیر صحیح سے تمیز کرنا اور تمام شرائط
اجتہاد کے حاصل کرنا یہ کام ایسے شخص کا نہین ہی کہ لوگون سے کہے کہ نماز کی سنتین مجکو بتلا دیا کرو
یا جماعت نماز کے شرائط نہ پہچانے جیسا کہ روایت چہارم مین مذکور ہو چکا اور آیات قرآنی کے معنی
غلط کرے جیسا کہ اسی تمام کتاب مین اوسکا جابجا ذکر ہی اور ایسے مقدمات مین دعوی کشف خلاف عقل

ذیل الدلائل مجمع میں تمہارے مہدی کو ضرور ہی کہ ثابت کریوین کہ مسائل اجتہادیہ کتنے ہین اور یہ مین انکے مہدی نے کیا حکم کیا
اور کس کس کو خطا ٹھہرایا ہی اور دلیل تخطیہ ہر مسئلے کی بیان کرین اور بغیر اس اثبات کے ادنی بھی کچھ کام نہین آتی ہی
اور روایت ختم ہی دال ہی کہ جناب نبوی فرماتے ہین کہ مہدی کسی بدعت کو بغیر زائل کیے نچھوڑیگا اور کسی
سنت کو بغیر قایم کیے نچھوڑیگا صاحب سراج الابصار نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ آپ عمل کریگا اور دوسرون کو
امر کریگا جیسا کہ شیخ مہدی نے کہا ہی شعر ہیچ کنی ناکردہ قرآن درست ۔ کشت خالی چند ملت نخست ۔ یہان اگر چہ
گفتگو کی گنجایش بہت تھی لیکن بخوف تطویل مختصر کیا گیا اسواسطے کہ تمہاری تقریر کے موافق بھی یہ روایت تمہارے
مہدی پر صادق نہین ہی اسواسطے کہ وہ تارک سنت اور آمر و عامل بدعت تھے اسواسطے کہ جہاد کہ بڑی سنت
اور عمدہ سیرت حضرت رسالت کی اور حج جبسے مہدی ہوئے کبھی عمل نکیا اور زیارت قبر حضرت رسالت کہ سنت قولی
اور نہایت موکدہ ہی اوسکو ترک کیا اور اوسکے ضمن مین بہت سی سنتین ترک ہوئین مثلا قبا کو جانا اور مسجد نبوی مین
نماز پڑھنا اور شہدائے احد اہل بقیع کی زیارت کو جانا سوا اوسکے اور بہت سے مناہ نبویہ کہ تمام امت اونسے اتباعا
متبرک ہوتی ہی اور صحابہ سے آج تک سب اوس مواقع و مشاہد پر اتباع آنسرور کی کرتے رہے ہین بالکلیہ ان بزرگوار نے
ترک کیے اور بدعات کے زائل کرنے کے بدلے تازہ تازہ بدعات اختراع و ایجاد کین کہ گویا ایک شرع جدید تراشی یعنی
تخمیس دین تازہ نکالی کہ پانچ نماز مین سے سوا ایک چھٹی نماز فرض ٹھہرائی اور زکوۃ کے سوا ایک عشر بنایا جیسا کہ
دلیل الخلاق اور بحث تسویہ مین اوسکی تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالی یہ روایات کہ معتبر تھین اسکا جواب بفضلہ
تعالی بخوبی ہو چکا اور دوسرے روایات کہ اونکی دوسری کتابون مین کو ہین اکثر اغالیط و موضوعات اور دلائل اونکے
معنی اور تطویلات بیجا ہین اونسے اعراض کیا گیا اب دل چاہتا ہی کہ خود انکے پیر و مرشد کے تقریرات کو جو وقت
مباحثۂ مہدویت سے منقول ہوئے ہین گزارش کرون تاکہ سامعین با انصاف خود بدولت کی زیرکیان اور خوبیان
بیان کی سنکر زیادہ تر محظوظ ہوویں دلیل شانزدہم مباحثۂ شیخ جونپوری کہ بذات خود مدعی اثبات
مہدویت ہوکر خلائق سے متکلمانہ مباحثہ و گفتگو کی ہی اور رد اونکی بزوری و تیز زبانی کی ہی مگر اصل مطلب نہ آیا
باقی سب کچھ ہی یہ قصہ بتفصیل مطلع الولایت مین لکھا ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ جب انکے مہدی ملک خراسان کے
شہر فراہ مین پہنچے وہان کے علما خبر دعوی مہدویت کی سنکر ایک سال تک مباحثہ کرتے رہے جب سب
عاجز ہوگئے وہان کے حاکم امیر ذوالنون نے تمام ماجرا بادشاہ خراسان میرزا حسین کی خدمت مین دارالسلطنۃ
ہرات کو لکھکر روانہ کیا بادشاہ مذکور نے اپنے ملک مین سے چار عالم یعنی ملا علی فیاضی اور ملا محمد شروانی

دلیل شانزدہم مباحثۂ شیخ جونپوری کا علمائے ہرات سے
در باب دعوی مہدویت کے

اور ملا علی گل اور ملا محمد روم کو انتخاب کرکے تمام کتابیں اپنے کتب خانے اور تمام شہر کے علما کے کتب خانوں کی مع
ایک جماعت علما کے انکے حوالے کین ان سب نے بکمال جانفشانی دو مہینے تک اون تمام کتابون کو اولٹ پلٹ
کرکے چار سوال انتخاب کرکے چاروں عالم چار سو سوار کے ساتھ فراہ کو روانہ ہوے بعد پہونچنے مقام مذکور کے
میران کی خدمت مین آکر سوال شروع کیے سوال اول تم اپنے تئین مہدی موعود کہتے ہو کس دلیل سے
کہتے ہو اور کہاں سے کہتے ہو جواب بندہ نہیں کہتا ہے فرمان حق تعالی کا ہوتا ہے کہ ای سید محمد تو مہدی موعود ہے
سوال دوم تم کونسا مذہب رکھتے ہو جواب ہم مذہب مصطفی رکھتے ہین کسی مذہب کے مقید نہیں ہین
سوال سوم تم کس تفسیر سے بیان کرتے ہو جواب ہم مراد اللہ بیان کرتے ہین اور جو تفسیر وغیرہ کہ اس بندے کے بیان
کے موافق ہووے وہ صحیح ہے ورنہ غلط ہے سوال چہارم کہ تمام امت مین محال ہے پیش لاکر پوچھے کہ تم دعوی رویت
الہی کا کرتے ہو اور تم خلق کو اوسکی طرف دعوت کرتے ہو جواب میران نے آیات قرآنی فمن کان یرجوا لقاء ربہ
فلیعمل عملا صالحا اور ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی اور الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم
الا انہ بکل شیء محیط اور لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار اور لن ترانی وغیرہ سے رویت دار
دنیا مین ثابت کرکے پوچھا کہ قاضی بجنبہ گواہ راضی علما نے کہا کہ بدو گواہ معتبر میران نے کہا کہ ایک ہم دوسرے مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتے ہین دعوت حق کی اور اپنے سینہ ہاتھ کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ دیکھو حاضر ہین جو چاہو
سو پوچھ لیو ملا علی فیاضی بار بار کہتا تھا کہ ای میر ہمکو تمہین ایک گواہ بس ہے جب سب اشکال حل ہو چکے
تصدیق کرکے برخاست کی جب اپنے مقام پر آئے تینون عالمون نے ملا علی فیاضی سے کہا کہ ہمکو تو بغیر مشورہ
تمہارے کے بادشاہ کی طرف سے سخن کرنیکا حکم نتھا تمنے وقت اقرار کے میران محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں
نہ پوچھ لیا تا کہ حضرت کی آواز سے ہم مشرف ہو جاتے ملا علی نے کہا کہ میںنے یہ خیال کیا کہ جب روح مطہر قالب سے
مرکب تھی اوسوقت کا کلام علما جہان نے نوسو برس مین حل کیا ہے اب کہ آمیزش انقباض سے مبرا ہے اگر کلام
کی مراد کو نہ پہونچکر کچھ اشکال لاوین خلل عظیم واقع ہوگا اسواسطے فقط میر کی گواہی پر میںنے اکتفا کیا
اور نسخہ انوار الولایت مین لکھا ہے کہ دو طرف اشارہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ السلام دو گواہ
حاضر ہین پوچھ لیو اور جواب ملا علی مین یون لکھا ہے کہ مقلد کو سخن مخبر صادق کا کافی ہے اگر ہم اس تحقیق پر ہوتے
حاجت پوچھنے کی نہ تھی اوسوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھتے شکر
خدا کا بجا لاتے کہ نہ پوچھے جو لوگ کہ اونکے حضور مین تھے وہ مراد کلام کو نہ پائے ہین اب کہ بمقام ارواح ہین

نہ معلوم کہ بعد پوچھنے کے ہم کیا سمجھتے جو لب اس مقام میں چند اشکال ہیں اشکال اول کہ ایک
برس تک علمائے فراہ مباحثہ کرتے رہے پھر دو مہینے تک علمائے ہرات ان سوالات اور بعد کو کتابوں سے انتخاب
کرتے رہے یہ جو دو مہینے آئے ہیں پھر مطلع الولایت میں لکھتا ہے کہ بعد سوال و جواب کے علمائے ہرات تصدیق
مہدویت کی کر کے ملا علی دیس صحبت میں رہے اور تین شخص بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ نے اونکی زبانی
سب کیفیت سنکر مصدق ہو کر زیارت شیخ کے واسطے کوچ کیا لیکن بعد دس منزل کے راہ میں بسبب
ضعف پیری کے مر گیا اور شواہد الولایت میں لکھا ہے کہ راہ سے قریب سبزوار کے خبر موت شیخ جونپوری کی
سنکر پھر گیا لیکن بادشاہ اور شیخ الاسلام وغیرہ علمائے ہرات و فراہ اور اکثر خلائق اوس عصر نے تصدیق مہدویت
کی کی غرض کہ یہ مدت آنے جانے علما اور پہنچنے بادشاہ کی چودہ مہینوں پر اور اضافہ ہوئی حالانکہ کل قیام شیخ موصوف
کا فراہ میں نو مہینے ہے جیسا کہ تمام کتب مہدویہ سے ثابت ہے چنانچہ باب دوم میں مذکور ہو چکا پس نو مہینے میں
چودہ مہینے کیونکر داخل ہو گئے **دوم** یہ کہ مریدین مہدویہ میں کہ چند نفر یا دو رعایا معتقد ہوئے اور سلاطین و حکام
ہمیشہ انکار کرتے رہے جیسے اب تک مذہب اہل مذہب موجود ہیں اور خراسان میں اگر بادشاہ و علما اور رعایا
مصدق ہو گئے تھے چاہیے تھا کہ وہاں یہاں سے زیادہ یہ مذہب باقی رہتا کیونکہ الملک والدین توامان اور الناس علی
دین ملوکہم قول مشہور ہے اور ایسی رسم ہے کہ جس ملک کا بادشاہ و حکام جس مذہب کو قبول کرتے ہیں
رعایا بھی اوسی پر قدم رکھتے ہیں اور اوس ملک میں وہ مذہب تا دیر رسوخ پاتا ہے اور فروغ پکڑتا ہے حالانکہ اوس ملک میں
مذہب مہدویت کا کوئی نام بھی نہیں جانتا ہے اور قبر شیخ موصوف کو اسقدر جانتے ہیں کہ ایک ہندی سید
کی یہ قبر ہے اور یہ بھی کسی کو نہیں معلوم ہے کہ ان بزرگ نے دعوی مہدویت کا کیا تھا یا مذہب مہدویوں کا کیا
دنیا ہے اور کہاں ہے اور نہ کسی تاریخ عجم میں مذکور ہے کہ سلطان میرزا حسین اور امیر ذوالنون اور علمائے خراسان
نے تصدیق کی تھی حالانکہ مہدویوں کی تاریخ میں باوجودیکہ بجز چند رعایا کے کوئی حاکم و مرزبان مصدق
نہوا تھا قصد انکے رواج و اخراج کا مسطور ہے **سوم** یہ کہ یہ چار سوال اس قابل نہ تھے کہ تمام علمائے ہرات دو مہینے
کی دردسری کر کے انتخاب کریں باوجود اسقدر دماغ گردانی کے اونکے دل پر یہ دو ہی گیا تھا کہ تمام علامات
وخصائص مہدی کہ احادیث صحاح میں مذکور ہیں بھول گئے اور چار باتیں ایسی لیکر چلے کہ ہر شخص بول
سکتا ہے کہ میں ایسا ہوں کہ کسی مذہب کا مقید نہیں ہوں اور جو تفسیر میرے موافق ہو سو صحیح ہے باقی سب غلط
ہے اور میں امر الہی سے دعوی کرتا ہوں اور میری بات پر گواہ محمد رسول اللہ ہیں یہ سب دعوے بلا دلیل ہیں

ان دعوون کو مہدویت کی دلیل ٹھہرائی اور سیدھی راہ کسیکی سمجھ مین نہ آئی چہارم یہ کہ سوال وجواب اول ایساہی
کہ سوال از آسمان وجواب از ریسمان اسواسطے کہ مہدی موعود بلا امر الٰہی نہین ہوتا ہی پس جبکہ مہدی موعود ہونے پر دلیل
پوچھی حقیقت مین مہدی بامر الٰہی ہونے پر دلیل پوچھی اوسکا جواب یہ دیا کہ مین مہدی بامر الٰہی ہون یعنی
سوال دلیل کے جواب مین عین دعوے کا اعادہ کردیا اگر کوئی ادنیٰ سمجھ والا بھی ایسی گفتگو کرے لوگ
ہنسین گے جہ جائیکہ مہدویت کا مدعی ایسی تقریر کرے اور علماے خداداد کی بآسانی راضی ہوجاوین پنجم
یہ کہ سوال دوم کا جواب بھی ایک دعوی محض ہی فقط ترک تقلید سے اگر کوئی مہدی ہوجاوے تو ہزارون لامذہب
کہ مقید کسی مذہب کے نہین ہین مہدی ہوجاوین ترک تقلید کے واسطے ایک مقام علمی ہی جبتک وہ مقام ثابت
نکرین ترک تقلید حرام ہی اور مقام علمی خود انکی بول چال سے معلوم ہوتا ہی پس فقط دعوی کیا کام آتا ہی
مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ششم یہ کہ سوال سوم کا جواب بھی دعوی محض ہی اور بدتر از دوم ہی اسواسطے
کہ تفاسیر علمانے اپنے ہواے نفس سے نہین لکھی ہین تفسیر بالراے گناہ سخت ہی مدار تفسیر کا روایت پر ہی بروایات
صحیحہ ثابت ہوا ہی کہ فلانی آیت کی مراد حضرت رسالت پناہ نے کہ جن پر یہ قرآن اوترا ہی اسطرح بیان
فرمائی ہی اوسکو مفسرون نے نقل کیا ہی اور بعضی جا معنی ایک آیت کے دوسری آیت سے سمجھے گئے ہین پس وہ
تفسیر خود حضرت رب العزت کیطرف سے ہوئی اب یہ کہنا کہ جو تفسیر بندہ کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہی
باقی غلط ایسا کہنا ہوا کہ خدا ورسول جو معنی کہ بندے کے بیان کے موافق بیان کرین وہ صحیح ہین اور اگر بندے کے
مخالف بیان کرین وہ غلط ہین استغفر اللہ العظیم کوئی مسلمان بھی ایسا سخن زبان پر لاتا ہی اور پھر یہ دعوی
کہ مین خدا کی مراد بیان کرتا ہون کہانسے ثابت ہوا کہ تم خدا کی مراد بیان کرتے ہو ہفتم یہ کہ صاحب
مطلع الولایت سوال چہارم مین خود لکھتا ہی کہ رویت دنیاوی تمام امت مین محال ہی جب تمام امت کے
نزدیک محال ہوئی امت کا اجماع ہوا اوسکے بطلان پر اور اجماع دلیل قطعی ہی خصوصاً اجماع صحابہ
کہ تمام امت مین وہ بھی داخل ہین انکے مہدی کے نزدیک اوسکا منکر کافر ہوتا ہی پس لازم آیا کہ رویت
دنیاوی کے محال قطعی ہونے کے بھی قائل ہین اور اوسکے ممکن بلکہ موجود ہونیکے بھی قائل ہین عجب تقریر ہی اور عجب
فہم ہی اشکال ہشتم یہ کہ میران نے دعوی رویت پر دو گواہ ٹھہرائے ایک آپ اور ایک نسبت حضرت
رسالت پناہ کی طرف کی اور یہ نہ سمجھے کہ آپ اس دعوے مین مدعی ہین گواہ کیونکر ہوسکتے ہین یہ خیال صریح ہی
ایسی موٹی بات بھی نہ سمجھے آخر کو صاحب شواہد الولایت نے کہ اوسکی تصنیف مطلع الولایت سے متاخر ہی

اسی عبارت کے سد سلسلے کے واسطے حضرت ابراہیم کا نام بڑھا کر دو گواہ کر دیئے معلوم ہوا کہ جیسا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام پر افترا ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی افترا ہی کیونکہ ان حضرات کا نہ کلام کسی نے سنا
اور نہ انکو کسی نے اوس مجلس میں دیکھا کلام نہ سننے کے خود ملا علی وغیرہ ملایان ہمراہی معترف ہیں اور نہ دیکھنا بھی
خود ملا علی کے قول سے ثابت ہوتا ہی کہ شواہد الولایت کی عبارت میں مذکور ہوا کہ ملا علی نے سوال کیا اگر ہم
اس شبہ پر ہوتے حاجت پوچھنے کی تھی اوسیوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو
دیکھتے الخ پس معلوم ہوا کہ میران نے فقط ایک اشارہ ہوائی کیا کہ نہ وہاں کوئی نظر پڑا اور نہ کسیکا آواز سنا گیا
پس گواہی ہرگز ثابت نہوئی اور فقط میران کا دعوی محض بے دلیل و شاہد رہ گیا اشکال منہم آیات مذکورۃ العدد
کہ مہتدیان نے اثبات رویت دنیاوی کیواسطے نقل کیے ہیں ہرگز اون سے رویت دنیوی پر استدلال
نہیں ہوسکتا ہی کیونکہ آیت اول فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ
أَحَدًا کے معنی یہ ہیں پھر جو شخص امید رکھتا ہو اپنے رب سے ملنے کی پس چاہیے کہ کرے نیک کام اور نہ
شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسیکو مراد لقاء رب سے رجوع طرف اللہ تعالی کے دار آخرت میں کہ تمام
اعمال و عبادات اوسیدن کیواسطے ہیں یا دیدار خداوند عالم کا اوس عالم میں کہ اوس سے بہتر کوئی نعمت نہیں ہی
اور آیت دوم وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا کے معنی یہ ہیں کہ اور جو کوئی
رہا اس جہان میں اندھا سو وہ پچھلے جہان میں اندھا ہی اور زیادہ دور پڑا راہ سے حضرت عبد اللہ ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ تامل میں جو نعمتیں اس جہان کی رب کریم نے دی ہیں سے تفصیلا
بلکہ کور ہیں جو شخص اون نعمتوں میں باوجودیکہ معاینہ کرتا ہی اندھا رہا وہ شخص بہر آخرت میں کہ اوسکا معاینہ
نہیں کیا ہی اور دیکھا نہیں ہی اندھا اور گمراہ تر ہی اور یہ معنی نظم قرآنی سے نہایت مناسب ہیں کیونکہ بعد
ذکر اس کے تو کئی ذکر آخرت کا فرمایا اس آیت میں کہ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ
فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا یعنی جس دن ہم بلاوینگے ہر فرقے کو ساتھ اونکے سردار کے
پھر جسکو ملا اوسکا نامہ اعمال اوسکے سیدھے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھینگے اپنا نامہ اور ظلم نہوگا اونپر ایک
تاگے کا بعد اون دونوں تذکروں کے فرمایا ومن کان فی ہذہ اعمی الآیۃ اور دوسرے مفسرین نے یہ معنی
کیے کہ جو شخص اس دنیا میں خدا کی قدرت اور آیات اور حق بات دیکھنے سے اندھا ہی پس وہ آخرت
میں بھی اندھا اور گمراہ تر ہی اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کافر گمراہ رہا وہ آخرت میں

بھی اندھا اور زیادہ تر راہ بھولا ہوا ہی اور آیت سوم اَلَا اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ
مُّحِيْطٌ کے معنی یہ ہین آگاہ ہو وہ لوگ دھوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سے آگاہ ہو تحقیق وہ رب
گھیر رہا ہی ہر چیز کو یعنی قیامت مین اونکو دھوکا اور شک ہی اور رب ہر چیز کو گھیر رہا ہی یعنی ہر چیز کی اوسکو
خبر ہی کوئی چیز اوسکے علم سے باہر نہین ہی اور آیت چہارم لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ
وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ کے معنی یہ ہین کہ اوسکو نہین پا سکتی آنکھین اور وہ پا سکتا ہی آنکھونکو اور وہ بھید
جاننے والا خبر رکھنے والا ہی انتہی معتزلہ کہتے ہین کہ دیدار الٰہی جیسا کہ دنیا مین نہین ہی آخرت مین بھی نہین ہی
اور اس آیت کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہین اور اہل سنت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ دنیا مین نہین ہی مگر آخرت مین ہوگا
اسواسطے جواب دیتے ہین کہ اس آیت مین نفی ادراک کی ہی اور ادراک کہتے ہین احاطے کو اور شی کی کنہ جان لینے
کو اور یہ بات البتہ آخرت مین بھی نہوگی فقط دید ہوگی کہ دوسرے آیات و احادیث سے ثابت ہی اگرچہ یہان
اوسکا کچھ ذکر نہین ہی اور ابن عباس اور مقاتل نے کہا کہ اس آیت مین دنیا کی رویت کی نفی ہی یعنی
دنیا مین ابصار اوسکو ادراک نہین کر سکتے ہین اور آخرت مین دیکھا جاویگا اور آیت پنجم وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى
لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ
مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ
تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ کے معنی یہ ہین اور جب پہونچا موسی ہمارے وقت پر اور کلام کیا
اوس سے اوسکے رب نے بولا ای رب تو مجھکو دکھا کہ مین تجھکو دیکھون کہا تو مجھکو ہرگز نہ دیکھے گا لیکن دیکھتا رہ
پہاڑ کیطرف جو وہ اگر ٹھہرا اپنی جگہہ پر تو آگے تو دیکھیگا مجھکو پھر جب نمود ہوا رب اوسکا پہاڑ کیطرف کر دیا
اوسکو ڈھا کر برابر اور گر پڑا موسی بیہوش پھر جب چونکا بولا تیری ذات پاک ہی مین نے توبہ کی تیرے پاس
اور مین سب سے پہلے یقین لایا انتہی قصہ اسکا یون ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مصر مین
وعدہ کیا تھا اللہ تعالی جب تمھارے دشمن فرعون و قبط کو ہلاک کریگا تمکو ایک کتاب دیگا کہ اوسمین تمام امر
ونہی کا بیان ہوگا پھر جب اللہ تعالی نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی حضرت موسی نے
جناب باری مین اوس کتاب کی درخواست کی حکم ہوا کہ تیس دن روزہ رکھو حضرت تیس روزے موافق
فرمان کے جب پورے کر چکے اپنے مونہہ کی بو کو کہ بسبب روزون کے پیدا ہوئی تھی مسواک سے صاف
کر ڈالا کیونکہ خداوند عالم سے بات کرنا ہی حکم ہوا کہ تم نہین جانتے ہو کہ روزہ دار کے مونہہ کی بو ہمارے

نزدیک مشک کی بو سے بہتر ہو اب تم اس دن روزے اور رکھو جب یہ وقت بھی پورا ہو چکا موسیٰ علیہ السلام
غسل کر کے اور کپڑے صاف کر کے کوہ سینا پر حاضر ہوئے اور یہ کہ ذکر ہے کہ لما جاء موسیٰ لمیقاتنا پس
دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سات فرسنگ تک میدان طور میں تاریکی اتاری ہوا ور شیطان اور جانوروں حشرات کو
وہاں سے پاک کر صاف کر دیا ہے اور آسمانوں کے پردے اوٹھ گئے ہیں کہ ملائکہ ہوا میں کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں
اور عرش الٰہی ظاہر معلوم ہوتا ہے اور قلم کی کشش کی آواز سنا جاتا ہے پس کلام الٰہی شروع ہوا اور سنا جاتا اور اگرچہ
اس طرح ہوئی کہ موسیٰ نے سنا اور جبرئیل کہ اونکے ساتھ تھے اونہوں نے سنا حضرت کلیم اللہ سلام اللہ علیہ
ملاقات و کلام سے اس قدر ذوق و شوق میں آ گئے کہ باوجودیکہ جانتے تھے کہ دنیا جائے دیدار نہیں ہے لیکن کمال اشتیاق
سے پکار اوٹھے کہ رب ارنی انظر الیک جناب باری نے فرمایا لن ترانی تو مجھکو ہرگز نہ دیکھ سکیگا کیونکہ کسی
بشر کو طاقت نہیں ہے کہ دنیا میں مجھ پر نظر کرے جو دنیا میں میری طرف نظر کریگا مر جاویگا موسیٰ نے کہا الٰہی میں تیرا
کلام سنکر مشتاق دیدار کا ہوا ہوں اور تجھکو دیکھکر مر جانا میرے نزدیک بے دیدار جینے سے بہتر ہی کوہ زبیر کہ دنیا
میں سب پہاڑوں سے بڑا وہی تھا حکم ہوا کہ اسکی طرف نظر کرو اگر یہ تجلی کی تاب لا سکا اور اپنی جا پر قائم رہا
تو تم بھی دیکھ سکو گے پس جناب باری تعالیٰ نے اول اپنی مخلوقات میں کی سخت ہولناک چیزیں اسکو دکھائیں
کیونکہ جو کہ مخلوقات کے ہیبت کی تاب نہ لا سکیگا وہ خالق کے مہابت کی کیا تاب لاویگا اور شاید اسواسطے
بھی کہ ان چیزوں کو دیکھکر کچھ مزاج خوگیر عادت پذیر ہو جاوے پس پہلے صواعق اور رعد اور برق پہاڑ کے
ہر طرف چار چار فرسنگ تک احاطہ کیں اور آسمانوں کے فرشتوں نے موافق حکم کے نمودار ہونا شروع کیا
پہلے آسمان دنیا کے فرشتے بڑی آوازوں سے مانند سخت گرجنے بادل کے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے
سامنے آئے پھر آسمان دوم کے فرشتے مانند شیروں کے تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے روبرو آئے
یہ حالت دیکھ اور سنکر حضرت موسیٰ کے جسم و سر کے تمام بال کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں یہ سوال
کر کے نادم ہوا اب اس جا سے کچھ صورت نجات کی ہو جاوے اون ملائکہ کے سردار نے کہا کہ اے موسیٰ صبر کرو کیا ہوا
کیا ہی صبر کرو یہ جو تم نے دیکھا ہے سو بہت میں سے تھوڑا ہی ہے پھر آسمان سوم کے فرشتوں کا ایک لشکر عظیم مانند
گرگسوں کے کمال شدت اور زلزلے کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتا ہوا اترا اور رنگ اونکے مانند شعلوں آگ کے
تھے حضرت موسیٰ نہایت گھبرا کر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اون ملائکہ کے افسر فرشتہ میکائیل نے
کہا کہ اے فرزند عمران اپنی جا سے پرے تھے رہو تاکہ ایسی چیزیں دیکھو کہ جن پر صبر ہو سکیگا پھر آسمان چہارم

فرشتے ایسے اوترے کہ فرشتگان سابق مین کوئی اونکے مشابہ نہ تھا رنگ انکے شعلہ آتشی کے مانند اور خلقت
انکی مانند برف سفید کے اور انکی تسبیح و تقدیس کی آواز سب فرشتون گذشتہ سے بڑھکر تھی پس موسی علیہ السلام کا
دل کلپنے لگا اور گھٹنے سے گھٹنا بجنے لگا اور گریہ و بکا آغاز کیا سردار ملائکہ نے کہا کہ ای فرزند عمران جو
کچھ مانگے ہوا و صبر جیے رہو یہ جو دیکھا ہی بہت مین کا تھوڑا ہی پھر آسمان پنجم کے فرشتے نازل ہوے کہ
سات رنگ پر تھے کہ نہ اونکے شکل کبھی دیکھے تھے اور نہ ویسی آواز کبھی سنی تھی شعاع اونکی انوار کے
نگاہ پر غالب تھی قریب تھا کہ اونکے دیکھنے سے بصارت جاتی رہے حضرت موسی کو تاب دیکھنے
کی نہ تھی اور دل خوف سے بھر گیا اور حزن و غم سخت ہوا اور کثرت سے رونے لگے تب اونکے
سردار نے کہا کہ ای ابن عمران اپنی جا سے پر رہو تاکہ بعضی چیزین ایسی دیکھو کہ جن پر صبر نہ کر سکو گے پھر اللہ
تعالے نے چھٹے آسمان کے فرشتون کو فرمایا کہ نازل ہو میرے اوس بندے پر کہ جسنے میرے دیکھنے
کی طلب کی تھی پس اس طرح پر اوترے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ کا نور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک درخت
خرما آتش کا ہاتھ پر اوگا ہی لیکن چمک اوسکی آفتاب سے بھی زیادہ تھی اور لباس اونکے مانند شعلہای
آتش کے تھے جب تسبیح و تقدیس کرتے تھے سموات سابقہ کے سب فرشتے اونکو جواب دیتے تھے
باواز شدید بولتے تھے کہ سبوح قدوس رب العزۃ ابدا لا یموت اور ہر فرشتے کے سر مین چار چہرے تھے جب
حضرت موسی نے یہ حال دیکھا پکار کر اونکی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرنے لگے اور رو کر کہنے لگے کہ ای رب میرے
یاد کر مجھکو اور اپنے بندے کو مت بھول جا مجھکو معلوم نہین کہ مین یہان سے نجات پاتا ہون یا نہین اگر نکلونگا
جلتا ہون اور اگر ٹھہر دن مرتا ہون سردار ملائکہ نے کہا کہ ای ابن عمران قریب ہی کہ خوف تیرا بڑھیگا اور دل تیرا
اوکھڑ جاویگا پس صبر کر کہ جس چیز کے واسطے کہ سوال کیا تھا پھر اللہ تبارک و تعالے نے حکم کیا کہ ساتوین
آسمان کے ملائک مین عرش اوٹھایا جاوے پس جبکہ نور عرش ظاہر ہوا پہاڑ عظمت الہی سے پھٹ گیا اور تمام ملائکہ
سموات باواز بلند پکارے کہ سبحان القدوس رب العزۃ ابدا لا یموت پس پہاڑ کو زلزلہ ہوا اور وہ پہاڑ اور اوسکے تمام پتھر ٹکڑے
ٹکڑے ہوگئے اور بندہ ضعیف موسی سلام اللہ علیہ بیہوش ہوکر مونھہ کے بھل گرے کہ روح ساتھہ نہ رہی اور جس پتھر پر تھے
اوسکو اللہ تعالے نے اونپر پلٹ کر بشکل قبہ کے کر دیا تاکہ جل نجاوین پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے روح کو بھیجا پس
موسی خدا کی پاکی بولتے ہوے اوٹھے اور کہنے لگے کہ ایمان لایا مین تجھپر ای رب اور تصدیق کی مینے
کہ کوئی شخص تجھکو دیکھکر زندہ نرہیگا جو شخص تیرے فرشتون کو دیکھے گا اوسکا دل اوکھڑ جاویگا پس کیا عظمت ہی

تیری اور کیا عظمت ہی تیرے فرشتون کی تو رب الارباب ہی اور الہ الآلہہ ہی اور مالک الملوک ہی کوئی تیری برابری
نہین کر سکتی ہی اور نہ کوئی شی تیرے سامنے قائم ہو سکتی ہی تیرے واسطے حمد ہی نہین ہی کوئی شریک تیرا کیا عظمت ہی
تیری اور کیا جلال ہی تیرا تو رب العالمین ہی عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار نے فرمایا کہ عظمت الہی نے پہاڑ پر
پر بقدر سوراخ سوئی کے تجلی ہوئی تھی کہ اوسکو برابر کر دیا اور سدی نے کہا کہ بقدر خنصر کے تجلی ہوئی تھی اسپر دلیل یہ ہی
کہ ثابت نے انس سے روایت کی ہی کہ حضرت رسالتماب نے آیت فلما تجلی ربہ للجبل پڑھکر ابہام کو خنصر کے جوڑ
اعلی پر رکھکر فرمایا کہ اسقدر ہوئی تھی کہ پہاڑ دھسگیا اور سہیل بن سعد سے روایت ہی کہ اللہ تعالی نے ستر ہزار پردون میں
سے بقدر درہم نور ظاہر کیا کہ پہاڑ کو زمین کے برابر کر دیا وخر موسی صعقا کلبی نے کہا کہ جمعرات کے دن موسی
بیہوش گرے کہ عرفہ کا دن تھا اور توریت جمعے کے روز دسوین ذیحجہ کو عنایت ہوئی واقدی نے کہا کہ جب موسی
علیہ السلام گرے آسمان کے فرشتے بولے کہ ابن عمران کا سوال رویت کیا ہوا اور بعض کتابون میں لکھا ہی کہ جب
موسی غشی مین پڑے ہوے تھے ملائک آسمانون کے اونکے پاس آکر بولے کہ ای بیٹے حائض عورتون کے تو نے
طمع کی تھی رب العزت کے دیکھنے کی پس جب حضرت موسی کو افاقہ ہوا اور پہچانا کہ مین نے ایک بڑی بات کا سوال
کیا تھا کہ میرے لائق نہ تھا بولے کہ سبحانک تبت الیک یعنی تو پاک ہی او تیرے سامنے توبہ کی سوال رویت سے
وانا اول المومنین اور مین پہلا مومن ہون ایمان لاتا ہون اس بات پر کہ تو دنیا مین نہین دیکھا جاویگا انتہی ترجمہ
ملخصہ ہی تفاسیر معتبرہ کا مثل معالم التنزیل وغیرہ کے اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ تمام مفسرین کے نزدیک کہ
صحابہ و تابعین بھی اونمین ہین آیات مذکورۃ الصدر سے وقوع رویت دنیوی نہین ثابت ہوتا ہی اور سب نے شیخ
جونپور کے خلاف معنی بیان کیے ہین اور شیخ نے عجیب استدلال کیا ہی کہ بعض آیات کہ نفی وقوع رویت پر دلالت
کرتی ہین جیسا کہ لن ترانی اور لا تدرکہ الابصار اوسکو بھی استدلال وقوع رویت مین پیش کیا عجیب ماجرا ہی کہ فہم
عقل و نقل سے علاقہ نہین رکھتا البتہ سوال حضرت موسی امکان پر دلالت کرتا ہی لیکن لن ترانی صاف نفی وقوع پر
دال ہی اور یہان کلام فقط وقوع مین ہی امکان مین غرضکہ اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ معنی آیات کے جیسا کہ
شیخ موصوف سمجھے ہین مخالف ولیت و درایت ہین پس بموجب اس قاعدے کے کہ اذا جاء الاحتمال بطل
الاستدلال آیات سے باوجود تمام ہونے ایسے احتمالات مدلل کے استدلال وقوع رویت پر نہین ہو سکتا ہی اور مذہب
اہل سنت کا یہ ہی کہ رویت اللہ تعالی کی آخرت مین ممکن ہی عقلا اور سمعا اور واقع ہی سمعا کہ آیات و احادیث دال ہین اور دنیا
مین ممکن ہی عقلا اور امکان سمعی مین اختلاف ہی اور اتفاق ہی امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین واقع نہین ہی

[illegible]

[illegible]

کیسیکے واسطے سوا حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضونکا اوسمین بھی اختلاف ہی چنانچہ علم کلام کی معتبر
کتابومین اسکی تفصیل مذکور ہی اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ سلف و خلف مین سے کسی
شخص سے دیکھنا حق سبحانہ کا صحت کو نہ پوہنچا اور اولیا اور مشائخ طریقت سے کوئی اسکا قائل نہین ہی اور کسی نے
اس امر کا دعوی نکیا اور مشائخ اتفاق رکھتے ہین اسکے مدعی کی تکذیب و تضلیل پر اور انوار فقہ شافعی مین لکھا ہی کہ جو
شخص کہے کہ خداتعالی کو دنیا مین سر کی آنکھ سے عیان دیکھتا ہون مین اور اللہ تعالی بالمشافہہ مجھسے کلام کرتا ہی
کافر ہوجاویگا انتہی اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دنیا مین رویت بصری سوائے
حضرت رسالت کے کسیکے واسطے شدنی نہین ہی پس عالم میان نے استفتاء کبیر کے حاشیے پر عبارت شیخ عبدالحق رحمۃ کی کہ
در امکان رویت حق در دنیا خود ہیچکس را خلافی نیست و اگر درین مقام انچہ ممکن است و رائے غایت قرب و کمال حاصل
نشدہ باشد دیگریرا وی حاصل خواہد شد یا رب مگر رویت بصری را مخصوص بدار آخرت و موقوف آن نشاۃ داشتہ باشند
و نیست بران دلیل قاطع و باوجود حصول رویت بصری در نشاۃ دنیا بوجہی کہ مناسب این نشاۃ باشد تواند کہ بعضی تفاصیل
وجوہ و حالات موقوف نشاۃ آخرت بود و باشد تا آخر کہ فصل ثالث اس باب سے نقل کی ہی کہ مشعر رویت بصری
دنیاوی پر ہی وہ حضرت رسالت کے حق مین ہی نہ دوسرون کے اسواسطے کہ وہان فقط حضرت کی رویت معراجی کا
ذکر ہی ورنہ شیخ شروع باب رویت اللہ تعالی مین اسقدر شدت سے انکار کرین کہ اوپر مذکور ہوچکا پھر اوسی باب کی فصل
ثالث مین اقرار کرین کسیکی عقل مین نہین آتا ہی سوا عالم میان کے کہ انکا فہم سب سے علیحدہ ہی اگر کوئی شخص ادنی
تامل اوس مقام مین کریگا صاف سمجھیگا کہ یہان حضرت کی رویت کا ذکر ہی فقط اسواسطے کہ ماقبل مین اوسکے سر امر خشیا
رویت بصری نبوی مین اختلاف صحابہ کا مذکور ہی اور متصل اس عبارت سے اول یہ عبارت ہی و تحقیقت آنحضرت الکما
ورائے ایہام خلق و عقول البشان خصوصا در شب معراج کہ اتم و اکمل و اعلی و ارفع مقام قرب و دنو و ادرکان رویت
حق در دنیا خود الی اخرہ اور ضمیر اور فقرہ انچہ ممکن است اور این راجع طرف آنحضرت کے ہی اور لفظ غایت قرب
و کمال کا بھی دال اسی امر پر ہی کہ مراد حضرت رسالت ہین اور بس و لیس ہہنا محل اختلاف یہ دلیل مہدویون کی
عمدہ شیوا اور طرفہ دلائل ہی کہ اسی پر مہدویت شیخ جونپوری کا مدار قرار دیا ہی اور سب سے اول عبدالملک سجاوندی کو یہ تدبیر
سوجھی کہ حسب احادیث نبویہ شیخ کے سر سر محالات ہین اونسے استدلال مشکل ہی اخلاق سے استدلال کیا چنانچہ اسمین
بہت ہاتھ پاؤن مارے اور کمال طمطراق سے اوسکو سراج الابصار مین بیان کیا خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ حسن اخلاق
جسمین انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی تصدیق کی گئی اوسمین اخلاق سے ہمنے اپنے شیخ کی مہدویت کی بھی تصدیق

کی کیونکہ اخلاق اصل علت تصدیقات کے ہیں بعد اوسکے بہت طول و تفصیل سے اقوال علما و عبارات اس مقام سے
ہیں کہ اخلاق انبیا دلیل صدق و علت تصدیق ہوتے ہیں نقل کیں چنانچہ عبارت شرح عقائد نسفی کی دربارہ
یستدل ارباب البصائر علی نبوتہ بوجہین آخر تک نقل کی بعد اوسکے طوالع سے نقل کیا کہ اخلاق عظیمہ
صدق حضرت رسالت مآب پر شاہد تھے جیسا کہ ملازمہ صدق اور اعراض دنیا تمام عمر اور سخاوت اس حد پر کہ
ایک روز کے قوت سے زیادہ کبھی نہ رکھا اور شجاعت اس حد پر کہ کبھی پیچھے نہ ہٹا اگرچہ مثل احد کے واقعہ ہولناک سامنے آیا اور فصاحت
اس حد پر کہ تمام بلغا و فصحا عرب عاجز ہو کر ساکت کر دیا اور اصرار دعوے پر باوجود تحمل مصائب سخت کے اور ترفع
اور تواضع ساتھ قدرت کے اجتماع ان صفات کا اوس ذات اطہر میں اعظم معجزات اور اقوی دلالات نبوت سے ہے
بعد ہم دو نقل کیا کہ صاحب سراج الابصار نے کہا کہ جب ارباب بصائر کے نزدیک اخلاق حمیدہ سے نبوت ثابت ہوتی
ہے تو زمانہ نبوت میں اگر اب کوئی شخص ایک امر ممکن کا نبوت سے کم دعوی کرے اور یہ موصوف تمام اخلاق حمیدہ ہو تو اوسکی
تصدیق میں کیا تامل ہے اور اس دلیل قطعی کے رو برو احادیث ظنیہ سے کیونکر اوسکا انکار ورد ہو سکتا ہے بعد اوسکے تفسیر
سے راغب کا کلام نقل کیا کہ ارباب بصائر کو اخلاق کریمہ دلیل کافی ہے اور قاصرین کو کہ فرق درمیان کلام اللہ و کلام
نہیں پہچان سکتے ہیں معجزہ درکار ہے اسواسطے بعضے محققین نے کہا ہے کہ قاصر معجزات سے اعتقاد صادق اور اعمال صالحہ
استدلال کرتا ہے اور کامل ان دونوں کے کمال سے کسی شخص میں اوسکے صدق و وجوب اتباع پر استدلال کرتا ہے پس جو شخص
کہ ان دونوں قوت علمی و عملی سے معالجہ امراض نفوس کا کرے سمجھ جائیں کہ وہ نبی صادق اور طبیب حاذق ہے
اوسکے مصنف مذکور نے اپنے مہدی کے اصحاب کی حالت کا بیان کرکے کہ علماء امراض روحانیہ کا تھا بعد اوسکے
تفسیر نیشاپوری کی عبارت جواب اشکال امام رازی میں نقل کی کہ دعوت الی الخیر اور دعوت الی الشر سے فرق درمیان
معجزہ اور سحر کے اور الہام ملکی و وسوسہ شیطانی میں معلوم ہو سکتا ہے بعد اوسکے کلام امام ابو محمد نصر آبادی کا
کاشف المغنی سے نقل کیا تفسیر اس آیت میں کہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ
وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اور جب لیا اللہ نے اقرار نبیوں سے
کچھ معنے جو کچھ میں نے تمکو دیا کتاب اور علم سے پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے پاس والے کو تو اوس پر ایمان لاؤ گے اور اوسکی
مدد کروگے یعنی مصدق لما معکم کے معنی یہ ہیں کہ اسکے اقوال و افعال تمہاری کتاب کے موافق ہوں یہ آیت
اگرچہ قرآن میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیواسطے نازل ہوئی ہے لیکن حکم اسکا انبیاء سابق میں بھی
تھا کہ سب انبیا اور امتوں میں اسکے بموجب امر تھا کہ جب کوئی مدعی صالح ہو تو اقوال و افعال و احوال میں موافق لیا

دجال کے اونمین ظاہر ہوکر دعوی نبوت کا کرتا تھا اوپر اوسکی تصدیق واجب ہوتی تھی پھر اگر کسیکو اونمین سے شبہہ
رہتا تھا معجزہ طلب کرتا تھا اور جو شخص کہ معجزہ دیکھنے کے پہلے ایمان لاتا تھا اوسکا ایمان اقوی ہوتا تھا
مانند ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کیونکہ اصل مقدمہ نبوت مین اخلاق ہین اور معجزہ ظاہر مین سحر سے مشتبہ ہوتا ہے
اور لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جبکہ ہووے کوئی ولی موصوف باخلاق انبیا کمال ولایت مین پھر لاوے کوئی
خطاب خدا اور رسول کیطرف سے اور خبر دیوے اپنے احوال مین سے باذن اللہ کسی ممکن بات کی کہ شرع اوسکو قبیح نہ جانتا ہو
واجب ہوتا ہے خلق پر کہ قبول کرین اوس بات کو اور نہین جائز ہوتی ہے تکذیب اوسکی بشرطیکہ قبل اسکے اوسکی
زبان پر کبھی شطح ظاہر نہوا ہو اور سکر اوسکا ممزوج بہ صحو ہووے اور صحو غالب ہووے اور سکر محض نہووے پس اسکی تکذیب
ایسی ہی ہے جیسا کہ کسی پیغمبر کی تکذیب کرین کیونکہ تکذیب مین اوسکی تکفیر ہے اور تکفیر مومن صالح کی کفر ہے اور اخبار اوسکی
جانب الٰہی سے بواسطے روح رسول اللہ کے دلیل قطعی ہوگی کہ دلیل ظنی اوسکی مقابلے مین ساقط ہوجاویگی کیونکہ
جو شخص کہ اس مقام کو پہونچے گا خدا تعالی پر افترا نکریگا پس ذات اوسکی واجب التصدیق ہوئی اسلیے کہ وجوب تصدیق
انبیا علیہم السلام کی بسبب خصال محمودہ موافقہ خصال انبیا گذشتہ کے ہوتی ہے پس خصلت علت ہے تصدیق کی
اور وہ موجود ہے اس ولی مین پس حکم اوسی پر دائر ہوگا اور یہ اصول فقہ حنیفہ سے ہے انتہی کلامہ غرضکہ اسیطرح مصنف
سراج الابصار نے بعد اسکے حدیث ابتدائے وحی کی نقل کی کہ اوسمین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اخلاق نبویہ سے
استدلال اوپر نفی خوف کے کیا کہ واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب
المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق اور حدیث ہرقل کی نقل کی کہ اوسنے بھی حضرت
رسالت کے اخلاق سے آپکی نبوت پر استدلال کیا اور کلام امام ابو حامد محمد غزالی کا نقل کیا کہ اونہون نے حضرت رسالت
کے اخلاق بیان کرکے کہا ہے کہ ان تمام اخلاق کا اجتماع کذاب مین غیر متصور ہے اور احوال حضرت کے شواہد ناطقہ ہین
حضرت کے صدق پر یہانتک کہ اعرابی جاہل دیکھکر بولتا تھا واللہ ما ھذا وجہ کذاب پس تصدیق نبوت
کی معرفت احوال سے ہوتی ہے خواہ بمشاہدہ یا بتواتر تسامع جیسا کہ کوئی شخص طب و فقہ کی حقیقت کو جانتا
ہووے وہ اطبا اور فقہا کو اونکے مشاہدہ احوال و سماع اقوال سے بھی پہچان سکتا ہے اور اگر مشاہدہ نصیب
نہووے اونکی تصنیفات دیکھنے سے یقین ہوجاویگا کہ مثلا شافعی فقیہ ہین اور جالینوس طبیب ہے ایسے ہی جب تو
معنی نبوت کے سمجھ جاوے پھر قرآن و احادیث کا مطالعہ کرنے سے تیقن حاصل ہوجاویگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اعلی درجات نبوت پر ہین اور بعد اونکے منقولات کے تجربے سے اس یقین کی تائید ہوجاویگی کہ کیسا سچ

بخلاف یہ قول کہ من عمل بما علم ورثہ اللہ علم ما لم یعلم یعنی جسنے ایک علم پر عمل کیا اوسکو اللہ تعالی ایک علم لدنی
مرحمت فرماتا ہی اور کیسے سچے ہوے اس قول ہین کہ من اعان ظالما سلطہ اللہ علیہ یعنی جسنے کسی ظالم کی مدد کی
اللہ تعالی اوسی ظالم کو اوسپر مسلط کرتا ہی اور کیسا سچا ہی یہ قول ہی کہ من اصبح وہمومہ ہم واحد کفاہ اللہ ہموم
الدنیا والاخرۃ یعنی جسنے سب فکرین چہوڑکر ایک فکر خدا کی رکھی اللہ تعالی اوسکی دنیا اور آخرت کی فکرون کے واسطے
کفایت کرتا ہی جب ہزارو ہزار بات کا تجربہ کریگا تجکو یقین بے شبہ و شک حاصل ہوجاویگا پس اس طریق
یقین طلب کرنا عصا کو اژدہا کرنے سے اور چاند کو شق کرنے سے کہ اوسکے ساتھ اگر دوسرے قرائن و احوال کا
ملاحظہ کیا جاوے واسطے استبعاد سحر و نظر بندی کا بہی جو جاتا ہی اولیکن ذوق باطن سے پہچاننا یہ درجہ عالی ہی جیسا کہ آگے سے
بکہہ لیے یا آئینہ کہ دیکھ لیے کے برابر ہی سوا طریق صوفیہ کے حاصل نہین ہوتا ہی انتہی بعد اوسکے مصنف مذکور نے بیان کیا کہ اکثر
صحابہ کرام حضرت کے اخلاق و اقوال پر ایمان لائے جیسا کہ ابوبکر صدیق اور علی مرتضی اور ابوذر اور صہیب اور سعید و ہزار
ما تحمہ میار کے اور عبد اللہ بن سلام اور عبد اللہ بن ابی بن سلول نے مع اپنے رفقا کے بعد غزوہ بدر کے بیعت کی اور ابوطالب نے
بحالت مرض میں اسلام لایا اور نجاشی بادشاہ حبش مع امرا و رہبان علما کے قرآن سنکر ایمان لایا بلا تفتیش بالغ
وغیرہ کے اسیطرح تمام عرب فتح مکہ دیکہکر ایمان لائے اور جن بمجرد سماع قرآن کے ایمان لائے پس معلوم ہوا کہ ایمان محض
و ہیبت الہیہ اور مناسبت باطنیہ کہ الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر
اختلف اور معجزہ دیکھکر کم لوگ ایمان لائے ہین اسواسطے کہ صحت معجزے کی بہی محتاج طرف اخلاق کے ہی اولیت
اخلاق پر سوا اس منقولات کے یہ آیت بہی دلیل ہی کہ ام لم یعرفوا رسولہم ای بالامانۃ والصدق وفور العقل والعلم وغیر
التعلم وحسن الاخلاق مفسرین کا اسی معنی پر اجماع ہی بعد اوسکے نبی قوم کی ثنا و صفت بہت سی بیان کی کہ ازمانہ
اونکے مانند اوصاف صحابہ انبیاے علیہم السلام کے ہین اور یہود اونکو لوگ منسوب بگمراہی کرتے ہین حالانکہ جبکہ
اخلاق سے نبوت ثابت ہوجاتی ہی محمدیت کے ثبوت مین کیا تامل ہی انتہی ملخصا جواب خلاصہ شرح
حقیقت خلق کا کہ جسپر علما و عرفا اسلامی و حکماے یونانی کا اتفاق ہی اور کتب اخلاق مثل احیاء العلوم اور اخلاق
ناصری وغیرہ اوس سے مالامال ہین اسطرح پر ہی کہ جیسا کہ خلق بالفتح صورت ظاہر کو کہتے ہین اسیطرح خلق بالضم
صورت باطن کو کہتے ہین کیونکہ انسان مرکب ہی دو چیزسے ایک جسد کہ ابصار چشم سے معلوم ہوتا ہی دوسرے
روح کہ بصیرت دل سے پہچانی جاتی ہی لیکن روح مرتبہ مین جسد سے اشرف ہی اور جیسا کہ جسد ظاہر کیواسطے ہیئت
و صورت ضرور ہی قبیح ہو یا حسن ایسی روح کو بہی ایک ہیئت و صورت ہوتی ہی قبیح ہو یا حسن اوسی ہیئت

فائدہ در تحقیق خلق

روحانی کو خلق کہتے ہین اگر وہ ہیئت اچھی ہوئی خلق حسن ہوا اور اگر ہیئت بد ہوئی خلق قبیح و بد ہوا پس خلق کہتے ہین ہیئت راسخہ نفسانی کو کہ جس سے افعال بلا تکلف بآسانی صادر ہووین نیک یا بد لیکن اگر ایسی ہیئت ہی کہ اوس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہین کہ شرعاً اور عقلاً پسندیدہ ہوتے ہین اوس ہیئت کو خلق حسن بولینگے اور اگر ناپسندیدہ ہوتے ہین خلق قبیح بولینگے لیکن ہر دو شرط کو لصدر خیر در جانا ہے کہ وہ ہیئت نفس مین راسخ ہو نہ ہووے ورنہ اگر کبھی کبھی آدمی سے مثلاً دادودہش بسبب یا وغیرہ اغراض کے صادر ہوئی سخاوت اوسکا خلق نہو کی دوسرے یہ کہ بلا تکلف و بآسانی اوس سے وہ فعل صادر ہو ورنہ اگر بہ تکلف مال خرچ کیا یا حالت غضب مین بمشقت اپنے تئین ضبط کیا سخا و حلم اوسکا خلق نہوگا بالجملہ خلق نام ہے ہیئت باطنیہ کا اور جیسا کہ صورت ظاہر کا حسن مطلق فقط آنکھ کے یا ناک کے یا رخسار کے اچھے ہونے سے حاصل نہین ہوتا ہے بلکہ تمام سراپا حسن چاہیے تب حسن ظاہر کامل ہوگے ایسی باطن مین چار ارکان ہین جب اون چارون مین حسن آویگا تب حسن خلق تمام ہوگا وہ چار یہ ہین قوت علم اور قوت غضب اور قوت شہوت اور قوت عدل قوت علم یعنی دانش معروف بہ نفس ناطقہ و نفس ملکی کہ مبداہی فکر و تمیز و شوق ادراک حقائق کا اوسکا حسن یہ ہی کہ اقوال مین صدق و کذب کو بآسانی جدا جدا پہچان لیوے کہ یہ سچ ہی اور یہ جھوٹھ اور اعتقادات مین حق و باطل مین بآسانی تمیز کر سکے اور افعال جمیل و قبیح مین فرق پہچان سکے جب یہ قوت درست ہوئی آدمی حکیم ہوا کیونکہ حکمت دو قسم ہے حکمت نظری یعنی چیزونکو جسطرح پر کہ نفس الامر مین ہین ویسی جاننا بقدر طاقت بشری کے دوسری حکمت عملی یعنی جیسا کہ چاہیے ہی ویسی کام کرنا بقدر اپنے حوصلہ اور طاقت کے اور قوت غضبی معروف بہ نفس سبعی کہ مبدا ہی خشم و دلیری و تسلط و تکبر و جاہ و دفع مضار کا اوسکا حسن یہ ہو کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ سختی کی جا سختی اور نرمی کی جا نرمی موافق فرمان عقل کے کرے تا کہ جوش نے وقت اور تجاوز حد سے واقع نہووے اور صفت حلم کہ شجاعت اوسکی تابع ہی پیدا ہووے اور قوت شہوت معروف بہ نفس بہیمی کہ مبدا ہی شہوت نکاح و خواہش اکل و شرب و شوق لذائذ و جلب منافع کا حسن اوسکا بھی یہی ہی کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ موافق حکم عقل و حکمت کے حظ حاصل کرے اور اسکے حتی المقدور اتباع ہوا و ہوس نکرے تا کہ صفت عفت کی کہ سخاوت اوسکو تابع و لازم ہی پیدا ہووے اور قوت عدل اوس قوت کا نام ہی کہ جسنے قوت علم کو اول درجۂ اعتدال و توسط پر کرکے ان دونون قوتون غضب و شہوت کو بطور مذکور الصدر کے اسکے تابع کر دیتی ہی اور حد سے متجاوز ہونے نہین دیتی ہی اور جب ان تینون کے ترکیب سے جب ایک حالت اعتدالی خالی افراط و تفریط سے پیدا ہوتی ہی اوسکو فضیلت عدالت بولتے ہین اور وہی خلق حسن ہی اور افراط و تفریط قبیح ہی چنانچہ

افراط قوت غضبیہ تہور ہی اور تفریط جبن ہی یہ دونون خلق قبیح این اور درجہ متوسط شجاعت ہی وہی خلق حسن ہی
ایسے ہی قوت شہویہ کی افراط شرہ اور تفریط کو خمود شہوت کہتے ہین کہ دونون نامحمود ہین اور متوسط عفت ہی کہ خلق
نیک وہی ہی اسیطرح حکمت بھی درجہ میانہ نام اور اوسکی افراط کو جربزی کہتے ہین یعنی بغیر ضرورت وبیموقع
فکریں دوڑانا اور تفریط کو بلہ کہتے ہین یعنی باختیار وارادت استعمال عقل نکرنا نہ کرو حلقت اسیواسطے تمام حکماے
متقدمین ومتاخرین کا اتفاق ہی کہ اصول واجناس فضائل کے چار ہین حکمت وشجاعت وعفت وعدالت اور ہر ایک
اسکے بیشمار ہین اور بعد مشہور کتب اخلاق مین مذکور ہین چنانچہ ذکا وسرعت فہم وصفاے ذہن وسہولت تعلم وحسن
تعقل وتحفظ وتذکر یہ انواع جنس حکمت کے ہین اور نجدت وبلند ہمتی وثبات وحلم وسکون نفس وشہامت وتحمل وتواضع
وحمیت ورقت جنس شجاعت کے انواع ہین اور حیا ورفق وحسن ہدی ومسالمت وصبر وقناعت ووقار وورع
وانتظام وسخا جنس عفت کے انواع ہین اور صداقت والفت ووفا وصلۂ رحم ومکافات وحسن شرکت وحسن قضا وتودد
وتسلیم وتوکل وعبادت جنس عدالت کے انواع ہین اور ضد انکی رذائل وبداخلاق ہین اور کوئی شخص مستحق مدح اور سزاوار تحسین
نہین ہوتا ہی مگر انھین صفات سے جو اوسکی ذات مین ہون نہ اوسکے آبا واسلاف مین اور سوا اسکے اگر کوئی دولت
ومال سے فخر کرے عقلا کے نزدیک قابل اعتبار نہین ہی لیکن دو قسم کی معرفت یہان مشکل ہوتی ہی ایک تو
یہ فضائل چہارگانہ اور انکے فروع اکثر نیز فضائل کے سبب مشاکلت ظاہری مشتبہ ہو جاتے ہین وہان فرق وتمیز کرنا
نہایت دشوار ہوتا ہی اور اکثر لوگونکو دھوکا واقع ہوتا ہی اسواسطے کہ فضیلت اوسے کہتے ہین کہ اوسکا مبدا اچھی فضیلت
ہو نہ رذیلت چنانچہ اکثر لوگ تحصیل علم وحکمت اور تکمیل قوت عاقلہ مین نہایت جانفشانی اور عرق ریزی کرتے ہین
حالانکہ مبدا اور سبب اسکا یہ ہوتا ہی کہ جاہ ومنزلت اور بزرگی ورفعت ونام آوری خلق پیدا کرین پس رذیلت
تکبر اسکا سبب ہوئی یا اسواسطے کہ مال وعیش اور لذائذ اکل وشرب وس علم کے سبب سے حاصل کرین پس
حرص وشہوت اوسکا سبب ٹھہری یہ علم فضیلت نہوا بلکہ رذیلت ہوا کیونکہ مبدا اسکا خراب تھا وہ علم فضیلت ہی
کہ مبدا اوسکا یہ ہو کہ حق وباطل مین تمیز کرون اور پھر باطل سے اجتناب اور حق کو اختیار کرون تاکہ روح انسانی کمال
پاوے اور قابل قرب حضرت الوہیت کے ہووے اسیطرح بعضی لذات وسہولت دنیاوی سے اعراض کرتے ہین
اور سبب اوسکا کچھ اور ایسی فاسد ہوتی ہین اوسکو عفت نہین کہتے یا مال کثیر خرچ کرتے ہین بغرض شہرت کے
بار بار یا طمع جاہ یا ترس یا واسطے دوسرے اغراض دنیاوی کی خاطر سے یہ سخاوت نہین ہی ایسے ہی بعضون سے افعال بنام
شجاعت صادر ہوتے ہین بغرض تحصیل مال کے چنانچہ قطاع الطریق وغیرہ کرتے ہین یا واسطے نام وریا کے

یا بسبب بے صبری کے مصائب پر چنانچہ عمل خودکشی کا کرتے ہین اس سبب کو شجاعت نہ کہینگے بلکہ خالی حمق سے نہین ہے کہ ایسے نفس شریف کو ایسی حسین چیز دن کے واسطے خطرہ ہلاک مین ڈالتے ہین بلکہ شجاع وہ شخص ہے کہ اپنی جان کو حمایت حق اور اعلاے دین الٰہی اور مصلحت دین و جہانی کے واسطے کہ حیات فانی چند روزہ سے بہتر ہے صرف کرے غرضکہ اسیطرح کی صورتین فضائل کی مانند زہد تقویٰ و ریاضات و عبادات شاقہ اور جود و ترک دنیا و توکل وغیرہ بہت سے لوگون سے صادر ہوتی ہین حالانکہ اغراض فاسدہ مثل ریا و سمعہ و حب جاہ و بقاے نام و تحصیل ریاست و پیشوائی اونکے بواطن مین موجود ہوتی ہین کہ اوسپر اطلاع نہایت دشوار ہوتی ہے مگر خاص خاص لوگ بقراین افعال و حرکات پہچان لیتے ہین کہ یہ شخص عاری فضائل حمیدہ اور اخلاق ستودہ سے ہے بلکہ پابستہ بند خواہش ہوا و ہوس نفسانی کا ہے کہ نفس کی دوسری اغراض کے واسطے ان مصائب و تکالیف کو مزدور نفس کا بنکر اوٹھا رہا ہے اعاذنا اللہ من ذلک مشکل دوسری یہ کہ جیسا کہ اضداد فضائل مذکورۃ الصدر کے رذائل و بداخلاق ہین ویسیہی ہر فضیلت کے واسطے ایک حد ہے اور کمال اخلاق یہ ہے کہ تمام فضائل اپنی حدود پر رہین اگر کوئی فضیلت اوس حد سے تجاوز کرے خواہ بجانب افراط یا بجانب تفریط وہ فضیلت رذیلت ہو گئی پس جسقدر کہ اس حد سے بعد و فاصلہ ہوتا جاویگا رذالت بڑھتی جاویگی مثال حد فضیلت کی مانند نقطہ مرکز دائرہ کے ہے کہ دور تر نقطہ محیط دائرہ سے وہی ہوتا ہے اور مثال رذائل کی جیسا کہ نقطے اطراف مرکز کے کہ شمار سے باہر ہین خواہ محیط پر واقع ہون یا داخل محیط کہ بہ سبب بہ نسبت مرکز کے محیط سے نزدیک ہین ایسیہی فضیلت کی ایک حد ہے کہ رذائل سے نہایت بعید ہے اور انحراف اوس حد سے جس جانب کو کہ اتفاق پڑے قریب ہے رذیلت سے اور بعید ہے فضیلت سے اسیواسطے حکما نے کہا ہے کہ فضیلت وسط مین ہوتی ہے اور رذائل اطراف مین پس اس سبب سے مقابلے مین ہر فضیلت کے رذائل لا انتہا ہوتے ہین اور ملازمت فضیلت پر ایسی ہے جیسا کہ ایک خط مستقیم پر کہ درمیان دو نقطون کے ہو چلنا اور ارتکاب رذائل ایسا ہے جیسا کہ اوس خط مستقیم سے انحراف کرکے اطراف کے خطوط غیر مستقیم پر چلنا اور ظاہر ہے کہ دو حد کے درمیان خط مستقیم ایک ہوا کرتا ہے فقط اور خطوط غیر مستقیم غیر متناہی ہوتے ہین اسی سبب سے استقامت طریق فضیلت پر ایک نہج پر ہوتی ہے اور واسطے انحراف اوس نہج کے طور بے شمار ہوتے ہین اسی سبب سے التزام طریق فضائل مین نہایت صعوبت واقع ہوتی ہے اور ارتکاب رذائل بغایت نفس پر آسان ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ حُفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنی طریق جنت کے نفس پر سخت و مکروہ ہین اور طریق دوزخ کے نفس کے مرغوب ہین اور اسی سبب سے کہتے ہین کہ خدا کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور صراط مستقیم کی مثال یہی ہے کہ جو شخص اوسپر برابر چلا اوسپر بھی برابر اوترےگا اور اگر اس سے پھسلا اوس سے بھی

پہنچیگا اور جہنم میں کہ مانند رذائل کے مجملہ ہی اور انھین کا ثمرہ ہی واقع ہوگا اور ظاہر ہو کہ یہ مرکز وخط مستقیم انسان کا
کمال اعتدال اور نہایت اخلاق ہی اخلاق حضرت قبلہ گاہی رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین کہ آیۂ اِنَّکَ
لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اونکی شان ہین ورد ہی اور ذات عالی صفات آنحضرت کی جمیع اخلاق تمام انبیا و مرسلین کی
بلکہ متمم و مکمل اون اخلاق کی واقع ہوئی کیونکہ حضرت کو امر الٰہی ہوا کہ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہ یعنی انبیا ما قبل کی پیروی
اختیار کرو اور ظاہر ہی کہ حضرت سے نافرمانی امر الٰہی کا غیر متصور ہی پس لازم آیا کہ حضرت قبلہ گاہی رسول الٰہی نے
سب اخلاق و سیر تین انبیا سابقین کی حاصل فرمائین اور چونکہ بعضے اخلاق باقی تھے اونکو بھی تمام و کامل
فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی بھیجا گیا مین تاکہ کامل کرون اخلاق بزرگ کو و بقول
در قائل شعر حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری * آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری * پس ابواب سعادت طلبی کا
منحصر ہو گیا حضرت کے طریق و روش اختیار کرنے پر چنانچہ فرمان ناطق نازل ہو چکا کہ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ
دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ یعنی جو شخص کہ سوا اسلام کے کوئی دین ڈھونڈھیگا ہرگز قبول نکیا جاویگا اور سب بلکہ انبیا
اولوالعزم کو بھی سوا پیروی حضرت کے کچھ چارہ نہین ہی چنانچہ فرمایا لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ
یعنی اگر ہوتے موسی علیہ السلام زندہ نہ گنجایش رکھتی اونکو سوا پیروی میری کے اور عیسی علیہ السلام کا اوترنا اور
حضرت کی پیروی کرنا خود مانند آفتاب کے روشن ہی پس جو شخص کہ حضرت سے ان اخلاق مین جسقدر قریب
و مشابہ ہی وہ اسی قدر رضاے آفریدگار سے بھی قریب ہی اور جسقدر کہ اخلاق محمدی سے دور ہی اوسی قدر قرب حضرت
الوہیت سے بھی دور ہی اور جو شخص کہ جامع ہی کُلًّا ان اخلاق کا مستحق اس امر کا ہی کہ خلق مین بمنزلہ فرشتے
مطاع کے رہے کہ سب خلق اوسکی طرف رجوع کرے اور جمیع افعال مین اوسکی اقتدا کرین اور جو شخص کہ ان سب
اخلاق سے جدا ہو گیا اور انکے اضداد سے موصوف ہوا وہ مستحق اس بات کا ہی کہ بلاد و عباد میں سے نکل جاوے کیونکہ وہ
شیطان لعین سے قریب ہو گیا بالجملہ واجب یہی ہوا کہ تمام اخلاق مین اخلاق محمدی دستور العمل مقرر کیے جاوین
اور اونھین کی اقتدا کی جاوے بلکہ مستدل مہدوی نے دلیل مذکورۃ الصدر مین جو عبارت تفسیر کاشف المعانی کی
نقل کی ہی اوسمین جابجا مصرح ہی کہ اقوال و افعال ہر نبی کے موافق کتاب انبیا سابقین کے اور مطابق روش
انبیا سابق و رسل کے چاہیے ہوتے تھے اور اس امت مین اخلاق ولی کے مطابق اخلاق انبیا کے چاہیے ہین
اور ضرور ہی کہ جو خبر کہ ولی دیتا ہی شرع اوسکو قبیح نجانتا ہو بلکہ حکما یونان بھی اخلاق مین اتباع شرع آسمانی
کی ضرور و لابد سمجھتے تھے چنانچہ اخلاق ناصری مین لکھا ہی کہ کتاب نیقوماخیا مین کہا ہی کہ ناموس اکبر بعد تعالی

کی طرف سے ہی اور ناموس دوم طرف سے ناموس اکبر کے چاہیے اور ناموس سوم وینا رہی پس ناموس خدا عزوجل یعنی قانون
تدبیر و سیاست پیشوا سب ناموسونکا ہی اور ناموس دوم حاکم ہی کہ اوسکو پیروی ناموس الٰہی کی چاہیے کرنا اور ناموس
سوم اقتدا کرے ناموس دوم کی اور تنزیل قرآنی سے بھی یہی معنی سمجھے جاتے ہین چنانچہ فرمایا کہ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ
الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ الآیہ آمدم بر سر مطلب کہ مدار و اصل محک
و مقیس علیہ و واسطے تمیز و شناخت اخلاق حسنہ کے اخلاق و سیرت محمدی اور شریعت آنحضرت کی ٹھہری کہ اول یہ بات
ثابت ہو جاوے کہ اخلاق و احوال اس شخص کے موافق کتاب و سنت کے ہین تب وہ اخلاق دلیل اوسکی ولایت پر
ہونگے پس ثبوت ولایت موقوف ہوا مطابقت اخلاق پر کتاب و سنت کے ساتھہ اب شیخ جونپور کا احوال سننا چاہیے
کہ شیخ موصوف بولتے ہین جیسا کہ اونکے عقیدہ شریفہ مین لکھا ہی کہ جو حدیث کہ موافق حال اس بندے کے ہو وہ صحیح ہی
اور جو حکم و بیان کہ تفاسیر وغیرہ مین مخالف بیان اس بندے کے ہی وہ صحیح نہین ہی اور جو اعمال و بیان کہ اس بندے سے
ہین تعلیم خدا اور اتباع مصطفی سے ہین اور ہم کسی مذہب کے مقید نہین ہین اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم
کرے چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول علیہ السلام سے بیچ احوال و افعال ہماری کے ڈھونڈھے اور فہم کرے
انتہی یہ اولٹا معاملہ ہوا کہ کتاب و سنت کو اپنے مطابق ہونا چاہتے ہین پس ثابت ہوا کہ انکا حسن اخلاق ثابت
نہین ہو سکتا ہی کیونکہ بنا اثبات حسن اخلاق مطابقت کتاب و سنت پر اور یہان وہ مفقود ہی بلکہ کتاب و سنت کا
اثبات اپنی مطابقت پر موقوف جانتے ہین اور اوسپر طرہ یہ ہی کہ بولتے ہین کہ اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم کرے
چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول سے احوال و افعال ہمارے بیچ ڈھونڈھے حالانکہ اتباع رسول سے ابھی خود انکار کیا کہ حدیث
رسول کو اپنا تابع ٹھہرایا اب اتباع رسول کیونکر ثابت ہو سکتی ہی اور کلام خدا کی اتباع بھی ثابت نہین ہو سکتی ہی
اسواسطے کہ جو معنی کلام خدا کے صحیح مروی حسب تفسیر سے بیان کیے جاوینگے اور وہ مخالف شیخ کے ہونگے
بولینگے کہ یہ صحیح نہین ہین صحیح وہ معنی ہین کہ جو موافق بیان و احوال اس بندے کے ہین پس تابع کلام خدا کے
نہوے بلکہ کلام خدا کو اپنی خواہش کے تابع چاہتے ہین وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ الآیہ اگر کہین کہ قرآن کو ہم اپنے تابع نہین کرتے ہین بلکہ قرآن کے معنی کو ہم اپنے
تابع کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ قرآن عبارت عربی ہی اوسکے معنی ضرور چاہیے کرنا اور جب کوئی معنی موافق
قاعدے عربیت اور روایت کے کریگا تم کہوگے کہ روایت ظنی ہی اور میرا بیان قطعی ہی جو معنی کہ میرے
مخالف ہین غلط ہین چنانچہ اس قسم کے معانی اپنے عقیدے کے موافق اکثر انھون نے کیے ہین کہ کچھہ

مذکور ہو چکے ہیں اور باقی آیندہ آوینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور چونکہ اتباع قرآن کی نا معنی پر ہے جب کہ معنی کا اعتبار
اپنے بیان پر ہوا اتباع اپنی ہوئی نہ قرآن کی اور آپکے بیان کا قطعی ہونا اور اتباع قرآن پر موقوف تھا جبکہ
اتباع قرآن اور اسکی قطعیت بیان پر موقوف ہوا اور دور محال لازم آیا اور یہی تقریر اتباع احادیث میں بھی ہے کہ تمھاری
ولایت جب ثابت ہوگی کہ تم اپنے اخلاق کو مطابق احادیث کے ثابت کر دوگے یعنی جب تک کہ تمھارے اخلاق
مطابق احادیث کے نہونگے قابل اعتبار کے نہونگے اور ولایت ثبوت کو نہ پہونچے گی پس یہ کہنا کہ جو حدیث میرے
احوال و اخلاق کے مطابق ہے وہ صحیح ہے باقی غلط نہایت بے موقع ہے کیونکہ ابھی اخلاق بمطابقت ان احادیث کے
پایۂ اعتبار کو کہاں پہونچے ہیں کہ محک صحت احادیث کا ٹھہرائے جاویں خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ثبوت اخلاق حسنہ
موقوف ہے مطابقت احادیث و تفاسیر صحیحہ پر اب یہ کہنا کہ ثبوت احادیث و تفاسیر موقوف ہے انھیں اخلاق
حسنہ پر دور محال ہے کہ کوئی عاقل نہ کہے گا اگر کہیں کہ وہ احادیث و تفاسیر جن پر ثبوت اخلاق موقوف ہے وہ اور ہیں
اور جنکا ثبوت کہ اخلاق پر موقوف ہے وہ دوسرے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ ثبوت اخلاق اونھیں احادیث و تفاسیر صحیحہ سے
کیا جاتا ہے کہ جسمیں ذکر اخلاق کا ہے اور اپنے اخلاق و احوال کے مطابق کرکے بھی وہی احادیث و تفاسیر پرکھی
جاویں گی کہ جسمیں ذکر اخلاق ہے ورنہ یوں کہنا ہوا کہ جو حدیث و تفسیر کہ اوسمیں ذکر آسمان و زمین کا ہو وہ بندے
کے حال کے موافق نہو وہ غیر صحیح ہے یہ نہایت نامعقول ہے اور اگر کہیں کہ احادیث متواترہ قطعیہ اور آیات
قطعیہ کہ جنکی صحت میں کلام نہیں ہے اخلاق شیخ کے اول اونکے مطابق ہو کر مثبت ولایت ہو گئے بعد
اوسکے احادیث و تفاسیر ظنیہ کی صحت مطابقت اخلاق مذکورہ پر کہ دلیل قطعی ہیں موقوف ہے جواب
اسکا یہ ہے کہ احادیث غیر متواترہ ظنیہ کہ اونمیں بعضی مشہور اور بعضی آحاد صحیح ہیں بالاتفاق سب قابل استدلال
و مفید ظن ہیں خصوصاً فضائل اعمال میں کہ احادیث ضعیفہ بھی مقبول ہیں چہ جائے صحیحہ کے بلکہ خود مہدویوں کی
کتاب انصاف نامے کے باب نہم میں مضمرات سے نقل کیا ہے کہ جو شخص خبر واحد اور قیاس کا انکار کرے اور کہے
کہ وہ حجت نہیں ہے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے پس جب یہ احادیث مفید ظن ہیں اب اگر بعضے اخلاق یا
مہدویت کہ ان احادیث میں مذکور ہیں اور شیخ جونپوری میں مفقود ہیں تو لامحالہ ظن اسبات کا ثابت ہے کہ شیخ ناقص
الاخلاق ہیں اور مہدی نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ اس ظن کے ہوتے ہوئے قطعیت کمال اخلاق یا ثبوت مہدیت
کی فاسد و باطل ہے کیونکہ قطعی و یقینی وہ امر ہوتا ہے کہ اوسکے جانب مخالف کا ظن بلکہ وہم بھی نہو اور تقسیم اسکی
یہ ہے کہ ہر خبر دو حال سے خالی نہیں ہے یا اوسمیں احتمال مضمون مخالف کا ہے یا نہیں ہے اگر ہے اور اس خبر کے برابر

قوت مین اوسکو شک کہینگے اور اگر دونون مین ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہی تو غالب کو ظن اور مغلوب کو وہم کہتے
ہین اور اگر اوس خبر مین احتمال مضمون مخالف کا بالکل نہین ہی تو اوسکو جزم کہتے ہین اب اسکے بھی دو حال ہین
کہ یا واقع کے موافق ہی یا مخالف اگر مخالف ہی تو وہ جزم جہل مرکب ہی اور اگر موافق ہی تب بھی دو حال ہین کہ
کسیکے اغوا اور فہمایش سے وہ اعتقاد زائل ہو سکتا ہی یا نہین اگر ہو سکتا ہی تو وہ تقلید ہی اور اگر زائل نہین ہو سکتا ہی
تو یقین ہی اب ظاہر ہی کہ جب شیخ کے اخلاق کہ دلیل تھے ولایت و مہدویت کے اونکی جانب مخالف مدلل بدلائل
ظنیہ یعنی بدلل احادیث آحاد و مشہورہ ہوے دعوی بکمال اخلاق اور ولایت و مہدویت کا جزمی و یقینی ہرگز نرہا بلکہ
مظنون یا مشکوک یا موہوم ہو گیا اب اس گمانی اخلاق و ولایت سے احادیث و تفاسیر کو کہ جسپر نوسو برس سے
امت کا عمل چلا آتا تھا رد کر دینا کسقدر بے باکی و جرأت ہی خدا اور رسول پر کہ کوئی ایماندار اوسکا روادار نہو گا۔
دوسرا جواب یہ ہی کہ بہت سے اخبار ظنیہ مشترک المعنی جب مجتمع ہو جاتے ہین تو وہ معنی قطعی ہو جاتے ہین چنانچہ
متواتر کی حقیقت یہی ہی کہ بہت سے اخبار آحاد جب ایک بات پر متفق ہوئین وہ بات مرتبہ یقین کو پہونچ گئی اگرچہ ہر
واحد جداگانہ ظنی تھی مثال اوسکی محسوسات مین یہ ہی کہ رسی بالون کی بسبب اجتماع و اتفاق بالون کے کسقدر قوی
و مضبوط ہو جاتی ہی حالانکہ بجز بالون کے اوسمین اور کچھہ نہین اور ہر ہر بال علیحدہ نہایت ضعیف تھا اور یہ متواتر
دو قسم ہی ایک یہ کہ لفظ خبر بھی تمام روایات مین متغیر نہو و اوسکو متواتر اللفظ والمعنی بولتے ہین دوسری یہ کہ الفاظ روایات
کے مختلف ہووین لیکن کسی ایک معنی کے ادا کرنے مین وہ تمام روایات متفق رہین اور حد تواتر کو پہونچ جاوین
اوسکو متواتر المعنی کہتے ہین وہ بھی قطعی ہوتی ہی چنانچہ یہان بھی ایسی واقع ہوا ہی کہ صدہا احادیث و آثار علامات
مہدی آخر الزمان کے بیان مین وارد ہین کہ رسائل علما حدیث مثل عقد الدرر اور القول المختصر فی علامات
المہدی المنتظر اور البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان اور العرف الوردی فی اخبار المہدی
وغیرہا کے اون احادیث و آثار سے مملو ہین چنانچہ ایک رسالہ قول مختصر مین فقط شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے
دو سو علامات مہدویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے نقل کی ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ جونپوری
مین بالکل مفقود ہین حتی کہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا یا باپ کا نام عبد اللہ ہونا کہ سوا اسکے نادر الورود اور
کثرۃ الوجود ہے اسقدر بھی اوس بزرگوار کے حق مین ثابت نہو سکا ہی چہ جاے علامات نادرۃ الوجود کے جیسا کہ دلائل
سابقہ مین بشرح و بسط مذکور ہو چکا الیس یہ روایت اسبات پر دال ہی کہ شیخ متنازع فیہ مین علامت مہدویت
کی مفقود ہی اور اس مقدمے کو دوسرا مقدمہ لازم ہی کہ شیخ دعوی مہدویت مین کاذب ہی یہ دونون مقدمے صحیح ہین اور

علامت مہدیت ہونا بالتخصیص وتعیین علامات اور دعوی مہدیت مین کاذب ہونا قد درست کرے تمام روایات مین آئی
ظاہر ہی کہ تمام روایات علامات قدر مشترک کے حق مین بسبب تواتر ہین پس قدر مذکور متواتر و قطعی ہی کی اور دلیل قطعی بطلان دعوی شیخ کا ثابت
ہوا اور کذب بھی کہ تمام ادیان مین گناہ و خلق بد ہی ثابت ہوا پس حسن اخلاق قطعی نہ ہوا بلکہ بطلان اسکا قطعی ہوا پس ایسے
اخلاق کو جو کہ احادیث حضرت صادق و مصدوق کا ٹھہرانا محال شرعی ہی جواب تیسرا جواب یہ کہ اس زمانہ مین
بہتاسی بر سبب بعثت قلم مین اہل سنت و جماعت مین مہدی بلکہ ہزار ہا ایسے کاملین صاحب اخلاق حمیدہ گذرے
ہین کہ تمام قطعیات و ظنیات احادیث پر عمل کر سکے کوئی دقیقہ دقائق اخلاق واجبہ و مسنونہ بلکہ مستحبہ و مندوبہ
سے بھی فرو گذاشت کیا ہی اور بعد کرامات باہرہ و خوارق ظاہرہ ہوگئے ہین پس حضرات جیسا کہ شیخ جونپوری
سے کمیت مین زیادہ ہین کیفیت مین بھی زیادہ ہین کیونکہ شیخ قطعیات کے فقط عامل ہین اور یہ حضرات تمام
قطعیات و ظنیات کے عامل ہین اور ہر قسم کے خلق محمدی کے متصف ہین خواہ روایت قوی سے ثابت ہو یا
ضعیف سے پس انکے اخلاق کی جانب غالب ہوئی اور یہ سب شیخ مذکور کے باب مہدیت مین تکذیب کرتے تھے
پس بموجب اقرار مہدویہ نکلے کہ اخلاق کو دلیل قطعی جانتے ہین شیخ مذکور کا کذب قطعی ہوا جواب چوتھا یہ
کہ صحابہ کرام سے لیکر آج تک کسی صحابی یا امام یا مجتہد یا عالم یا عارف یا غوث یا قطب نے یہ دعوی نہین کیا کہ
میرے اخلاق ایسے کامل ہین کہ اب جو حدیث کہ میرے حسب حال ہو وہ صحیح ہی باقی سب غلط ہین پس دعوی بدعت
ہوا اور بدعت بلاشبہ اخلاق سیئہ سے ہی نہ اخلاق حسنہ سے جواب پانچوان یہ کہ شیخ مذکور کا دعوی یہ
بھی ہی کہ مین تابع تام رسول خدا کا ہون کہ میرا قدم اتباع آنحضرت مین ایسا ثابت ہی کہ سر مو تجاوز نہین کرتا ہون
اور بخوبی روشن ہی کہ اتباع تام جب ہوگا کہ تمام سنن و اخلاق محمدیہ پر عمل ہووے اور چونکہ اجناس اخلاق چار ہین جیسا کہ مذکور
ہوئے اور فروع انکے بیشمار اور تحقق اجناس ضمن فروع مین ہوتا ہی اور فروع باخبار ظنیہ مروی ہین کیونکہ احادیث کو
سوائے چند حدیث کے متواتر نہین ہی اور قرآن مین بھی تفصیل تام نہین ہی بلکہ بطور اصول اجمال کے مذکور ہین
اور جب کہ تفصیل احادیث ظنیہ مین ہو اور جسوقت فقط قطعیات پر اختصار ہوا اسوقت تابع تام نہوئے بلکہ
تابع ناقص ہوئے اور دعوے اتباع تام مین کاذب ہوئے اور کذب قطعا اخلاق بد سے ہی پس بد اخلاق ہونا قطعی ہوا
نہ خوش اخلاق ہونا جواب چھٹا یہ کہ قرآن سب قطعی ہی اور عمل بالقرآن کے یہ معنی ہین کہ قرآن کے معانی پر عمل کرنا
اور معنی انھین تفاسیر مروی سے کہ آنحضرت اور صحابہ کرام سے مروی ہین معلوم ہوتے ہین پس صحت اخلاق موقوف
ہوئی عمل بالقرآن پر اور عمل بالقرآن موقوف انھین تفاسیر کی صحت پر اب اگر صحت ان تفاسیر کی موقوف

اخلاق پر ہو و متقدم کا مؤخر ہونا اور موقوف علیہ کا موقوف ہونا لازم آتا ہی اور دور محال ہے اب بعد اسکے بعض
وہ اقوال و افعال شیخ جونپور اور اونکے خلفا کے گذارش کرنے مین آتے ہین کہ جنکا منشا اور مبدا اخلاق بد واقع
ہوئے ہین اسیواسطے ہر ایک کی تعبیر بد خلقی کی گئی ہی تاکہ ناظرین بالانصاف پر ظاہر ہووے کہ باوجود اس دعوی اتباع
کے غیرت کے متقدمہ اخلاق مین کس قدر انکے اقوال و افعال مخالف قطعیات قرآن کے بھی ہین اور مخالف احادیث کے
بھی ہین اور کس درجہ اتباع قرآن اور سنت حضرت رسالت پناہ سے دور پڑے ہین اور معلوم ہووے کہ قول انکا کہ ہم کسی امر
قطعی متواتر کے خلاف نہین کرتے ہین دعوی بے اصل ہے بلکہ قطعی متواتر کے بھی خلاف کرتے ہین اور سنت
نبوی غیر قطعی کے بھی مخالف چلتے ہین بد خلقی اول نسبت مال غیر مین بدترین صفات سے ہی اور تمام
ادیان و مذاہب مین اسکا گناہ و معصیت ہونا یقینیات سے ہی اور نص قرآنی بھی اسکی نہی پر دال ہے کہ وَلَا
تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ الآیہ یعنی اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپسمین ناحق الآیہ اور سوا
اسکے اور بہت سی آیات اور احادیث دال ہین اسبات پر کہ کسی مسلمان یا کافر ذمی کا مال کھانا حلال نہین ہی
اور چونکہ یہ مقدمہ سب عالم مین یقینیات سے ہی زیادہ نقل دلائل کی حاجت نہین ہی خصلت شیخ جونپور کی اسبات مین
نقل کیا جاتا ہے وہ یہ ہی کہ انصاف نامے کے آٹھوین باب مین مذکور ہی کہ بی بی شکر خاتون اور چند شخص دوسرے میران کے
پاس سے ٹھٹھہ کو روانہ ہو گئے میاں نظام لب آب تک بطور مشایعت کے انکے ہمراہ گئے اون لوگون نے چند ڈوکرہ کہ سکہ
اس بلاد کا تھا اسواسطے کرایہ کشتی کے انکو دیے تھے میاں نظام ڈوکرہ کو فراموشی سے وقت مراجعت کے
اپنے ساتھ واپس لے آئے جب دوسرے روز یاد آیا چاہا کہ امانت مذکور اوسکے مالک کو کنارے آب پر جاکر پونچا نا
انکے مہدی نے منع کیا اور کہا کہ نخورید یعنی کھاؤ اور نوش جان فرماؤ اگر حق تعالی اسکی پرسش فرماوے اوسوقت میرا
دامن پکڑ لینا کیونکہ یہ لوگ وگردان ہو کر جاتے ہین اگر حق تعالی قوت دیوے جو کچھ انکے پاس ہی مار کر سب مین
چھین لیوین مصنف کتاب بعد اسکے لکھتا ہی عزیزیہ لوگ مہدویت سید محمد سے برگشتہ ہوئے تھے لیکن صحبت
چھوڑ کر اپنے اقربا کے واسطے گجرات کو جاتے تھے انتہی اور واضح ہو کہ یہ حکم شیخ مذکور کا جیسا کہ آیت مذکورۃ الصدر کے مخالف
ہی اس آیت کے بھی مخالف ہی إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا۟ ٱلْأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا یعنی بتحقیق اللہ تعالی فرماتا ہی
تمکو کہ ادا کرو امانتونکو طرف اہل امانات کے سیر آیات و احکام کہ خداوند عالم کے نازل کیے ہوئے ہین شیخ نے اونکے
مخالف حکم کہا اور جو کہ اللہ تعالی کے نازل کیے ہوئے احکام کے موافق حکم نکرے اوسکے حق مین اللہ تعالی
قرآن مجید مین تین جا پر وعید شدید فرماتا ہی کہ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ وَ

بد خلقی اول در مال غیر مین تصرف کرنا کہ یقینا حرام ہی چنانچہ شیخ جونپور اور اسکے مرد ... آیات و احادیث دال ہین ...

لَمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی
اور جو لوگ کہ حکم نکریں موافق نازل کیے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پس وہ لوگ کافر ہیں ظالم ہیں فاسق ہیں اگر کوئی کہے کہ شاید
شیخ مذکور کے دین آئین میں ترک صحبت و فاقت کا مال کھا جانا حلال ہو جاتا ہوگا اسواسطے فرمایا کہ تجویز جواب اسکا
یہ ہے کہ شیخ موصوف کا دین آئین اگر مطابق ہے آئین دین محمدی کے تو لازم آئی مخالفت آیات مذکورہ الصدر کی اور اگر
الگ دین آئین کچھ شرع جدید جیسے تازہ تسلیم سجادۂ فقیر سے تو لازم آئی مخالفت اس آیت کی کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ
دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنی آج کے دن کامل کر دیا میں نے واسطے
تمھارے دین تمھارا اور تمام کر دیا تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمھارے اسلام کو دین یہاں بھی جاننا چاہیے
کہ دین محمدی کامل ہو چکا ہے اوس میں کسی امر کی کمی بیشی ممکن نہیں ہے اور دین پسندیدہ خدا کے پاس اسلام ہے اور دین
اسلام میں پرایا مال کھانا حرام ہے اور اس آیت کے مخالفت بھی لازم آتی ہے کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ
وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں اور خاتم النبیین ہیں کہ بعد کے
کوئی پیغمبر ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ دین جدید و احکام تازہ نکالے کہ شریعت محمدیہ کو منسوخ کرے اس امر میں
مہدوی بھی ہمزبانی متفق ہیں چنانچہ آیندہ آویگا انشاء اللہ تعالیٰ علاوہ یہ ہے کہ مہدی مذکور کا خود اقرار موجود ہے
کہ مال مسلمانونکا اگرچہ میر مہدویت کے منکر ہوں لیا حلال نہیں ہے چہ جائے معتقدین مہدویت سے چنانچہ
اوسی انصاف نامہ کے باب پنجم میں مذکور ہے کہ میران مذکور نے کہا کہ جو لوگ کہ کلمہ گو ہیں اونسے جزیہ لینا نہ چاہیے
اور اونکی عورتوں سے بے نکاح تصرف نہ چاہیے کرنا اسقدر حرمت کلمے کی رکھنا چاہیے اور میاں جی مدنیہ بعد جنگ کے جو کچھ اسباب
مخالفین کا دلیا اور پھر اسیو نکو لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان میں سر حد ولایت مسلمانان ہے جو کچھ
تمیزوں سے کچھ ملیا جب ملک کفرستان میں پہنچے حالت اضطرار میں لینے کی اجازت دی اتنی پس ثابت ہوا کہ یہ
دوکری سنگا نہ کھا جائیگا صرف از راہ قوت غضبیہ یا شہویہ تھا کسی دین آئین سے طرہ یہ ہے کہ مال غیر میں تصرف
کرنا حرام جانا بلکہ بھی مستوجب حرمت و عقوبت ہے اور یہاں تو معاملہ اوس سے بھی بدتر ہوا کہ شیخ موصوف اوس تصرف
حرام کو حلال جانتے ہیں چنانچہ اونکی تقریر مذکور الصدر سے ظاہر ہے سبحان اللہ اس اخلاق پر بولتے ہیں کہ میرے اخلاق پر
احادیث رسول اللہ کو آزمایا کرو بد خلقی ہی وہم کذب و افترا بدترین صفات سے ہے خصوصاً افترا خدا تعالیٰ پر کرنا کہ
ایک بات حق تعالیٰ نے اپنے تئیں نہیں بتلائی ہے اوسمیں دعویٰ غیب دانی کا کرنا چنانچہ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ یعنی اوس سے زیادہ کون ظالم ہے جسنے کہ اللہ تعالیٰ پر افترا کیا کسی دروغ بات کا

[illegible]

فمن اظلم ممن کذب علی اللہ یعنی پھر کون ظالم تر اوس سے ہے کہ جسنے جھوٹھ بولا اللہ تعالی پر اور حدیث شریف
مین ہے کہ من تشبع بما لم یعط کان کلابس ثوبی زور یعنی جو شخص کہ تبلاوے وہ چیز کہ اوسکو عطا نہین ہوئی ہے وہ
مانند اوس شخص کے ہے کہ دو کپڑے زور کے پہنے ہے یعنی سراپا جامہ زور کا رکھتا ہے کیونکہ عرب کا سراپا لباس دو کپڑون یعنی
تہبند اور چادر مین ہو جاتا ہے اور قول زور اسقدر بڑا گناہ ہے کہ قرآن مجید مین اوسکو شرک اور بت پرستی کے ہمراہ کرکے بیان
فرمایا ہے کہ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنی کنارہ پکڑو ناپاکی سے کہ بت ہین اور کنارہ
پکڑو قول زور سے حالانکہ شیخ جونپوری نے کنارہ نہ پکڑا چنانچہ انصاف نامے کے باب ہجدہم مین لکھا ہے کہ میران سے پوچھا
گیا کہ یاران مہدی کو حضرت عیسی سے ملاقات ہوگی فرمایا کہ بعضے شخصونکے تئین ملاقات ہوگی اور یہی نقل ہے سید محمود اور سید
خوندمیر اور میان نعمت اور میان دلاور اور سوا اونکے اور اکثر مہاجرین سے کہ ان سب نے میران سے پوچھا کہ کسان
مہدی کو حضرت عیسی سے ملاقات ہوگی فرمایا ہان ہوگی پس مشہور تر یہی نقل ہے اور میان ملک جیو نے کہا کہ ہم کیا
جانتے ہین کہ کتنے شخص مہاجران مہدی ہین کیونکہ میران بہت ملک پھرے ہین بہت آدمیونکو فیض پہنچا ہے
خدا جانے کہ کہان ظہور ہوگا انتہی اس کلام سے بخوبی ظاہر ہے کہ مراد یاران و مہاجران و کسان مہدی سے ایک ہے یعنی یاران
و صاحبان بلاواسطہ اور اسی سبب سے میان ملک جیو کو توجیہ کرنے کی حاجت ہوئی کہ بولے کہ میران چونکہ بہت
ملک پھرے ہین اور اصحاب اونکے متفرق ہین شاید کسی ملک والے طویل العمر ہوکر ملاقات کرلیوین ورنہ اگر مراد یہ ہوتی
کہ اس مذہب والے ملاقات کرینگے یا نہین تو خود اس سوال کی حاجت نہ تھی کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ آخر تابعان مذہب ہمیشہ
اور اولاد و احفاد اونکے مدت تک رہینگے پھر ملاقات حضرت عیسی مین کیا شبہہ تھا کہ سوال کرتے اور اپنے مذہب کو
باوجود اصل اسلام جاننے کے کب گمان کرتے ہونگے کہ چند روز مین اسکا اثر و نشان باقی نرہے اور حضرت عیسی سے
شاید کہ ملاقات نہووے تاکہ اس اشکال کو حل کرتے اور لفظ یاران و مہاجران کی اضافت طرف مہدی کے صاف دال
تخصیص ہے ہی موافق قاعدہ مقررہ کے یعنی خاص مہدی کے یار و اصحاب بلاواسطہ اور بدخلقی سوم صاف اسی معنی کی
مؤید ہے پس ثابت ہوا کہ یہ بزرگ معتقد علم غیب مین محض قیاس و گمان سے بے الہام و اعلام الہی کے ایک پیش گوئی کر بیٹھے
کہ وہ سراسر واقع کے خلاف نکلی کیونکہ ظاہر ہے کہ عیسی علیہ السلام ابھی تک نازل نہوے اور تمام اصحاب شیخ مذکور کے تمام
ہو چلے اگر کوئی باقی ہے تو ثابت کرین چار سو برس کے عمر والا مہدی کا یار کہان چھپا ہوا حضرت عیسی سے ملنے اور اپنے
شیخ کو سچا کرنے کے واسطے بیٹھا ہے کہ نزول مین ہے یا دھارواڑ مین ہے جنگل گری مین ہے یا بارطواڑ مین ہے اور کیا باعث ہے
کہ ان ہیونکی کہ اوسکے سامنے کل کے تیکھے ہین اقتدا کرتے ہین اور اوس امر اصل اصول کیطرف متوجہ نہین ہوتے ہین

بدخلقی سوم کہ دوم مذکور کی ہم جنس ہے اور اسکو بخوبی ثابت و روشن کرتی ہے اور وہی مخالفت قرآن اور
استحقاق وعید کہ اسکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہے انصاف نامے کے باب ہجدہم میں لکھا ہے کہ میاں خوندمیر نے
کہا کہ میں آج کی رات متوجہ تمام بیٹھا تھا اور میران کو بچشم خود دیکھتا تھا میںنے پوچھا کہ میران جیو مہتر عیسی
کس وقت آوینگے فرمایا نزدیک بعد سوال کیا میںنے کہ آپ سے ساٹھہ برس بعد آوینگے کہا کہ نزدیک پھر
میںنے پوچھا کہ آپ کے پچاس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا میںنے کہ آپ سے چالیس برس کے بعد کہا نزدیک پھر پوچھا میںنے
کہ آپ سے تیس برس پیچھے کہا نزدیک پھر سوال کیا میںنے کہ آپ سے بیس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا میںنے
کہ آپ سے دس برس بعد آوینگے فرمایا کہ نزدیک ہے دیکھو مہتر عیسی حاضر ہیں پوچھ لیو بعدہ میاں مذکور کہتے ہیں کہ بندے
نے مہتر عیسی سے بہت چیزیں پوچھیں مگر یہ فراموش ہو گیا کہ پوچھوں کہ تم کب آؤگے اور اس حکایت کا شاہد یہ ہے
کہ بعد بیس برس کے کم و بیش اوس میں شیخ محمد خراسانی نے دعوی عیسی کا کیا تھا انتہی سیاق اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں
خوندمیر کو بعد انتقال میران کے حالت مکاشفے میں اس گفت وشنود کا اتفاق پڑا ہے پس معلوم ہوا کہ میران بوجہ انتقال کے
بھی اسقدر شوق پیش گوئی کا رکھتے ہیں کہ اوس عالم سے بھی کام اپنے خاص الخاص خلفا پر نمودار ہو کر ایسی
ونے محل پیش گوئیان کرجاتے تھے یا میان خوندمیر کی چالاکیاں ہیں کیونکہ کذلک ینشأ لینۃ فو
عرقہا وحسن نبات الارض من کرم البذر اور تعجب کی جا ہے کہ آمد عیسوی کا سوال میران سے اس
جد و جہد کے ساتھہ کیا اور جب خود لقائے عیسوی میسر ہوئی سب کچھہ پوچھا اور یہی اصل بات بھول گئے اور واضح ہو کہ اعداد
مذکورہ عبارت بالاتمام تحدید و تعیین پر دال ہیں نہ تقلیل و تکثیر پر مانند ان تستغفر لہم سبعین مرۃ اور ولتنظر
نفس ما قدمت لغد کے کہ یہان یہ موقع نہیں ہے اسواسطے کہ سبعین و غد وغیرہ واسطے تکثیر و تقلیل کے
محاورے میں مستعمل ہیں نہ دس اور بیس اور تیس اور چالیس اور پچاس و ساٹھہ جسوقت کہ یہ ترتیب تعداد پوچھی جاوین
کہ وہان صاف تعیین مراد ہوتی ہے دوسرے یہ کہ یہ اعداد عبارت سائل میں ہیں کہ خوندمیر ہیں مذکور ہوے ہیں عبارت مجیب میں
اور ظاہر ہے کہ سائل سوال تعیین کا کرتا ہے پس جواب بھی اسی پر محمول ہوگا یعنی نزدیک ہے اس عدد سے بھی نہ یہ
مطلق نزدیکی پر دلالت کرے کہ خلاف قرینے سوال کے ہے پس صاحب انصاف نامہ کا اسکو ولتنظر نفس لغد
پر حمل کرنا ہی غلط ہے اگر یہی معنی ہوتے کہ مانند قیامت کے قریب ہے تو مصنف انصاف نامے سے پہلے میان خوندمیر سمجھتے
کہ خود سائل مزاج دان تھے پھر ساٹھہ و پچاس و چالیس وغیرہ سے تنزل کرتے ہوئے دس تک کاہے کو آتے اصل
یہی بات ہے کہ میان ایک عدد کی تعیین پوچھتے تھے اور میران اوس سے بھی نزدیک بتلاتے تھے تب اس سے کم عدد کا

نام لیتے تھے اور یہی گمان اوس وقت کے تمام شیخ و شاب کے خیالات مین جاگزین تھا کہ جیسا کہ مہدی یکایک
آ گئے ہین عیسی امروز فردا مین عنقریب اونترنے والے ہین چنانچہ پیر کو مہدی بنتے ہوے دیکھکر مریدونکو عیسی بننے کا نہایت
شوق ہوا کہ ایک شیخ محمد خراسانی نے دعوی کیا جیسا کہ مذکور ہوا بادشاہ سندہ نے اوسکا سر کاٹ ڈالا چنانچہ کتب
نقلیات مین مذکور ہی اور انصاف نامے مین باب ہجدہم مین مسطور ہی کہ میان ابراہیم نے برادر دائرہ میان نعمت مین دعوی
عیسویت کا کیا تھا اوسکو کہا گیا عیسی بیٹے مریم کے ہین اور تیرے مان باپ فلان بن فلان ہین اور شیخ بھیک نے روبروے میران
دعوی عیسویت کا کیا تھا میران نے کہا کہ تجھکو عیسی کسنے کیا انجو مہدی کسنے کیا مان تیری فلانی تھی عیسی
فرزند مریم کے ہونگے اگر تو دعوی عیسی کا کریگا کافر ہو جاویگا بعد چند روز کے شیخ بھیک نے اس دعوے سے رجوع کیا
میران نے کہا کہ بالا آسمان سے کیونکر نیچے آئے بعدہ فرمایا کہ مقام تہا بد خلقی چہارم یہ بھی دوم اور سوم کی قسم سے
ہی اور جو کچھ اونکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہی وہ یہ ہی کہ کتاب پنج فضائل مین فضائل سید محمود مین منقول ہی کہ عادت
حضرت میران کی یہ تھی کہ بلاناغہ نماز جمعے کے واسطے جایا کرتے تھے ایک جمعے کو بدستور سابق جامع مسجد مین
آکر نیت نماز وتر کی باواز بلند باندھی وہان کے قاضی خطیب نے سنکر کہا کہ یہ ذات مہدی موعود کی نہی متابعت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کی کہ نماز وتر کی ادا کی جمعے سے رخصت ہوا اس کو دوسرا جمعہ نصیب نہوگا جب حضرت
میران وہان سے روانہ ہوے قاضی خطیب نے سامنے آکر پوچھا کہ تولد خوندگار کا کس روز ہی اور دعوی خوندگار کا
کس روز اور موت خوندگار کی کس روز ہی فرمایا کہ روز دوشنبے کو پس دونون نے مع توابع ولواحق کی تصدیق
کرکے صحبت اختیار کی جب وہان سے مراجعت کی اثناے راہ مین بیماری شروع ہوئی کہ وجود گرم
ہوا انتہی ملخصاً روز تولد اور روز دعوی مہدویت البتہ معلوم ہو سکتا ہی کہ مقدمات گذشتہ سے تھا لیکن روز موت
امر غائب ہی وہ کسطرح معلوم ہو سکتا ہی وہان قیاس وتخمین کو دخل نہین ہی کہ وما تدری نفس ماذا تکسب غدا
وما تدری نفس بای ارض تموت اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کیا کریگا کل اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کس مین
مریگا لیکن شیخ بخلاف آیت مذکورہ کے جرأت کرکے اوسکو بھی روز تولد اور دعوے پر قیاس کرکے بطور قیاس الغائب
علی الشاہد کے معین کردیا کہ روز موت بھی روز دوشنبہ ہی لیکن غیرت الٰہی نے اس جرأت کو ناپسند فرما کر اس
دعوے کا جھوٹھہ آشکار کردیا کہ اوسی ہفتے مین بروز پنجشنبہ اونکی روح کو قبض فرمایا چنانچہ شواہد الولایت اور
مطلع الولایت وغیرہ مین موجود ہی کہ انتقال انکا روز پنجشنبہ کو نوزدہم ذی القعدہ سنہ ۹۱۰ نہصد دہم مین ہوا نہی روز
دوشنبے کو بد خلقی پنجم انصاف نامے کے باب ہفتم مین منقول ہی کہ میان خوندمیر نے کرامت روایت کیا ہی کہ میران نے

نسخ کا

تمام قرآن میں کسی آیت کو منسوخ نہ کہا ہے انتہی یہ اعتقاد شیخ مذکور کا بھی خالف قرآن کے ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی خود نسخ کا
اقرار فرماتا ہے اور پیران کو انکار ہے چنانچہ سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنی جو کہ منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں ہم اوسکو لاتے ہیں ہم بہتر
اوس سے یا مانند اوسکے کیا تجکو معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور سورۂ نحل میں فرمایا اِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ
اٰيَةٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی اور جب بدلتے ہیں ہم ایک آیت
بجاے دوسری آیت کے اور اللہ بہتر جانتا ہے جو اوتارتا ہے تو کہتے ہیں کفار نہیں ہے تو مگر مفتری بلکہ اکثر اونمیں لا یعلم ہیں
ان دونوں آیتوں میں نسخ کا ذکر ہے فرق اتنا ہے کہ پہلی میں لفظ نسخ انساء کر تعبیر کی گئی اور دوسری میں بلفظ تبدیل
اوس مضمون کو ادا فرمایا اور سورۂ رعد میں فرمایا يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ یعنی محو
کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے اور اوسکے پاس ہے اصل کتاب انتہی ان آیات ثلثہ میں سے سورۂ نحل
اول الحکم میں مقصود ہے اسواسطے کہ اول میں تعلیق ہے اور ثالث میں تعمیم ہے بالجملہ نص قرآنی سے نسخ ثابت ہوا اسیواسطے
جمہور مسلمین اعتقاد رکھتے ہیں کہ نسخ جائز ہے عقلا اور واقع ہے سمعا البتہ یہود و مشرکین عرب کو نسخ سے انکار تھا
کہ کہتے تھے دیکھو محمد اپنے اصحاب کو آج ایک بات کا حکم کرتے ہیں اور کل کو اوس سے رجوع کر کے اوسکے برخلاف
حکم کرتے ہیں چنانچہ اونکی رد کے واسطے اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائیں اور فرمایا یہ طعن کرنیوالے جاہل ہیں
کہ حکمتوں نسخ سے بے خبر ہیں اور یہود دو فرقے تھے بعضے جواز نسخ کے عقلا منکر تھے اور بعضے جواز عقلی کے قائل
تھے لیکن سمعا جائز نہیں جانتے تھے اور اس مسئلے میں گویا کہ خوشہ چین انکا مسلمانوں میں سے ایک شخص ابو مسلم ہے
کہ قرآن میں وقوع نسخ کا منکر ہے اور اوسکے قدم بقدم شیخ جونپوری نے رکھا کہ قرآن میں کسی آیت کو منسوخ نہ ٹھہرایا
حالانکہ یہ صحیح قرآن میں ناسخ و منسوخ موجود ہے اور یہ بھی ایک روایت حضرت معبود ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ
اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وغیرہا علیہ متقدمین کے نزدیک بقدر پانسو آیت کے کلام مجید میں منسوخ الحکم تلاوت میں موجود
ہے اور متاخرین کے نزدیک بسبب اختلاف اصطلاح نسخ کی معدودے چند سے زیادہ نہیں ہے چنانچہ شیخ جلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مطابق قاضی ابوبکر بن العربی کے منسوخات سابقین منقح کر کے بیس آیات منسوخ
ہیں اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اونمیں سے بھی تصحیح و تنقیح کر کے کل پانچ آیات منسوخ ٹھہرائی ہیں
کہ اونمیں بے نسخ کے قائل ہوے نہیں بنتا ہے وہ آیات خمسہ یہ ہیں اول كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
الآیۃ منسوخ ہے ناسخ اسکی آیت يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ الآیۃ اور حدیث لا وصیۃ لوارث اور اجماع امت

دوم اِن یَکُن مِّنکُم عِشرُونَ صَابِرُونَ الآیہ منسوخ ہی اور اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی سوم لَا یَحِلُّ لَکَ
النِّسَاءُ مِن بَعدُ الآیہ منسوخ ہی اور ناسخ اسکی یہ آیت ہی کہ اِنَّا اَحلَلنَا لَکَ اَزوَاجَکَ اللّٰتِی الآیہ چہارم اِذَا
نَاجَیتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا الآیہ منسوخ ہی اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی پنجم قُمِ اللَّیلَ اِلَّا قَلِیلاً الآیہ منسوخ ہی
اور آخر سورت اسکی ناسخ ہی بیان اسیقدر کلام اجمالی کافی ہی اسواسطے کہ مغایرت مقام مانع تفصیل ہی بدلنی
ششم تحریف آیات قرانی باب تحریف کا اس قوم مین نہایت شائع و رائج ہی کہ بلا خوف و خطر اسکو اپنا پیشہ مقرر کیے ہین
کہ جیسا دل چاہتا ہی ویسا آیات الٰہی کے معنی مین تغیر و تبدیل کر لیتے ہین بلکہ بعض وقت الفاظ کی تغیر بھی کر دیتے
ہین پس تحریف لفظی و معنوی دونون انمین موجود ہین اور اس کثرت سے ہین کہ شمار اوسکا مشکل ہی کیونکہ ہر کہ و مہ کا
یہ روز مرہ ہی مگر یہان بطور نمونے کے چند مثالین اونکی مذکور ہوتی ہین تاکہ اوسپر باقی کو قیاس کر لیا جاوے اور کہ اندک
دلیل بسیاری باشد و مشتے نمونہ از خروارے تحریف اول پنج فضائل مین یہین عبارت منقول ہی نقل است
حضرت میران درحق میران سید محمود سورۂ والنجم خصال فرمودہ اند بدین عبارت فَاَوحٰی اِلٰی عَبدِہٖ مَا اَوحٰی
بھائی میران سید محمود مَا کَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَاٰی بھائی میران سید محمود اَفَتُمٰرُونَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی بھائی میران
سید محمود وَلَقَد رَاٰہُ نَزلَۃً اُخرٰی بھائی میران سید محمود عِندَ سِدرَۃِ المُنتَہٰی بھائی میران سید محمود
عِندَہَا جَنَّۃُ المَاوٰی بھائی میران سید محمود اِذ یَغشَی السِّدرَۃَ مَا یَغشٰی بھائی میران سید محمود مَا زَاغَ
البَصَرُ وَمَا طَغٰی بھائی میران سید محمود لَقَد رَاٰی مِن اٰیَاتِ رَبِّہِ الکُبرٰی بھائی میران سید محمود انتہی عقلاے
انصاف پسند پر ظاہر ہی کہ اس مقام مین کسقدر ظلم و حق پوشی عمل مین آئی ہی کجا آیات اور کجا سید محمود بن سید محمد جونپوری
کہ ہر آیت کا دنبالہ اوسکو بنا دیا کہ نہ روایت کے مطابق نہ درایت کے موافق روایت کا حال خود اظہر من الشمس ہی
کہ باتفاق روایات ان آیات مین ذکر حضرت رسالت پناہ کا ہی نہ سید محمود کا اور درایت بھی اسی پر دال ہی کہ صدر
کلام مین حضرت رسالت پناہ اور جبرئیل کا ذکر ہی کہ وَالنَّجمِ اِذَا ہَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُم وَمَا غَوٰی وَمَا
یَنطِقُ عَنِ الہَوٰی اِن ہُوَ اِلَّا وَحیٌ یُّوحٰی عَلَّمَہٗ شَدِیدُ القُوٰی ذُو مِرَّۃٍ فَاستَوٰی وَہُوَ بِالاُفُقِ
الاَعلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَو اَدنٰی فَاَوحٰی اِلٰی عَبدِہٖ الآیات قسم تارے کی
جب گرے بہکا نہین تمھارا رفیق یعنی پیغمبر اور نے راہ نہین چلا اور نہین بولتا اپنے چاہ سے نہین ہی وہ مگر
وحی کہ وحی کیے جاتے ہی سکھایا اوسکو سخت قوت والے نے زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے
کنارے آسمان پر پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہگیا فرق دو کمان کا میانہ یا اوس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا

اللہ نے اپنے بندے پر آخر آیات تک انتہی صاحبکم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ صاحبت ساتھ مخاطبین کے
اونکین کو تھی سید محمود کو کہ صدہا برس کے بعد پیدا ہوا اور شدید القوی سے جبرئیل مراد ہین پس باقی آیات مین تقریر
سیاق وسباق کے حضرت جبرئیل مراد ہین سید محمود مطرب کہ بعضی جا پر سید محمود کا جوڑ ملا لیا ہے موقع ہی کہ اطفال
مکتب بھی ناپسند کرینگے چنانچہ یہان پر کہ عندہا جنۃ الماوی یعنی نزدیک سدرۃ المنتہی کے جنت الماوی ہی
یہان ہا ضمیر مونث راجع طرف سدرہ کے ہی سوا اوسکے کوئی ضمیر نہین ہی کہ سید محمود کیطرف راجع ہووے
پس معلوم ان ہی جوڑ ملائی میران سید محمود کا کیونکر درست ہوا علی ہذا القیاس دوسری آیات مین بھی یہ جوڑ نہایت
نامعقول ہی کہ کوئی صاحب فہم پسند نکریگا تحریف دوم شواہد الولایت کے باب ہفتدہم مین لکھا ہی کہ سید محمد
جونپوری نے اپنے خلیفہ خوند میر کو فرمایا کہ حضرت مصطفی نے خدا تعالی سے واسطے نصرت لائیت اپنی کے مانگا
تھا کہ واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا یعنی در بنا دے مجکو اپنے پاس سے ایک حکومت مددگار پس مراد
ذات تمھاری ہی اوسوقت بن عمر میان خوند میر کی اٹھارہ برس کی تھی انتہی سلطانا نصیرا سے مراد خوند میر لینا عقلا
درست ہی نہ نقلا نقلا ظاہر ہی کہ کسی روایت مین اسکا ذکر نہین ہی اسواسطے کہ مجاہد نے کہا کہ مراد سلطانا نصیرا سے
دلیل واضح ہی اور حسن بصری نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ ایک بادشاہ قوی میرے تابع کر دے کہ بسبب اوسکے اعدائے
دین کو شکست دیوین اور دین آلہی کو قائم کرین موافق اس سوال کے اللہ تعالی نے وعدہ کیا کہ ملک فارس اور روم
وغیرہا کا تمکو دیا جاویگا چنانچہ ویسے ہی ہوا اور عقلا اسواسطے کہ سلطان نصیر کے معنی یہ ہین کہ صاحب سلطنت اور
نصرت ہو اور خوند میر ایک شخص فقیر تھے کہ ہمیشہ مقہور ومغلوب سلاطین کے رہے یہان تک کہ آخر کو مع رفقا
وتوابع کے بکمال لاچاری مارے گئے او منصور نہو سکے پھر ناصر کیا ہو سکتے ہین اور ولایت کے سلطان نصیر
ہونے کے واسطے حضرت جناب شاہ ولایت کہ جنسے تمام دنیا مین فیض ولایت منتشر ہوا اور کروڑہا اولیاء وغوث
وابدال واقطاب اونکے نور فیض سے مستفید ہوئے کیا کم تھے کہ میان خوند میر کی درخواست کی جاتی مگر سبب
ایسے کلمات کے سرزد ہونیکا یہی ہی کہ حضرات صحابہ اور ائمہ اہل بیت کے انوار ولایت سے اطلاع نہین ہی کہ خوند میر
وغیرہ کی ولایت کو اونسے افضل اور زیادہ تر جانتے ہین اگر ذرہ بھی اون حضرات کے مقامات کو پہچانتے
ایسے لا یعنی سخن زبان پر نلاتے تحریف سوم پنج فضائل مین لکھا ہی کہ حضرت میران نے فرمایا کہ
عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال مراد سموات سے انبیا ہین اور مراد ارض سے اولیا
ہین اور مراد جبال سے علما ہین فابین ان یحملنہا امر القتال واشفقن منہا وحملہا الانسان

میان سید خوندمیر اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا انتہی سبحان اللہ میران نے آیت کے معنی کیا بیان کیے کہ زمین و آسمان کے قلانے ملا دیے شاید کہ میران کے نزدیک قرآن عربی زبان نہین ہی کہ لغت و محاورۂ عرب کے موافق اوسکے معنی بیان کیے جاوین بلکہ جیسا خیال لگ جاوے ویسے ہی معنی کر دینا ورنہ ایسے بے محاورہ معنی نکرتے کیونکہ زبان عرب مین لفظ انسان البتہ بسبب عموم معنوی کے شامل انبیا و اولیا و علما کو ہی یہ کہ سموات کے معنی انبیا ہووین اور ارض کے معنی اولیا ہووین اور جبال کے معنی علما ہووین اور انسان فقط میان خوندمیر ہوو اور یہ قباحت میران کے خیال مین نہ آئی کہ جبکہ انسان سے مراد خاص خوندمیر ہوئے تو اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا کی ضمیر بھی خاص اونھین کی طرف راجع ہوئی پس ظلوم و جہول اونھین کا لقب ٹھہرا صلاح لشد بلا خشد مدح کا ارادہ تھا سو ہجو ہو گئی دوسری صریح غلطی یہ ہوئی کہ حملہا کی ضمیر طرف امر قتال کے راجع کی پس ضرور ہوا کہ امانت سے مراد امر قتال ہووے کہ انبیا و اولیا و علما نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور خوندمیر نے اوسکو اوٹھا لیا حالانکہ ہزارہا سال سے انبیاے اولو العزم اور اولیاے کملین اور علماے حقانی ہمیشہ راہ خدا مین جہاد و قتال کرتے ہین خصوصاً حضرت خاتم الرسالت اور اونکے حامیان دین نے کہ اونکا بڑا اہم کام یہی ہی کہ ہمیشہ جہاد و قتال پر کمر بستہ ہو کر کسقدر جانفشانی کی ہی کہ شرق سے غرب تک خدا کا دین پھیلا دیا کہ اظہر من الشمس ہی میان خوندمیر نے تو ایسا بڑا قتال کیا کہ مستحق اس منقبت کے ہوے کہ آپ مدعی کی پیر شدی چند آدمیون کے ساتھ گجرات مین مسلمانون سے دو روز لڑے کہ ایک روز کی جنگ مین آنکھین پھوٹ گئین اور دوسرے روز کی جنگ مین کل پچاس ساٹھ آدمیکے ساتھ مارے گئے کہ اوس جنگ سے نہ کچھ اسلام کی تائید ہوئی نہ کوئی ملک کفار کا دار الاسلام مین داخل ہوا بلکہ انھین کے چند فقراے ہمراہی تباہ و خوار ہو گئے اور آیت مذکور کے معنی صحیح یہ ہین کہ تحقیق ہمنے عرض کیا امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پھر ان سب نے انکار کیا اوسکے اوٹھانے سے اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے تحقیق وہ ہی بڑا ظالم نرا نادان انتہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ صحابہ و تابعین نے فرمایا کہ مراد امانت سے اطاعت اور فرائض الٰہی ہین کہ جو اپنے بندون پر فرض کیے ہین انکو آسمانوں و زمین و جبال پر پیش کیا بطور تخییر کے کہ اگر تمہارا دل چاہے اس امانت کو اوٹھاؤ لیکن اگر اسکو برابر ادا کروگے ثواب پاؤگے اور اگر ضائع کروگے عقاب پاؤگے اونھون نے عرض کیا کہ ای پروردگار ہم تیرے امر کے مسخر ہین گے ہم ثواب و عقاب نہین چاہتے ہین پھر حضرت آدم سلام اللہ علیہ کو فرمایا کہ ای آدم تو اس امانت کو اوٹھا دیگا انھون نے بسر و چشم کرکے اوٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی گردن قیامت تک ہیگی اور معنی ظلوم کے

یہ ہین کہ اپنے نفس پر ظلم کیا اور جہول کے یہ معنی کہ انجام کار اور عاقبت امر سے باوجود ان بیسے بے خبر ہیں شعر آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند اور یہ بھی معلوم رہے کہ ظلوم اور جہول کی حقیقت مین اولاد آدم مین سے اونھین کے حق مین ہی کہ جنھون نے اس امانت کو ضائع کیا خصوصاً منافقین و منافقات و مشرکین و مشرکات مین بخلاف مومنین و مومنات کے کہ جب وضعون نے اوس امانت مین حتی الوسع کوشش کی مستحق التفات الٰہی اور مغفرت و رحمت نامتناہی کے ہوئے چنانچہ بعد اس کے فرمایا لِیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَیَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا اور یہ اس کے معنی مین ایک یہ بھی بطلان اظہر ہے کہ جب انسان سے خاص خوندمیر مراد ہوئے تعلق لیعذب اللہ الآیہ کا بے معنی ہو جاتا ہے تحریف چہارم شواہد الولایت کے باب بست و ہفتم مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ بھائی خوندمیر زبان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ مین کوثر سے مراد ذات تمہاری ہے اور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آخر رکوع تک تمہارے حق مین ہے غرض اسیطرح یہ داستان بہت دراز ہے ایک تحریف لفظی انکے خلیفہ کی بیان کرکے مختصر کی جاتی ہے شیخ فضائل مین لکھا ہے کہ ایک روز انکے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے قرأت و وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ پر پہنچا دلاور نے کہا یَلِدُ وَیُوْلَدُ پھر یوسف نے کہا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کہا یَلِدُ وَیُوْلَدُ عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میاںجی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین جو کہتے ہین حق ہے انتہی سبحان اللہ و تعالیٰ عما یقول الظالمون علواً کبیراً قرآن بالکل بسم اللہ سے سین والناس تک متواتر و قطعی ہے اگر کوئی ایک حرف کا بھی انکار کرے کافر ہو جاتا ہے کیا اندھیر ہے کہ ایسی آیت کہ حق تعالیٰ کے وصف مین وارد ہے کہ نہ اوس نے کسیکو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور یہ شخص اوسکا انکار بااصرار و تکرار کرتا ہے کہ یلد و یولد ہے پس یہ معنی ہوے کہ خدا تعالیٰ جنتا بھی ہے اور جنا بھی گیا یعنی اوسکو اولاد بھی ہے اور اوسکے ماں باپ بھی ہین سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون ملاحظہ کرنے کا مقام ہے کہ یہ دلاور بڑے خلیفہ کامل و مکمل شیخ جونپوری کے ہین انکے فہم و اعتقاد کا یہ حال ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب مین ایسے بیباک ہین وائے برحال دیگران اور اس بیان تحریفات سے حال شیخ و خلیفہ کی قرآن فہمی کا بھی بخوبی واضح ہو گیا کہ اسی فہم و قرآن دانی پر فرماتے تھے کہ جو تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہووے وہ معتبر ہے و غیر سبحان اللہ یہ حال ہے اور یہ قال ہے کتب مین ہین تحریفات لفظیہ و معنویہ کرنا شیوۂ اہل کتاب کا ہے خصوصاً یہود کا چنانچہ قرآن مجید مین انکی مذمت موجود ہے کہ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ الآیۃ بدلتے ہین کلام کو اوسکے ٹھکانوں سے آخر آیت تک اور ما فتنطقعون

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ يعنی اب کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانیں تمھاری بات اور ایک لوگ تھے اون میں کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اوسکو بدل ڈالتے تھے بعد بوجھ جانیکے اور اونکو معلوم ہی انتہی اور معنی تحریف کے تبدیل و تغییر ہیں یعنی مائل کر دینا ایک چیز کو اوسکے حق سے چنانچہ قلم کا قط جب مائل ہوتا ہی اوسکو محرف کہتے ہیں اور تحریف یا لفظی ہی یا معنوی لفظی یہ کہ مثلا قرآن کے الفاظ اصلیہ آسمانیہ کو بدل دینا جیسا کہ دلا ور سے سرزد ہوا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ سے دو لم اوڑا دیے او معنوی یہ کہ معنی قرآن کو روایت اور قاعدہ عربیت کے خلاف کرنا چنانچہ انکے شیخ نے کہا کہ سموات کے معنی انبیا اور ارض کے معنی اولیا اور جبال کے معنی علما کہ یہ معنی نہ زبان عرب کے ہیں نہ کسی روایت سے ثابت ہیں اور دوسرے تحریفات مذکورۃ المہدیہ میں بھی یہی حال ہی اور طرہ یہ ہی کہ ایسے معنی بے موقع پر یہ بھی جابجا بولتے جاتے ہیں کہ مراد الہی بس یہی ہی حالانکہ سب قایل ہیں اسبات کے کہ تفسیر بالرای کفر ہی اور تفسیر اسیکو کہتے ہیں کہ مراد الہی کا بیان کرنا بطور قطع و جزم کے چنانچہ شیخ مذکور کی غرض بھی یہی ہی کیونکہ وہ اور اونکے معتقدین اونکے تمام بیانات کو قطعی جانتے ہیں اور تاویل اسے کہتے ہیں کہ اول معنی مراد کو مسلم رکھکر ایک دوسرے معنی بطور احتمال کے بیان کرنا بشرطیکہ لفظ اوسکی محتمل ہو ورنہ جیسا کہ شیخ موصوف نے بیان کیے کہ یہ معنی قابل تاویل ہونیکے بھی نہیں ہیں چہ جائے تفسیر کی یہ طریقہ فرقۂ باطلۂ باطنیہ کا ہی کہ نصوص کو ظاہر پر محمول نہیں جانتے ہیں اور جو دل چاہا سو قرآن و حدیث کے معنی اپنی سمجھ لیتے ہیں اور یہ فرقہ بالاتفاق گمراہ ہی طرفہ یہ ہی کہ سراج الابصار سے معلوم ہوتا ہی کہ مہدویہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہیں اور نصوص کو ظاہر سے پھیرنا نہایت برا جانتے ہیں اور آپ وہی سب کام باطنیہ کے کرتے ہیں بلکہ چند قدم اون سے بھی آگے چلتے ہیں چنانچہ باطنیہ کے معنی کو مہدویہ کے معنی سے مقابلہ کر لیجیے باطنیہ کہتے ہیں کہ آیت وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ میں مراد تین سے حضرت علی ہیں اور زیتون سے فاطمۃ الزہرا اور طور سے حسن مجتبی اور بلد امین سے مہدی قائم بامر اللہ مراد ہیں اور شیخ جونپوری کہتے ہیں کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی ہمنے دکھائی امانت آسمانوں کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر سب نے قبول نکیا کہ اوسکو اوٹھادیں اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے انتہی مراد سموات سے انبیا ہیں اور ارض سے اولیا اور جبال سے علما اور انسان سے خود ہی مراد ہیں اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونوں معنی میں ہرگز فرق نہیں جیسا اونکے معنی خارج قانون لغت اور روایت سے ہیں ویسے انکے معنی بھی خارج قانون لغت عرب اور روایت سے ہیں پس فرقۂ مہدویہ اور باطنیہ میں کیا فرق ہی سمو ہا سنتم بدخلقی ہم

احادیث کا زیادہ اور بے اصل روایت کرنا اور ہر قول کی نسبت طرف حضرت رسالت پناہ کے بلا خطر کر دینا خصلت
مخالف ہی اس حدیث قطعی متواتر المعنی کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ
مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص کہ جھوٹھ بولا مجپر قصداً پس ٹھہراوے جگہ اپنی آگ میں ملا علی قاری نے اپنے رسالہ موضوعات
میں اس حدیث کے اسناد و طرق روایت باستیعاب تمام بیان کیے ہیں اور کہا کہ یہ حدیث متواتر المعنی ہی اور قریب ہی
کہ متواتر اللفظ بھی ہووے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اس حدیث کے راوی ایک سو صحابہ سے زیادہ ہیں اور
کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہیں ہی کہ کوئی شخص اہل سنت میں سے اوسکے مرتکب کی تکفیر کیا ہو سوا اس گناہ کے کہ شیخ
ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے فرمایا کہ جو شخص کہ رسول خدا پر قصداً جھوٹھ بولیگا کافر اور خارج الملت ہو جاویگا اور یہ
قول ہی امام ناصر الدین مالکی بھی انکے تابع ہوئے اور امام نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ جو شخص جانتا ہو کہ یہ حدیث
موضوع ہی یا ظن غالب ہو موضوع ہونیکا اوسپر حرام ہی اوسکا روایت کرنا اور وہ داخل ہی اس وعید میں خواہ وہ حدیث
قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ کی قسم سے ہو یہ سب حرام اور اکبر الکبائر ہی باجماع مسلمین کے انتہی ملخصاً کلام
متعلق اس مقام سے آخر کتاب میں بھی آویگا انشاء اللہ تعالی غرضکہ اس قدر گناہ ہی غلط حدیث روایت کرنا
کہ امام جوینی باوجود اس شدت احتیاط سنن کے تکفیر کے بھی قائل ہوئے اور اکبر الکبائر ہوتے میں تو کسیکو شک و شبہ نہیں اور
اوراس کام کے کرنیوالے کے واسطے دوزخ مقرر ہونا بحدیث قطعی متواتر ثابت ہی با اینہمہ مہدویوں کے پیر و مرید
و شیخ و شاب سب اس کام میں مبتلا ہیں اور انکی کتابیں مثل شواہد الولایت اور انصاف نامے وغیرہ کے اسقدر احادیث
باطلہ سے لبریز ہیں کہ حساب و شمار اوسکا دشوار ہی یہاں چند مثالیں انکے اکابر و پیشواؤں کی فقط بیان کیجاتی
ہیں کیونکہ ایک بار روایت حدیث موضوع کی بھی واسطے ابطال حسن اخلاق کے کافی ہی **مثال اول** انصاف نامہ
کے باب اول میں لکھا ہی کہ علماء نے سوال کیا کہ تم ولایت کو نبوت پر فضل دیتے ہو میراں نے جواب دیا کہ بندہ فضل نہیں دیتا ہی
بلکہ رسول اللہ نے فرمایا ہی اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ بعدہ علماء نے کہا کہ ولایت نبی کی نبوت پر فاضل ہی یا ولایت
دوسرے کی میراں نے کہا کہ بندے نے کب کہا ہی کہ بندے کے تئیں نبی پر فضل ہی انتہی جواب اَلْوِلَایَۃُ
افضل من النبوۃ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہی کسی کتاب حدیث سے اسکا حدیث ہونا
ثابت نہیں ہوتا ہی اور نہ کوئی محدث مستند یا عارف معتمد اسکے حدیث ہونیکا قائل اور فتوحات میں لکھا ہی
کہ کسی عارف کا قول ہی پس قول کسیکا طرف رسول خدا کے نسبت کر دینا اسکو بھی وضع کہتے ہیں جیسا کہ شرح نخبہ
اور اوسکے حواشی میں لکھا ہی کہ حدیث موضوع کبھی نفس واضع کا کلام ہوتا ہی اور کبھی وضاع دوسرے شخص جیسے

بعض سلف صالحین یا قدماے حکما کا قول یا اسرائیلیات یعنی روایات بنی اسرائیل سے لیکر طرف رسول خدا کے نسبت
کر دیتا ہی یا حدیث ضعیف الاسناد کی اسناد نکال کر دوسری اسناد صحیح اوسکے ساتھ مرکب کر دیتا ہی اور باعث وضع کا یا
بیدینی ہوتی ہی جیسا کہ زنادیقین واسطے گمراہ کرنے مسلمین کے احادیث کاذبہ بناتے ہین یا غلبہ جہل سبب ہوتا ہی چنانچہ
بعضے عابد و زاہد لوگ احادیث فضائل اعمال مین وضع کرتے ہین کہ خلق کو عبادت پر رغبت ہووے اور نہایت جہل و نادانی سے
اسکو دینداری جانتے ہین اور یہ لوگ سخت ترین ضاعین ہین کیونکہ جبکہ اسکو دینداری جانتے ہین کبھی توبہ نہین کرتے
ہین اور خلق بسبب انکے زہد و عبادت کے معتقد ہو کر انکے قول پر تقلید و اعتماد کرتی ہی یا سبب وضع کا افراط تعصب
ہوتا ہی یا اتباع ہوے یا اظہار نوادر و غرائب اور یہ تمام اقسام حرام ہین بالاجماع و اتفاق ہی اسپر کہ جاننا کر حدیث موضوع کو روایت
کرنا بغیر بیان اوسکی موضوعیت کے حرام ہی اسواسطے کہ فرمایا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ حَدَّثَ عَنِّی
بِحَدِیْثٍ یُرٰی اَنَّہٗ کَذِبٌ فَھُوَ اَحَدُ الْکَاذِبِیْنَ رواہ مسلم یعنی جو شخص کہ بیان کرے میری طرف سے
کوئی حدیث حالانکہ جانتا ہی کہ وہ جھوٹھ ہی پس وہ ایک جھوٹھون مین سے ہی یعنی جیسا کہ اوسکا بنانے والا جھوٹھا ہی
ویسے ہی یہ سنانے والا بھی جھوٹھا ہی اور رسول اللہ پر جھوٹھ بولنا بہر حال قطعا اعظم کبائر سے ہی چنانچہ مذکور ہو چکا
آب بیان شیخ جونپور کے واسطے دو خطا ہین ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی یعنی اگر جانتے تھے کہ الولایۃ
افضل من النبوۃ حدیث نہین ہی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف عمدا اوسکو منسوب کر دیا تو مرتکب
اس گناہ کبیرہ کے ہوئے اور اگر نہین جانتے تھے اور بلا عمد غفلت سے روایت کر دیا تو وہ دعوی غلط ہوا کہ مجکو اللہ تعالی
نے تمام مخلوقات کا علم ایسا دیا ہی جیسا کہ دانا رائی کا کسیکے ہاتھ مین ہووے اور وہ اوسکی کیفیت پر بخوبی مطلع ہووے
جیسا کہ باب سیوم کے شواہد مین موجود ہی اور یہ کذب باندھا ہوا خداے عالم پر یہ بھی اکبر کبائر سے ہی اور اول سے کیا
کم ہی بعنوان دیگر اگر یہ حدیث نہین ہی تو اسکا روایت کرنا بطور مذکور حرام ہوا اور اگر بالفرض حدیث ہی تو یہ کہنا
غلط ہوا کہ صاحب فتوحات نے جو کچھ لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق ہی جیسا کہ شواہد مین ہی اسواسطے کہ مذکور ہو چکا
کہ صاحب فتوحات نے اسکو قول بعض العارفین کا قرار دیا ہی اور ظاہر ہی کہ نوشتہ صاحب فتوحات سے وہی نسخہ مراد
ہی جو کہ شیخ جونپور کے زمانے مین اونکے نسخ تصانیف متداول موجود تھے اور وہی نسخے اوس زمانے کے لکھے ہوئے
فتوحات وغیرہ کے ابتک موجود ہین اور اون مین مخالفات و مناقضات دعاوی شیخ جونپور کے بھی موجود ہین
سبحان اللہ طرفہ ماجرا ہی کہ باوجودیکہ ایک حدیث کی روایت کرنے مین بھی صحیح و غلط کا تفرقہ نہین کر سکتے ہین دعوی
یہ ہی کہ احادیث بندے کے احوال کے مطابق کر کے امتحان کر لیا کرو اگر موافق نکلے صحیح ہی ورنہ غلط ہی واللہ المستعان

اب بیان شیخ جونپوری کے دو خطاؤن کا جن مین سے ایک خطا بالضرور لازم ہوئی

علی التفضل محال دیگریہ ہی کہ تقریر بالا میں شیخ نے فرمایا کہ مہدی نے کب کہا ہی کہ میں کسی نبی پر فضیلت رکھتا ہوں مگر ۹
مشہور ہی کہ دعوی مساوات کا حضرت خاتم الرسالت کے ساتھہ کیا ہی اور اوس سے لازم آتا ہی دعوی تفضل کا برابر
انبیا پر پس انکار غلط ہو لیا و دعوی تسویہ بے اصل لوگوں نے مشہور کر دیا ہوگا اور خدا کرے ایسی ہو تا کہ شیخ اکبر بادی
صادق رہیں ورنہ لزوم کذب حاضر ہی اور اگر تطبیق یوں یوں کہ مراد یہ ہی کہ میں بحیثیت ذاتیہ خود نبی پر فضیلت نہیں رکھتا
ہوں اور بسبب ولایت محمدیہ کے کہ بعینہا مجھہ میں ہی دعوی مساوات رکھتا ہوں تو جواب اسکا یہ ہی کہ ولایت محمدیہ اوصاف
نفس قدسیہ محمدیہ سے ہی اور اوصاف و عوارض کا بعینہا منتقل ہونا باتفاق حکما و متکلمین کے محال ہی پس تمہاری ولایت
تمہارے اوصاف نفسانیہ سے ہوئی اب مراد حیثیت ذاتیہ سے کیا ہی اگر ماہیت انسانیہ مراد ہی تو کلام شے لغو ہی
کیونکہ ماہیت انسانیہ میں سب افراد متساوی الاقدام ہیں حتی کہ انبیا بھی فرماتے ہیں کہ انما انا بشر مثلکم اوس
نظر سے کوئی عاقل کسیکو کسی پر تفضیل نہیں دیتا ہی پس مراد حیثیت ذاتیہ سے لامحالہ یہی ہو نا کہ میں اپنے اوصاف
ذاتیہ کی راہ سے اپنے تئین نبی پر فضیلت نہیں دیتا ہوں پھر اونھیں اوصاف کی راہ سے دعوی تسویہ کا کرنا کہ
جس سے ہزار ہا انبیا پر تفضیل لازم آتا ہی غلط ہوا یا یہ انکار غلط ہوا بہر حال گاہی چنین گاہی چنان سے گریز نہیں ہی
اشکال دیگر یہ کہ اگر بالفرض ولایت افضل ہو نبوت سے اور بالفرض تمہاری ولایت حضرات انبیا کی
ولایت سے کیفیت میں برابر ہو جب بھی مساوات نہیں ہو سکتی ہی کیونکہ نبوت تشریعی کہ فی نفسہا فضیلت
عمدہ ہی وہان ازید موجود ہی وہ مرجح ٹہرے گی تفضیل حضرت رسالتمآب کی پس تسویہ بہر حال باطل ہی بیان اسقدر
کافی ہی زیادہ تفصیل بحث تسویہ میں آویگی انشاء اللہ تعالی مثال دوم صاحب شواہد الولایت آغاز باب اول میں
لکھتا ہی کہ برادر سید خوندمیر نے بعض الآیات میں لکھا ہی کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی نظیر فی
امتہ ای مثلہ فلا یکون مثلہ الا من کان لہ درجۃ عند اللہ مثل درجۃ النبی فاذا کان
لہ درجۃ النبی لابد ان یکون خلیفۃ فی زمانہ ولخاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون نظیر
فی امتہ وھو المھدی انتھی کلامہ رضی اللہ عنہ انتہی کلام صاحب الشواہد ایک رسالہ خوندمیر کا
مصدر بعض الآیات من القرآن والحدیث فی حق المھدی اوس میں لکھا ہی کہ لکل نبی نظیر فی امتہ
حدیث نبوی ہی یعنی ہر پیغمبر کا ایک نظیر اوسکا ہم درجہ ہوا کرتا ہی اوسکی امت میں اور اپنے دوسرے رسالے مشہور بہ گنج
ملتانی میں لکھتے ہیں کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر آمدہ است تعیین ختم الاولیا و رسوای اسکے بعض اور
احادیث بے اصل بھی روایت کیے ہیں چنانچہ حدیث انی لا عرف اقواما ہم بمنزلتی الخ اور حدیث آمد اشتر

الی لقاء اخوانی یکونون من بعدی شانہم کشان الانبیاء الخ ان سب کا اثبات انکے ذمے پر ہے کہ من ادعی فعلیہ البیان حالانکہ آثار کذب و وضع کے بخوبی ظاہر و نمایاں ہیں اور غرض انکی ان احادیث سے یہ ہے کہ شیخ جونپوری بلکہ اونکے مریدونکی مساوات و برابری ساتھ انبیا علیہم السلام کے ثابت کردین اور ظاہر ہے کہ اتنا بڑا مقدمہ کہ خلاف اجماع مسلمین اور مخالف نصوص صحیحہ کے ہے ایسے بے اصل گمنام روایات سے ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا ہے لیکن گناہ وضع حدیث کا انکے ذمہ ہے اور عجب حیرت ہے کہ لکھتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر تعیین ختم الاولیا کی آئی ہے حالانکہ یہ غلط ہے اسلئے کہ نہیں ہے اسکا ورود صوفیہ کرام کا اتفاق ہے کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہے کہ قرون سابقہ میں کہیں اسکا ذکر نہ تھا چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات میں ہے کہ لفظ خاتم الاولیا کا باطل ہے اور اوسکی کچھ اصل نہیں ہے اور شیخ مؤید کی شرح فصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ مقام خاتم الاولیا کا ذکر محمد بن علی حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالی کے وقت سے شروع ہوا ہے اور تتمہ اس مقام بحث کا تسویہ میں آویگا انشاء اللہ تعالی اگر مہدوی لوگ جواب دین کہ شاید ہمارے پیران سے انکی صحت ان احادیث کی برخلاف تمام محدثین کے راہ باطن سے معلوم ہوگئی ہوگی جواب اسکا یہ ہے کہ یہ عین دعوی ہے کہ جسپر اخلاق کو دلیل گردانی تھی اور ہم مانع ہیں اسبد بداخلاقی کے اب نفع منع یا سند عین دعوی سے نہیں ہوسکتا ہے بلکہ اثبات مقدمہ ممنوعہ یعنی حسن اخلاق کا خارج سے کرنا چاہیے موافق داب مناظرہ کے علاوہ یہ ہے کہ پیر انکی تکذیب بسبب مخالفت کلام فتوحات کے بھی موجود ہے بد خلقی ہشتم یہ کہ جو فعل کہ حضرت رسالت پناہ نے اپنے خاص گھر میں جاری کیا ہے اور امت کے واسطے بھی روا رکھا ہے اور بعد آن حضرت کے خلفاء راشدین اور ائمہ اہل بیت نے بھی اوسپر عمل کیا ہے اوسکو فعل لعین قرار دینا استغفر اللہ العظیم چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم میں لکھا ہے کہ میران تعین کو لعین کہا کرتے تھے اور جو ندمیر ہمیشہ اپنی وعظ میں بیان کرتے تھے کہ تعین لعین ہے اور باوصف اسکے اگر کوئی کسی جا سے وظیفہ پاتا تھا اور اوسکے لانے کی اجازت مانگتا تھا اجازت دیتے تھے انتہی سبحان اللہ یہ عجب نگٹ ہنگ ہے کہ یہان عقل انسان کی دنگ ہے یعنی تعین وجہ معاش کو ملعون قرار دینا اور پھر اوسکے لانیکی اجازت دینا یعنی فعل ملعونکو رواج دینا پس قول اور ہوا اور فعل اور ہوا اور اگر حال اس قول کا ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہوتا ہے کہ سند یا طل اور بے اصل ہے اسواسطے کہ خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصل خیبر وغیرہ سے معاش اپنے ازواج مطہرات کا سالیانہ مقرر کردیا تھا کہ سال بھر کا قوت ہر بی بی کو اوسمین سے مرحمت فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں جابجا اسکا ذکر ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قبل خلافت تجارت پارچے کی کرتے تھے جب مسند آرا خلافت ہوئے فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ میرے اخراجات خانگی کو

ثانی تھا اب کہ مین مسلمانون کے اس کام مین مشغول ہوا مسلمانونکا کام کرونگا اور آل ابوبکر اس مال مین سے کھاوینگے
اور خرچ یومیہ بیت المال مین سے اپنے واسطے مقرر کرلیا چنانچہ نصف گوسفند مع لوازم و مصالح اوسکے نزد بیت المال کے
اونکا روزینہ مقرر تھا اور اسیطرح دوسرے خلفاے راشدین مین سے جسکو حاجت ہوتی تھی اپنا معاش خزانہ بیت المال سے
معین فرماتے تھے اور جسکو حاجت نہوتی تھی وہ فقط حسبۃً للہ کار ریاست کیا کرتے تھے اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ
عنہ نے اپنی خلافت مین تمام مہاجرین و انصار اور اہل بیت کا سالیانہ خزانہ سرکاری سے مقرر فرمادیا چنانچہ صحیح بخاری مین
ہے کہ صحابہ بدریین کے واسطے حضرت عمر فاروق نے پانچ پانچ ہزار مقرر کیے تھے اور فتح الباری مین ہے کہ حدیث مالک
بن اوس مین ہے کہ حضرت عمر مہاجرین کو پانچ پانچ ہزار اور انصار کو چار چار ہزار اور ازواج مطہرات مین سے ہر ایک کو بارہ بارہ ہزار
دیا کرتے تھے اور سب بلا انکار اوسکو لیتے تھے بلکہ بعضے تقاضا بھی کرتے تھے چنانچہ حدیث ترمذی مین ہے کہ جب فاروق
اعظم نے حضرت اسامہ بن زید کے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائے اور اپنے فرزند عبد اللہ بن عمر کے تین ہزار مقرر
کیے اونھون نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھپر کس وجہ سے تفضیل دی آج تک ونکو مجھپر کسی مشہد مین سبقت نہیں
ہوئی ہی فرمایا وجہ اس تفضیل کی یہ ہے کہ اوسکے باپ کے ساتھ رسول خدا کو تیرے باپ سے بڑھکر محبت تھی اور اسامہ کے
ساتھ حضرت کو تجھسے بڑھکر محبت تھی پس مینے اپنی محبت پر رسول خدا کی محبت کو اختیار کیا انتہی غرضکہ اسیطرح
حضرات امام حسن و حسین و علی مرتضیٰ و تمام صحابہ مہاجرین و انصار اور ازواج مطہرات نے اس تعینات کو قبول فرمایا
اور کبھی کسینے اوسکو ناروا و ممنوع نہ کہا بلکہ آج تک امت کا اوسی پر عمل ہے پس اجماع صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی اور
خود شیخ جونپوری کا مقولہ ہے کہ منکر اجماع صحابہ نبوت کا فر ہوتا ہے چنانچہ یہ قول انکا چند مقام مین بحوالہ کتب مہدیہ
منقول ہوچکا ہے پس ایسے اجماعی امر کو ملعون بولنا نہایت نے علمی و بد اخلاقی ہے اور خلق حکمت سے نہایت بعید
شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہے کہ میران اور خوند میر ایسا سمجھے ہین کہ وجہ معاش ایک جا سے معین ہونیسے توکل میں
خلل آتا ہے حالانکہ یہ سراسر خطا ہے اسواسطے کہ اگر ہزار جا سے معین ہووے اور آدمی کا اعتماد خدا پر ہووے تو اوس
تعینات پر وہ متوکل ہے اور اگر کہین سے کچھ معین نہووے لیکن اسکا خیال خلق پر ہووے وہ متوکل نہین ہے کیونکہ
ترک اسباب کا نام توکل نہین ہے بلکہ ترک اعتماد بر اسباب کا نام توکل ہے اسی سبب سے جب کہ ایک اعرابی نے حضرت سے
مین عرض کیا کرتا ہے کو توکلاً علی اللہ کھلا چھوڑ دون یا کر باندھون اور توکل کرون فرمایا اِعْقِلْهَا وَتَوَکَّلْ یعنی باندھ
اوسکو اور توکل خدا پر رکھ اور اوس باندھنے پر بھروسا نکر اسی قصے کی طرف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہیں
کہ شعر گفت پیغمبر باواز بلند بر توکل زانوے اشتر ببند اور انبیا علیہم السلام ساز و سامان کے آمادہ کرنے میں

[illegible]

کوتاہی نہین کرتے تھے چنانچہ حضرت خاتم الرسالت وقت جنگ کے خود مبارک رکھتے تھے اور زرہ پہنتے تھے اور تیر و شمشیر و سپر وغیرہ ہمراہ لیتے تھے اور ہنگام شدت غلبۂ اعدا کے خندق اطراف مدینے کی تیار کرائی تھی اور باین ہمہ اعتماد بجز ذات حق کے کسی پر نہین کہتے تھے چنانچہ حق سبحانہ نے فرمایا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ یعنی صحابہ سے تدابیر جنگ وغیرہ مین مشاورہ کرو لیکن بعد عزم کار کے سر و کار توکل و اعتماد خدا پر رکھو اور وجود اسباب البتہ مبتدی ناقص کو خلل انداز توکل ہوتا ہی اور منتہی کامل کا وہ مقام ہی کہ کسیقدر اسباب ہون اوسکی نظر سر مو ادھر نہین بٹتی ہی اور ہرگز اوسکا دامن توکل غبار آلودہ نہین ہوتا ہی اور یہ مقام اعلی ہی کہ انبیا و مرسلین و اولیاے کاملین کو حاصل ہوتا ہی شاید کہ شیخ جونپور اور میان محمد مہدی مرتبۂ ابتدا مین تھے اس سبب سے تعین سے گھبراتے تھے بدخلقی تہم ترک کسب حلال کہ شیخ جونپور اور تمام انکے خلفا کی یہ عادت تھی بلکہ آج تک انکے فقرا و مشائخ مین بھی التزام ہی کہ کسب حلال کے نزدیک نہین جاتے ہین اور ایسا احتراز کسب حلال سے رکھتے ہین جیسا کہ کوئی حرام چیز سے اجتناب کرتا ہی لیکن زبان سے اوسکی حرمت کا اقرار نہین کرتے ہین چنانچہ جب کسینے شیخ موصوف سے یا اونکے پیروون سے اس مقدمے مین سوال کیا تو جواب دیا کہ ہم کسب کو حرام نہین کہتے ہین لیکن ذکر حق فرض ہی اور کسب یا جو چیز کہ مخل ذکر الٰہی ہو وہ حرام ہی اسواسطے ہم کسب نہین کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حال ناقصین کا ہی کہ کسی کام مین مشغول ہونے سے خدا کی یاد مین فرق آجاتا ہی اور کاملین کا یہ مقام ہی کہ کسی کام مین مشغول ہووین دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی کہ دل بیار و دست بکار اور خلوت در انجمن ہمیشہ اونکے واسطے موجود ہی چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین **شعر**

اگر مال و جاہ ست و زرع و تجارت ✿ چو دل با خدا ایست خلوت نشینی ✿

اور اسکے سمجھنے کے واسطے یہ نظیر بتاتے ہین کہ جیسا کہ ایک شخص کے دونون ہاتھہ مین دو سبوچے پانی کے ہین اور ایک سبوچہ اوسکے سر پر ہی اور راہ مین اپنے رفقا کے ساتھہ وہ باتین کرتا چلا جاتا ہی اب یہ شخص اتنے کام کرتا جاتا ہی ایک پاون سے چلنا دوسرے آنکھہ سے راہ کا دیکھنا تیسرے کان سے باتین سننا چوتھے زبان سے جواب بھی دیتے جانا پانچوین اس سوال و جواب کے مضمون کو سمجھنا اور باین ہمہ اصل توجہ خاطر اوسکی اور خیال کلی طرف سر کے گھڑے کے ہوتا ہی کیونکہ اندک غفلت مین وہ ضائع ہو جاویگا پس یہ اشغال کثیرہ اوسکے اس رابطۂ قلبی و پیوند باطنی مین مخل نہین ہوتے ہین اسیطرح کاملین طریقت اگرچہ صدہا اشغال ظاہر پر رکھتے ہین لیکن ایک لحظہ دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی چنانچہ حق تعالی اونکی تعریف و ثنا فرماتا ہی کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی ایسے مرد ہین کہ نہین غافل کرتی ہی اونکو خرید و فروخت یاد الٰہی سے پس معلوم ہوا کہ شیخ موصوف کو یہ مقام حاصل تھا نہ اونکے خلفا کو ورنہ کسب حلال سے

بدخلقی تہم شیخ مع خلفا وغیرہم کی کسب حلال سے اجتناب کرنا اور اسمین انبیا سے محروم رہنا اور کسب کو مخل یاد الٰہی سمجھنا از مقام ناقصان طریقت کا ہی

کہ پیشہ انبیا و رسل کا ہے اور صحابہ و اہل بیت اور علمائے مجتہدین اور کمل اولیا اسکو اختیار کیے ہیں اس قدر احتیاط کرتے
کہ آج چار سو برس سے اسکا کوئی اسکے نزدیک عیب جانتا ہے اور کسی نے اختیار کیا تو اوسکو ذلیل و تارک دین سمجھتے
ہیں اور اس کام سے ایسا بھاگتے ہیں جیسا کہ یہ تہمت گوشت کاٹنے سے بھاگتا ہے حالانکہ صحیح احادیث میں اسکی فضیلت
اور تاکید بلیغ مذکور ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما
قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ یعنی نہ کھایا
کسی نے کوئی طعام کبھی بہتر اس سے کہ کھاوے اپنے دونوں ہاتھوں کے عمل سے اور تحقیق پیغمبر خدا داود علیہ السلام کھاتے
کسب اپنے سے یعنی کسب انبیا اور مرسلین کی سنت ہے اور داود علیہ السلام زرہ بنا کر اپنا قوت کیا کرتے تھے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہے وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ یعنی اور نرم کر دیا ہمنے اوسکے آگے لوہا
کہ بنا کشادہ زرہیں اور اندازے سے جوڑ کڑیاں اپنی رکھیے کہ حرفہ زرہ بافی کے باب میں امر آئی ہوا کہ بنا کشادہ زرہیں
اور ذکر داود مشہور ہے کہ وہ حیوان بھی ہمراہ اوسکے ذکر کرنے لگتے تھے کہ حکم تھا یَا جِبَالُ اَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ
یعنی ای پہاڑو رجوع سے پڑھو اوسکے ساتھ اور اڑتے جانورو اور فرزند اونکے حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود
اوس شان و شوکت سلطنت کے زنبیل بوریا بن کر اپنا قوت فرماتے تھے اسی طرح ہر ہر پیغمبر کا کچھ حرفہ و کسب تھا
کہ اوس سے اپنی قوت بسری کرتے تھے اور حضرت خاتم ارشاد فرماتے ہیں کہ جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَ الذِّلَّةُ
وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ اَمْرِي یعنی مقرر کیا گیا رزق میرا نیچے سائے نیزے میرے کے اور گردانی گئی ذلت اور خواری
اوپر اوس شخص کے کہ مخالفت کی امر میرے کی یعنی حضرت کا کسب یہ ٹھہرا کہ جہاد کرنا اور بزور نیزہ و شمشیر غنیمت لانا
اور بعد اون کے اسکی بھی مخالفت کی کہ کبھی سنت جہاد ساتھ کفار کے ایک مدت بعد مدت کے اور جہاد اونکا
قائم کی بلکہ اگر جنگ کیا تو مسلمانوں سے کیا جیسا کہ حدیث شریف میں خوارج کے حال میں مذکور ہے کہ بت پرستوں کو
چھوڑ دینگے اور اہل اسلام کو قتل کرینگے ایسی حال انکا بھی ہے پس اس مخالفت کے سبب ہمیشہ ذلیل و حقیر
اپنے مخالفین کی رعیت بنا کر بسر کرتے رہتے ہیں چنانچہ مشہور ہے کہ چاکر و نوکر پیدا ہر ہے اور کبھی عزت سلطنت اونمیں
کسیکو نصیب ہوگی پس صادق ہوا قول حضرت کا کہ گردانی گئی ذلت اور خواری اوپر مخالف امر کے چنانچہ کہ صحیح
بخاری میں ہے اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم یعنی تحقیق پاکیزہ تر اور حلال تر جو کھاتے ہو تم وہ ہے کہ
اپنے کسب سے کھاؤ تم اور تحقیق اولاد تمہاری منجملہ کسب تمہارے کے ہے یعنی اگر اولاد کچھ تمہاری خدمت گذاری

کرین وہ بھی ایسا ہی کہ گویا اپنے ہاتھہ کے کسب سے کھایا اور امام احمد نے روایت کیا کہ قیل یا رسول اللہ ای الکسب
اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور یعنی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کونسا کسب پاکیزہ تر ہے
فرمایا عمل کرنا مرد کا بدست خود اور ہر خرید و فروخت کہ صحیح اور مقبول شرع ہو یعنی اگرچہ اولاد و غلامون کے ہاتھہ سے
عمل کسب کروانا بھی اپنا ہی کسب ہی لیکن اپنے ہاتھہ سے مشقت کرکے کھانا اوس سے بھی پاکیزہ تر ہی اور بیع و شرا چاہیے
کہ صحیح موافق مسائل فقہیہ کے ہووے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے روایت کیا ہی کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ طلب کرنا کسب کا کہ جس سے رزق حلال بہم پہنچے فرض ہی بعد فرض کے یعنی ایمان و غیرہ فرائض کے بعد کسب حلال بھی
فرض ہی اب خیال کیجیے کہ مہدویون کے شیخ اور تمام اونکے فقرا چارسو برس سے تقریبا تارک اس فرض کے ہین اور اسے
گناہگار خدا کے ہین کہ کسب کہ پیشہ انبیا اور مرسلین کا ہی اوسکو چھوڑ کر لقمہ خیرات پر منحصر ہو کر بیٹھہ رہتے ہین
بدخلقی وہم یہ کہ دعوی اہل سنت وجماعت این ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو
کافر جاننا تفصیل اسکی یہ ہی کہ شرح عقائد نسفی وغیرہ کتابون عقائد اہل سنت مین مصرح ہی کہ اعتقاد اہل سنت کا
یہ ہی کہ بسبب کرنے گناہ کبیرہ کے آدمی مومن ایمان سے خارج ہو کر کفر مین داخل نہین ہوتا ہی اور اعتقاد معتزلہ کا یہ ہی
کہ مرتکب کبیرہ کا ایمان سے خارج ہو جاتا ہی لیکن کفر مین بھی داخل نہین ہوتا ہی بلکہ درجہ درمیانی مین بین بین رہتا ہی اور
اعتقاد خوارج کا یہ ہی کہ آدمی مومن گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ کرنے سے بھی کافر مطلق ہو جاتا ہی اور اسی اعتقاد خوارج کو
میران مہدویہ نے بھی پسند فرمایا کہ اشیاے دنیوی اگرچہ حلال و مباح ہون اوس مین مشغول رہنے والے بلکہ اوسکا
ارادہ رکھنے والے کو بھی کافر مطلق ٹھہرایا چنانچہ انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود
حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ
انکا مرید ہوا اور انمین مشغول ہو وہ کافر ہی اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہی
اگر کوئی شخص اوسکے ساتھہ صحبت کرے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھہ الفت رکھے وہ ہمارے ان سے
نہین ہی یعنی غیر مہدی ہی اور آل محمد سے نہین ہی اور آل خداے تعالی سے نہین ہی انتہی اب سوال یہ ہی
کہ زنان و فرزندان و ملبوسات و حیوانات سواری خود میران اور اونکے خلفا کے پاس ہمیشہ رہتے تھے پس اگر فقط
وجود ان اشیا کا کفر ہی جیسا کہ آغاز کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ کہا وجود حیات دنیا کفر ہی تو نہایت مشکل ہی
آن پڑی کہ جس چیز کو آپ کفر بولنا پھر اوسکو اختیار کرنا اور اگر مراد یہ ہی کہ ان اشیا مین مشغول ہو کر یاد الہی سے

۱۲ م دعوی اہل سنت وجماعت ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا

غافل ہونا کفر ہی جیسا کہ آخر کلام سے تشریح ہی تو اس ترجیح بلا مرجح کے کیا معنی ہین کہ زنان و فرزندان و طیبات و حیوانات بالحکمت بسر و چشم اختیار کرنا بلکہ سنت انبیا کی سمجھنا اور زراعات و ماکولات و تجارات و غیرہا اسوال کسب و اکتساب سے اجتناب ایسا کرنا جیسا کہ کوئی حرام و کفر سے احتراز کرتا ہی جیسا اون چیزون کو اختیار کیا تھا ان چیزونکو بھی اختیار کرتا تھا اور مشغول نہین ہوتا تھا جیسا کہ انبیا و مرسلین کرتے تھے چنانچہ ما قبل کی بدخلقی مین مذکور ہو چکا یہ کیا معنی ہین کہ آدھے تیتر اور آدھے بٹیر کر کھاؤن گلگلون کا پرہیز اور گڑ دہا جرا یہ ہی کہ اس قول پر انکے مذہب والون مین سے کسی نے عمل نکیا الا ماشاء اللہ والنادر کالمعدوم چنانچہ ظاہر ہی کہ تمام مہدویہ انسا کے حیلون دنیوی مثل تجارت و زراعت و نوکری و مزدوری وغیرہ اشغال دنیویہ مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین بلکہ اکثر ان مین کے کسب حلال و حرام مین تمیز نہین کرتے ہین پس یہ سب انکے مہدی کے قول کے موافق کفار و غیر مہدی ہوئے کیونکہ آن مہدیسے نہین ہین یہی معنی ہین کہ غیر مہدی ہین یہ سزا اسکی ہی کہ انھون نے اون بزرگ کی باتین خلاف شرع کے ہمکو سنایا تھا اللہ تعالیٰ نے اونھین بزرگ کو ان پر مسلط کر دیا انکو کیسا قلم کا ذکر کیا الحق ہی کہ خلق خدای را بیازارد تا دل مخلوقی بدست آرد خدای تعالیٰ ہمان مخلوق را بروی گمارد تا دمار از روزگارش برآرد بدخلقی یازدہم سنت اجابت دعوت کو ترک کرنا چنانچہ باب بستم انصاف نامہ مین نہایت تاکید ہی کہ دائرہ کے باہر مواقف مذہب کے مکان پر بھی اسلئے ضیافت کے نجانا اور اگر طعام اندرون دائرہ کے لاتے تھے خلفاء میران بلا تامل کھاتے تھے انتہی اجابت دعوت طعام سنت حضرت خاتم الرسالہ ہی اور احادیث کثرت اس باب مین وارد ہین چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لو دعیت الی کراع لاجبت ولو اهدی الی کراع لقبلت یعنی اگر دعوت کیا جاؤن مین طرف ایک پایچہ کے حاضر ہونگا مین اور اگر ہدیہ بھیجا جاوے طرف میرے ایک پایچہ البتہ قبول کرونگا مین اور ابوداود نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دعی فلم یجب فقد عصی اللہ ورسوله ومن دخل علی غیر دعوة دخل سارقا وخرج مغیرا یعنی جو شخص کہ بلایا گیا طرف طعام کے پس قبول نکیا اور حاضر ہوا تحقیق نافرمانی کی اوسنے خدا و رسول کی اور جو کہ داخل ہوا بغیر دعوت داخل ہوا چور کے مانند اور نکلا لوٹیرے کی طرح اور بخاری و مسلم کی حدیث ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمة یدعی لها الاغنیاء ویترك الفقراء ومن ترك الدعوة فقد عصی اللہ ورسوله یعنی بدترین طعامونکا طعام ولیمہ ہی کہ جسکے لئے اغنیا بلائے جاوین اور فقرا چھوڑ دیے جاوین اور جسنے کہ قبول نکیا دعوتکو تحقیق نافرمانی کی خدا و رسول کی

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ قبول کرنا دعوت کا واجب یا سنت موکدہ ہی اور مسلم کی روایت مین یہ ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک یعنی جب بلایا جاوے ایک تم مین کا طرف طعام کے پس چاہیے کہ حاضر ہووے پھر اگر چاہے کہاوے اور اگر چاہے نکہاوے یعنی سنت یا واجب اجابت ہی اور دو نام ہی حاضر ہونیکا اور کہانے نہ کہانیکا اختیار ہی اور اگر عذر روزہ وغیرہ کا نرکھتا ہووے کہانا مستحب ہی اب ملاحظہ کیجیے کہ شیخ جونپور اور اونکے خلفا کو کہانے سے انکار نہ تہا کہ اگر کوئی اندر دائرے کے کہانا لاتا تہا کہا لیتے تہے انکار فقط حاضر ہونے سے تہا اور وہی واجب یا سنت ہی غرض کہ اسی طرح سے بہت سی مخالفت سنت محمدیہ کی انکی ذات مین تہی پس دعوی اتباع نام کا لے معنی محض ہی اور اسی مخالفتون کے تدارک کے واسطے اونہون نے قاعدہ گڑہا تہا کہ جو حدیث میرے مخالف ہو وہ نامقبول ہی ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ جو فعل تمہارا مخالف حدیث ہو وہ نامقبول ہی اور حدیث مقبول ہی مخالفت احادیث عین بداخلاقی ہی چنانچہ مسطور ہو چکا مقدمہ دعوت مین بہت احادیث وارد ہین لیکن زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہین ہی کیونکہ خطاب اوس قوم سے ہی کہ انصاف و قبول حق کی عادت و خلق نہین رکھتے ہین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم بدخلقی دوازدہم کہ اس راس و اصل تمام بداخلاقیون کی ہی وہ یہ ہی کہ علم سیکھنے سے منع شدید کرنا چنانچہ انصافنامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران علم پڑھنے سے منع کرتے تہے اور کہتے تہے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے میری مہدویت کو قبول نکرتے ایک شخص نے پوچھا اگر اجازت ہووے وقت قیلولے کے کچھ مین پڑھ لیا کرون کہا اسوقت بھی مت پڑھو بلکہ سو رہو اور اون کے خلیفہ خوندمیر نے کہا کہ اگر قرآن کو بیتکلف و بیتردد حق تلاوتہ کے طور پر پڑھین جب بھی پردہ نور ہوتا ہی درمیان بندے اور خدا کے اور یاد خدا سے وہ پردہ پھٹ جاتا ہی اور میران نے کہا کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان بس ہی انتہی تمہید جواب اخلاق مین بخوبی واضح ہو چکا کہ علم و حکمت اس اخلاق ہی کہ اوسی کے دلالت کے مطابق قوت غضبیہ و شہویہ مہذب کیجاتی ہین اسواسطے کہ جب آدمی کو علم نہو اتمیز درمیان نیک و بد کے نکر سکیگا پس جہل مرکب یا بسیط کا پابند ہو کر اپنی قوت غضب و شہوت خلاف حکمت و شریعت کے مستعمل کر کے خلق سبعی و بہیمی پیدا کریگا اور میران کا یہ قول کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان کافی ہی نادرست ہی اسواسطے کہ اگر مراد یہ ہی کہ نفس ایمان کا نور کافی ہی تو ظاہر البطلان ہی کیونکہ ہر مومن بے علم قرآن نہین سمجھ سکتا ہی بلکہ اوسکے الفاظ بھی نہین پڑھ سکتا ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ نور ایمان کامل کا کافی ہی تو کمال ایمان اعمال پر موقوف ہی کیونکہ بغیر اعمال کے ایسے کو مومن فاسق کہینگے نہ مومن کامل اور صحت اعمال علم احکام و عقائد پر موقوف ہی ورنہ بے علم کیا جانتا ہی کہ دین اسلامی مین کیا کیا کام فرض و واجب و مستحب و مباح ہین کہ اونکو علی حسب المراتب اختیار کرے اور

کیا کیا کام حرام ومکروہ ہین کہ ان سے اجتناب کرے تاکہ کمال ایمانی حاصل ہووے پس نور ایمان کامل بے علم حاصل نہ
ہوتا ہی خواہ کتابین پڑھکر علم حاصل کرے یا زبانی علماء سے مسائل دینی پوچھکر یاد کرلیوے بہرحال ممانعت علم سیکھنے سے
نہایت قبیح ہی اور دوسری دلیل کہ اگر تم علم رکھتے میری مہدویت کو قبول نکرتے صاف دلالت اسپر کرتی ہی کہ مہدویت
انکی سوائے جہلا کے اور کسیکے قابل پسند و قبول نہین ہی اور ظاہر ہی کہ جہلا حق و باطل مین کیا تمیز رکھتے ہین کہ اونکی پسند
معتبر ہووے وہ کیا جانتے ہین کہ مہدی کیسا ہوگا اور اوسکے کیا علامات ہین انکا پسند کرنا اور علما کا کہ واقف علامات
اور احوال مہدی سے ہین ناپسند کرنا دلیل بطلان مہدویت کی ہی شعر صائب چیزی شکند قدر سخن را ؛ تحسین ناشناس
و سکوت سخن شناس ؛ اور میان خوندمیر نے کہ ذکر کو تلاوت قرآن سے افضل کہا مخالف ہی فرمان خدا اور رسول کے اسواسطے
کہ حدیث قدسی ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الرب تبارک وتعالی من شغلہ القرآن عن
ذکری و مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ
علی خلقہ رواہ الترمذی والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا ہی رب تبارک وتعالی نے جو شخص کہ باز رکھے اوسکو قرآن کریم میرے ذکر اور دعا و سوال میرے سے تو دیتا
ہون مین اوسکو افضل اوس چیز سے کہ دیتا ہون سوال کرنیوالونکو اور بزرگی کلام خدا کی باقی کلامون پر مانند بزرگی
خدا کے ہی اپنے مخلوق پر انتہی اور ذکر بھی قسم دعا سے ہی کیونکہ یاد و ثنا کنایہ طلب و سوال ہی پس جب فرمایا کہ سائلین
سے افضل دیتا ہون تلاوت کرنیوالے کو اوس مین ذکر کرنیوالے بھی آگئے جیسا کہ سیاق و سباق کلام کا اسی پر دلالت
واضح رکھتا ہی اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ فرمایا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءۃ القرآن فی الصلوۃ افضل من قراءۃ القرآن فی غیر الصلوۃ و
قراءۃ القرآن فی غیر الصلوۃ افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقۃ والصدقۃ
افضل من الصوم والصوم جنۃ من النار یعنی پڑھنا قرآن کا نماز مین افضل ہی پڑھنے قرآن سے غیر نماز
اور علما نے کہا ہی کہ نماز مین بھی تفریق ہی کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہی بعد اوسکے بیٹھکر اور قرآن پڑھنا
غیر نماز مین بہتر ہی تسبیح و تکبیر سے علما نے کہا کہ اگرچہ یہ اذکار نماز مین ہووین اسواسطے کہ تسبیح و تکبیر و تحمید و تہلیل
تمام جزو قرآن ہین اور قرآن ہی کل ہی اور افضل ہی جزو سے اور تسبیح افضل ہی خیرات مال سے اور خیرات مال افضل
روزے سے اور روزہ سپر ہی آتش دوزخ سے لیکن یہ جو مشہور ہی کہ عبادت مالی افضل ہی عبادت بدنی سے مراد
ہی کہ سوائے نماز و قرات قرآن اور ذکر کے باقی عبادات سے افضل ہی اور اسمین ہی تتمہ سطور الصدر ملحوظ ہو اور امام احمد

بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ فرمایا دیکھا مینے رب العزت کو خواب مین پس پوچھا مینے کہ کون سی عبادت
فاضل تر ہی فرمایا تلاوت قرآن بار دیگر مینے پوچھا کہ فہم معنی کے ساتھ ارشاد ہوا بالفہم یا بے فہم انتہی اور فضائل علم کے حد
وحساب سے خارج ہین مگر بطور نمونے کے چند آیات واحادیث مسطور ہوتی ہین یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ یعنی بلند کریگا اللہ تعالی اونکے جو ایمان رکھتے ہین تم مین اور اون لوگون کے جو دیے گئے ہین
علم بڑے درجے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی کہو اے محمد کیا
برابر ہوتے ہین وہ لوگ کہ علم رکھتے ہین اور وہ لوگ کہ نے علم ہین اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی نہین ڈرتے
ہین اللہ سے اوسکے بندون مین سے مگر علما اور مشکوۃ مین ہی کہ کثیر بن قیس نے روایت کیا کہ مین مسجد دمشق مین پاس
ابو الدردا رضی اللہ عنہ کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اے ابو الدردا مین مدینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
تمھارے پاس آیا ہون ایک حدیث پوچھنے کے واسطے کہ مینے سنا ہی کہ تم وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہو سواے اسکے اور کچھ حاجت یہان آنے کی مجکو نہ تھی ابو الدردا نے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا ہی کہ یقول من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ بہ طریقا من طرق الجنۃ وان
الملائکۃ لتضع اجنحتہا رضا لطالب العلم وان العالم یستغفر لہ من فی السموات ومن فی
الارض والحیتان فی جوف الماء وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر
الکواکب وان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درہما وانما ورثوا العلم
فمن اخذہ اخذ بحظ وافر رواہ احمد والترمذی وابو داود وابن ماجۃ والدارمی وسماہ الترمذی
قیس بن کثیر یعنی فرماتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص کہ چلا ایک راہ کہ طلب کرتا ہی اوس مین علم
دین کو چلاویگا اوسکو اللہ تعالی ایک راہ مین راہون بہشت سے اور تحقیق فرشتے رکھتے ہین بازو اپنے واسطے
رضامندی طالب علم کے اور تحقیق عالم کے واسطے مغفرت مانگتے ہین رہنے والے آسمانون کے اور رہنے والے
زمین کے اور مغفرت مانگتی ہین عالم کے واسطے مچھلیان درمیان پانی کے اور مقرر فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہی
جیسے کہ فضیلت قمر کو ہی شب بدر مین اوپر سب ستارون پر اور مقرر علما وارث پیغمبرون کے ہین اور تحقیق پیغمبرون نے
دینار و درہم کا ارث نچھوڑا ہی اور سواے علم کے میراث نچھوڑی ہی پس جسنے کہ سیکھا علم کو پایا نصیب کامل اور ترمذی کی
حدیث مین ہی کہ ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلان احدہما عابد والآخر عالم فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ثم قال رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم ان الله وملائکته واهل السموات والارض حتی النملة فی جحرها وحتی الحوت فی
الماء لیصلون علی معلم الناس الخیر یعنی ذکر کیا گیا روبرو حضرت رسالت پناہ کے دو مرد کا ایک عابد اور
دوسرا عالم پس فرمایا حضرت نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے صحابہ کے پھر
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی اور فرشتے اوسکے اور اہل آسمان و زمین یہانتک کہ چیونٹی اپنے
سوراخ میں اور یہانتک کہ مچھلی پانی میں البتہ درود بھیجتے ہیں اوپر تعلیم کرنے والے آدمیونکے علم خیر کو اور ترمذی و ابن ماجہ
کی حدیث میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فقیہ سخت تر ہے شیطان پر ہزار عابد سے اور ابن ماجہ بیہقی نے روایت
کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضة علی کل مسلم یعنی طلب کرنا علم کا فرض ہے
اوپر ہر مسلمان کے اور دارمی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجلین کانا فی بنی
اسرائیل احدهما کان عالما یصلی المکتوبة ثم یجلس فیعلم الناس الخیر والاخر یصوم النهار ویقوم
اللیل ایهما افضل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل هذا العالم الذی یصلی المکتوبة
ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النهار ویقوم اللیل کفضلی علی ادناکم یعنی سوال
کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دو مرد کا کہ بنی اسرائیل میں تھے ایک عالم تھا کہ نماز فرض پڑھ لیتا تھا
بعد اوسکے بیٹھتا تھا کہ تعلیم کرتا تھا آدمیونکو خیر کی اور دوسرا روزہ رکھتا تھا دن میں اور نماز میں کھڑا رہتا تھا رات بھر
ان دونوں میں کون افضل ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزرگی اس عالم موصوف الصدر کی اوس عابد پر مانند
بزرگی میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے کے اور ترمذی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تعلموا الفرائض والقرآن وعلموا الناس فانی مقبوض یعنی سیکھو تم فرائض کو اور قرآن کو اور تعلیم کرو آدمیونکو
اسواسطے کہ میں قبض وفات کیا جاؤنگا اور بیہقی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما حد العلم الذی اذا بلغه الرجل کان فقیها فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ
علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینها بعثه اللہ فقیها وکنت له یوم القیامة شافعا وشهیدا
یعنی سوال کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہے حد علم کی کہ جب پہنچے مرد اوس حد کو ہووے فقیہ پس فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ یاد کرے میری امت کے لیے چالیس حدیثیں اونکے دین کے مقدمے میں
اوٹھاویگا اوسکو اللہ تعالی قیامت میں فرقہ فقہا میں اور ہونگا میں روز قیامت اوسکے گناہوں کا شفاعت

کرنیوالا اور نیکیونکا گواہی دینے والا چنانچہ اسی ثواب کی امید پر محدثین سلف و خلف نے رسائل چہل حدیث کے تصنیف فرمائے ہین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلثة آية محكمة او سنة قائمة او فريضة عادلة وما كان سوى ذلك فهو فضل یعنی فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین آیت محکمہ یعنی کتاب اللہ یا سنت کہ ثابت و صحیح ہی موافق شرائط علم حدیث کے یا فریضہ عادلہ یعنی احکام کہ مستنبط ہین کتاب و سنت سے باجماع و قیاس کہ برابر ہین جو ب عمل مین ساتھ احکام کتاب و سنت کے اور جو علم کہ سوا ان کے ہی وہ زائد ہی انتہی بالجملہ ثابت ہوا کہ علم نہایت عالی چیز ہی کہ کوئی عبادت اسکو نہین پہونچتی ہی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورۃ الصدر اسی علم ظاہر کی فضیلت مین وارد ہین کہ جسکو علم معاملہ بولتے ہین نہ فقط علم باطن کے حق مین کہ جسکو علم مکاشفہ اور علم لدنی اور علم حقیقت کہتے ہین کیونکہ احادیث مین تاکید تعلیم و تعلم کی ہی اور تعلیم و تعلم اسی علم ظاہر سے متعلق ہی نہ علم لدنی سے کیونکہ علم لدنی کا حال یہ ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم يعلم یعنی جو شخص کہ عمل کریگا اوس علم پر کہ جانتا اور پڑھا ہی روزی کریگا اوسکو اللہ تعالی علم اوس چیز کا کہ نہ جانتا اور نہ پڑھا ہی اور حضرات صوفیہ اس حدیث کی شرح مین کہتے ہین کہ جب آدمی علم ظاہر پر عمل کرتا ہی اور اوسکے موافق خدا کی عبادت بجالاتا ہی اللہ تعالی اوسکے دل پر ایک دوسرا علم الہام فرماتا ہی کہ اوسنا ذان ظاہری سے اوسکو نہ پونہچا تھا پھر جب اوس علم ثانی پر عمل کرتا ہی علم ثالث الہام فرماتا ہی اسیطرح ہر علم عمل کا سبب پڑتا ہی اور ہر عمل موجب علم کا ہونا رہتا ہی پس علم اول علم ظاہر ہی اور وہی اصل و بنیاد ہی ان سب علوم لدنیہ کا اور باقی سب علوم علم لدنی اور علم باطن ہین کہ اوسی علم ظاہر پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہین چنانچہ آیت واتقوا الله ويعلمكم الله مین اسطرف اشارہ ہی یعنی ورتقوی و پرہیزگاری اختیار کرو اللہ تمکو تعلیم فرماویگا اور دوسری آیت مین ہی کہ والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے مجاہدہ اور ریاضت کی ہماری راہ مین بتادینگے ہم اونکو راہین اپنی پس معلوم ہوا کہ علم باطن فقط موہبت الہی ہی کہ پڑھنے اور سیکھنے سے علاقہ نہین رکھتا ہی اور جس جگہہ سیکھنے اور پڑھنے کی تاکید ہی مراد اوس سے علم ظاہر ہی اور علم ظاہر موقوف علیہ اور بنیاد علم باطن کی ہی کہ جب علم ظاہر پر برابر عمل کیا جاتا ہی علم باطن خود بخود الہام ہوتا ہی کیونکہ درگاہ الہی مین بخل نہین ہی بندے مین قابلیت ہونے کی دیر ہی اور اگر علم ظاہر نہوا تو عمل اوس مین خلل واقع ہوگا پس علم باطن بھی اوسپر مترتب نہوگا اسیواسطے حضرات صوفیہ نے فرمایا ہی کہ ان دونوں علمون مین نسبت تن و جان و پوست و مغز کی ہی شعر علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر کی شود بے شیر مسکہ کی شود بے پیر پیر

پس شیخ جونپور کہ علم ظاہر کے سیکھنے سے منع کرتے ہیں گویا کہ تمام علوم لدنیہ کی راہ بند کرتے ہیں اور معرفت الٰہی سے
محروم رکھتے ہیں منع کرنے علم قرآن مہدا استاخت نہ اور منشا غلطی کا یہ ہوا کہ سن پایا ہے کہ حضرت خاتم الرسالت
امی تھے استغفر اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ نہیں جانتے ہیں کہ وہاں تو شب و روز جبرئیل واسطے تعلیم کے حاضر تھے
کہ علمہ شدید القوی وغیرہ آیات دال ہیں اور نبوت موہبت الٰہیہ ہے کہ بے سابقہ ریاضت محنت کے مرحمت
ہوتی ہے بخلاف ولایت کے کہ کسبی ہے کہ اول کسب و ریاضت چاہیے تب حاصل ہو اور کسب و ریاضت موقوف ہے علم
شرعی پر ہر شخص اپنا قیاس حضرات انبیا پہ کس طرح کر سکتا ہے ہر ایک کو واسطے جبرئیل سا معلم کہاں سے نصیب ہوگا پس اپنی
اوقات کے موافق کوئی علم اختیار کرنا چاہیے اسی سبب سے تمام اولیا اور مشائخ طریقت مانند شیخ عبد القادر جیلانی
و جنید و شبلی و بایزید بسطامی و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ بہاؤ الدین نقشبند وغیرہم کے
کہ حساب انکا مشکل ہے سب علما ہیں کہ اول تحصیل علوم ظاہری کر کے بعد طریقت میں قدم رکھتے ہیں اور اگر کوئی بے علم
داخل طریقت ہوا چاہتا تھا پہلے اوسکو علم سیکھنے کا حکم فرماتے تھے اور اگر کوئی شاذ و نادر مجذوب الٰہی بغیر علم پڑھے
کسی مقام کو پہنچ جاوے وہ شیخ نہیں ہوتا ہے جب تک کہ بعد جذب کے علم پڑھ کر سلوک اختیار کرے اور مجذوب سالک اسکا
نام ہے یعنی سلوک بعد جذب کے ہنگام سلوک میں علم کی حاجت ہوگی جیسا کہ سالک مجذوب کو قبل جذب کے سلوک میں علم کی
ضرورت ہوتی ہے یہ دونوں شیخ ہونیکا منصب رکھتے ہیں اور مجذوب محض و سالک محض شیخ نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ
عوارف وغیرہ کتابوں میں اہل طریقت میں مشہور ہے اور صاحب سراج نے نہایت تعصب بلکہ جہالت سے انکار
اس مقدمے کا کیا اور کہا کہ ہم لوگ علوم کے سیکھنے سے منع نہیں کرتے ہیں حالانکہ یہ انکار غلط ہے کیونکہ درست اور نیز
خود انکے مہدی کی امر بالمعروف جو ہیں جیسا کہ مذکور ہو چکیں کہ وہ سوائے اہد قبیلہ انکو علم پڑھنے پر ترجیح دیتے تھے
اور سخت منع کرتے تھے چنانچہ آغاز قول میں اونکی معتبر کتابوں سے منقول ہو چکا بد خلقی سیزدہم اپنے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم پر جفا کرنا اور اونکی روح اطہر کو ناخوش کرنا یعنی بیت اللہ کو جانا اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے مدینہ طیبہ کو نجانا اور جنکی بدولت کعبے کو پہچانا اور حج کرنا جانا اونکے ساتھ ناشکری و
احسان فراموشی پیش آنا کہ اونکے مرقد اطہر پر حاضر نہونا اور بیگانہ وار مدینے سے روگردان ہو کر فقط مکے سے
حج کر کے واپس آنا اور حضرت کی شفاعت خاص کی کہ واسطے زائر قبر اطہر کے موعود ہے فکر نکرنا چنانچہ حدیث شریف میں
وارد ہے کہ من زار قبری وجبت له شفاعتی یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہو گئی اوسکے واسطے
شفاعت میری اور حضرت کی شرف ملاقات کی قدر نجاننا کہ زیارت قبر اطہر مانند ملاقات حیات کے ہے چنانچہ

حدیث شریف مین ہی کہ من زار قبري بعد وفاتي كان كمن زارني في حياتي یعنی جسنے زیارت کی میری
قبر کی ہوا مانند اوس شخص کے کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی مین اور بالفرض اگر حاصل کرے اس شرف و منقبت کا
ارادہ نکیا نور بخش روح الہی کا بھی خوف نکیا اسواسطے کہ حج کرکے بغیر زیارت شریف کے مراجعت کرنے مین شیخ متقدم کو
جفا کرنا ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني یعنی جسنے کہ حج بیت اللہ کا کیا اور میری
زیارت نہ کی پس تحقیق مجھپر جفا کیا اور علی مرتضی حضرت رسالت پناہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا من زار قبري بعد
موتي فكانما زارني في حياتي ومن لم يزر قبري فقد جفاني یعنی جسنے کہ زیارت کی میری قبر کی بعد موت
میری کے پس گویا کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی مین اور جسنے کہ نہ زیارت کی میری قبر کی پس تحقیق کہ مجھپر جفا کیا
اوسنے چنانچہ شیخ جونپوری نے کہ اپنے تئین مہدی مشہور کرتے ہین ایسی کیا کہ بیت اللہ کا حج کیا اور بغیر زیارت
حضرت رسالت کے مدینے سے موہنہ موڑ کر ہندوستان کا رستا لیا اور اس عیب کے دبانے کے واسطے یہ حیلہ کیا کہ مجکو
حضرت رسالت پناہ نے فرمادیا کہ میرے پاس مت آو سیدہے گجرات کو چلے جاؤ کہ تمہارے دعوی مہدیت کی وعدہ گاہ
ہی اور اوسکا وقت ظہور بھی قریب ہی جیسا کہ مطلع الولایت مین مسطور ہی اور حقیقت مین یہ وہی بات ہی کہ عذر
گناہ بدتر از گناہ اور کذب اس کلام کا ظاہر ہی اسواسطے کہ سفر آمد و رفت مدینے کا کل ایک مہینے کا ہوتا ہی اسقدر دعوی
مہدویت کی کیا جلدی تھی کہ اوس سفر مبارک کو چھوڑ کر تاخت گجرات کو مقدم رکھا حالانکہ گجرات مین آکر شہر
احمداباد مسجد تاج خان مین عنقریب دروازہ جمالپور کے اٹھارہ مہینے اقامت کرکے دعوی مہدویت کا سنہ ۹
نو سو تین مین دعوی مکہ سے دو برس کے بعد کیا ہی پس ایک مہینے کا سفر مدینہ ترک کرنا بحیلہ دعوی مہدیت کے
اور پھر گجرات مین آکر اسقدر دراز تک دعوی نکرنا نہایت سخن بے وجہ ہی علاوہ یہ کہ دعوی گجرات مین کیا ضرور تھا
کیا مدینے مین دعوی کرنے سے کچھ شرم دامن گیر ہوتی تھی اور طرہ یہ ہی کہ اس کشف مخالف شرع پر عمل کیا اور یہ
خیال نکیا کہ جب حضرت رسالت حالت زندگی مین اپنی زیارت قبر کی اسقدر تاکید فرماوینگے کیونکر بعد رحلت کے لوگون کو
عالم مکاشفے مین زیارت سے منع فرماوینگے زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماع علماے دین قولا و فعلا
افضل سنن اور اکد مستحبات سے ہی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ایسی سنت ہی کہ اوسپر اجماع ہی اور بعض علماے مالکیہ اوسکو واجب لکھتے ہین اور نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
زیارت آنحضرت کی افضل مندوبات اور اکد مستحبات سے ہی قریب بدرجہ واجبات کے اور کثرت سے احادیث اس مقدمے
مین وارد ہین چنانچہ جذب القلوب وغیرہ کتابون مین اسکی تفصیل موجود ہی پس جب ایسے امر اجماعی کے برخلاف کرنا

کشف والہام ہووے اوسپر عمل نکرے بلکہ وسوسۂ نفسانی اوسکو سمجھنا چاہیے اور زیادہ تر تعجب وحیرت یہ ہی کہ خود
شیخ جونپوری کا بھی یہی اعتقاد ہے چنانچہ شواہد کے چوبیسوین باب مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا ایک شخص کو کہ اوسکو کشف
کہنا چاہیے کہ رعایت شرع محمدی کی جسمین قائم نہووے پھر فرمایا کہ مطہرات تمہاری تو رین ہین کہ خلاف شرع
محمدی کے کیا تمنے سبحان اللہ قول یہ اور فعل یہ وکفی بنفسك الیوم علیك حسیبا اللہ تعالی فرماتا ہے
اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسكم وانتم تتلون الكتاب افلا تعقلون یعنی کیا حکم کرتے ہو
تم لوگونکو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو اور تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہین سمجھتے ہو بدخلقی چہاردہم یہ کہ ارادہ
اتباع سنت محمدی کا کر لیا لیکن بسبب کم علمی کے وہ مخالف سنت کے ہو جاتا چنانچہ شواہد الولایت کے باب بست وہفتم
مین لکھا ہے کہ شیخ جونپوری روز انتقال اپنے نسوجی بی بی بون کے گھر مین تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین مین تینون واسطے
شناخت وقت نوبت ازواج کے گاڑی تھین جب ان تینون پر سایہ پہنچتا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری
بی بی کے گھر جانے کی نوبت آتی تھی اور جب سایہ میخ پر پہنچا فرمایا کہ مجکو بی بی ملکان کے گھر مین لے چلو بی بی
ملکان وہان حاضر تھین اونہون نے عرض کیا کہ آپ بہشتی ہو اور مین خود یہان حاضر ہون اور مینے اپنی نوبت تمکو بخشدی
آپ یہین رہیے اور بار دیگر بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض کیا میران نے جواب دیا کہ خوب تمنے اپنا حق بخشا لیکن
حد شرع محمدی کی کہ خدا تعالی نے حکم کیا ہے کون شخص بخش سکتا ہے بعد وس لکے پھر تین بار بی بی ملکان وغیرہ
نے یہی معروض کیا لیکن میران نے قبول نکیا اور کہا کہ یہ لوگ ہماری رعایت کرتے ہین لیکن شرع محمدی کی رعایت
نہین کرتے ہین الغرض نمانا اور بی بی ملکان کے گھر مین بطور لیجانے تئین پونہچایا انتہی میران کی اس حرکت مین
چند قباحتین پائی گئین ایک یہ کہ خلاف حضرت رسالت مآب کے کیا اسواسطے کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسئل فی مرضہ الذی مات فیہ این انا غدا این انا غدا
یرید یوم عائشة فاذن له ازواجه ان یکون حیث شاء فکان فی بیت عائشة حتی مات
عندها یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض موت مین ہر روز پوچھتے تھے کہ مین کل کس بی بی
کے گھر مین ہونگا اشتیاق تھا نوبت حضرت عائشہ کا ازواج مطہرات نے یہ مطلب سمجھ کر اذن دیا کہ جس جگہ
حضرت کا دل چاہے وہان رہین پس حضرت خانۂ عائشہ مین تشریف فرما رہے یہان تک کہ انھین کے پاس رحلت
فرمائی اب غور کیا چاہیے کہ جب حضرت رسالت نے رخصت ازواج مطہرات کی قبول فرمائی شیخ جونپوری کہ کمال اتباع کا
دعوی کرتے ہین انکو بھی لازم تھا کہ قبول کر لیتے اور طریقۂ محمدیہ پر عمل کرتے کیونکہ حضرت رسالت سے بڑھکر تم کو کوئی

نہین ہی بلکہ وسوسۂ نفس ہی چنانچہ کیا خوب کسینے کہا ہی شعر فروکوش در زہد وصدق وصفا ولیکن میفزا بر مصطفی ﷺ دوسری قباحت یہ کہ نوبت شب باشی حق بیبیونکا ہی اگر کوئی بی بی اپنی نوبت دوسری کو حلال کردے ویسے حلال ہوجاتی ہی چنانچہ حدیث سابق سے بھی ظاہر ہوا اور دوسری حدیث متفق علیہ مین بھی ہی کہ ان سودة لما کبرت قالت یا رسول اللہ جعلت یومی منک لعایشة وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقسم لعایشة یومین یومہا ویوم سودة یعنی سودہ رضی اللہ عنہا کہ ازواج مطہرات سے ہین جب کبیر السن ہوئین عرض کیا یا رسول اللہ کردیا مینے اپنا روز نوبت واسطے عایشہ کے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عایشہ کے واسطے دو روز نوبت فرماتے تھے ایک خود اونکا روز اور ایک بی بی سودہ کا روز اسیطرح شیخ جونپوری کے واسطے بھی بی بی ملکان اپنی نوبت بی بی بون کو دیتی تھی اور انھون نے اس حلال کو منزلہ حرام کے سمجھ کر انکار کیا تیسری قباحت یہ ہی کہ تمام فقہا اور محدثین کا اتفاق ہی کہ شب باشی مین عدل واجب ہی یعنی جتنے ساعات شب ایک عورت کے گھر مین رہے اوسیقدر دوسری کے پاس بھی رہے اور دن مین حساب ساعتون اور لحظون کا ضرور نہین ہی بلکہ یہ نہین کسی قدر بھی کافی ہی اور کسی جاسے یہ نہین آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن کی گھڑیون کا حساب کرکے عورتون پر تقسیم فرماتے ہون پس شیخ کو بی بی اور اسقدر بار باریک بینی اس مقدمے مین حرکت زائد لاطائل تھی چوتھی قباحت یہ کہ شیخ موصوف باوصف اسکے کہ دعوی علم غیب اور اطلاع جمیع احکام کا رکھتے تھے اس حالت تک بھی کہ ہنگام مرگ قریب پہونچا اسقدر نجانتے تھے کہ حد شرعی بخشنے سے نہین بخشی جاتی ہی وہ کون سی ہی اور حقوق قابل بخشنے کے کون ہین کہ نوبت ازواج کو کہ حق الناس ہی اور مانند دیگر حقوق الناس کے بخشا جاتا ہی اوسکو حد الٰہی ٹھہرایا اور کہا کہ اس حد شرعی کو کون شخص بخش سکتا ہی اور یہ نجانا کہ وہ بخش سکتا ہی کہ جسکا یہ حق ہی یعنی بی بی ملکان بخش سکتی ہی جیسا کہ بی بی سودہ نے حضرت عایشہ کو اپنا حق نوبت بخشدیا اور وہ حد کہ جنکو بخشنا بندون سے نہین ہوسکتا ہی وہ حقوق الٰہی ہین اسواسطے کہ حد کی تعریف یہ ہی کہ عقوبت مقدرہ معینہ کہ واسطے حق خدا تعالی کے واجب ہوئی ہو ایسی حد مین حاکم کے پاس پہونچنے کے بعد شفاعت درست نہین ہی پس تعزیر کو حد نہین کہتے کیونکہ مقدر ومعین نہین ہی اور قصاص کو حد نہین کہتے ہین کیونکہ اگرچہ عقوبت معینہ ہی لیکن حق بندے کا ہی اسواسطے بخش دیا جاتا ہی اور قرآن سے اوسکا عفو ثابت ہی کہ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ یہ آیت بھی اگر شیخ موصوف کو یاد آجاتی جانتے کہ جب قصاص سا حق عفو ہوسکتا ہی دوسرے حقوق الناس کیون نہ عفو ہوسکینگے بالجملہ یہ سب ثمرات اسکے ہین کہ اپنے تئین بھی علم کیطرف توجہ نہین ہی اور دوسرونکو بھی اوسکی طرف مائل ہونے سے

مانع ہوتے ہین بدخلقی یازدہم یہ کہ بسبب اپنی مہدیت کے انکار کے تمام اہل اسلام کو مشرق سے مغرب تک
کافر جاننا اور انکے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھنا چنانچہ انصاف نامے کے باب دوم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ انکار کرنا مہدیت
سید محمد بن سید خان سے کفر ہو اور ملا احمد خراسانی نے سید محمود فرزند میران سے پوچھا کہ منکران مہدی کو کیا فرما
ہو کہا کافر کہتا ہون مین ملا احمد نے کہا اگر مین انکار کرون سید محمود نے کہا اگر چہ بایزید ہو تو اور انکار مہدی کا کرے
کافر ہو جاوے اور باب سوم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ نماز پیچھے منکران مہدی کے پڑھنا چاہیے اگر پڑھی ہوئی
اعادہ کرین اور موضع بہدیوالی مین اکثر مہاجرین میان نعمت مجتمع ہوئے تھے گفتگو یہی تھی کہ منکرین کے پیچھے نماز
جائز ہے گزارنا بعد بہت یارون نے اعتراض کیا کہ خود میران نے نماز جمعہ اور نماز عید کی پیچھے مخالفین کے
ادا کی ہی اگر روا نہو تا کیون پڑھتے بعدہ میان خوند میر اور میان نعمت وغیرہ نے کہا کہ ہم اس گفتگو مین نہین پڑ
ہین جو کچھ میران نے کہا ہو وہ ہمکو کرنا چاہیے اور جس چیز سے منع کیا ہی چاہیے اوس سے ہم باز رہین سعت
کہتا ہے کور کا کہتا ہی کہ اس مجلس مین یہ قائل حاضر تھا اور باب ہشتم مین لکھا ہی کہ خوند میر نے کہا کہ مہدویونکو مسجد جامع
اور عیدگاہ مین جمعیت اور سلاح و لباس عمدہ جانا چاہیے تاکہ مخالفین اونکی کثرت دیکھکر سوختہ ہووین اور باب
چہارم مین لکھا ہی کہ شہر ٹھٹھہ مین میران عورت کرتے تھے ایک ملا اپنے لڑکے کے واسطے خواہان ہوا میران نے
جواب دیا کہ اگر حق تعالی دولت دیوے ان لوگون سے جزیہ لیوین مین اور خوند میر نے کہا کہ یہ لوگ حربی ہو گئے ہین
اور خوشی میران اور اونکے یارون کی نہ تھی کہ علما مخالفین سے کچھ علم پڑھنے اور وعظ سننے کے واسطے کوئی جاوے
اور خوند میر بہت تشدد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی شخص ہمارے دائرے سے تمہارے پاس علم پڑھنے کو نہ آوے گا
پس جو کہ علما کے پاس جاوے اور دوستی کرے مخالف آیت اور مخالف مہدی کا ہووے آیت یہ ہی یا ایہا الذین
آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم الآیہ انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی
کہ میران اور خوند میر اپنے مخالفین کو حربی اور کافر اور قابل جزیہ جانتے تھے ہمکو اوسکا جواب دینے کی حاجت نہین ہی
بلکہ خود میران اور خوند میر کی زبان سے اسکا جواب لوتیے ہین وہ یہ ہی کہ اوسی کتاب انصاف نامے کے باب پنجم مین
لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ جو شخص کہ کلمہ کہے اوس سے جزیہ نچاہیے لینا اور اونکی عورتون مین سے نکاح تصرف
نچاہیے کرنا اسطرح حرمت کلمے کی چاہیے رکھنا اور یہ بھی لکھا ہی کہ خوند میر نے جنگ کے بعد اسباب مخالفین کا
ملیا اور لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانون تک اونکی کشت زار سے
کچھ نلیا جب ملک کفرستان مین پہونچے اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتہی یہان سے معلوم ہوا کہ اپنے

مخالفین کو حربی نہین جانتے تھے بلکہ اونکے اموال اور نفوس کو انکو مانند اموال اور نفوس مسلمانون کے اپنے پر
حرام جانتے تھے یہانتک کہ میران فوج زبیرے اونکے ہاتھ سے پر جان پائے اور اونکا مال لیا اور میران نے جو پیسا مقرر تھا
اضطرار مین بھی اونکے کشت زار پر دست دراز نکیا اور ذمی بھی نہین جانتے تھے اسواسطے کہ میران نے قرار پایا کر
انسے جزیہ نچلبے لیا اور علاوہ یہ کہ وہ لوگ اونکے ذمے مین کب آئے تھے کہ ذمی ہوتے اسواسطے کہ ذمی تو نہین تھے
بلکہ خود اونکی رعیت تھے اور مستامن بھی نہ تھے کیونکہ وہ لوگ کب انسے امن مانگ کر اونکے ملک مین آئے تھے انکا
ملک کہان تھا بلکہ یہی ونکے ملک مین اونکے امن مین بسر کرتے تھے اور منافق بھی نہ تھے اسواسطے کہ منافق وہ ہوتا ہی
کہ اپنے اعتقاد کو چھپاوے وہ لوگ اپنے عقائد کو کبھی میران اور میرانیون کے سامنے نہین چھپاتے تھے بلکہ بر ملا
خود ان پر احتساب قائم کرتے تھے پس جبکہ کافر حربی اور ذمی اور مستامن اور منافق نہ ٹھہرے معلوم ہوا کہ خود میران اور خوندمیر
کے اعتقاد مین بھی وہ لوگ مسلمین پاک باطن تھے اسواسطے کہ کوئی احتمال دیگر باقی نہین ہی اور احکام جو کہ سیاست کے
اونکے حق مین میران اور خوندمیر جاری کرتے تھے اب جو کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی کہ میران اور خوندمیر
وغیرہ اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے تھے اور حربی یا قابل جزیہ اور غیر قابل اقتدائے نماز جانتے تھے محض تعصب اور نفسانیت
سے تھا کہ مسلمانون کو دیدہ و دانستہ کافر بولتے تھے اور شدت غضب اور غلبۂ تعصب مین اس سخن کے
انجام کا خیال نہین کرتے تھے اور اندیشہ اور خوف اسبات کا نہین کرتے تھے کہ مسلمانونکو کافر جاننے سے آدمی
آپ کافر ہو جاتا ہی یہ مقتضا نہایت بے احتیاطی اور ناعاقبت اندیشی کا ہی آدمی خدا ترس دیندار کبھی ایسی
جرأت نہین کرتا ہی چنانچہ محرر اوراق با وجود اسقدر ظلم اور زیادتی ان بزرگوارون ناعاقبت اندیشون کے ابھی تک
صراط مستقیم احتیاط پر چلا جاتا ہی اور کبھی اپنے زبان اور قلم کو انکی تکفیر سے آلودہ نہین کرتا ہی اور یہ جو تمام امت
اسلامیہ کی تکفیر کر رہے ہین اسکا انتقام خدائے داور پر حوالہ کرتا ہی وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ
**جواب دوم** یہ کہ کلام مذکور الصدر مین جو انکے اقرار سے ثابت ہوا کہ خود میران اور انکے تمام ہمراہیون اور خلفا
نے نماز جمعہ اور عیدین کو پیچھے مخالفین کے پڑھنا صحیح اور درست سمجھا ہی اور اوسپر عمل کیا ہی اور دوسری کتابون
قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ کبھی میران نے جمعے اور عیدین مین اقتداے مخالفین سے انکار نکیا بلکہ ہمیشہ
ہندستان و عربستان و خراسان مین جمعہ اور عیدین پیچھے مخالفین کے پڑھا کیے ہین چنانچہ آج تک اونکی قوم کا
اسی پر عمل ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ یہ کونسی شریعت اور دین ہی کہ جمعہ اور عیدین کافر کے پیچھے صحیح ہو جاوے
شریعت محمدیہ مین تو ہرگز نہین ہی اگر ہو تو ثابت کرو اور اگر میران نے کوئی شریعت تازہ تراشی ہی تو وہ دوسری

میران جی کا غلط ہوا کہ ہم شریعت تازہ نہیں لائے ہیں ہم میں اور تم میں یا شریعت میں کچھ فرق نہیں ہے جیسا کہ شواہد کے باب
بستم مین منقول ہے پس معلوم ہوا کہ مہدی نہ تھے کہ ایسے دعوے باطل کرتے تھے اور اگر شریعت تازہ نہین لائے
ہین جیسا کہ ادعا ہے تو کافر کئے پیچھے نماز جمعہ و عیدین پڑھنا بمقتضاے شریعت محمدیہ کے خلاف ہے بدیہی ہے جب اعتقاد
مسئلہ دینی نجانتے تھے یا جانکر اوسکے مخالف عمل کرتے تھے تب بھی مہدی نہ ہوسکے کہ مہدی کے حق مین ہے کہ
یقفو اثری ولا یخطی یعنی میرے قدم پر چلیگا اور خطا نکریگا اور اگر مخالفین حقیقت مین کافر نہ تھے اور مسلمان تھے
اونکے پیچھے جمعہ اور عیدین ادا کرتے تھے تو انکو کافر بولنا اور نماز پنجگانہ اونکے پیچھے نا روا سمجھنا حکم الٰہی کا خلاف ہوا
تب بھی سو بیاد گی یا اور دوسری خطایہ ہوئی کہ جمعہ و عیدین اور نماز پنجگانہ دینی تفرقہ کرنا خلاف اجماع مسلمین کے
جسکے پیچھے جمعہ صحیح ہو اسکے پیچھے پنجگانہ بھی صحیح ہے جواب سوم یہ کہ تکفیر مخالفین کی یہی حدیث ہے من انکر خروج المہدی
فقد کفر بما انزل علی محمد یعنی جسنے انکار کیا خروج مہدی کا پس تحقیق کافر ہوا اوس چیز کا کہ اوتاری گئی اوپر محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہے جیسا کہ صاحب سراج الابصار نے امام ابوبکر اسکافی کی فوائد الاخبار اور ابوالقاسم سہیلی کی شرح السیر اور فصل الخطاب سے
نقل کیا ہے اور یہ حدیث احادیث آحاد ظنیہ سے ہے کہ بتقدیر صحت بجز ظن کے مفید جزم و یقین کو نہیں ہے اور اسلام
امت محمدیہ کا قطعی یقینی ہے پس اس ظنی سے اوس قطعی یقینی کے زائل ہونیکا حکم کیونکر ہوسکتا ہے اور اگر کہیں
کہ جب خود مہدی نے اس حدیث کی تصدیق و تصویب کی اور اسکے مطابق اپنے مخالفین کی تکفیر کی تو وہ حدیث
قطعی ہوگئی جواب اسکا یہ ہے کہ اولاً یہ تقریر دوری ہے کہ صحت تکفیر موقوف ہوئی صحت مہدویت پر اور صحت
مہدویت موقوف ہے صحت تکفیر پر کیونکہ تکفیر اصح آثار خلق قبیح سے ہے کہ بطلان مہدیت اوسکو لازم ہے اور علاوہ یہ
کہ خود تمہارے مہدی سے کے حکم میں تذبذب ہے جیسا کہ جواب اول و دوم مین مذکور ہوا کہ صاف معلوم نہیں ہوتا ہے کہ
منکرین کو کافر جانتے تھے یا مسلمان بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ متردد رہتے تھے کہ کبھی احکام اسلام کے اونپر جاری
کرتے تھے اور کبھی احکام کفر اون مظلوموں کی طرف منسوب کرتے تھے پس جب کہ خود متردد ہوئے حکم جزمی نہوا
اور حدیث بھی مفید جزم نہوئی پس اسلام قطعی و ثابت کیونکر زائل ہوسکتا ہے اور جواب حقیقی یہ ہے کہ حدیث
مسطور کا مطلب ہے کہ پیشتر خروج مہدی کے خروج مہدی موعود کا انکار نچاہیے بلکہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ مہدی
موعود آنے والا ہے جیسا کہ اب ہم سب تابعان اہل سنت کو اعتقاد ہے اور بعد خروج امام موصوف کے تصدیق کرنا چاہیے
کہ غایت اعتقاد سابق کی یہی ہے جیسا کہ ہم سب اوس وقت تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالی اور مہدویہ جو پیشتر پیدا
تو اوس وقت بھی ازخود گذشت کرتے رہینگے اور منکر مہدی موعود کے ہونگے اب تصدیق کرنا چاہیے کہ

ہر چیز کے واسطے کچھہ علامات مختصہ ہوتی ہین کہ جنسے وہ چیز پہچانی جاتی ہی پس مہدی کے واسطے بھی علامات ہین
کہ جسمین وہ پائی جاوین وہ مہدی ہی ورنہ ہر شخص دعوی کر بیٹھے کہ بندہ مہدی موعود ہی کیونکہ آدمی ہی اور محمد نام رکھتا ہی
اور یہ امر مشترک ہی اس سے مہدویت ثابت نہین ہو سکتی ہی پس علامات مہدویت کے احادیث مین مذکور ہین وہ اس مدعی
مین موجود چاہیے ہونا تاکہ اوسکی تصدیق لازم ہو اور انکار کفر ہو پس وہی علامات تعریف مہدی کی ہوئی اور تعریف مین
ضرور ہی کہ جامع اور مانع ومختص معرف ہووے کہ دوسرون سے مابہ الامتیاز واقع ہو پس اسقدر علامات مذکورہ
احادیث کہ جنسے مہدی غیر مہدی سے متمیز ہو جاوے اور وہ علامات دوسرون مین موجود نہووین ذات مدعی
مہدویت مین ضرور ہین اب اگر بانصاف دیکھیے تو شیخ جونپوری مین سب علامات مفقود ہین سواے اسکے کہ محمد نام تھا
اسواسطے کہ اب تک انکا نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا اور باپ کا نام عبد اللہ ہونا بھی ثابت نہوا حالانکہ یہ علامات
عامہ سے ہین کہ تنہا مثبت مہدویت کے نہین ہو سکتے ہین چہ جاے دوسری علامات کی اور حال اخلاق خود ظاہر ہی کہ سراسر
مخالف احادیث وقرآن کے ہین اور اخلاق محمدی سے نہایت مخالف ہین اور دعوے انکے کمالات باطنیہ کے
غیر مسموع ہین کیونکہ وہ امور باطنیہ ہین فقط تمہاری زبانی ہین وہ خود محتاج اثبات ہین مہدویت کا اثبات کیا کر سکتے
ہین پس ایسے شخص کی مہدویت کا اقرار احادیث کثیرہ کا انکار ہی اب اگر انصاف کیجیے تو انکی تصدیق گناہ ہی اور انکار
موجب اجر وثواب ہی اور اگر بلا علامات مذکورہ احادیث تصدیق واجب ور انکار کفر ہووے تو کوئی کس کس کی
تصدیق کرے اسواسطے کہ کچھہ فقط شیخ جونپوری مدعی مہدویت کے نہین ہین بلکہ اون سے اول بہت سے مدعی
گذر چکے ہین یہ بھی منجملہ اونکے اور مقتدی اونکے ہین چنانچہ تفصیل اون جھوٹے مہدیونکی موافق لکھنے
قاضی ارتضا علیخان مرحوم اور حضرت شیخ علی متقی مرحوم کے یہ ہی کہ ایک اونمین سے محمد بن تومرت مغربی کہ
۵۱۴ھ
جو سن پانچ سو چودہ ہجری مین اتفاق سے عبد المومن کوفی کے مغربی ملکون مین نکلا تھا ریاست پیدا کر کے
مال واسباب لوگون کے لیکر بڑا فساد برپا کیا اور اپنی مہدویت ثابت کرنیکے واسطے چند لوگون کو قبرون مین پوشیدہ
رکھا تھا تا وہ ندا کرتے رہین کہ یہ مہدی موعود ہی اس حیلے سے اکثر جاہلون کو دام گمراہی مین لایا آخر بخوف
راز فاش ہونیکے جو لوگ کہ قبرون مین پوشیدہ تھے اونکو جیتے جی قبرون مین دفن کر دیا اور آپ مہدی معصوم
کہلایا بعد تھوڑے عرصے کے حاکم وقت کے ہاتھ سے مقتول ہو کر بدلہ اپنے دعوے کا پایا دوسرا محمد بن
عبد اللہ میمون جو نواسا یہودی کا مجوسیہ عورت کا جنا ہوا الملوک عبیدہ کا پوتا تھا مہدویت کا جھوٹا دعوی کرتا
ہوا شام کیطرف سے نکلا نسبت اپنے نسب کی حضرت اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف کر کے

مغرب و شام اور مصر اور خراسان کے ملکوں کے اکثر لوگوں کو اپنے تصرف مین لایا اور مغرب کی طرف ایک شہر بسایا
نام اوس شہر کا مہدیہ رکھکر تخت گاہ اپنی بنایا فساد اور برائیاں اوس سے اور اوسکی نسل سے اور اوسکے بعد اون سے
جو ہوئین دنیا مین کسی فاسق و فاجر سے ہوئین آخر سلطان صلاح الدین نے اس شجرۂ ملعونہ کی جڑ اوکھاڑی اور
اسکے باقی لوگوں کو چنگیز خان نے ہلاک کیا چنانچہ حالات اوسکے اور اوسکی اولاد کے ابن کثیر اور ابن جوزی اور حافظ
عماد الدین اور شمس الدین بن خلکان نے اپنی اپنی تاریخ کی کتابوں مین تفصیل سے لکھے ہین اور اسمعیل بن جعفر صادق تک
اسکے نسب کی نسبت کی نفی کی ہے تیسرا ازرنک نام ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اوٹھکر مہدی کہلایا
شہر زور کے پہاڑوں کی طرف نکل کر ایک بڑی لشکر کو اپنا تابع کیا آخر اوس طرف کے امیر محمد خان کردی نے
اوس پر فوج کشی کر کے اوسکو قتل کیا اور جماعت کو اوسکی پراگندہ کر دیا اور اوسکے بھائی کو اسیر کر کے [illegible]
پیدا کیا چوتھا ایک کیمیاگر سید محمد نے سات سو ہجری مین ملک مغرب کی طرف سے نکل کر دعوی مہدیت کا
کیا اور اکثر اوس اطراف کے لوگوں کو مطیع کر لیا آخر دروغ اوسکا کھلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا
پانچواں محمد بن عبد اللہ نام نے سنہ ۹۰۰ نو سو ہجری مین طرف مصر مین ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا
تھا آخر کو اوس طرف کے حکام کے ہاتھ سے قید ہو کر توبہ کی چھٹے سید محمد نور بخش جونپوری کہ اونکے
مغلوب الحال سے ہین ایک گروہ اونکو مہدی موعود جانکر ضلالت مین پڑے ہین حالانکہ صاحب معارج النبوت
کہتا ہے کہ سید محمد نوربخش جونپوری کو ایک وجد حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ
انت مہدی یعنی تو مہدی ہے انہوں نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے
آخر جب حج کو چلے اثنائے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی بامعنی ہون کہ ہدایت یافتہ ہون ہادی خلق کا
طرف عبادت الٰہی کے نہ مہدی موعود ہون پس اس خوشی سے باز آ کر مریدوں اور ہمراہیوں کو اس اعتقاد سے
پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹونگا باقی مریدوں کو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثنائے راہ مین وفات پایا
بعد اوسکے ہمراہیوں نے غائبوں کو یہ خبر پہونچائی بعضے اس عقیدے سے پھر گئے اور بعضے پہلے اعتقاد پر قائم
رہے ساتوین شیخ اویس رومی جو سلطان بایزید کے زمانے مین تھے اور یہ سلطان بھی اولیاء اللہ مین سے اور اون
شیخ کے آستی خلیفہ تھے ایک دن خلفا کو بلا کر کہا کہ مجھکو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ مین مہدی ہون تم بھی اپنے
باطن کی طرف متوجہ ہو اور جو کچھ ظاہر ہو مجھسے بیان کرو چنانچہ خلفا ایک مدت تک متوجہ رہکر بولے کہ ہمکو معلوم
ہوتا ہے کہ تم حق پر ہو پس سلطان سے ذکر کیا سلطان نے کہا کہ تم خروج کرو مین تمہارے ساتھ ہون

اور وہ لوگ جو حاضر ہوئے تھے بعد چند روز کے حسب باطن کی طرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرہ شیطانی تھا
اوس عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا آٹھواں ایک شریف بلاد مغرب میں شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ وہ ہمارے زمانے میں موجود ہے صاحب شوکت عظیمہ ہے کہ بلاد مغرب میں چار مہینے کی راہ تک دینے ملک فتح کیا ہے اور اوسکو
دعوی مہدویت کا کرتا ہے اور بعضے لوگ ایسے ہیں کہ وہ خود دعوی مہدویت کا نہیں کیے ہیں بلکہ اوس سے انکار کرتے رہے
ہیں لیکن معتقدین انکے انکو مہدی جانتے ہیں چنانچہ شیعہ کہتے ہیں امام محمد بن حسن عسکری مہدی ہیں اور اللہ تعالی نے
۲۵۵ انکو طفولیت میں صاحب علم و حکمت کیا اور منصب امامت کا دیا اور لقب انکا حجت اور صاحب الزمان اور مہدی ہے اور سنہ
دو سو پچپن ہجری میں پیدا ہوکر پانچ یا نو یا سترہ برس کی عمر میں باختلاف الروایات سرداب سر من رای میں پوشیدہ ہو گئے
آخر زمانے میں ظہور کرینگے اور تمام زمین پر حاکم ہوکر ظلم و اختلاف مذاہب اوٹھا دینگے جوابات اسکے خاتم المحدثین حضرت
شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حیدر المتکلمین مولوی حیدر علی صاحب سلمہ اللہ تعالی کی تصانیف میں
بخوبی مسطور ہیں بیان حاجت اعادے کی نہیں ہے کیونکہ کلام ساتھ قوم دیگر کے ہے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ محمد بن
حسن مثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہما کہ بڑے پاک ذات تھے مہدی ہیں اور وہ منصور عباسی کی ریاست میں
خروج کرکے مقام احجار الزیت پر کہ قریب مدینہ منورہ کے ہے مقتول ہوئے انمیں کچھ علامات مہدویت کی ظاہر
نہیں البتہ یہ حدیث حضرت رسالت پناہ کی کہ مارا جاویگا ایک اولاد سے میری پاک ذات احجار الزیت میں انکے حق میں صادق ہے
اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہما السلام مہدی ہیں باوجودیکہ وہ حضرت فرماتے تھے
کہ لوگ مجکو مہدی سمجھتے ہیں حالانکہ میں قریب موت کے پہونچا ہوں اور میرے میں کچھ علامات مہدویت کے نہیں ہیں اور فرقہ
کیسانیہ روافض میں سے محمد بن حنفیہ بن علی مرتضی رضی اللہ عنہما کو مہدی جانتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ انھوں نے
وفات نہیں پائی ہے بلکہ کوہ رضوی میں مختفی ہیں اور دو شیر دشمنوں سے انکی نگہبانی کرتے ہیں اور دو چشمے شیر و شہد کے
انکے پاس جاری ہیں وہ انہیں سے اپنی غذا کرتے ہیں آخر زمانے میں نکلینگے خرابی عالم کو عدل و انصاف سے بدل دینگے کثیر حمیری
نے کہ وہ شاعر تھے اس اعتقاد پر بہت سے ابیات اس باب میں لکھے ہیں جیسا کہ مہدویوں جونپوری میں مہری
شاعر نے دیوان مہری لکھا ہے کہ باتوں اور ریتوں سے دین کو ثابت کرے اور وفات حضرت محمد بن حنفیہ کا خلافت
عبد الملک بن مروان میں ثابت ہے اور ایک گروہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل مروانی کی مہدویت کے قائل تھے
اور ایک گروہ محمد بن عبد اللہ الملقب بمہدی باللہ ثالث ملوک بنی عباس کی مہدویت کے قائل تھے حالانکہ
وہ ایک بادشاہ فاسق و فاجر تھا القصہ جیسا کہ مہدویان جال دعوی اخلاق و خوارق عادات اپنے مہدی کا کرتے ہیں

اسیطرح یہ سب معتقدین ان مدعیان مہدویت کے بھی موی تھے اور ہر فرقہ اپنے معتقد فیہ کے اخلاق و خوارق
مین موی تواتر روایات کہہ کہتا تھا جیسا کہ مہدوی کہتے ہین اسلئے امام مہدی کے امر اور دعوت کا قائل تھا
جیسا کہ مہدوی قائل ہین اور ان شرطین میں بعض دیگر علامات بھی ہیں تھے اور اکثر علامات مذکورہ احادیث کہ ان
لوگون مین مفقود تھے اوسکی کچھ پروا نہین کہتے تھے جیسا کہ مہدوی لوگ کرتے ہین اب ان مدعیان مہدویت کا
ابطال مہدوی لوگ کس دلیل سے کرتے ہین سو بیان کرین کہ اوسی دلیل سے ہم انکا بھی ابطال کر سکتے ہین اگر
کہین کہ انکے اخلاق و خوارق کا تواتر ممنوع ہے تو ہم کہتے ہین کہ ایسی تمہارے شیخ کے اخلاق و خوارق کا تواتر بھی
ممنوع ہے بلکہ خود تمہاری کتابون سے انکی بد خلاقیان کہ منافی ولایت ہین بلکہ عوام مومنین کی شان کے بھی خلاف ہین
ثابت ہین جیسا کہ مذکور ہو چکی ہین پس ضرور ہوا کہ بنا اثبات مہدویت کی علامات مذکورہ احادیث نبویہ پر رکھی
جاوے کہ اوس سے ان تمام مدعیان مطعونان مہدویت کا مہدی ہونا مع مہدویت شیخ جونپوری کے زائل و باطل ہو جاوے
اور فقط حضرت امام مہدی آیندہ متصف بعلامات مہدویت پر اعتقاد منحصر ہو جاوے والحق احق بالاتباع
بد خلقی شانزدہم شیخ جونپوری نے ایسا خلق اختیار کیا ہے کہ بقول مشہور نہ خویش را گم کرد مر نیک نہ جیسا کہ اپنے
عہد مین اپنے منکرین لوگوں کو کافر ٹھہرایا ویسے ہی اپنے معتقدین مہدویوں کو بھی منافق و مشرک بنایا چنانچہ الصمانامہ کے
باب بازدہم مین لکھا ہے کہ تین پہر ذکر کرنا صفت منافقون کی ہے اور چار پہر ذکر کرنا یند کر شرکون کا ہے اور ایک
دوسرے رسالہ اس قوم میں مسطور ہے کہ میران نے فرمایا کہ تین پہر ذکر کرنیوالا منافق ہے اور چار پہر ذکر کرنیوالا مخمر
ہے اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہے اور آٹھ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن کامل ہے فقط اب دیکھیے کہ مہدوی
لوگ کس خرابی مین گرفتار ہوگئے کہ ہمارے یہاں سے بھاگ کر وہان گئے تھے طلب ولایت و دیدار خدا کے واسطے
وہان لینے کے دینے پڑگئے کہ یک قلم مشرک و منافق بلکہ اون سے بھی بد تر ٹھہرائے گئے اسواسطے کہ تین چار پہر
ذکر بھی کس مہدوی سے ہو سکتا ہے کیونکہ اکثر اپنے کسب و شغل سیر و گشت مین مشغول رہتے ہین اور کسب اشغال
کے ساتھ دل فارغ کر رہنا یہ مقام انکو نصیب نہین ہے ورنہ کسب پیشہ انبیا ہے اوسکو مانع الذکر جانکر کیون حرام
کہتے اور علاوہ اس قلت ذکر کے بسبب زبان انکے مہدی کے دوسری دلیل کفر بھی اس قوم میں موجود ہے چنانچہ
بد خلقی ہیم مین گزر چکا کہ میران نے فرمایا ہے کہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات کہ ما کولات
وغیرہ اوسکا مرید ہوا اور انہین مشغول ہوا وہ کافر ہوا چونکہ انکا ارادہ ورسے اور اوس ارادے مین مشغول ہوا وہ بھی کافر
ہو اتنی حالانکہ یہ تمام اشیاء مذکورہ بالا اس قوم کے ادنی اور اعلی پاس موجود ہین اور ذکر شبہ پاس موجود یاد

[illegible]

مفقود ہوتا ہی پس موافق فرمان حضرت میران باہر البیان کے تمام مہدویہ کافر و منافق و مشرک ٹھہرے اور اگر ہزار دن
مین کوئی ایک آدھا اس شرط عام الورود سے بچ گیا وہ کس حساب مین ہی کہ النادر کالمعدوم اب مہدویون نے اپنے مہاجرین کا
یہ وارد دو دستی بچانے کے واسطے یہ داون نکالا ہی کہ مرتے وقت ترک دنیا کر لیتے ہین یعنی جب حیات سے مایوس
ہو جاتے ہین ایک میان پیرزادے آکر انکو ترک دنیا سکھا کر اونکا اسباب سامان مستعمل آپ سمیٹ کر لیجاتے ہین اور کہتے
ہین کہ اوسوقت عجیب عجیب حرکات مخالف عقل و نقل کے عمل مین آتی ہین اب غور کیجیے کہ یہ شخص کہ ملک الموت
اسکے سر پر آپونچے ہین دنیا کو ترک کرتا ہی اور اس ترک سے قرب الٰہی ڈھونڈتا ہی حالانکہ قرب الٰہی اوس فعل سے حاصل
ہوتا ہی کہ جسمین بندے کو قدرت کرنے نہ کرنے کی موجود ہو اس شخص کو قدرت دنیا رکھنے کی کہان ہی بلانکہ موت جبراً
اوس سے دنیا چھوڑوا لتے ہین کہ نہ پیر دولے مین بدش لسنے دنیا کو چھوڑا۔ یا دنیا نے اوسکو چھوڑا یہ تارک الدنیا ہوا
یا متروک الدنیا ہوا غرضکہ انکے پیرزادے اپنی کمائی کے واسطے یہ حیلہ ایک فریب ٹھہرائے ہین کہ تمام مہدوی عمر بھر
اسپر اعتماد کرکے بکمال حظ نفس دنیا مین مصروف رہتے ہین اور اپنے مہدی کے اقوال کو ہرگز کان نہین لگاتے ہین
اور بموجب فرمان انکے مہدی کے تمام عمر کفر و نفاق و شرک مین مبتلا رہتے ہین اور جانتے ہین کہ مرتے وقت کا ترک
کفایت کرتا ہی حالانکہ خود انکے مذہب کے موافق یہ ترک فضول ہے مرتے وقت کی نامقبول ہی چنانچہ انکے رسائل مین ہی
کہ سیدن میان صاحب نے توضیح المذاہب مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی اوقات لہو و لعب مین گذرانی اور ہمیشہ اپنی
شب و روز تدبیر ماکولات و ملبوسات و مشروبات مین صرف کرے بلکہ بعضے گناہون کبائر کا بھی مرتکب ہووے اور با اینہمہ
ظن یہ رکھتا ہی کہ اپنے مرنیکے وقت خدا تعالی کو دیکھے گا یہ غرور و فریب و عدہ نفس ہی کہ اوسکو بہکا رہا ہی اور اوسنے ہوس
خام پکائی اور خیال باطل باندھا مثال اوسکی یہ ہی کہ کسینے زہرے کا تخم بویا اور امید گندم کی رکھی اور تنبیہ آیات سے
مطلع نہین ہی کہ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ایضاً فَمَن یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَرَهُ وَمَن
یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَرَهُ بلکہ موت اوسکو اوسی حال مین آئیگی جسمین کہ عمر گذارا ہی جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کما تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون یعنی جس حال مین زندگی کاٹوگے اوسی حال مین مروگے تم اور جس حال مین مروگے
اوسی حال مین اوٹھائے جاؤگے تم اور اللہ تعالی نے خبر دی ہی کہ وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِینَ یَعْمَلُونَ السَّیِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا
حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّی تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِینَ یَمُوتُونَ وَهُمْ کُفَّارٌ أُولَٰئِکَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا
أَلِیمًا یعنی نہین ہی توبہ اون لوگون کے واسطے کہ برے کام کرتے ہین یہان تک کہ جب حاضر ہوئی ایک شخص کو
اون مین سے موت بولا کہ مینے اب توبہ کی اور نہ اون لوگون کے واسطے کہ کافر مرتے ہین ان لوگون کے واسطے

مہیا کیا ہی ہمنے عذاب دردناک انتہی تمام ہوئی تقریر سید میان کی اور ثابت ہوا کہ توبہ وقت مرگ مذہب مہدویہ مین
نامقبول ہی یہ سمجھ لیجے پیرزادون نے اپنی کمائی کے واسطے تراشی ہی علاوہ یہ ہی کہ باب اول عقیدہ پانزدہم مین مذکور
ہو چکا کہ انکے مہدی کے نزدیک ملک سے ہجرت نکرنے والا بھی منافق ہی بعض ترک کدخدائی کے بھی ہجرت نکرنے کے سبب سے
منافق ہوئے ہے غرض کہ مہدوی لوگ ہر چند کہ اپنے مہدی پر پھولے ہوے ہین لیکن مہدی کے نزدیک یہ لوگ ہرگز مہدوی
نہین ہین بلکہ مسلمان بھی نہین کیونکہ مہدی انکو مشرک منافق و کافر ٹھہرا گئے ہین جیسا کہ مذکور ہو چکا سبحان الله
ازینجا راندہ و ازانجا ماندہ غرضکہ گرد خویش آید و در پیش خطا خود انھین مہدویون سے ہوئی کہ ہمارا دین آسان سہل
انھون نے چھوڑا جیسا کہ حضرت رسالت پناہ فرماتے ہین اتیتکم بالحنفیۃ السہلۃ البیضاء یعنی لایا ہون
مین تمہارے واسطے دین ایکطرف مائل آسان روشن و حضرت باری نے ارشاد کیا کہ هو اجتبٰکم وما جعل علیکم
فی الدین من حرج یعنی اللہ نے تمکو پسند کیا اور نہین رکھی تمپر دین مین کچھ مشکل اب ثابت ہوا کہ یہ مشکل کہ شیخ جونپوری نے
خلق خدا پر رکھی ہی کہ اگرچہ تین چار پہر برابر ذکر و فکر الٰہی مین جان مارے تب بھی اوسکو مشرک و منافق بناتے ہین خلاف
حدیث و قرآن ہی بد خلقی ہفتم یہ ہی کہ شیخ جونپوری کتا رکھتے تھے حالانکہ کشت زار رکھتے تھے اور نہ شکار کھیلتے
اور نہ گلہ گوسفند وغیرہ کا پالا تھا کہ حاجت کتے کی ہوتی و عذر درست ہوتا پس بغیر ان تین عذر کے کتا رکھنا خالی گناہ سے
نہ تھا اور خلاف سنت محمدیہ کا تھا کیونکہ اس شریعت مین کتے کا رکھنا گناہ ہی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ جس
گھر مین کتا ہوتا ہی فرشتے اوس مکان مین نہین آتے ہین اور جو شخص کتا رکھتا تھا حضرت رسالت پناہ اوسکے گھر مین تشریف فرما
نہوتے تھے اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اتخذ کلبا الا کلب
ماشیة او صیدا او زرع انتقص من اجره کل یوم قیراط یعنی جو شخص کہ رکھیگا کتا سوائے کتے مواشی
پالنے کا یا کھیتی کے کم ہوگا اجر اوسکے سے ہر روز ایک قیراط قیراط اونکو کہتے ہین لیکن اوس عالم کے قیراط کی مقدار
اللہ تعالی کو معلوم کہ کسقدر ہی اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہی کہ ان النبی صلی الله علیه وسلم امر بقتل
الکلاب الا کلب صید او غنم او ماشیة یعنی حکم فرمایا آنحضرت نے قتل کرنے کتونکا سوائے
کتے شکار یا بکریون کے یا لفظ ماشیہ کا فرمایا چونکہ مدینہ مطہرہ انوار وحی اور ملائکہ رحمت کے اترنیکی جاے ہی اور کتے
مانع ہین نزول ملائکہ سے اسواسطے حکم ہوا کہ اوس شہر اطہر کو آلودگی کتون سے پاک کرین اور سوا اسکے بہت احادیث
اس جانور کی مذمت مین وارد ہین اور تمام امت اسلامیہ کو اس جانور سے انکار ہی اور صحابہ و ائمہ و اہل بیت اور اولیا
کاملین مین سے کسی کی یہ عادت نتھی کہ بے ضرورات ثلثہ مذکورہ کے ایک کتا بھی پالا ہو چہ جائیکہ ہوے پھر اگر مین

جیسا کہ شیخ جونپوری نے اس بدعت کو اختیار کیا تھا پھر طرہ یہ ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ معتقدین اوس کتے کی بزرگیان اور پاکیان بیان کرتے ہین کہ اپنے مہدیکے اصحاب پر اوسکو تفضیل دیتے ہین چنانچہ ولی یوسف کہ انکے تابعین سے ہین رسالہ حجۃ المنصفین مین لکھتے ہین کہ ایک کتا میران کے دنبال رہا کرتا تھا جہان اوترتے تھے کتا بھی اوترتا تھا وہ کتا پانچ وقت بانگ نماز کہتا تھا اور موذن غیرت مند اس کتے سے ننگ کرکے خواب سے بیدار ہوتا تھا اور وہ کتا ہر روز صبح کو دو زانو بیٹھ کر ذکر خفی کیا کرتا تھا اور اوسوقت اگر اوسکے روبرو طعام رکھا جاتا تھا ہرگز نہ کھاتا تھا اور اوسکو بھی سویت دیا کرتے تھے لوگون نے پوچھا کہ حال اس کتے کا کیا ہوگا فرمایا یار سگ اصحاب کہف کا ہوگا انتہی اسی سبب سے بڑے بڑے پیشوا مہدویون کے مانند ملک جی مہاجر مہدی اور ولی یوسف وغیرہما کے اپنی تصانیف مین تمنا کرتے ہین کہ مہدیکا کتا ہوتے اور کاش اوسکے مقام کو پہونچکر اوسکے ساتھ انکا بھی حشر ہووے اور اتنا نہین سمجھتے ہین کہ خداے عالم کے کتونکا یہ حال ہے کہ ملائکہ رحمت اونکے نزدیک نہین آتے ہین پس مہدی کے کتونکو کون پوچھتا ہے اب ان دانشمندون سے سوال ہے کہ یہ کتا مہدیکا کہ جو وقت اذان کہتا تھا یہ اذان کس لہجے مین ہوتی ہے آواز بشری تھی یا عو عو کلابی تھی اگر آواز بشری تھی تو کیا وضع تھی پوربی جونپوری ادا تھی یا مارواڑی صدا تھی یا گجراتی ندا تھی اور فقط ایک غنغناہٹ تھی یا کچھ کلمات اذان بھی ادا ہوتے تھے اگر ادا ہوتے تھے تو سب بنی آدم سمجھتے تھے یا فقط مہدوی لوگ اس فہم سے مشرف تھے بقولیکہ پانیمین آگ لگی اندھے کو سوجھی اور گونگے نے تان گائی بہرے نے پوچھی اور اس صورت مین موذن دیگر کی کیا حاجت تھی اور وہ موذن بشری کیون گھبرا کر غیرت سے بیدار ہوتا تھا یہی سگ خوش الحان مسجد مہدیکے واسطے موذن کافی تھا اور اگر آواز بشری نہ تھی بلکہ فقط ایک عو عو تھی تو اسکا کیا اعتبار ہے ایسے بہت سے کتے پکارا کرتے ہین اسمین کیا بزرگی ہوئی مرغون کی اذان مشہور ہے اگر کتے کہتے بھی صدا کی کیا کمال ہوا اور ظرفہ یہ ہے کہ اس کتے کو اسقدر بڑھایا کہ موذن مہدی پر کہ بلا شبہہ صحابی مہدیکا تھا اس سگ کو تفضیل دے دی کہ اس پر مہدی کی ایسی تاثیر پڑی تھی کہ اسکی خوش الحانی دیکھکر موذن مہدی شرماتا تھا کہ ننگ کرکے اسکی اذان سننے کے بعد بیدار ہوتا تھا گویا وہ غریب اس کتے سے بھی بدتر تھا آخر وہ بھی مہدیکا تربیت یافتہ صحابی مقرب ہوگا کہ سفر وحضر مین رفیق تھا اوسکا مادہ استعداد قابلیت بھی نہ رکھتا تھا کہ کتے کے برابر تو فیضیاب ہوتا اور مہدیکی سرکار مین اس کتے کا نام بھائی بگہ یا بھائی کالو تھا جیسا کہ شواہد الولایت سے معلوم ہوتا ہے اور پنج فضائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت سگ دوری کی خاندان مہدی مین جاری ہے چنانچہ میان سید محمود مہدی ثانی کے پاس بھی ایک کتا تھا لالہ نام ایک ورزبلی ملکان نے اوسکو اینٹ کا ٹکڑا مارا میان نے کہا کہ گروہ

کتا ہو اوسکو بار دیکہا ہو دیکتا نہیں ہو بی بی نے کہا کہ میرانجی یہ بہائی کالو کے مجاہد ہو کہا ہاں یہ اوسکا بہائی ہو غرض کہ
یہ سب غوغا ان علم و عقل ہونے کی ہین کہ جسے بیزار ہین بلکہ ممنوعات سے جاتے ہین سچ ہو کہ نادان دوست سے
دانا دشمن بہتر بد خلقی اہنی دیہم یہ کہ شیخ جونپور حج بیت اللہ سے لوگون کو باوجود وصیت و استطاعت کے
منع کیا کرتے تہے اور اپنے خلیفہ میان دلاور کے حجرے کو بمنزلۂ کعبے کے ٹھہرایا تہا کہ اوسکے تین شوط کعبۃ اللہ
کے سات شوط بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام جانتے تہے چنانچہ پنج فضائل مین لکہا ہو کہ ایک دن ایک نے آیا
وبائے میران سے کہا کہ مینے نیت کی ہو کہ حج ادا کرون اگر آپ رضا دینگے جاؤنگا فرمایا جاؤ یاد خدا مین مشغول رہو
اوسنے بعد چند روز کے پہر آکر کہا کہ میران جی بندہ کے پاس زاد و راحلہ موجود ہو اور راہ مین امن ہو اور تندرستی
بہی حاصل ہو اگر رضا ہووے جاؤن فرمایا جاؤ تین مرتبہ میان دلاور کے حجرے کا طواف کر اوسنے ویسا ہی کیا
بار سوم مین خدا کو دیکہکر مستغرق ہوا میران نے لیس خبر دہ بہیجا جب ہوشیار ہوا انتہی غرضکہ اس سنت مہدیکو
انکی اولاد و خلفا نے بسر و چشم قبول کیا اور حکم خدا و رسول کو کہ مقدمہ حج مین نہایت تاکید سے ہو پس پشت ڈال دیا
یہان تک کہ اگر کوئی دوسرا شخص ارادہ کرتا تہا اوسکو منع کرتے تہے اور وہی حجرہ دلاور کہ قبلۂ موروثی و آبائی
تہا بتلا دیتے تہے چنانچہ پنج فضائل مین لکہا ہو کہ میران سید محمود کے وقت مین میان لی جامع نقلیات
اور میان یوسف حاضر ہوئے میان یوسف نے عرض کیا کہ اگر رضا ہووے مین حج کر کے آؤن سید محمود نے فرمایا جاؤ
طواف حجرۂ میان دلاور کا کر کے آؤ اگر حج تمہارا قبول نہووے تو حج کو جانا چنانچہ میان یوسف طواف کر کے افتان
و خیزان آئے اور کہا کہ مینے اپنے خدا کو بچشم سر دیکہا انتہی سبحان اللہ معلوم نہین کہ انہون نے کسکو اپنا خدا
سمجہا ہو کہ وہ حجرۂ دلاور کے طواف مین نظر آتا ہو اور خداے عالم کے بیت اللہ کے طواف مین نظر نہین آتا ہو
بالجملہ ان لوگون کے نزدیک حجرۂ دلاور کعبہ شریف سے افضل ہوا اور فرض خدا کے کہ رکن اسلام ہو بندگان خدا کو
منع کیا اور سراسر مخالفت خدا و رسول کی کی کہ خدا کی راہ سے بندگان خدا کو باز رکہا اور طواف حجرۂ مذکور مین
خداے عالم کا نظر آنا غلط محض ہو بلکہ فریب شیطان ہو وہ ایسے ہزارون شعبدے بناتا ہو اور جاہل عابدون کو
بہکاتا ہو ایک عابد کو دعوی تہا کہ مین بارہ برس سے خدا کو دیکہکر سجدہ کیا کرتا ہون ایک عالم محدث نے پوچہا
کہ کسطرح دیکہتے ہو کہا دربار تخت ہوتا ہو اوسپر جلوہ فرما ہوتے ہین عالم نے کہا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے
ثابت ہوتا ہو کہ ابلیس اپنا تخت دربار سمجہا تا ہو اور افواج اپنی اطراف عالم کو واسطے گمراہ کرنے خلق کے روانہ
کرتا ہو اوس بزرگ نے تہ دل سے توبہ کی اور کہا کہ استغفر اللہ بارہ برس سے مجہکو اس ملعون نے دہوکا دیکر اپنا سجدہ کروایا

اور بلا فیہا معتبرہ مین لکھا ہی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنی سیاحی
کے وقت مین ایکروز ایک صحرا مین پونہچا اور وہان چند روز توقف کیا ایک روز تشنگی نے نہایت غلبہ کیا اوسوقت
ایک ٹکڑا ابر کا مجھپر سایہ انداز ہوا اور اوس مین سے مانند شبنم کے مجھپر برسا کہ مین سیراب ہوگیا بعد اوسکے ایک ایسا نور نظر
پڑا کہ افق آسمان اوس سے نورانی ہوگیا اور ایک صورت نمودار ہوئی کہ اور ایک آواز ہوا کہ ای عبدالقادر مین تیرا پروردگار
ہون حرام چیزین مینے تجھپر حلال کردین جو چاہے سو کر مینے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم دور ہو
ای ملعون پس یکایک وہ نور تاریک ہوگیا اور وہ صورت دھوان ہوگئی اور مجھسے کہا کہ ای عبدالقادر تو نے
بسبب اپنے علم کے میرے ہاتھ سے نجات پائی کہ اس کرشمے سے مینے ستر اہل طریقت کو گمراہ کردیا ہی لوگون نے
عرض کیا کہ آپ نے کیونکر معلوم کیا کہ وہ شیطان ہی فرمایا اس قول سے کہ محرمات کو مین نے تجھپر حلال کردیا تھی
دیکھیے اگلے حضرات طریقت جہان خلاف شریعت کچھ دیکھتے تھے اپنے علم کی بدولت معلوم کرلیتے تھے کہ یہ کرشمہ
شیطانی ہی یہان جب انکے جہدی نے شروع سے علم کی ممانعت کردی یہ بیچارے کیونکر پہچانین کہ یہ کرشمہ شیطانی
ہی اگر ذرہ بھی دین کی سمجھ ہوتی پہچان لیتے کہ حج سا فرض خدا کا اسکو الہام منع کرنے والا خدا کیطرف سے نہین
بلکہ شیطان کیطرف سے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا تاکید حج بیت اللہ کی فرماتا ہی کہ اَتِمُّوا
الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ یعنی پورا کرو حج اور عمرے کو خدا کے واسطے وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ یعنی اور حق ہی اللہ تعالی کا لوگون پر
قصد کرنا بیت اللہ کا اوس شخص پر کہ استطاعت رکھتا ہی اوسکی طرف راہ کی اور جسنے کفر کیا پس اللہ تعالی بے
نیاز ہی عالمین سے انتہی دیکھیے کسقدر تاکید ہی کہ حج نکرنیکو کفران نعمت فرمایا اسی اسطے حدیث شریف مین ابی امامہ
کی روایت سے وارد ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ
ظاہرۃ او سلطان جابر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا وان شاء نصرانیا
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکو نہ روکے حج سے محتاجی ظاہر یا بادشاہ ظالم یا مرض روکنے والا
پس مر جاوے وہ شخص اور حج نکرے پس وہ شخص چاہے یہودی مرے اور چاہے نصرانی مرے انتہی دیکھیے کسقدر تہدید ہی
کہ اگر بلا عذر حج نکیا تو فرمایا کہ ایسا شخص چاہے یہودی مرے چاہے نصرانی مرے اور یہ نہ فرمایا کہ اگر چاہے
دل اوسکے جھوپڑے کا طواف کرلے اور جب یہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام تیار کرچکے حکم الہی ہوا کہ اَذِّنْ فِی النَّاسِ
بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یعنی پکار دے لوگون مین حج کیواسطے

کر آوین تیری طرف پیادہ پا اور دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے پس حضرت ابراہیم حسب الحکم مقام
ابراہیم کے پتھر پر کھڑے ہوے اور وہ مانند بلند پہاڑ کے اونچا ہو گیا پس حضرت ابراہیم نے دونون کانون مین
انگلیان رکھکر چارون طرف متوجہ ہوکر پکارا کہ ایہا الناس تمھارے رب نے ایک بیت بنایا ہے اور تمپر اوس بیت کا
قصد کرنا فرض کیا ہے اپنے رب کا حکم قبول کرو پس جنکی تقدیر مین حج کرنا تھا اونھون نے باپ دادا کی پشتون اور ماؤن
کے رحمون مین سے جواب دیا کہ لبیک اللہم لبیک چنانچہ معالم التنزیل مین منقول ہے اور یہ کہین نہین
کہ حضرت ابراہیم یہ بھی پکارے ہون کہ چاہے اس بیت کو آنا اور چاہے گجرات مین ایک لاور نفیہ ہوگا اوسکے
جھوٹے کا طواف کر لینا واللہ المستعان علی ما تصفون اسکے سوا اور بہت سے آیات و احادیث اس مسئلہ پر کہ
حج مین وارد ہین کہ ان سب کا خلاف کیا شیخ جونپور اور انکے بیٹے سید محمود مذکور نے بدخلقی نعوذ بہم یہ کہ یہی
میان لاور کہ جنکے حجرے کو شیخ جونپور اور انکے بیٹے نے کعبہ اور حج کی جگہ بلکہ تجلی گاہ الٰہی مقرر کیا ہے شیخ جونپور
انکے حق مین فرماتے ہین کہ میان لاور کو عرش سے تحت الثری تک ایسا روشن ہے جیسا کہ ہاتھ مین رائی کا
ہووے چنانچہ پنج فضائل مین مذکور ہے حالانکہ یہ لاور بہی نصیب نسیان بہی بیان کرتے تھے کہ نص قرآن کے
مخالف ہوتی تھین چنانچہ اوس پنج فضائل مین لکھا ہے کہ ایک روز میان لاور مراقبہ مین بیٹھے تھے دائین آنکھ
کہ رام و لچھمن و سیتا نے دنیا مین بہت ریاضت کی تھی حال انکا کیا ہوگا اوسیوقت حکم الٰہی ہوا کہ ہمارے بندے نے
یاد کیا ہے لیجاؤ ملائکہ نے اونکو رسی مسلسل انکی پیٹھ کے پیچھے لاکر کھڑا کیا میان لاور نے متوجہ ہوکر منہ اس کر فرمایا کہ
پوچھا وہ لوگ ہاتھ پیشانی پر رکھکر روئے اور بولے کہ ہماری زہد و ریاضت مین چونکہ مدار مقصود تھا سب ضائع ہو گیا
اب ہم عذاب مین گرفتار ہین اس لحظہ آپکی نظر کے سبب عذاب سے امن ہے جب نظر خوندکار سے غائب ہونگے پھر ملائکہ
عذاب کرینگے میان یوسف نے پوچھا کہ میانجی یہ لوگ آتشی ہین انکو عذاب کس چیز کا ہے فرمایا انکو عذاب مہینے کا ہے کہ
لطیفے درکات سردی کے ہین اونکا نام زمہریر ہے انتہی یہان قطع نظر اس بحث سے کہ رام وغیرہ خاکی ہین یا آتشی
میان لاور کا اعتقاد یہ معلوم ہوا کہ جن شیاطین کو کہ آتشی ہین عذاب آگ کا نہوگا بلکہ زمہریر کا ہوگا اور قرآن مجید مین
صاف وارد ہے کہ جن کو بھی عذاب آتش ہے چنانچہ یہ آیت اوسپر شاہد ہے قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ
مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ فِي النَّارِ یعنی فرمایا داخل ہو تم ساتھ اون امتون کے گذر چکی ہین پیشتر تمسے
قسم جن و انس سے آگ مین اور تحقیق الحرکی کہ جن جو کہ آتشی ہین انکو آتش سے کیونکر عذاب ہوتا ہے کتاب بستان المحدثین
لی المعمل تصحیح اصل جن جو اس موجود ہے یہان بسبب غرابت مقام کے اعادہ نکیا گیا اور حیرت کا مقام ہے کہ

حق مین کہے کہ اوسکو عرش سے فرش تک مانند دانے رائی کے روشن ہی اوسکو معلوم نہووے کہ رام و لچھمن و سیتا کا کیا
حال ہی اور یہ بھی معلوم نہووے کہ جن کو عذاب آتش ہی اور آیت مذکورہ بالا بھی یاد نہووے یہ وہی میان ہین کہ
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ کو یلد یولد پڑھتے تھے چنانچہ مذکور ہو چکا اور وہ وصف ہی اور یہ کشف ہی بد خلقی بستم
یہ کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ خدا تعالی نے میان نظام کو ایسا کشف دیا ہی کہ عرش سے فرش تک بلکہ
فلک سے سمک تک انکے سامنے ایسا ہی جیسا کسی کے ہاتھ مین دانہ رائی کا ہووے انتہی حالانکہ اس رگ کو قطع نظر
زمین و آسمان کے اپنے عقائد ایمانیہ بھی برابر معلوم نہ تھے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز انکے پاس دو شخص مرید
ہونے کو آئے ایک کو مرید کیا اور دوسرے کو دوسرے روز کا وعدہ کیا جب کل کو آیا اُسکو مرید کیا عبدالرحمن نے
پوچھا کہ اس تاخیر مین کیا حکمت تھی کہا کہ مینے دیکھا کہ اُسکی پیشانی پہ مقبول لکھا ہی اور لوح محفوظ مین بھی مقبول
لکھا ہی لیکن علم قدیم مین مردود ہی پس خدا سے بجد ہوکر علم قدیم مین مقبول لکھوا دیا انتہی آپ خیال کیجیے کہ اس رگ کو
اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ علم قدیم الہی نہین بدلتا ہی ورنہ جناب باری مین صفت جہل کی لازم آوے مثلاً اسی مثال
خاص مین لازم آتا ہی کہ نظام کا اعتقاد یہ تھا کہ اب تک اللہ تعالی اس شخص کو مردود جانتا تھا اور وہ آج میری
کوشش سے مقبول ہوگیا تو وہ نسبت الہی آج تک خطا و جہل تھی تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا
اور اس کشف عرشی و فرشی پر تاریخ دانی بلکہ قرآن دانی آپ کی ایسی تھی کہ اب تک بھی معلوم نہ تھا کہ شداد کہان ہوا ہی
اور باغ ارم کس سرزمین پر بنا ہی اور قصہ سکندر کیا ہی اسواسطے کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز عبدالفتح نے
شاہ نظام سے پوچھا کہ سنا جاتا ہی کہ دامن کوہ قاف مین ایک درخت ہی کہ ثمرہ اُسکا آدمی ہین کہ دختران یازدہ سالہ
بکثرت اوس مین معلق ہین جب سکندر ذوالقرنین وہان پہونچے ایک دختر کے ساتھ اوسمین سے خواہش کر جماع کیا
اور سدرہ سے اسدم تک قطرات خون اوس درخت سے ٹپکتے ہین شاہ نظام نے کہا سچ ہی تم بھی دیکھو کس دو انگلیان
عبدالفتح کی آنکھون پر رکھدین اور بعد لحظے کے کہا دیکھو جب دیکھا تو اوسی درخت کے نیچے موجود تھے اوسنے پوچھا
میان جی سکندر نے آدمیون کو اسی پہاڑ پر سوار کیا تھا فرمایا ہان ایک آدمی کو پہاڑ پر بھیجا کر دیکھے اسطرف
کیا ہی وہ جب سر کوہ پر پہونچا اُس جانب دیکھکر ہنسا اور کود پڑا دوسرے کو زنجیر آہنی کمر مین باندھکر بھیجا وہ بھی
تبسم کرکے زنجیر توڑ کر کود پڑا پس سکندر نے درگاہ الہی مین متوجہ ہوکر استفسار حقیقت حال کا کیا حکم ہوا کہ
وہان بہشت شداد ہی کہ اون لوگونکو نصیب ہوئی انتہی سبحان اللہ اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ درخت مین آدمی
کہان سے آئے آدمی وہ کہ حضرت آدم کی نسل سے ہووے نہ کہ درخت سے نکلے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ یعنی اے آدمیون ہمنے پیدا کیا تمکو ایک نر اور ایک مونث
سے یعنی آدم و حوا علیہما السلام سے اور یہ بھی خیال نکیا کہ سکندر کہ جنکی نبوت مین اختلاف ہی اور ولایت مین اتفاق
ہی وہ بغیر نکاح دختر وحشی سے جماع کیونکر کرینگے اور یہ بھی معلوم نتھا کہ بہشت شداد کو قوم عاد کے پرسے کہان ہی
وہ بہشت ہر اعلی وادنی کو معلوم ہی کہ شہر عدن کے صحرا مین تھی اور اسیکا نام ارم ہی اسواسطے کہ بانی اسکا شداد
بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہی پس اس مکان جنت نشان کا نام بھی اپنے جد کے نام پر رکھا تھا اور نسل
عاد کی اولاد کو بھی عاد کہتے ہین لیکن انمین سے متقدمین کو عاد اولی اور ارم بھی کہتے ہین اور متاخرین کو عاد اخیرہ
کہتے ہین چنانچہ زمخشری نے تفسیر کشاف مین لکھا ہی اور عاد اخیرہ زمین احقاف مین متصل حضر موت کے رہتے تھے
اور انکے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے قصہ انکا قرآن مجید مین جابجا مذکور ہی اور عاد اولی کہ بانی شہر ارم ہین مساکن انکے
قریب شہر عدن کے تھے قصہ انکا قرآن مجید مین دو جگہ فقط بطور اجمال کے مذکور ہوا ایک سورہ نجم مین کہ أَهْلَكَ
عَادًا الْأُولَىٰ اور دوسرے سورہ فجر مین کہ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي
لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ اور تفصیل اس قصے کی تفسیر عزیزی وغیرہ تفاسیر معتبرہ مین موجود ہی اب اگر کوئی مہدوی
صاحب اپنے بزرگون سے حسن ظن باقی رکھنے کے واسطے یہ توجیہ کرین کہ یہ بہشت باوجودیکہ چالیس کوس کے دور مین واقع
تھی کہ ہر جانب دس کوس کی مسافت ہوتی تھی اور دیوارین اوسکی سونے چاندی کی اینٹون سے تیار ہو کر پانسو
گز کا ارتفاع رکھتی تھین اور اندر اوسکے ایک ہزار محل عالیشان مرصع زمرد و یاقوت سے تھا بعد ہلاک ہونے
شداد کے کہ نظر سے آدمیون کے غائب ہو گئی ہی شاید اوڑ کر کوہ قاف کے ورے یا پرے پہنچ گئی ہو اور میان
نظام کا کشف صحیح ہو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات نہ عقل سے ثابت ہو سکتی ہی نہ کسی نقل معتبر سے بلکہ فقط انکا
خیال خام ہی اور وہ مکان اوسی سرزمین مین موجود ہی چنانچہ بروایات معتبرہ ثابت ہوا کہ عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ
عنہ کہ اصحاب حضرت رسالت پناہ سے ہین ایک وقت اوس نواح مین وارد تھے کہ ایک اونٹ انکا بھاگ گیا اوسکے
پیچھے دوڑے اثنای تلاش مین شہر ارم کے پاس پہونچے اللہ تعالی نے وہ شہر ان پر مکشوف کر دیا پھر وہ دیکھنے اوسکے منارات اور
دیوارونکے مدہوش و مبہوت ہو گئے دل مین خیال کیا کہ شکل اسکی مشابہ بہشت موعود کے ہی شاید عالم فانی مین
مجھپر وہ بہشت منکشف ہوئی ہی جب اندر داخل ہوئے دیکھا کہ مکانات و انہار و اشجار تمام مشابہ بہشت کے ہین لیکن
شہر مین کوئی شخص نہین ہی تھوڑے جواہر یاقوت کہ صحن کوشکون مین پڑے تھے چادر مین اوٹھا لیے اور تنہائی سے
خوف کر کے باہر چلے آئے اور روانہ دمشق کو ہوئے جب وہان پہونچے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہ اوس وقت کے

بیان قوم عاد و ارم [illegible]

خلیفہ سے یہ ماجرا بیان کیا معاویہ نے پوچھا کہ یہ شہر خواب مین دیکھا ہی یا بیداری مین کہا بیداری مین مینے دیکھا ہی اور علامات اوس مقام کے مجھکو سب یاد ہین کہ کوہ عدن سے فلان سمت مین اسقدر فاصلے پر ہی اور اوسکی دوسری جہت مین فلانہ درخت ہی اور فلانی طرف فلانہ چاہ ہی اور یہ دیکھو جواہر و یاقوت جو وہان سے اوٹھالایا ہون میرے پاس موجود ہین خلیفہ موصوف یہ سنکر نہایت متعجب ہوے اور علماے عصر سے استفتا کیا کہ دنیا مین کوئی ایسا شہر ہی کعب احبار وغیرہ علمانے جواب دیا کہ ہان ہی اور قرآن مین اوسکا ذکر ہی کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِی الآیۃ اور اللہ تعالی نے اوسکو نظر سے پوشیدہ کر دیا ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ایک آدمی میری امت کا اوس شہر مین داخل ہوگا سرخ رنگ کوتاہ قد ابرو اور گردن پر خال رکھتا ہوگا اور اونٹ کی تلاش مین وہان پہنچیگا جب معاویہ نے یہ سب اوصاف عبد اللہ بن قلابہ مین مطابق پائے کہا واللہ وہ مرد یہی ہی چنانچہ یہ قصہ تفسیر عزیزی اور کشاف اور بیضاوی اور مدارک مین بھی تفصیلاً او اجمالاً مسطور ہی بد خلقی ٢١ لبست و یکم یہ کہ میران کو دعوی تھا کہ مین تابع تام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور جسقدر اتباع مجھکو حاصل ہی کسیکو حاصل نہین ہی اور اثبات اس دعوے مین یہان تک جد و کد تھی کہ زوائد اور غیر ضروری اور غیر اختیاری امور واسطے اظہار مطابقت اور متابعت کے ثابت کیے جاتے تھے اور جو چیزین کہ سنن موکدہ حضرت رسالت بلکہ آنحضرت پر واجبات و فرائض سے تھین اونکو مطلقاً ترک کر دیا تھا بیان اوسکا یہ ہی کہ میان ولی یوسف رسالہ حجۃ المنصفی مین لکھتے ہین کہ ایک دندان میران کو ٹوٹے تھے ایک دندان بار و چہار دندان پیشین کا اونکے وہان سے جدا ہو گیا اتباع کے واسطے انتہی اور شواہد الولایت کے باب چہارم مین لکھا ہی کہ شیخ دانیال جونپوری نے بعد تولد میران کے انکے والد میان عبد اللہ سے پوچھا کہ تمنے فرزند نو تولد کی کنیت کیا مقرر کی ہی اونہون نے کہا کہ ہمارے جد کا نام سید قاسم تھا اسواسطے اوس لڑکیکو ہم ابو القاسم بولتے ہین انتہی غرضکہ یہان تک مطابقت کی فکر ہی کرتے جنگ و جدل ایک دانت بھی گر پڑا اور مطابقت کنیت کے واسطے کوئی بیٹا قاسم نام نہ تھا تو دادے کے نام پر اسم نے مسمی ابو القاسم مقرر کر دیا اور جہاد ساتھ کفار کے کہ حضرت رسالت مآب پر فرض تھا اور سنت قائمہ اور طریقہ دائمہ آنحضرت کا تھا اوسپر بعد دعوے مہدویت کے کہ وقت اتباع تام کا وہی ہی کبھی عمل نکیا اور جو سنتین آنحضرت کی کہ ضمن جہاد مین ہین مانند قتال جنگ اور تقسیم غنائم اور اخذ جزیہ او فدیہ اور فتح بلاد اور نشر اسلام اور ہدم بتخانہا اور حکمرانی بلاد اور عدل و انصاف بین العباد اور اجراے حدود و احکام وغیرہ سب یا سنن و عادات حضرت سید کائنات کو ترک کر دیا اور کبھی اقامت اون سنن کا ارادہ نکیا لیس باوجود اسقدر مخالفت کے تابع تام کیونکر ہوے اور سوا اسکے اور بہت سی سنتین ان لوگونین متروک ہین

چنانچہ وقت دعا کے ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازوں کے کہ سنت مستمرہ ہی آنحضرت کے وقت سے آج تک تمام اہل اسلام اوسپر متفق ہیں اس قسم میں مطلقًا ممنوع و موقوف ہو جاتا انکا احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ وقت مقبولیت دعا کا بعد نمازوں فرض کے ہی اور طریق مسنون دعا کا یہ ہی کہ دونون ہتھیلیاں پھیلانا او آسمان کے سامنے کرنا اور دونون مونڈھوں تک اونچا کرنا اور بعد فراغ دعا کے ہاتھوں کو مونھہ پر پھیر لینا چنانچہ ابو داؤد مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظہورها فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهکم یعنی سوال کرو اللہ تعالی سے باطن ہتیلیون سے اور نہ سوال کرو پشت ہتیلیون سے پس جب فارغ ہو پھیر لیو ہتیلیون کو اپنے چہروں پر اور ترمذی میں ہی کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یردهما حتی یمسح بهما وجهہ یعنی تھی عادت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جب اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے دعا میں نہ اوتارتے تھے اونکو یہان تک کہ پھیر لیتے تھے اونکو اپنے چہرہ شریف پر اور حصن حصین میں نقل کیا کہ آداب دعا سے ہی بسط الیدین یعنی کھولنا دونوں ہاتھوں کا روایت کیا اسکو ترمذی اور حاکم نے ورفعهما بحیث یکون رفعهما حذو المنکبین د مس یعنی اور اوٹھانا دونون ہاتھون کا طرف آسمان کے نقل کی یہ صحاح ستہ میں اور یہ کہ ہووے اوٹھانا دونون ہاتھون کا برابر مونڈھون کے روایت کی یہ ابو داؤد واحمد و حاکم نے اور ترمذی میں ہی کہ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الاخر ودبر الصلوات المکتوبات یعنی لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کون سی دعا مستجاب تر ہی فرمایا درمیان پچھلی رات کے اور پیچھے فرض نمازوں کے اور نسائی میں بھی روایت ہی کہ نمازوں فرض کے بعد وقت اجابت دعا ہی غرض کہ دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے سنت حضرت رسالت کی ہی اور اس باب میں احادیث صحیحہ بکثرت وارد ہیں کہ اونکا حصر اس رسالے میں نہیں ہو سکتا ہی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ دعا میں ہاتھ اوٹھانا سنت انبیاے سابقین کی بھی ہی چنانچہ صحیح بخاری کے کتاب الانبیا میں ہی کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمعیل کو مع اونکی والدہ کے بامر الہی مکے میں بیت اللہ کے پاس رکھکر چلے بعد چند قدم کے جب اونکی نظر سے غائب ہوے بیت اللہ کی طرف مونھہ کرکے دونون ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی رَبِّ اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْکُرُوْنَ الحدیث پس معلوم ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے جیسا کہ سنت محمدی ہی

سنت ابراہیم بھی ہی اور منشا غلط اس قوم کا شاید کہ حدیث مسلم ہی صلوۃ الاستسقا مین بروایت انس رضی اللہ عنہ
کے کہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ فی شیء من دعائہ الا فی الاستسقاء حتی
یری بیاض ابطیہ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے کسی دعا مین مگر استسقا مین
یہانتک کہ نظر پڑتی تھی سفیدی بغلون اونکی انتہی اور ظاہر ہی کہ اس حدیث مین مطلق ہاتھ اوٹھانے کی نفی
نہین ہی بلکہ اس کیفیت سے کہ سفیدی بغلون کی نظر پڑے اسیواسطے امام نووی نے شرح اس حدیث مین فرمایا کہ
ظاہر اس حدیث سے وہم ہوتا ہی کہ حضرت نے سوا استسقا کے ہاتھ نہین اوٹھائے ہین اور حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ
ثابت ہوا ہی حضرت کا ہاتھ اوٹھانا دعا مین سوا استسقا کے بہت مقامون مین اور وہ مقامات حصر وشمار سے
زیادہ ہین اور مین نے اون مین سے قریب تیس حدیث کے جمع کی ہین صحیحین سے اور شرح مہذب کے آخر باب صفۃ الصلوۃ مین
اونکو نقل کیا ہی مین نے اور تاویل اس حدیث کی یہ ہی کہ رفع بلیغ کہ جس مین سفیدی بغلون کی نظر پڑے سوا استسقا کے
نہوا یا یہ کہ انس نے نہ دیکھا اور دوسرون نے دیکھا کہ حضرت نے اور دعاؤن مین بھی دست مبارک بلند فرمائے اور دیکھنے
والے مواضع کثیرہ مین کی جماعات ہین ایک شخص کہ حاضر نہووے اوس واقعے مین مقدم رکھے جاوینگے اور یہ تاویل
ضرور ہی کیونکہ احادیث کثیرہ دوسرے مقامات غیر محصورہ کے باب مین وارد ہین تمام ہوا کلام امام نووی کا اور بیہقی نے بلادت
اوس روایت سے کے ہین کہ جسمین سات مواقع کا ذکر ہی اور صحیح بخاری کی کتاب الصلح مین ضمن مین حدیث طویل کے
مذکور ہی کہ ایک روز حضرت بنی عمرو مین کچھ نزاع تھا اوسکے مصالحے کے واسطے تشریف لے گئے تھے جب وہان سے
مراجعت کی دیکھا کہ ابوبکر صدیق امامت نماز پر کھڑے ہین حضرت صفوف پھاڑ کر اونکے پیچھے صف اول مین کھڑے ہوے
جب ابوبکر صدیق کو معلوم ہوا پیچھے ہٹنے لگے حضرت نے اشارہ کیا کہ بدستور امامت پہ کھڑے رہو فرفع ابوبکر
یدیہ فحمد اللہ ثم رجع القہقری یعنی پس اوٹھائے ابوبکر نے دونون ہاتھ اپنے پس حمد خدا کی بجالائے پھر
پچھلے پاؤن پھرے اور بعد فراغت نماز کے جب حضرت نے پوچھا کہ مینے اشارہ کیا تھا تم کیون کھڑے نرہے کہا
کہ نہین لائق ہی ابوقحافہ کے بیٹے کو کہ امامت کرے روبرو رسول اللہ کے اور خیر جاری شرح بخاری مین ہی کہ جب
حضرت کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہونچی دونون دست مبارک دعا کے واسطے اوٹھائے اور صحیح بخاری مین
باب التکبیر عند الحرب مین ہی کہ جب صبح کے وقت لشکر محمدی خیبر پر پہونچا اوس وقت اہل خیبر اپنے کسی پھاوڑے لیکر نکلے
تھے ناگاہ نگاہ لشکر اسلام پر پڑی گھبرا کر قلعے مین بھاگے کہ محمد مع لشکر آن پہونچے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
دونون دست مبارک اوٹھائے اور کہا کہ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح

للمنذرین یعنی اسدا کبر خراب ہوئی خیبر ہم جسوقت اوترے میدان کسی قوم مین بری ہوئی صبح کفار کی غرض کر
اسقدر روایات ہاتھ اوٹھانے مین وقت دعا کے وارد ہین کہ شمار سے باہر ہین پس تعجب ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے
سنت مستمرہ ہی کہ انبیاے سابقین سے آنحضرت تک جاری تھی پس آدمی جب دعا کرے ہاتھ اوٹھانا مسنون ہی اور
چونکہ دعا بعد نماز ون فرض کے مستحب ہی جیسا کہ ترمذی اور نسائی کی حدیث سے ثابت ہوا پس بعد نماز پنجگانہ
کے بھی دعا مانگنا اور ہاتھ اوٹھانا مسنون ہی اور عمل مہدویونکا خطا تھہرا اور ایک سنت انبیا یہ بھی ہی کہ بکریان
چرانا چنانچہ صحیح بخاری مین کتاب الانبیا مین ہی کہ صحابہ کرام نے آنحضرت سے پوچھا کہ اکنت ترعی الغنم قال
وھل من نبی الا وقد رعاھا یعنی کیا آپنے بھی بکریان چرائی ہین فرمایا کہ جو پیغمبر ہوا اوسنے بکریان چرائی ہین انتہی
اب دیکھیے کہ شیخ جونپوری باوجود دعوے اتباع تام کے اسپر عمل نکرکے اس شغل کو کفر بولتے ہین چنانچہ عقیدہ چہاردہم اور بیست
چہارم مین مذکور ہو چکا کہ حیوانات و زراعات وغیرہا کو کفر جانتے تھے شیخ جونپوری کے اخلاق اسقدر حضرت رسالت سے
مخالف ہین کہ اونکو سولے کرام کاتبین کے کوئی حصر کتابت مین نہین لا سکتا یہان اسقدر نمونے کے اسی مین اکتفا
کفایت کی گئی کہ مشتے نمونہ از خروارے باشد و یکدانہ دلیل بسیار ورنہ تمام کتاب حقیقت مین انھین اخلاق مخالفہ کے بیان
مین ہی اب تھوڑی سی خوبیان انکے خلفا و توابع کی بیان کرکے بحث تمام کیا جاتا ہی تتمہ خلفا و توابع شیخ کے
بعضے احکام و دعاوی خوارق عادات نقل و عقل کے بیان مین منہا النعمان نامے کے باب ہشتم مین لکھا ہی کہ میان
علی دھولکہ نے شہر ناگور مین بیچ دائرے میان نعمت کے انتقال کیا اور پچاس فیروزے ترکہ چھوڑا میان نعمت نے
سویہ کرکے تمام اہل دائرے کو تقسیم کر دیا اور پسر و دختر متوفی مذکور کے دھولکہ مین موجود تھے انکو کچھ نہ بھیجا
اور بعضے برسون مین میان فقیہ محمد راجپوت کے ہاتھ مارا گیا میان نظام نے اوسکے اقربا کو خبر کرکے ترکہ اوسکا
سپرد کر دیا خوندمیر نے سنکر کہا کہ نیک نہ کیا یہ حق فقرا و مہاجرین کا تھا اگر اقربا اوسکے ہجرت و جہاد کرین تم مین
ہونگے انکے ساتھ حق صلۂ رحم کا بجالانا چاہیے انتہی یہ بنا الفاسد علی الفاسد ہی کہ اول ایک شریعت تازہ یہ
گھڑی کہ ہجرت کرنا یعنے اپنا گھر اور وطن چھوڑنا فرض ہی حالانکہ فرض یہ ہی کہ دار الملک کفار سے ہجرت کرکے دار الملک
اسلام مین جانا اور اسیواسطے جبتک مکہ فتح نہوا تھا صحابہ مکے سے ہجرت کرکے مدینے کو آتے تھے جب مکہ معظمہ
فتح ہوکر دار الاسلام ہو گیا حکم ہوا کہ لا ھجرۃ بعد الفتح یعنی نہین ہی ہجرت بعد فتح کے یعنی اب مکے سے
ہجرت کرنا کچھ ضرور نہین ہی بخلاف مہدویون کے کہ جس حکومت سے ہجرت کرتے ہین پھر اوسی حکومت مین
دوسری بستی مین رہتے ہین چنانچہ خود مہدی جونپور اپنے وطن سے کہ دار الحکومت بادشاہان اہل سنت کا تھا

ہجرت کر کے پھر اونھین کی حکومت مین گجرات و سند وغیرہ مین بستے پھرتے تھے اور خلفا انکے گجرات مین اپنی اپنی
بستیون سے نکلکر اوسی ملک و حکومت مین دوسری بستیون مین متوطن ہوے تھے پس ہجرت کہ شریعت محمدیہ مین
مقرر ہی وہ مقصود نہ تھی بلکہ ایک اختراع تازہ یا کہ اتباع رہبان اہل کتاب کا تھا کہ اوسمین فقط وطن و خانہ قدیمی کا
چھوڑنا اور ایک دوسرا خانہ دوسرے مقام مین بنانا مد نظر ہوتا تھا اول یہ ہجرت دین اسلامی مین فرض نہین ہی بلکہ
ممنوع ہی کہ لا رهبانیة فی الاسلام پھر اس ہجرت فاسدہ پر یہ حکم مقرر کرنا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکے اقربا کو نہ
پہونچے دوسرے مہاجرین اگرچہ اغیار واجانب ہون بالسویہ بانٹ لیوین یہ حکم شروع اسلام مین تھا کہ بسبب موالات
دینی اور ہجرت کے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے نہ بسبب قرابت کے صورت اسکی یہ تھی کہ جب صحابہ کرام ہجرت
کر کے مدینے مین انصار کے پاس اوترے حضرت نے دو دو آدمیون مین مواخات اور برادری کروادی تھی اور جب
اون مین سے ایک شخص مرتا تھا دوسرا وارث ہوتا تھا اور اوسکے اہل قرابت کو کچھہ نہین ملتا تھا بعد اوسکے
یہ حکم منسوخ ہو گیا اور ناسخ اوسکی یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ الاٰیہ یعنی اہل قرابت بعض انکے اولی ہین ساتھہ بعض کے کتاب اللہ اور حکم خدا مین
مومنون اور مہاجرون سے یعنی اقربا کا آپس مین وارث ہونا کتاب اللہ کی رو سے بہتر ہی اس سے کہ مومنین و مہاجرین
بسبب برادری ایمانی اور ہجرت کے وارث ہووین اوس روز سے آج تک یہ حکم منسوخ ہی اب میان نعمت خوندمیر
چاہتے ہین کہ اس ناسخ کو موقوف کر کے پھر اوسی منسوخ پر عمل کرین یہ سراسر مخالفت قرآن و حکم خداے جاودان
کی ہی اور یہ حکم انکا جیسا کہ اس آیت کے مخالف ہی ویسی آیت میراث کے مخالف ہی کہ اللہ تعالی نے ہر ہر کا حق
مقرر کر دیا اور اونکا حق اونکو حوالہ کرنے کی تاکید فرمائی کہ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ الاٰیہ اور انھون نے
اہل حقون کی حق تلفی کی اور مال غیر مین تصرف کیا پس جمیع آیات واحادیث کہ مال غیر کے تصرف کی مذمت مین واقع ہین
اون سب کے مخالف کیا اور کسی پر عمل نکیا اور ظلم صریح واقع ہوا اور جو جو آیات کہ باب ظلم مین واقع ہین وہ سب ان پر
صادق آئین کیونکہ حق الناس مین تصرف کرنا ظلم صریح اور گناہ قبیح ہی اور حیرت یہ ہی کہ ان لوگون کو دعوی یہ تھا
کہ بجز قوت ایک روز کے کچھہ اندوختہ نہین رکھتے ہین حالانکہ بعد مرنے کے پچاس پچاس فیروزے وغیرہ ترکات
ان کے پاس نکلتے تھے ایضا ایک روز عالم میان مصنف رسائل جدیدہ روایت کرتے تھے کہ جب شیخ علی متقی کا
رسالہ رد مذہب مہدویہ مین مکہ معظمہ سے گجرات مین پہونچا میان لاڈ خلیفہ مہدی نے اپنے مرید عبد الملک سجاوندی کو
اوسکے جواب لکھنے کا حکم کیا اونھون عرض کیا کہ بندہ جب سے آپکا مرید ہو کر کسب و شغل درویشی مین پڑا ہی تمام علوم

ف ایضا مہدویون کے علما بالله عبد الملک سجاوندی نے ایک آسان کتاب کی سمجھنے مین بھی حماقت کی اور دعوی میانلال کا سرغنا

قلموش ہو گئے ہیں میان نے فرمایا کہ تم لکھنا شروع کرو جس علم کی بات لکھنا منظور ہوگی اوس علم کے امام کی روح
حاضر ہوکر بتلایا کرے گی چنانچہ کتاب سراج الابصار بسطرح پر تمام لکھی گئی انتہی بندہ کہتا ہے کہ یہ دعوی بیان ولادکا
سراسر غلط ہے اسواسطے کہ اوس کتاب میں علم کلام و حدیث و اصول و مناظرہ وغیرہا علوم کے اغلاط موجود ہیں چنانچہ
اس رسالہ میں بمواضع متفرقہ بعض اغلاط اوسکے منقول ہیں اگر تمام ایسے علوم کی ارواح کمک پر حاضر ہوئی ہوتیں
یہ اغلاط کیونکر واقع ہوتیں علاوہ یہ کہ اگر تمام ایسے علوم کی ارواح حاضر تھیں تب اخفش کی روح کو کیا ضرور پڑا تھا
کہ حاضر ہوتی کیونکہ اوس کتاب میں سجاوندی نے بعض مقامات میں ترکیب نحویہ کے سمجھنے میں بھی غلطی پائی ہے چنانچہ بطور
نمونہ ایک مقام اوسکا نقل کیا جاتا ہے عبارت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کی یہ ہے فان قیل حدیث
من کذب بالمہدی فقد کفر صریح فی ان انکارہ کفر فالجواب علی المنزل منا ان الحدیث
احاد ضعیف وعلی تقدیر صحتہ فلا یفید الا الظن فلا نجزم بکفر جاحدہ بہذا الحدیث
ان الحدیث انما یدل علی وجوب اعتقاد مہدی ما لا المہدی المعین انتہی اس عبارت پر سجاوندی
صاحب فہم وکشف خرق اعتراض کرتے ہیں بایں عبارت قلت والاولی ان یقول لان الحدیث باللام
الجار لیکون علۃ لقولہ فلا نجزم بکفر جاحدہ او مع ان الحدیث انتہی اہل دانش پر ظاہر ہے
کہ باوجودیکہ عبارت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت واضح ہے اور اوسمیں کسیطرح کا اغلاق نہیں ہے مہدویوں کے علما
بالعموم سجاوندی صاحب نہ سمجھ سکے اور اوسکی ترکیب نحوی میں خطاے فاحش کی پس کیا ارواح ایسے علوم اگر کوئی
بچہ کافیہ خوان بھی حاضر ہوتا سمجھ سکتا تھا کہ فالجواب مبتدا ہے اور ان الحدیث اوسکی خبر ہے فلا نجزم کی علت نہیں ہے
اور یہ ان الحدیث متعلق ہے نزل منا سے وہ مبتدا سے مذکور کی خبر نہیں واقع ہوا ہے ورنہ منزل منا کون ہے
اور حرف من اوسپر کیون ہے ایضاً سید محمود بن خوندمیر نبیرۂ شیخ جونپوری کے نواسے اور مہدویوں کے خاتم مرشد اور حسینا
ولایت میں النعمانعلم کے باب ہفتم میں لکھا ہے کہ انھوں نے معاملے میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور حق تعالی نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ حساب خلق کا کرو اونھوں نے میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا السر
خوندمیر حساب تمام عالم کا کرتے ہیں انتہی یہ کشف بھی نہایت غلط ہے اسواسطے کہ اگر بادشاہ کسی امیر خاص کو فرمادے
کہ تم یہ کام دیکھو اور وہ بذات خود اوسپر التفات نکرکے کسی دوسرے پر ڈالدے اور وہ دوسرا کسی تیسرے پر ڈالدے
یہاں تک کمال چار ادنے اور نیچے پرالی کا ہوکر موجب عتاب سلطانی ہو کہ چہ جاے کہ شہنشاہ عالم صاحب کن
فیکون کہ ملائکہ کروبین اور انبیاے مرسلین جسکی عدول حکمی سے تھرا رہے ہیں اور اوسکے ہر امر کو بغیر مکر کیا

بجا آوری کو موجب فخر و نجات جانتے ہین اتنا بڑا کام آپ کرینگے قابل لینے محاسبۂ تمام عالم لیسے بڑے
فرمان بردار خاص رسول با اختصاص کو ذکر تشریف بخشے اور وہ اسکو میران پر پھینکین اور میران کہ اَطِیعُوا اللّٰهَ
پر عمل کرین نہ اَطِیعُوا الرَّسُولَ نہ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوْهُ پر بلکہ اپنی توجہ کے قابل نہ سمجھکر اپنے بیان کی
ایک نجے پر ڈالدیوین استغفر اللہ العظیم علاوہ یہ کہ نصوص صریحہ مانند اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ و یُحَاسِبْکُمْ
بِهِ اللّٰهُ کے شاہد ہین کہ حساب مخلوقات کا م خالق کائنات کا ہی اور انکو کشف ہو رہے کہ ہمین کام میرے باپ کا لکن
مجرات کا ہی اور احادیث شفاعت دال ہین اس بات پر کہ تمام انبیا و مرسلین اوس روز ہیبت الٰہی سے تھرا رہے ہونگے
کہ سواے نفسی نفسی کے اسقدر بھی جرأت نکر سکینگے کہ کسی کی شفاعت مین زبان ہلا کر اوسکا حساب جوع کر وا دیوین
اور حضرت خاتم الرسالت مقام محمود مین اسی درخواست کے واسطے کہ خداوند احساب خلق کا لیکر انکو حالت انتظار سے
نجات دے سر بسجدہ پڑے ہونگے تب ونکی نہایت تضرع و زاری کے بعد خداوند دادار آپ متوجہ حساب خلائق ہوگا
اور اون احادیث مین کہین مہدیکا نام و نشان بھی نہین ہی چہ جاے اسکے کہ شیخ جونپوری کہ جنکی مہدویت کو بھی ثبوت
نہین ہی کام خدا کا اپنے خادم و داماد سے کروا دین کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا
الیضا اوسی باب مین لکھا ہی کہ اونھین میان محمود نے دوسری بار معاملہ دیکھا کہ مینے اس عالم سے عروج کیا اور عرش و کرسی سے
گذر گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ حق تعالی کے سامنے بعضے اصحاب مہدیکے اپنے سرون کے بال کھولے ہوے
ناچ رہے ہین اور دستکین بجا رہے ہین اوس جا جو کچھ حضرت رسول خدا کو دکھلائی تھی مجھکو بھی کھلائی کقوله تعالی
وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی الی وَمَا طَغٰی انتہی رسول خدا کو یہ ناچ اور دستک کہان کھلائی گئی تھی جو کہ تمکو کھلائی
گئی اتنا بھی خیال نہین کرتے کہ جب کوئی عالم پرہیزگار کسی مجلس مین وارد ہوتا ہی اوسکے ادب سے بھانڈون وغیرہ کا
ناچ موقوف کروا دیتے ہین چہ جاے کہ حضرت رب العزت کے سامنے اسقدر بوڑھے دراز ریش و داڑھیان ہلاتے بال
بکھیرے ہوے دھما چوکڑی مچاوین اور تالیان بجاوین استغفر اللہ العظیم کبھی اور بھی اس عرش پر جلسہ ناچ کا ہوا تھا
یا فقط تمہارے مہدیکے عہد مین اس بدعت تازہ کا ایجاد ہوا اور اس رقص سے کیا غرض تھی خدا کو یہ تماشا دیکھنا منظور تھا
یا اپنا کمال جتانا مقصود تھا اللہ تعالی کی شان لہو اور عبث سے منزہ ہی لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ
مِنْ لَّدُنَّا اِنْ کُنَّا فٰعِلِیْنَ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَکُمُ الْوَیْلُ
مِمَّا تَصِفُوْنَ و اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا الایۃ اور اگر اپنا کچھ کمال جتلانا منظور تھا تو یہ ناچنا اور
دستک بجانا کیا کمال ہی اگر اسیکا نام کمال ہی تو تمسے بڑھکر بھانڈ و قوال و رقاصین اس فن مین کامل ہین

خدا کے پاس اونکا کمال پوچھا جاتا ہے نعوذ ولعبک عز اندر رہ حق جاکہ ادب با مربو شد اب دیکھیے کہ جب اس خاندان کے
بچونکو ایسی موہوم ہوس کے کی معراج ہوتی ہے اگر انکے نانا کے واسطے تھی کہ بمنطوق ع اسمی بادۂ صبا این ہمہ آوردہ است
کے یہ سب کرشمے اونھین کی بدولت تک پکڑے ہین جو عوی معراج کا کرین کیا عجب ہے چنانچہ سید مصطفی نے اپنی کتاب
اثبات مہدویت مولفہ ۱۲۳۳ھ مین ایک داستان طویل متضمن معراج مہدی جونپوری کی بیان کی خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ ایک رات
ثلث شب کے وقت ندائے ہاتف ہوئی کہ اے بندے میرے تم بادی اور میری طرف انتقل کرو پس اپنی بی بی ملکان گھر سے
نکلے اور سید سلام اللہ کو بھی ساتھ لیا سبحان الذی یک فشد و شد سپہر کے اندر دیکھتے کو آئے کعبہ و مسجد اقصی کو دیکھ پھر
بیت المعمور پر چڑھے اور تمام ارواح مومنین اولیا و شہدا و انبیا اور ملائکہ حاضر تھی اور بہشتین اور فلک معتم ... وحدت
آراستہ تھے کہ راستے مین روح کلیم اللہ کی آئی اوسمیان سلام اللہ نے کہا کہ موسی بھی مسیحی ہین پس موسی علیہ السلام نے لیا پچھا
اور کہا ایسی مہدی نے کہا کہ اے کلیم اللہ عفو کرو تو پھر سلام اللہ مستغفر ہوکر کہا کہ یہ تمسے بڑی خطا ہوئی بعدہ آگے بڑھے
اور وہ ارحل جلال سے مشرف ہوئے فکان قاب قوسین او ادنی کا مقام ہو گیا اور عابد و معبود مین یہ کلام
ہوا کہ رضی عنک الرحمن انک ماحی البدعۃ والطغیان ومحیی السنن والایمان من ترکک له
الامن ولا امان ومن امن بك وجب عليه الغفران ومن انكربك حقت له النيران تو میری
درگاہ میں آیا کیا لایا ہے عرض کیا تیرے کلام اور رسول کی اتباع لایا ہون وہ جو حکم تیرا تھا بطور امانت کے خلق کو
پہنچا دیا جو کہ روز ازل مین محمد صلعم کے مطیع ہوا اور جو کہ روز میثاق مین ہلاک تھے گمراہ رہے پس جلینا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خلعت ہوئی تھی مہدی موعود کو بھی ہوا اور اسی شب اپنے گھر مین واپس آئے انتہی غرض کہ ان خرافات
کی کچھ انتہا نہیں ہے آدمی کہانتک اونکا شمار کرے اور ایسے مقامات کا تعاقب بھی ضروری ہے اسواسطے کہ اہل ... بن
بادی النظر میں اونکا بطلان مثل روز روشن کے روشن ہوجاتا ہے اس سبب سے بیان اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور اگر اس سے
زیادہ شوق مطالعے کا ہو تو ابواب اربعہ مابعد مین شیخ موصوف اور اونکے خلفا کے باقی اقوال و افعال ہر باب کے
آغاز مین جمع کر دیے گئے ہین کہ اون سے انکی مخالفت اخلاق زیادہ تر واضح ہوتی ہے اور اگر بغور ملاحظہ کیا جاوے تو تمام
کتاب بیان اخلاق مخالف قرآن بہ رنگ ہے کہ جس سے انکا کذب و بطلان دعوی بخوبی واضح ہوتا ہے کیونکہ جس شخص کے
اقوال افعال اسقدر مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہوویں اوسکے دعوی کی تصدیق کسی پر ہرگز واجب نہیں
ہوتی ہے بلکہ جبکہ دعوی ایسا ہو کہ جسمین مخالفت ساتھ بعض احادیث و آثار صحیحہ کے کہ علامات مہدی مین وارد ہین
لازم آتی ہو تکذیب واجب ہوتی ہے علاوہ یہ کہ جب اوس شخص کی تصدیق مہدیت متضمن تصدیق و دیگر اعتقادات باطلہ

اور اوسکے اقوال کا ذکر کی ہو مثلاً تمام امت اسلامیہ کو چار سو برس سے اوسکے انکار کے سبب کافر جاننا اور اوسکو برابر
رتبے حضرت خاتم الرسالت کے سمجھنا اور دوسرے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل جاننا اور روبیت کلام الٰہی و وحی کے اوسکے
حق مین قائل ہونا الی غیر ذلک کہ خلاف نصوص قرآنی اور احادیث اور اجماع مسلمین کے ہین تو بالضرور اوسکی تکذیب واجب اور
تصدیق حرام ہوئی اور تصدیق کرنے مین آدمی کے ایمان و عاقبت کا ضرر ہی پس کہنا عالم میان کا آخر رسالہ معارضیہ مین
کہ لو بالفرض ہو موافق زعم اہل انکار کے اگر یہ دعوی خطا بھی ہو تو بھی اہل اقرار و تصدیق پر شرع شریف سے کیا الزام و
ضرر ہی بخلاف اہل انکار کے انتہی باطل محض و سخن ابلہ فریب ہی کیونکہ ثابت ہوا کہ اہل اقرار سراسر خسارت اور ضرر مین ہین
بخلاف اہل انکار کے کہ ان بدعات سے محفوظ و امین ہو کر طریقۂ سواد اعظم اسلامی و عقائد حقۂ ایمانی پر ثابت ہین
یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ باب چہارم بیان

ان گستاخیون کا کہ فرقۂ مہدویہ نے نسبت حضرت مشائخ اسلام و ائمۂ اعلام کے کی ہین اول یہ کہ کتاب شواہد الولایت کے
گیارھوین باب مین لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری گلبرگے کو گئے اور واسطے زیارت خواجہ سید محمد گیسو دراز کے داخل گنبد ہوے
جوتیان پاؤن سے نہ اتارین اور اندر جا کر دروازہ گنبد شریف کا بند کر لیا جبکہ بعد عرصہ دراز کے باہر آئے ہمراہیون نے
پوچھا کہ سبب دیر کا کیا تھا جواب دیا کہ موافق درخواست روح سید گیسو دراز کے مین نے مع جوتیون کے اونکی قبر کو روندا تاکہ
گرد نعلین کی قبر پر پڑے اور دعوی مہدویت کا کہ ان سے حیات مین صدور پایا تھا اوسکی خجالت سے پاک ہو جاوین
اور اسکے ساتھہ یہ بھی بولے کہ انکو اللہ تعالی نے مرشد زمانے کا بنایا تھا جو لوگ کہ انکے ہمعصر تھے اور انسے طالب حق نہوئے
اونسے خدا تعالی پوچھے گا کہ ایسا مرشد ہوتے ہوے کیون تحقیق حق کی انتہی ملخصاً اب مجھ راقم اوراق انسے پوچھتا ہی
کہ یہ کشف تمہارے مہدیکا موافق شرع اطہر کے تھا یا مخالف اگر مخالف تھا تو کسواسطے اسپر عمل کیا باوجودیکہ خود بہ ثبات یہ
اعتقاد رکھتے تھے کہ کشف مخالف شرع مردود ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے
مہدی نے کہا کہ جہان رعایت شرع محمدی کی نہو اوسکو کشف نہو لا چاہیے او معلومات تمہارے تنور مین ڈالین کہ
خلاف شرع محمدی ہے کیا تمنے انتہی پس باوجود اس اعتقاد کے کیون اسکے خلاف کیا اور اپنے معتقدون کے واسطے راستہ
ڈالا کہ وہ بھی ایسی حرکات کیا کرین چنانچہ ایسی ہوا کہ کتاب پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز شاہ دلاور خلیفہ مہدی کے
کہین جاتے تھے راہ مین ایک قبر کہنہ نظر آئی بولے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ ای دلاور اپنا پاؤن اس قبر پر رکھہ کہ تیری جوتیون
کی گرد سے یہ مستحق عذاب بخشا جاے پس اونھون نے بھی مطابق سنت اپنے پیر کے اوس قبر کو پامال کیا آیندہ مغفرت کا
حال خدا جانے تعذیب فی الحال مین تو کوتاہی نکی اور اگر یہ کشف مہدیکا موافق شرع اطہر کے جانتے ہو تو بیان کرو

کرکسی ماثور ہے نے زیارت قبور کا یہ ڈھنگ ٹھہرایا ہے بلکہ اسکے خلاف آیا ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ مین آخر مین ایک حدیث
طویل نقل کی ہے کہ رای رجلا یمشی بین المقابر فی نعلیہ فقال یا صاحب السبتیتین القہما یعنی
حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ جوتیان پہنے ہوئے مقابر مسلمین مین پھرتا تھا پس
فرمایا کہ اے جوتیون والے پھینک ان جوتیون کو اور عبداللہ بن عثمان نے کہا کہ یہ حدیث جید ہے اور یہ حدیث سنن
ابی داود مین بھی مذکور ہے اور ابن ماجہ مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان امشی علی جمرۃ او سیف
او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم وما ابالی اوسط القبر قضیت
حاجتی او وسط السوق ما حاصل یہ کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ چلنا میرا آگ پر یا تلوار کی دھار پر یا سی
لینا جوتی کو پانوں سے اچھا ہے میرے نزدیک اس بات سے کہ چلون مین قبر پر کسی مسلمان کے اور بیچ قبر کے یا بیچ بازار کے
قضائے حاجت بشری کرنا میرے نزدیک دونون برابر ہین انتہی ملاحظہ کیا چاہیے کہ اس حدیث مین حضرت نے
ان کامونکو اپنی طرف نسبت فرمایا کہ اگر مین کرون تو بھی بد ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ افعال نہایت بد ہین کہ اگر
کوئی بزرگ کرے تو مردود ہو جاوے اور عوام کرین تو گنہگار ہو وین بالجملہ قصدًا جوتیون سے مسلمانون کی قبرون کو
روندنا ثابت نہین ہوتا بلکہ عقل سلیم بھی متحیر ہوتی ہے اسواسطے کہ واسطے مغفرت مقبور کے روندکر جوتیون کی
خاک ڈالکر آپ گنہگار ہونا کیا ضرور تھا کیا بطور مسنون پاس قبر کے کھڑے ہوکر سلام و دعائے آمرزش کافی نہ تھی
باقی رہی ایک اور بات کہ فائدہ جلیلہ ہے وہ یہ کہ مہدیون کی تقریر سے معلوم ہوا کہ سید گیسو دراز نے دعوی
مہدیت کا کیا تھا اور اسکے کھانے کے واسطے یہ پامالی کی گئی ابتک نسے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے نزدیک تو دعوی
البتہ غلط تھا اور خواجہ گیسو دراز تمہارے مہدی کے حسب اقرار بھی مرشد باطن اور کاملین عصر سے تھے پس معلوم ہوا
کہ کاملین بھی باوجود جلالت منزلت کے خطا سے معصوم نہین ہین بلکہ کبھی عوکا کھاکر دعوی مہدیت کا کر بیٹھتے
ہین اور تادم مرگ ادسی پر ہو سکین رہتے ہین اور تائب نہین ہوتے بلکہ عالم برزخ مین اسکے تدارک کی فکر کرتے ہین
ورنہ معلوم ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اگر تائب ہو چکے ہوتے کیا حاجت تھی اس تگ و دو کی
پس ایسے ہی اگر سید محمد جونپوری بھی با تعرمن گرولی ہون اور ایسا دعوی کر بیٹھے ہون اور اپنی وسع علمی منفعل
ہوتے ہون کیا عجب ہے اب جو صاحب سراج الابصار اور تمام مصنفین انکے سلف سے فقلن تک دعوم مچاتے
ہین کہ جیسا ایک شخص مین مقامات شرائیت اور خصال و اخلاق پیغمبر دین کے مانند ثابت ہوے محال ہے کہ اسکو
خطا واقع ہووے اور انزار ادسکی خطا کا کیا جاوے مثل یہ کا ہے کے اور کہا کیا ابو محمد بدر علی نے کتاب مشواہد الولایت

چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے ایک روز مقام فراہ مین اپنی پیٹھہ کی طرف پھر کر کہا تم بھی پرے نہین ہو
تم بھی پرے نہین ہو تم بھی پرے نہین ہو تم بھی اس جماعت مین داخل ہو یارون نے پوچھا کہ میران جی یہ بات
کس لیے کی تمنے بولے ارواح سات سلطان یعنی بایزید بسطامی ابراہیم ادہم شیخ شبلی حضرت عبد القادر جیلانی
سلطان سنجر قاضی عبد الخالق غجدوانی ابو سعید ابو الخیر کی حاضر ہو کر آرزو کرتی تھین کہ کاش میرے وقت مین
ہو کر میرے فیض ولایت سے بہرہ یاب ہوتی اس لیے مینے جواب دیا کہ تم بھی پرے نہین ہو میرے گروہ مین داخل ہو
سوم شواہد الولایت کے تینتیسوین باب مین لکھا ہی کہ مہدی سے معجزہ دیکھنے مین یہ ہوا کہ جب جہاز پر سوار
بیت اللہ کو جا رہے تھے اونکے ایک مہاجر کے دل مین گذرا کہ راستے مین میرانجی سے فلانے ولی کی زیارت
چھوٹ گئی اگر کر لی ہوتی تو اچھا تھا مہدی نے اس خطرے پر مطلع ہو کر تند نگاہ سے دیکھا اور کہا کہ دیکھہ پیچھے
کیا دیکھتا ہی کہ تمام اولیاء اللہ کہ ہندوستان مین ہوئے ہین سیاہ جہاز کی کندھون پر ڈالے ہوئے کھینچے چلے جاتے
ہین مہاجر مذکور دیکھکر شرمندہ ہوا اور مہدی نے کہا کہ پھر ایسی گستاخی نکرنا چہارم پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ
دلاور خلیفہ مہدی کی عورت خوندبوا پوتی حضرت شاہ عالم بن قطب عالم بن محبوب عالم کی ایک روز شاہ دلاور سے
پوچھی کہ تمہارا خادم یوسف کہان گیا کہ آج پانی نلایا کہا بی بی نام میان یوسف کا نلے دبی سے کیون لیا خوندجی نے
کہا کیا ہم سے عالی مقام ہی کہا ہان کہا ہمارے باپ سے بھی کہا ہان کہا شاہ عالم سے کہا ہان کہا قطب عالم سے
کہا ہان کہا محبوب عالم سے بھی بڑھ کر ہی کہا ہان اگر چاہو تو دیکھ لیوین دو انگلیان اپنی بی بی کی آنکھ پر رکھنے کے
ساتھ اون پر منکشف ہوا کہ حضرت رسالت پناہ اور مہدی ایک تخت پر بیٹھے ہین اور یوسف انکے پاس
کھڑا ہی اور حضرت شاہ عالم اور قطب عالم اور محبوب عالم جس جا یوسف نے جوتیان اوتاری ہین کھڑے ہین
پنجم پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز ایک ہاتھی کوا ہلا یعنی پورا یا او سمین بیلین لکڑیون کی لوگون نے کھیتون سے بھگا
دیا تھا ایک مہدوی بطمع لکڑیون کے اوس مین کودا اور بیلون مین اولجھ کر ڈوب گیا اور عبد الفتح مہدوی نے
کہا کہ مردار مرا ہی کھینچ کر پھینک دیو لور میان جیبلی مہدوی نے دفن کرا دیا جب مجہ کمہ اسکا شاہ دلاور پاس گیا کہا کہ خدا تعالی
اوسے مرتے وقت مقام بایزید بسطامی کا دیتا ہی وہ قبول نہین کرتا ہی کہ یہ مقام میرے کب لائق ہی مین تو مہدی کے گروہ سے
ہون عبد الفتح نے سنکر کہا کہ یہ بھی بقال کی دکان ہوئی کہ میلن لا اور جب ان سے ناخوش ہوتے ہین کسیکو مقام انبیاء کے
بخشتے ہین اور کسیکو مقام اولیاء کے بخشتے ہین کہا ہان یہان خزانے ولایت محمدی کے مہدی کے حوالے کر دیے
ہین جو کچھ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہی سو کرتا ہون فقط حیرت کا مقام ہی کہ جس قوم کے پاس دائرہ یعنی تکیہ سے باہر

جانا حرام ہووے بلکہ اطراف دائرے کے آگ سمجھکر اندر اوسکے بدرستی پا بیٹھے رہنا اور تینون قسم کا سوال
یعنی حالاً اور قولاً اور فعلاً حرام ہووے اور اگر عمل ان احکام پہ نکرے گروہ مہدی مین قابل تحملہ وقطار کے نرہے اور
اوسکیلیے فلاح ونجات کی امید نہووے جیسا کہ رسالۂ سید میران جی بن سید سلام اللہ مین مسطور ہی باوجود
اس سب باتون کے اگر ایک شخص ان مین سے پرائی بیل ور پھل بنتے ہوئے دیکھکر غایت حرص عاقبت اندیشی سے ندی
مین کود پڑے اور اپنی جان کو پرائے مال پہ فدا کرکے ڈوب مرے اوسکو مقام بایزید بسطامی کا کہ سلطان التارکین مین
اور کاملین اُمت انکے حق مین فرماتے ہین کہ ابو یزید فینا کجبرئیل بین الملائکۃ ملے اور وہ اپنی حسن خدمت
کے لائق نہ سمجھکر خداوند عالم کی حضور مین مسخرہ پن شروع کرے اور جانے کہ میری قدردانی اس سرکار مین برابر
نہین ہوئی جانتا تھا کہ خداے عالم نے اسکے مرتبے کو برابر پہچانا باوجود پہچاننے کے جزا برابر نہ دی کیا قرآن شریف
کی اس آیت پر اعتقاد نہ تھا کہ فرمایا ہی اِنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی یعنی مین تم مین سے کسی محنت
کرنے والے کی محنت کو ضائع نکرونگا مرد ہو یا عورت اور فرمایا ہی کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ خَیْرٌ مِّنْہَا
یعنی جو شخص کہ نیکی لاویگا اوسکو اوس سے بہتر اور بڑھ کر بدلا ملیگا ششم سنواہد الولایت کی چوبیسوین باب مین لکھا ہی
کہ ایک وزرا کے مہدی کے روبرو مذکور ہوا کہ سلطان عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ قدمی ھذہ
علی رقبۃ کل ولی اللہ جواب دیا کہ ہان سید عبد القادر اپنے وقت مین صاحب مان ہوئے ہین چنانچہ شیخ
صنعانی کہ قدم انکا قبول نکیا خوک بانی ہوکے اور آخر کو قدم خوکون کا اپنے شانے پر لیا بعد اوسکے بولے کہ سید عبد القادر
گیلانی نے کہ بوجھ اپنا اولیا اللہ کے شانے پر رکھا بہتر یون تھا کہ فرماتے قدم اولیا اللہ کے میرے شانے پر ہین
انتہی جواب نقصان کا مقام ہی کہ انھون نے جو پہلے دعوی ولایت کا کیا پھر مہدویت کا پھر برابری کا ساتھ
رسولون اولوالعزم اور حضرت خاتم الرسل کے پھر اس منصب سادات کو اپنے یارون اور مریدون کے واسطے
تجویز کرکے اپنے واسطے عہدۂ خدائی کی ہوس کی چنانچہ انشاء اللہ تعالی آیندہ معلوم ہوگا یہ سب بیجا اور بیجا معلوم
ہوا اور ایک بات بھی اسمین سے یہ لوگ کے معتقد قابل انکار نہ سمجھے اور حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ نے کہ موافق حکم خدا کے جو دعوی کیا کہ میرا قدم میرے زمانے کے تمام اولیا کی گردن پر ہی سو انکو
ناپسند معلوم ہوا اسمین کون سی بات مخالف قواعد شرعیہ یا منافی قوانین عقلیہ کے تھی اور بنہایت صحیح وتواتر
کے موافق شرائط محدثین کے ہی ثابت ہوا کہ جناب موصوف نے یہ کلام بحکم حق سبحانہ فرمایا اور اسکے اعلان کے
مامور تھے بلکہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بڑے بڑے سلف نے خبر دی تھی کہ آپ ایسا فرماوینگے چنانچہ تھوڑا سا

۴ [illegible] بسطامی

اعتراض شیخ جونپوری کا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی پہ کہ میرا قدم گردن اولیا پر ہے کہنا تھا

اونمین سے بطور نمونے کے لکھا جاتا ہی کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یہ جو باتین لکھی جاتی ہین یہ سب بواسطہ روایات صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے موافق شرائط محدثین کے بہجۃ الاسرار مین مروی ہین لیکن یہان واسطے اختصار کے انکے اسانید حذف کر کے متون روایات پر اکتفا کی جاتی ہی **بیان پیش گوئی اولیا کا اس مقدمے مین** شیخ ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسی الجون نے سن چار سو چونسٹھ مین بطور پیش گوئی کے کہا کہ قریب ہی کہ زمین عجم مین ایک شخص پیدا ہووے کہ اوسکے واسطے ظہور عظیم ہوگا ساتھ کرامات کے اور قبول تام ہوگا نزدیک تمام اولیا کے کہیگا کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اولیا اوسوقت کے اوسکے قدم کے نیچے داخل ہونگے اور اپنے زمانے کو شرف بخشیگا اور جو اوسکو دیکھیگا فائدہ مند ہوگا **ایضاً** اور شیخ ابو محمد شنبکی بطائحی نے خبر دی کہ قریب ہی کہ ظاہر ہوگا ملک عراق مین ایک مرد عجم کا بڑے مرتبے والا خدا کے اور خلق کے پاس نام اوسکا عبد القادر سکونت اوسکی بغداد مین کہیگا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ **ایضاً** اور شیخ تاج العارفین ابو الوفا کے پاس حضرت شیخ عبد القادر وقت جوانی کے جب آتے تو وہ بکمال تعظیم پیش آتے انکے لوگون نے جب اسکا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اس جوان کو ایک وقت آنے والا ہی کہ خاص و عام اوسکی طرف محتاج ہونگے اور گویا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ بغداد مین برملا بطور حقانیت کے بولیگا کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اوس زمانے کے اولیا گردنین رکھدینگے کیونکہ اونکا قطب ہوگا پس تم مین سے جو شخص یہ وقت پاوے اوسکی خدمت کا ملازم ہووے **ایضاً** اور شیخ عقیل منبجی سے ایکدن لوگون نے پوچھا کہ اس زمانے مین قطب الاقطاب کون ہی بولے مکے مین ہین اور مخفی ہین کہ اونکو سوا اولیاء اللہ کے کوئی نہین پہچانتا ہی اور عراق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ قریب ہی کہ یہان ظاہر ہوگا ایک جوان شریف عجمی کہ وعظ کریگا بغداد مین اور خاص و عام اوسکی کرامت کو پہچانینگے اور وہ اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا کہ کہیگا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اولیا اپنی گردنین رکھدینگے اور اگر مین ہوتا تو اپنا سر رکھدیتا **ایضاً** اور شیخ علی بن وہب کے پاس ایکروز ایک جماعت فقرا کی آئی اون سے پوچھا کہان سے آئی بولے عجم سے پوچھا کس بستی سے بولے جیلان سے کہا اللہ تعالی نے روشن کردیا وجود کو بسبب ایک مرد کے کہ ظاہر ہوگا تم مین سے مقرب اللہ تعالی کا نام اوسکا عبد القادر جائے ظہور اوسکی عراق ہی کہیگا بغداد مین قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور سب اولیا اوس زمانے کے اوسکی فضل و بزرگی کے مقر ہونگے **ایضاً** اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی نے کہا کہ مین بیچ سنہ پانسو نین کے بغداد مین خدمت مین شیخ حماد دباس کے تھا اور شیخ عبد القادر اون دنون

اونکی صحبت مین تھے ایک دن ذاکرون کے سامنے موجود بیٹھے جب وعظ کرنے لگے تو شیخ نے اثناے وعظ مین فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر
ایک وقت مین اوس وقت کے اولیا کی گردنون پر ہے یہ اور میرا یہ کہنا کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله
اوسکو ہی یاد رہیگی اوسکے واسطے اوس عصر کے اولیا کی گردنین الٹینا اور ابو سعید عبدالله نے دمشق مین ششم
روایت کی کہ مین ہنگام جوانی مین بغداد کو گیا اور ابن السقا کے مدرسہ نظامیہ مین طلب علم مین مشغول رہا
لیکن ہم عبادت بھی کرتے تھے اور اولیا اللہ کی ملاقات کے واسطے بھی جایا کرتے تھے اور اونھین دنون مین
بغداد مین ایک شخص تھا اوسکو لوگ کہتے تھے کہ یہ غوث ہین اور کہتے تھے کہ جب چاہتے ہین ظاہر ہو جاتے ہین
اور جب چاہتے ہین نظر سے غائب ہو جاتے ہین صاحب بہجة الاسرار نے کہا کہ کہتے ہین کہ نام اونکا ابو یعقوب
یوسف بن ایوب الہمدانی تھا حاصل کلام مین اور ابن السقا اور شیخ عبدالقادر کہ اون دنون جوان تھے اونکی ملاقات کو
گئے ابن السقا نے راہ مین کہا کہ مین اوس سے ایک مسئلہ پوچھونگا کہ اوسکا جواب نہ آویگا اور مین نے کہا کہ مین ایک مسئلہ
پوچھکر دیکھونگا کہ کیا جواب دیتے ہین اور شیخ عبدالقادر نے کہا کہ معاذ الله کہ مین کچھ پوچھون مین سامنے بیٹھکر
منتظر اونکی برکات کا رہونگا القصہ جب ہم اونکے مکان مین پہونچے وہان وہ ہمکو نظر نہ آئے اور بعد ایک
ساعت کے دیکھتے ہین کہ وہ بیٹھے ہین پس غضب کی نگاہ سے ابن السقا کو دیکھکر کہا کہ خرابی تیری ای ابن السقا
تو مجھسے ایک مسئلہ پوچھتا ہے کہ مجھکو اوسکا جواب نہ آوے وہ مسئلہ یہہ ہے اور جواب یہہ ہے مین دیکھتا ہون کہ کفر کی آگ
تجھ مین بھڑک رہی ہے پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ تو مسئلہ پوچھکر دیکھتا ہے کہ مین کیا جواب دیتا ہون مسئلہ
یہہ ہے اور جواب یہہ ہے اور بسبب اس بے ادبی کے کانون کی لو کیون تک تجھپر دنیا گرے گی پھر نگاہ کی طرف شیخ عبدالقادر
کے اور نزدیک بٹھاکر اکرام کیا اور کہا ای عبدالقادر بسبب اس ادب کے تو نے خدا و رسول کو راضی کیا گویا
کہ مین دیکھتا ہون کہ تم بغداد مین کرسی پر چڑھکر وعظ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله
اور گویا کہ مین دیکھتا ہون کہ تمھارے وقت کے اولیا تمھارا ادب اوسکے واسطے اپنی گردنین جھکا دی ہین پس اوسی وقت غائب ہو گئے
اور بعد اوسکے ہمنے اونکو نہ دیکھا اور شیخ عبدالقادر کا حال تو ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا اور ابن السقا تمام علوم
مین فائق ہوکر خلیفہ کا مقرب ہوا اور بعد اوسکے خلیفہ کی طرف سے ایلچی ہوکر روم کو بادشاہ نصاری کے پاس
گیا اور وہان بادشاہ نصاری نے اوسکا علم و زبان آوری دیکھکر اپنے علما سے مقابلہ کروایا ابن السقا نے سبکو
ساکت و عاجز کر دیا اور پھر بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہوکر حسب درخواست بادشاہ کے نصرانی ہوکر اوس لڑکی سے
عقد کیا اور کلام غوث کو یاد کیا اور تاریخ ابن خلکان مین تحریر ہے کہ حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی کے ہاتھ

کہ ابن السقا قاری جید تھا جبکہ بموجب خبر حضرت یوسف ہمدانی کے نصرانی ہو گیا ایک شخص نے اوسکو آخر حال
مین شہر قسطنطنیہ مین دیکھا کہ ایک کان مین بیمار پڑا ہوا اپنے مونہہ پر سے مکھیان اوڑا رہا ہی راوی کہتا ہی
کہ مینے نزدیک جاکر پوچھا کہ اب بھی کچھہ قرآن یاد ہی کہا سب بھولا مگر ایک آیت یاد ہی رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِینَ کَفَرُوا
لَوْ کَانُوا مُسْلِمِینَ العیاذ باللہ اور مین دمشق مین آیا اور مجھکو سلطان نور الدین شہید نے جبرا خدمت بیت المال
واوقات کی دی اور دنیا میرے اوپر گری ہم سب کے حق مین غوث کا کلام سچ ہوا انتہی

## بیان اون اولیائے کرام کا کہ اوسوقت مجلس مین حاضر تہے اور اپنے سر کو جھکا دیتے اور اونکا کہ اونھون نے دور سے بطور کشف کے معلوم کر کے تعظیم کی اور سرنگون ہوے

جاننا چاہیے کہ ایک ہزار اور پچاس اولیائے کرام اور مشائخ عظام اوس روز اوس مجلس مین حاضر تہے کہ شیخ علی ابن ہیتی اور
شیخ بقا اور شیخ شریف قیلوی اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی اور شیخ ماجد کردی اور شیخ صدقہ اور شیخ قضیب البان
موصلی اور شیخ داؤد کہ ہر روز پانچ نمازے مکہ مین ادا کرتے تہے اور شیخ ابو عمر و سلوکی کہ رجال الغیب سیارہ سے ہین اور شیخ
مطر جمال رضی اللہ عنہم اون مین داخل تہے کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی نے کرسی پر جلوہ فرما ہو کر علی
رؤس الاشہاد فرمایا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور تمام اولیا و مشائخ عراق وغیرہ نے اپنی گردنین
جھکا دین بلکہ شیخ علی ہیتی نے کرسی پر چڑھکر قدم شریف کو اپنے سر پر رکھکر سر دامن کے نیچے کر دیا اور مجلس اوٹھی
پر جب انکے مریدون نے اونسے پوچھا جواب دیا کہ اگر ہم ایسے دیکھا تم دیکھتے مر کر گر پڑتے اوس وقت کی تجلی سے اور
ابو النجیب سہروردی نے ایسا سر جھکایا کہ قریب تھا کہ زمین کو چھو جاوے اور تین بار کہا کہ علی راسی علی راسی علی عینی
اور حضرت کے صاحبزادون یعنی سید عبد الرزاق اور سید ابو عبد الرحمن اور سید عبد الوہاب اور سید ابو اسحق ابراہیم سے
منقول ہی کہ بہکو مشائخ متفرقین سے کہ اطراف و امصار بعیدہ مین تہے خبر پہنچی کہ اوس دن سب نے اپنی گردنین
جھکا دین اور شیخ ابو سعید قیلوی سے مروی ہی کہ جسوقت شیخ عبد القادر نے کہا کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ حق عز و جل نے اونکے دل پر تجلی فرمائی اور ملائکہ مقربین نے ایک خلعت حضرت رسالت مآب کی طرف سے
لاکر اونکو پہنایا کہ اوسوقت ایک جماعت اولیاے متقدمین و متاخرین سے حاضر تہی زندے ساتھہ اجساد کے اور
مردے ساتھہ ارواح کے اور ملائک اور رجال الغیب مجلس کو گھیرے ہوے ہوا مین صفین باندھے کہڑے تہے
اور تمام اولیاے روے زمین نے اپنی گردنین جھکا دین اور شیخ عدی بن مسافر اور شیخ ماجد کردی اور شیخ مکارم نے
بھی قریب اسکے خبرین دین اور شیخ مکارم کی روایت مین یہہ بھی ہی کہ علم قطبیت کا سامنے اوٹھایا گیا اور تاج

غوث ہمہ سر پر رکھا گیا اور خلعت تصریف عالم کے پہنائے گئے یہ معاملہ دیکھکر سب اولیا نے وقت واحد مین سر جھکایا
یہان تک کہ اولیا نے کہ خواص مملکت و سلاطین وقت ہین آور شیخ خلیفہ نے خواب مین حضرت رسالت سے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیخ عبد القادر نے کہا کہ قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ فرمایا کہ سچ کہا شیخ
عبد القادر نے اور کیون نہو کہ وہ قطب ہے اور مین اوسکی نگہبانی کرتا ہون آور شیخ عطا نے کہا کہ مین شیخ
لرلوا رشی قطب کے پاس حاضر ہوا اور اونکا وہ مقام مجھکو نظر آیا کہ اپنے زمانے مین کسی مین مینے نہ دیکھا تھا میرے
دل مین خطرہ گذرا کہ انکو کس شیخ سے نسبت ہوگی اونھون نے فوراً جواب دیا کہ اے عطا میرے شیخ شیخ عبد القادر ہین
جسنے کہا کہ قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ اور تین سو تیرہ اولیا نے کہ آفاق متفرقہ مین رہتے ہین
سر جھکا دیا اون مین سے اوس وقت حرمین شریفین مین سترہ تھے اور عراق مین ساٹھ اور عجم مین چالیس اور شام
مین تیس اور مصر مین بیس اور مغرب مین ستائیس اور یمن مین تیئیس اور حبش مین گیارہ اور سد یاجوج و ماجوج
مین سات اور وادی سرندیب مین سات اور کوہ قاف مین سینتالیس اور جزائر بحر محیط مین چوبیس تھے رضی اللہ
تعالی عنہم و عنا بہم اور شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مقام ام عبیدہ مین اپنے زاویے مین تھے کہ ایکایک
گردن دراز کر کے بولے کہ میری گردن پر لوگون نے سبب اسکا پوچھا جواب دیا کہ اسوقت بغداد مین شیخ عبد القادر نے
فرمایا کہ قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ مریدون نے تاریخ لکھ لی اور بعد تحقیق کے برابر ٹھیک آئی اور
شیخ عبد الرحمن طفسونجی نے کہ اوسوقت مقام طفسونج مین اپنے یارون مین بیٹھے تھے سر جھکایا اور کہا کہ میرے
سر پر اور بعد پوچھنے کے یہی سبب بیان کیا اور مریدون نے تاریخ لکھ رکھی اور برابر نکلی اور شیخ محمد بن
عبد بصری نے بصرے مین حالت وعظ مین قطع کلام کر کے سر زمین پر رکھ دیا اور شیخ حیات بن قیس نے مقام
حران مین گردن دراز کر کے کہا کہ میری گردن پر اور شیخ سوید سنجاری نے اپنے رباط مین مقام سنجار مین
سر جھکا کر کہا کہ میرے سر پر اور شیخ رسلان دمشقی نے شہر دمشق مین اوسدن گردن جھکا دی اور ایک عبارت
دراز آپ کی تعریف مین پڑھی کہ آغاز اوسکا یہ ہے للہ کم من شرب من بحار القدس وجلس علی
بساط المعرفة آخر تک اور شیخ ابو مدین مغربی نے مغرب مین گردن جھکا کر کہا وانا منہم اللہم
انی اشہدک واشہد ملائکتک انی سمعت واطعت اور شیخ عبد الرحیم قناوی نے مقام
قنا مین گردن دراز کر کے کہا کہ صدق الصادق المصدوق اور شیخ ابو عمرو بطائحی نے مقام بطائح سے
بطائحی اور مثل کے بغداد مین آکر داخل اوس مجلس کے ہوئے اور گردن جھکا دی اور وقت برخاست مجلس کے جب

دست بوسی کے واسطے سامنے کئے حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو جلد جاؤ پھر تھوڑی سی دیر مین بطایح کو پہونچ گئے

## بیان اس بات کا کہ یہ کہنا محض بامر الٰہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تخمین سے

شیخ ابوالمفاخر نے کہا کہ مینے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپکو معلوم ہی کہ شیخ عبدالقادر
سے پہلے کسی اور نے بھی کبھی کہا ہی کہ میرا یہ قدم اوپر گردن ہر ولی اللہ کے ہی بولے نہین مین نے کہا پہر انکے
کہنے کا کیا مطلب ہی کہا یہ کلام دلالت کرتا ہی کہ انکو اپنے وقت مین مقام فردیت کا ہی مینے کہا ہر وقت مین فرد
ہوتا ہی فرمایا ہوتا ہی لیکن سوائے شیخ عبدالقادر کے کسیکو حکم نہوا ہی کہ یہ بات کہے مینے پوچھا کیا انکو اس کہنے کا
حکم ہوا تھا کہا ہان حکم ہوا تھا اور اسی سبب سے تمام اولیا نے امر الٰہی پہ سر رکھدیا کہا تمھین نہین معلوم ملائکہ نے
جو آدم کو سجدہ کیا محض بسبب امر الٰہی کے اور شیخ ابوسعد قیلوی سے پوچھا گیا کہ کیا شیخ عبدالقادر کو امر تھا
کہ کہین قدمي هذه على رقبة كل ولي الله فرمایا ہان ایسا امر تھا کہ اوسمین کچھ شک ہی نہین اور یہ زبان
قطبیت کی ہی اور ہر زمانے مین قطب ہی لیکن بعضے قطبون کو حکم سکوت کا ہوتا ہی کہ اونکو سوا چپ رہنے کے کچھ
چارہ نہین اور بعضونکو بولنے اور ظاہر کرنے کا حکم ہوتا ہی کہ اونکو بے بولے نہین بنتا ہی اور وہ اکمل ہوتا ہی مقام
قطبیت مین اسواسطے کہ وہ زبان شفاعت کی ہی اور شیخ علی بن ہیتی نے کہ سنتی ہی اوس کلام کے کرسی پہ
جاکر قدم شریف اپنی گردن پر رکھ لیا اون کے لوگون نے سبب پوچھا کہا اونکو اس کہنے کا امر ہوا تھا اور
اذن ہو چکا تھا کہ جو کوئی اولیا مین سے انکار کرے اوسکو معزول کردین اسلیے مین نے چاہا کہ مین سب سے اول
فرمان برداری پر دوڑون اور سیدی احمد رفاعی سے پوچھا گیا کہ یہ کلام شیخ عبدالقادر نے امر سے کہا تھا
یا بے امر کہا بلکہ امر سے اور شیخ ابو محمد قاسم بن عبد بصری نے فرمایا کہ جسدم امر الٰہی ہوا شیخ عبدالقادر کو
کہ کہین قدمي هذه على رقبة كل ولي الله مینے دیکھا کہ تمام اولیا مشرق اور مغرب نے تواضع سے
سر جھکا دیے مگر ایک شخص نے عجم مین کہ اوسنے نکیا اور اوسیدم اوسکا حال اور مقام غائب ہو گیا اور
شیخ ابوالکرم اکبر اور ابو عبداللہ دربانی سے مروی ہوا کہ وہ شخص شہر اصفہان مین تھا کہ جسکا حال چھین لیا گیا
اور راوی کہتا ہی کہ مین جمعے کے تیسری رمضان سن پانسو اکیانوے ۵۹۱ مین جامع مسجد حران مین پاس
شیخ حیات بن قیس کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص اون سے مرید ہونیکو آیا بولے تجھپر تو نشانی کسی اور کی معلوم ہوتی ہی
اوسنے کہا مین نام لیوا شیخ عبدالقادر کا ہون لیکن خرقہ کسی سے نہین پہنا بولے ہم ایک زمانہ دراز تک
سایے مین شیخ عبدالقادر کے رہے اور اونکی عرفان کے چشمون سے جام خوشگوار پیتے رہے اونکی شعاع

نو اتفاق میں ملتی تھی لیکن لوگ اپنے اپنے حوصلے کے موافق بہرہ یاب ہوتے تھے اور جب اونکو یہ امر ہوا کہ کہیں قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ جب اولیاء اللہ کے دلوں میں بسبب سر جھکانے کے انوار و برکات علمی ہو گئے انتہی ملخصاً جو کچھ کہ مذکور ہوا کتاب بہجۃ الاسرار میں بکمال ضبط و احتیاط موافق شرائط محدثین کے بواسطہ روایات صحیح اور اسانید معتبرہ کے مذکور ہے دوسرے سلاسل فیض مشائخ پر اسکو قیاس نکیا جاوے اور اسکے اکثر روایات سے جو قید اولیاء ہمعصر اور اوس وقت کی سمجھی جاتی ہے کچھ مضائقہ نہیں ہے اسلیے کہ متاخرین میں جو اولیا گذرے ہیں یا آگے کو ہونگے بالضرور اونکے پیر یا پیر کے پیر اوس وقت میں موجود تھے جب یا سب مامور اور سرنگون ہوئے تو اونکے مستفیدوں اور مریدوں کو کہاں سر اوٹھانے کی جاہے باقی رہی یہ کہ اگر کوئی بے ادب بولے کہ ہمارے مرشد اپنے پیر اور اون سب پیروں سے افضل ہیں تو قابل خطاب و رد و تحمل حساب نہیں کہ شعر بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ﴿ اب باقی رہا کلام ہمدیون میان کے ساتھ

سوال میان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ جو بے تحاشا بول اوٹھے کہ شیخ عبد القادر گیلانی کو یوں کہنا بہتر نہ تھا بلکہ یوں بولتے تو بہتر تھا کہ اولیاء اللہ کے قدم میرے شانے پر ہیں یا آپ کسکو اصلاح دیتے ہیں شیخ عبد القادر جیلانی کو یا خداے جاودانی کو اگر شیخ عبد القادر کو بولتے ہو تو وہ تو اس مقدمے میں مامور اور مجبور تھے اگر یہ بات باوجود ایسے حکم بانند کے نبولتے تو خوف عتاب کا تھا اور کتب اولیا سے ہے کہ انکو حق سبحانہ ایک حکم فرماوے اور وہ بجا نلاویں یا کہ اوس میں ادنی سستی اور کاہلی روا رکھیں تو وہ صفت رکھتے ہیں کہ ولا یخافون لومۃ لائم اور مانند فرشتوں کے ہے کہ لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون ﴿ کب انکی شان سے ہے کہ

کہ حضور رسالت پناہ مین ایسی گفتگو ہوئی تھی شاید اوسی کی تقلید سے یہ نقل بنائی گئی ہی ایضاً پنج فضائل مین
لکھا ہی کہ ایک دن شاہ نظام اپنا اسباب گھر لوٹا کر ایک باریک لباس کا ٹون سے اٹکا کر پہن کر پیچھے مہدی کے
آ کھڑے ہوئے خدا تعالی کا حکم ہوا کہ ای سید محمد اوپر دیکھ جب اوپر دیکھا تو نظر آیا کہ تمام فرشتے وہی لباس پہنے
ہین پھر حکم ہوا کہ پیچھے دیکھ جب دیکھا تو نظام کو اوس لباس مین پایا حکم الٰہی ہوا کہ جیسا کہ ابو بکر صدیق نے
کمل پہنا تھا اور جبرئیل اور سب فرشتون کو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا چنانچہ نظام نے
نو دن تک وہ لباس بدلا اور تمام فرشتے بھی اوسی رنگ دکھائے رہے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز
سید محمود جونپوری حجرے سے نکل کر اپنے مہاجرون کی جماعت مین آ کر بولے جس شخص نے ابو بکر کو نہ دیکھا ہو
میان لاڈ کو دیکھ لے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ
شاہ نعمت کے حق مین یہ آیت پڑھو وَلَا یَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ الآیۃ اور یہ بولے کہ ہمنے
اور میان نعمت نے میدان قتال مین گھوڑے دوڑائے کچھ فرق نہ تھا مگر دو کمان کا اور جو اس وقت فرمایا کی
یعنی کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے ساتھ میدان حدانیت مین گھوڑے دوڑائے تھے
مجکو حکم ہوا کہ میان نعمت کے ساتھ گھوڑ دوڑ کر ایضاً پنج فضائل مین ہی کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ
میان نعمت ہماری ولایت کی عمر ہین اور یہ بھی کہا کہ حیا مین ثانی عثمان ہین یہ نعمت بھی انکے خلیفہ ہین
ایک روز انھون نے خواب مین دیکھا کہ مین میران کا سر کھاتا ہون انکے میران نے تعبیر کی کہ تم ولایت محمدیہ کا
مغز کھاؤ گے ایضاً کتاب مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ اگر مین کسی پیغمبر کو
بھیجتا اور کوئی کتاب بھی نہ اوتارتا تب بھی سید محمود اور خوندمیر کو یہی مقام اور قرب حاصل ہوتا اور ہمنے
انکے مرتبے کا کوئی آدمی کسی نبی و رسل کے پاس پیدا نکیا یہ فقط ہمی پر احسان کیا گیا واضح ہو کہ سید محمود نام
انکے مہدی کے بڑے بیٹے کا اور خوندمیر نام داماد کا ہی چنانچہ بکرات گذر چکا ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی
کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ میان سید خوندمیر ولایت کے اسد اللہ الغالب ہین ایضاً پنج فضائل
مین لکھا ہی کہ مہدی کے خلیفہ دلاور کو مراقبے مین معلوم ہوا کہ جیسا کہ جناب رسالتمآب کے چار یار ہین
مہدی کے بھی ہین پھر جب کہ مہدی سے اسکی تصدیق کے طالب ہوئے انھون نے سر مراقبے مین جھکا کر
پھر اوٹھا کر کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ میران سید محمود ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان سید خوندمیر ہین
پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نعمت ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نظام ہین پھر

جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ سائل ہی لیو یہان چار کے پانچ ہو گئے اور اسکی وجہ یہ بولے کہ زمانۂ رسول مین
نبوت تھی وہان چار اصحاب ہوئے اور بندے پر ولایت ہی بحکم اس حدیث کے کہ الولایۃ افضل
من النبوۃ یہان پانچ ہین ایضًا رسالۂ بشارت نامے مین سالۂ سید و میان سے نقل کیا کہ جیسا کہ حضرت
رسالت مآب کے اصحاب مین عشرۂ مبشرہ تھے مہدی کے اصحاب مین بارہ شخص ہین انتہی اور تذکرۃ الصالحین
وغیرہ مین اونکی تفصیل بھی دیکھنے مین آئی کہ پانچ یہی ہین جو کہ اوپر مذکور ہوئے اور سات یہ ہین آئین محمد
ملک معروف عبد المجید ملک لوحی یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین غرض کہ اسیطرح جو القاب کہ اصحاب
و اہل بیت حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ کے حق مین وارد ہوئے تھے سب اپنے لوگون کے واسطے
تراشے ہین چنانچہ مریدونکا لقب اصحاب مہاجرین ٹھہرایا اور مریدون کے مریدونکا نام تابعین اور تبع تابعین
قرار دیا اور بیعت کا نام بیعت الرضوان کہا اور خوندمیر کے ہمراہ جو لوگ کہ گجرات مین لڑے یا مارے گئے
اونکو اہل بدر بولتے ہین اور مہدی کی چارون بیبیون یعنی بی بی الودیتی اور بی بی ملکان اور بی بی بون اور
بی بی بھیکا کو ازواج مطہرات اور امہات المومنین لکھتے ہین اور انکی بیٹی کو فاطمۂ ولایت لقب کرتے ہین
اور یہ پانچ خلیفونکو صحابۂ کرام کہتے ہین اون مین سے دو صدیق سید محمود اور خوندمیر اور سید نجی بن خوندمیر
نواسۂ مہدی کو خاتم مرشد اور حسین ولایت قرار دیتے ہین بلکہ ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ قطع نظر مہدی سے
اون کے مرید و خادم بھی مبشر بالجنۃ بنا سکتے ہین چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ جیسا کہ
ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنۃ ہوئے ہین ای میان تم لاور تمھارے پاس بھی ہون گے انتہی غرضکہ
اس داستان سرائی سے معلوم ہوا کہ اصحاب اور اہل بیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت
اور توقیر ان لوگون کے دلون مین اتنی بھی نہین ہی کہ سید محمد جونپوری کے مریدون اور بالکون سے اون کو
اعلی اور افضل سمجھین بلکہ اون حضرات کو ایک تختۂ مشق ٹھہرایا ہی کہ جسکو چاہتے ہین اون سے تشبیہ و تفضیل دیتے
چلے جاتے ہین کبھی شیخ نظام اور دلاور اور نعمت کو برابر امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے
ٹھہراتے ہین اور کبھی انھین نعمت کو ہم رتبہ عمر فاروق کا اور ثانی عثمان بتاتے ہین اور خوندمیر کو ولایت
کا اسد اللہ الغالب بولتے ہین اور کبھی کہتے ہین کہ سید محمود اور خوندمیر کے رتبے والا کسی پیغمبر کے اصحاب مین
کوئی شخص نہوا ہی اور کبھی چار کے پانچ اور دس کے بارہ خلیفہ اور مبشر ٹھہراتے ہین اور کسیکو ام المومنین اور کسیکو
حسین ولایت اور کسیکو فاطمۂ ولایت مقرر کر لیتے ہین اور چونکہ ولایت انکے نزدیک افضل ہی نبوت سے

یہ سب لایت کے عہدہ دار بھی اصحاب اور اہل بیت نبوت سے افضل ہونگے بلکہ کچھ عجب نہیں ہے اسواسطے
کہ فصل آیندہ میں آویگا کہ یا اونکو انبیا و مرسلین کے برابر سمجھتے ہین العیاذ باللہ کیا جرأت ہے خدا و رسول پر کہ
جو منہ مین آیا سو بول بیٹھتے ہین اور نہ سا ہے حضرت رسالت مآب کی رعایت سے اونکے اصحاب کا ادب
نہین کرتے ہین اب چند حدیثین جو بیچ آداب مین اصحاب حضرت رسالت مآب کے اور اونکی فضیلت مین
بیان کیجاتی ہین کہ دین کے سمجھدار سنکر بولین مصرع ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؎ صواعق
محرقہ مین لکھا ہے کہ خطیب نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا واختار لی منہم اصہارا وانصارا فمن حفظنی
فیہم حفظہ اللہ ومن اذانی فیہم اذاہ اللہ تعالی یعنی اللہ تعالی نے مجھکو پسند کیا اور میرے واسطے
اصحاب چنے اور اون مین سے میرے واسطے داماد اور سسر اور مددگار انتخاب کیے پس جو شخص کہ اونکے حق مین
میری پاس خاطر رکھیگا اوسکی خدا نگہبانی کریگا اور جو کہ اونکے مقدمے مین مجھکو تکلیف دیگا اللہ تعالی اوسکو تکلیف
پہونچاویگا اور امام البغوی اور طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کی ہے عیاض انصاری سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے احفظونی فی اصحابی واصہاری فمن حفظنی فیہم حفظہ اللہ فی الدنیا
والآخرۃ ومن لم یحفظنی فیہم تخلی اللہ منہ ومن تخلی اللہ منہ یوشک ان یاخذہ
یعنی میری رعایت کرو میرے اصحاب اور دامادوں کے مقدمے مین پس جسنے میری رعایت کی اون کے باب مین
محفوظ رکھیگا اوسکو حق تعالی دنیا و آخرت مین اور جسنے نہ رعایت کی میری اون کے باب مین الگ
ہو گیا اوس سے اللہ تعالی اور جس سے اللہ تعالی الگ ہو گیا قریب ہے کہ گرفت کریگا اوسکو اور دار قطنی نے
روایت کی کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا من حفظنی فی اصحابی ورد علی الحوض ومن لم یحفظنی
فی اصحابی لم یرد علی الحوض ولم یرنی الا من بعید یعنی جسنے پاسداری کی میرے اصحاب کے باب مین
حوض کوثر پر میرے پاس آویگا اور جسنے میری پاسداری نکی میرے اصحاب کے باب مین میرے پاس حوض کوثر پر نہ
آویگا اور نہ مجھکو دیکھیگا مگر دور سے اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
احفظونی فی اصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی میرا خیال رکھو میرے اصحاب کے
باب مین اور اونکے تابعین اور تبع تابعین کے باب مین اور ابن عدی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
کہ حضرت نے فرمایا ان شرار امتی اجرأہم علی اصحابی یعنی میری امت مین بدتر وہ لوگ ہین کہ جو میرے

احادیث وارده در فضائل اصحاب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

اصحاب سے زیادہ خیرات کرتے ہیں اور دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اذا اراد اللہ برجل من امتی خیرا القی حب اصحابی فی قلبہ یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے
ساتھ میری امت میں سے نیکی کیا چاہتا ہے میرے اصحاب کی محبت اوسکے دل میں ڈالتا ہے اور ابن عساکر نے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما شانکم وشان اصحابی ذروا لی اصحابی ذروا لی
اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو انفق احدکم مثل احد ذھبا ما ادرک مثل عمل احدھم یوما واحدا یعنی تمکو
میرے اصحاب سے کیا کام ہے میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑ دو میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑ دو ہمیں قسم ہے اوس ذات کی کہ جان میری
اوسکے ہاتھ میں ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد کے پہاڑ برابر سونا خیرات کرے ایک صحابی کے ایک دن کے
عمل برابر رتبہ نپاوے اور حاکم نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمایا اما انہ
لا یدرک قوم بعدکم صاعکم ولا مدکم یعنی آگاہ ہو کہ نہیں پاویگا کوئی قوم کہ بعد تمہارے آویگے
تمہارے صاع اور مد بھر خرچ کرنے کا رتبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابوداود اور ترمذی کی روایت میں
آیا ہے لو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ یعنی اگر دوسروں میں
سے کوئی کوہ احد برابر سونا خرچ کرے صحابی کے نہ ایک مد نہ آدھے مد کے درجہ کو پہنچیگا مد اور صاع
پیمانے ناپ کے ہیں یہاں سے معلوم ہوا کہ پچھلوں میں سے کوئی کتنی مجاہدہ اور عبادت کرے اور
اعلیٰ درجہ ولایت کو پہنچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادنیٰ عمل کی برابری نہیں کر سکتا ہے اسکے دو سبب ہیں ایک یہ
کہ جو کچھ اسلام اور ایمان عالم میں پھیلا اوسکے سبب ہی ہیں کہ نہایت غربت اور ضعف کے وقت میں اپنے
مال اور جان نثار کرکے اور محنتیں سخت سخت اوٹھا کر اور تمام خویش و آشنا سے بیگانہ ہوکر اس دین کو جمایا اور
اسلام کو اطراف واکناف عالم میں پھیلایا اب قیامت تک جسکو کلمہ محمدیہ کی نعمت کا دولت اور طفیل انہیں
حضرات کے ہوگا اور جو کچھ اوس کلمے پر مقامات و لایت اور امانت کے متفرع ہونگے اوس سب کے سبب اور
علت بھی حضرات تھے پس بموجب اس حدیث کے کہ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و
اجر من عمل بھا یعنی نیک راہ نکالنے والے کے واسطے اوس راہ نکالنے کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اوسپر عمل کرتے ہیں
اونکا بھی ثواب جیسا کہ اونکو ملیگا اوسیقدر اسکو بھی ملیگا پس پچھلے زمانے کے لوگ کسطرح سے انسے زیادہ
یا انکے برابر نہیں ہو سکتے ہیں دوسرا سبب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ
نیتوں کو دیکھتا ہے خوبی عمل کی بقدر خلوص نیت اور صفائے باطن کے ہے اور بسبب تاثیر صحبت حضرت سالت کے

در فضیلت اصحاب

جسقدر کہ اونکے باطن اور بینائی کی اور صفائی تھی دوسرونکو نصیب نہین ہی اسیواسطے مشائخ طریقت فرماتے
ہین کہ ایک نگاہ کہ جمال مصطفوی پر پڑے وہ کام کرتی ہی کہ چلّون اور خلوتون سے وہ بات حاصل نہین ہوتی
اور یہی سبب ہی کہ قرن نبوت کا سب قرنون سے افضل ہوا جیساکہ ترمذی اور حاکم نے روایت کی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی بہترین
قرنونکا قرن میرا ہی پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہین پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہونگے اور ابو نعیم نے حلیہ مین
روایت کی کہ خیر ہذہ الامۃ اولہا واخرہا اولہا فیہم رسول اللہ واخرہا فیہم عیسی
بن مریم وبین ذلک ثبج اعوج لیسوا منی ولست منہم یعنی بہتر اس امت کے پہلے اور پچھلے ہین
پہلون مین تو رسول اللہ ہین اور پچھلون مین عیسی بن مریم ہین اور درمیان انکے فوج ٹیڑھی ہی کہ وہ لوگ
نہ میرے طریق پر ہین اور نہ مین اونسے راضی ہون اور جاننا چاہیے کہ جیساکہ القران یفسر بعضہ بعضا
یعنی قرآن کی ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے سمجھہ مین آجاتے ہین ایسی حدیث مین بھی ایک حدیث
دوسری حدیث کی شرح کردیتی ہی پس اس حدیث مذکور بالا سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیثون مین جو آیا ہی کہ مثل
میری امت کا مانند حال باران کے ہی کہ معلوم نہین ہوتا کہ اول اوسکا بہتر ہی اور یا آخر اوسکا مراد اوس سے
اصحاب عیسی علیہ السلام کے ہونگے کہ اونھون نے باوجود اس شرف کے کہ اتباع اور پیروی حضرت خاتم المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات سے نہایت حاصل کین صحبت اور دیدار حضرت عیسی روح اللہ سے بھی سعادت اندوز
ہوے اسواسطے اون مین دو قسم کے کمال اور دو طرح کے ثواب اکھٹا ہوے جیساکہ حضرت عیسی علیہ السلام
کی پچھلی امت کا حال ہوا کہ جب انھون نے ہمارے حضرت کا زمانہ پایا اور ایمان لاے اونکو دوہرا اجر ملا ایک اپنے پیغمبر
اور کتاب پر ایمان لانے اور اتباع کرنے کا دوسرا ہمارے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانے اور متابعت اور صحبت
اختیار کرنے کا فرق اتنی ہوا کہ ہمارے حضرت نے شریعت عیسویہ کو منسوخ فرماکر اپنی شریعت پر اونسے
عمل کروایا اور عیسی علیہ السلام جب اوتر ینگے اپنی شریعت پر حکم کرینگے بلکہ خلق کو اسی شریعت محمدیہ پر چلادینگے
پس مراد اس سے حضرت عیسی سلام اللہ علیہ اس امت کے اولیا مین من وجہ داخل ہین لیکن افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
ہین اور قیامت کے روز اونکے واسطے دو حشر ہونگے ایک حشر زمرہ رسولون مین ساتھ لواے رسالت کے اور ایک حشر
زمرہ اولیا مین ساتھ لواے ولایت کے جیساکہ کتاب الیواقیت والجواہر مین شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالے
علیہ نے فتوحات مکیہ سے نقل کیا اور کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جیساکہ اس امت کے اولیا سے افضل ہین

[illegible]

نقل احادیث از ائمہ اہلبیت در تفضیل شیخین

پہلی امتون کے اولیاسے بھی افضل ہین سوا عیسی علیہ السلام کے کہ وہ حضرت صدیق سے یقینا افضل ہین اور ایسیہی حضرت خضر علیہ السلام بھی کہ مقام اونکا برزخی ہی درمیان ولایت اور نبوت کے چنانچہ شیخ اکبر نے فتوحات مین فرمایا کہ مقام خضر علیہ السلام کا نبوت سے نیچے اور صدیقیت کے اوپر ہی اور فرمایا کہ مجھسے اونھون نے بالمشافہ اپنا یہ مقام بیان فرمایا اور اسکو مقام قربت کہتے ہین اور یہ بھی کہا کہ شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سوا عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی انتہی اس مقام سے معلوم ہوا کہ مہدی حقیقی سے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ رتبہ عالی رکھتے ہین چہ جائے مہدی جعلی بھلا اب کہان پتا لگتا ہی اونکے چیلون بالکون کا کہ جنکو حضرت ابوبکر کا ہم جنب ٹھہراتے تھے اور تسلیم کرنا قول شیخ اکبر کا مہدیون پر اہم واجبات سے ہی اسواسطے کہ انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کر کے بعد قلم تر کیا ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین منقول ہی پس آپ ہی وہ الزام سے ایک الزام ان پر لاکلام تمام ہوا اور ہر صورت مین مہدویت کا بطلان لازم آیا یعنی اگر یہ کشوف کہ جس مین اپنے مریدون کو برابر یا برتر صدیق اکبر کا ٹھہرایا ہی صحیح ہین تو وہ کشف غلط ہی کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھکر لکھتے تھے اور اگر وہ صحیح ہی تو یہ کشوف سابقہ سب غلط ہین اور ہر دو صورت مین یہ مہدی نہوسکے کہ اونکے حق مین تو وارد ہی کہ لایخطی یعنی خطا نکریگا جیسا کہ یہ لوگ جا بجا اسکے قائل ہین بلکہ تردید کی کیا جاے ہی شق ثانی کو تسلیم کرنا چاہیے تا کہ فقط انھین کی تخطیہ ہر کہ ہر دو صورت مین ناگزیر ہی اقتصار کیا جاوے اور تخطیہ شیخ اکبر اور جمہور امت کا کہ افضلیت ابوبکر صدیق کے قائل ہین لازم نآوے اگرچہ اسقدر انکے الزام کے واسطے کافی تھا لیکن اور بھی چند حدیث تبرکا بیان کیجاتی ہین صواعق محرقہ مین ہی کہ دارقطنی نے روایت کی کہ عبد اللہ محض کے صاحبزادے نے کہ لقب اونکا نفس زکیہ تھا فرمایا ہما افضل عندی من علی یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما نزدیک میرے افضل ہین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے اور انکو محض اسواسطے کہتے ہین کہ سب سے پہلے دنیا مین یہ حسنی اور حسینی یہی ہوئے اور دارقطنی نے روایت کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ما ارجو من شفاعۃ علی شیئا الا وانا ارجو من شفاعۃ ابی بکر مثلہ وقد ولدنی مرتین یعنی جس قدر کہ مین علی کی شفاعت کی امید رکھتا ہون اسیقدر مجھکو ابوبکر کی شفاعت کی امید ہی اور ابوبکر سے مین دوبار پیدا ہوا ہون وجہ اسکی یہ ہی کہ والدہ امام جعفر کی ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہین اور والدہ ام فروہ کی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق ہین رضی اللہ تعالی عنہم اور فرمایا کہ ان الخبثاء من اہل العراق یزعمون انا نقع فی ابی بکر و عمر وہما والدای

یعنی جیسے لوگ عراق والے گمان کرتے ہین کہ ہم اہل بیت بدگوئی کرتے ہین حق مین ابوبکر اور عمر کے اور وہ دونون
میرے والدین ہین اور حاکم نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین
ولا صاحب یٰس افضل من ابی بکر یعنی نہ کوئی مصاحب تمام انبیا اور مرسلین کا اور نہ صاحب یٰس یعنی
حبیب نجار افضل تہے ابوبکر سے اور ابن عساکر نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے اذا کان یوم
القیمة نادی مناد لا یرفعن احد من هذه الامة کتابه قبل ابی بکر یعنی جب دن قیامت کا ہوگا ایک
منادی ندا کریگا کہ کوئی شخص اس امت محمدیہ سے اپنا نامۂ اعمال پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیش نکرے اور
ابن عساکر نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا خصال الخیر ثلثمائة وستون نیک خصلتین تین سو ساٹھ ہین
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ مین اس خصلتون سے کوئی ہی فرمایا کلها فیك فهنیئا
لك یا ابابکر وہ سب خصلتین تیری مین ہین پس خوشگوار ہووین تجھکو ای ابوبکر اور دارقطنی نے روایت کی کہ امام
محمد باقر سے لوگون نے حال شیخین کا پوچھا فرمایا انی اتولاهما مین اون سے محبت رکھتا ہون ایک شخص اس
مجلس مین بولا کہ شیعہ گمان کرتے ہین کہ آپ ایسی باتین بطور تقیہ کے فرماتے ہین فرمایا انما یخاف الاحیاء
ولا یخاف الاموات فعل الله بهشام بن عبد الملك کذا وکذا یعنی ڈرا جاتا ہی زندون سے
نہ مردون سے اللہ تعالی ہشام بن عبد الملک کا ایسا اور ایسا کرے یعنی صحابہ کرام مرگئے اب ہم اون سے
کیون ڈرین کہ تقیہ کرین ہم تو ایسے شخص سے خوف ہین کہ ہشام بن عبد الملک کو کہ خلیفۂ عصری ہے برملا برا کہتے ہین
اور سید اسعد مکی نے منتهب محرقہ مین نقل کیا کہ ابویعلی موصلی اور ابونعیم اور ابن عساکر وغیرہم نے عبد خیر سے
روایت کی کہ خطب علی فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی الله علیه وسلم ابوبکر الصدیق
وافضلهم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیته فسئل عن الذی لو شئت
ان سمیته قال المذبوح کما تذبح البقرة یعنی خطبہ پڑھا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے پس فرمایا کہ افضل الناس
بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق ہین اور بعد ابوبکر کے افضل الناس عمر ہین اور اگر مین تیسرے کا نام بولنا
چاہون تو بول سکتا ہون لوگون نے پوچھا کہ وہ کون ہی فرمایا کہ مذبوح جیسا کہ گائے ذبح کی جاتی ہی یعنی آپ
جناب ممدوح اور عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد کی مسند مین جب ابی جحیفہ سے روایت کی کہ کہا خطبنا
علی فقال من خیر هذه الامة بعد نبینا فقلت انت یا امیر المومنین قال لا خیر هذه الامة
بعد نبینا ابوبکر ثم عمر یعنی اثنائے خطبہ مین علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون شخص اس امت مین افضل ہے

بعد ہمارے پیغمبر کے سینے عرض کیا کہ تم یا امیر المومنین فرمایا نہیں افضل اس امت کے بعد ہمارے پیغمبر کے
ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں اور صواعق میں ہی کہ روایت کی ابو بکر الآجری نے کہ کہا ابو جحیفہ نے کہ میں نے سنا کہ علی مرتضی
رضی اللہ عنہ کوفے میں بالائے منبر فرماتے تھے ان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر ثم خیرہم
عمر یعنی افضل اس امت میں بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں ذہبی نے کہا کہ جس وقت کہ جناب
مرتضوی اپنی مملکت میں کرسی خلافت پر تھے یہ حدیث اونسے بتواتر منقول ہوئی یہاں تک کہ کچھ اوپر اسی
آدمی نے اون سے روایت کی اور بعض طرق میں اس لفظ سے روایت ہوئی کہ فرمایا الا وانہ بلغنی ان رجالا
یفضلونی فمن وجدتہ فضلنی علیہما فہو مفتر علیہ ما علی المفترین یعنی آگاہ ہو کہ مجھکو
خبر پہونچی ہی کہ کچھ لوگ مجھکو تفضیل دیتے ہیں پس جسکو میں پاؤں فضیلت دیتا ہوا اون دونوں پر وہ مفتری ہی اوسکی
وہی سزا ہی جو کہ مفتریوں کی سزا ہی غور کا مقام ہی کہ حضرت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کو تفضیل دینے والا مفتری ٹھہرے اور میاں جیو اور اون کے بالکوں کو تفضیل دینے والا مفتری نہو
بلکہ اپنا لقب صادق رکھے اور کہے کہ کونوا مع الصادقین ہمارے واسطے ہی فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَ
لَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ اور عبد بن حمید اور ابو نعیم نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی وفی لفظ
ما طلعت الشمس علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر یعنی آفتاب نے طلوع
وغروب نکیا اوپر ایسے کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور ایک عبارت یوں ہی کہ نہ طلوع کیا آفتاب نے بعد انبیا اور مرسلین کے
اوپر کسی کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور طبرانی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے ان روح القدس جبرئیل
خبرنی ان خیر امتک بعدک ابوبکر یعنی روح القدس جبرئیل نے مجھکو خبر دی کہ تمہاری امت کا افضل
بعد تمہارے ابوبکر ہی اور دارقطنی نے روایت کی کہ جندب اسدی نے کہا کہ ایک روز کچھ لوگ کوفے اور جزیرے
کے خدمت میں محمد بن عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہم کے حاضر ہو کر حال ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا پوچھنے
لگے اونھوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا انظر الی اہل بلادک یسئلونی عن ابی بکر و عمر
لہما عندی افضل من علی یعنی ملاحظہ کر اپنے ملک کے لوگوں کو مجھسے سوال کرتے ہیں حال ابوبکر و عمر کا
حالانکہ وہ دونوں نزدیک میرے افضل ہیں علی سے انتہی اور مشکوۃ المصابیح میں بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے
خبر ہیں ایک حدیث کے ہی کہ فرمایا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہذا ملک لم ینزل

الارض قط قبل هذه الليلة استاذن ربه ان يسلم علي ويبشرني بان فاطمة سيدة
نساء اهل الجنة وان الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة رواه الترمذی یعنی یہ
ایک فرشتہ ہے کہ آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا اپنے رب سے پروانگی مانگ کر آیا کہ مجھکو سلام
کرے اور خوشخبری سناوے کہ فاطمہ سب بیبیوں اہل جنت سے بہتر ہیں اور حسن اور حسین سب جوانوں اہل
جنت سے افضل ہیں اور انس رض سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر سیدا
کهول اهل الجنة من الاولين والاخرين الا النبيين والمرسلين رواه الترمذی ورواه
ابن ماجة عن علي رض یعنی ابوبکر اور عمر رض کہول بہشتیوں کے ہیں اولین اور آخرین سے سوا انبیا اور مرسلین
کے کہول جمع کہل کی ہے اور کہل مرد میانہ سال و مو سیہ کو کہتے ہیں کذا فی الصراح یعنی جو لوگ کہ دنیا میں کہل
مرے ہیں انکے یہ سردار ہیں نہ بہشت میں سب جوان ہونگے صاحب مرقات نے کہا کہ جامع صغیر میں ہے
کہ اس حدیث کو روایت کیا امام احمد نے اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے علی رض سے اور ابن ماجہ نے ابو جحیفہ سے
اور ابو یعلی نے اور ضیا نے مختارہ میں انس رض سے اور طبرانی نے اوسط میں جابر رضی اللہ اور ابو سعید رض سے
اور رباعی میں علی رض سے انتہی اور شیخ عبد الحق نے فرمایا کہ جب سردار بڈھوں کے ہوئے جوانوں کے بدرجہ
اولی ہوئے اور مؤید اس قول کی وہ روایت ہے کہ مرقات میں امام احمد رح سے منقول ہوئی کہ سیدا کہول
اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين یعنی دونوں سید ہیں بڈھوں اہل جنت اور جوانوں
اسکی کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہاں سے معلوم ہوا کہ لفظ کہول حدیث میں واسطے احتراز کے غیر کہول سے
نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ سوائے انبیا و مرسلین علیہم السلام کے سب سے افضل ہیں اسیواسطے مرقات میں لکھا ہے
کہ مراد اولین سے اولیا پہلی امتوں کے ہیں پس افضل ہیں اصحاب کہف سے اور مومن آل فرعون سے
اور حضرت خضر سے بشرطیکہ ولی ہوں اور مراد آخرین سے اولیا اور علما اور شہدا اس امت کے ہیں اور الا النبیین
والمرسلین کی قید سے حضرت عیسی علیہ السلام خارج ہو گئے اور خضر بھی بشرطیکہ نبی ہوں پس تعبیر بلفظ کہول
اسواسطے فرمائی کہ حالات انسانی میں یہ حالت کمال عقل و حلم کی ہوتی ہے اور جنت میں سب بقدر عقل کے ہونگے
جیسا کہ خجندی روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے جناب مرتضوی کو فرمایا کہ جب آدمی طرح طرح کی نیکیوں سے
قرب الہی ڈھونڈیں تم با انواع عقل قرب پیدا کرو اب سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارے مہدی ہمی کلفشت
بہشت کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں اگر رکھتے ہیں تو مہدی اور سیادت حضرت ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما کی قبول

کرین اور دعوی برابری اور برتری سے نسبت بحضرت رسالت اور انکے اصحاب کے توبہ کرین منجملہ
یہ جو صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ مجھکو حکم الٰہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کمل پہنا تھا اور سب نے جبرئیل
اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسے یہان بھی کیا انتہی جیسا کہ شروع اس باب مین ضمن نقل دوم مین
گذر چکا نے اصل محض ہی اسواسطے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا سب مال لاکر حضرت رسالت مین بدرگاہ دینا
تو متقرر ثابت ہی چنانچہ مشکوٰۃ مین امیر المومنین عمر رضہ سے روایت ہی قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
واٰلہ وسلم ان نتصدق و وافق ذلک عندي مالا فقلت الیوم اسبق ابابکر ان
سبقتہ یوما قال فجئت بنصف مالي فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما
ابقیت لاھلک فقلت مثلہ واتی ابوبکر بکل ما عندہ فقال یا ابابکر ما ابقیت
لاھلک فقال ابقیت لھم اللہ ورسولہ قلت لا اسبقہ الی شيء ابدا رواہ الترمذی
وابوداود یعنی کہا امیر المومنین عمر نے کہ ہمکو حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم راہ خدا تعالی
مین کچھہ خرچ کرین اور اتفاقا اسوقت میرے پاس مال بھی بہت موجود تھا پس مینے کہا کہ اگر میری القدرہ
مین کسی دن ابوبکر پر غالب ہوتا ہی تو آج کے دن مین اون پر غلبہ لیجاؤن گا پس مینے اپنا آدھا مال لاکر
حاضر کر دیا حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے اہل وعیال کے واسطے کسقدر چھوڑ آیا مینے عرض کیا کہ جس قدر
لایا ہون اسیقدر اونکے واسطے بھی چھوڑ آیا ہون اور ابوبکر صدیق نے جو کچھہ کہ پاس تھا سب حاضر کیا حضرت نے
پوچھا کہ اپنے اہل وعیال کے واسطے کیا چھوڑ آئے عرض کیا خدا اور رسول کو اونکے واسطے چھوڑ آیا تب مینے
دل مین کہا کہ کسی چیز مین اون پر سبقت نہ لیجا سکون گا کبھی انتہی لیکن جبرئیل اور فرشتونکا مثل ابوبکر صدیق
کی پوشاک بدلنا اسکے ثبوت مین کلام ہی صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ بغوی اور ابن عساکر نے روایت کی
کہ عبد اللہ بن عمر رضہ نے فرمایا کہ ایک روز مین خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر تھا
اور ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ بھی وہان ایک عبا پہنے ہوے کہ دونون طرف اسکے کانٹون اور کانٹون سے
اٹکا کر ملائے ہوئے حاضر تھے لتنے مین جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہوکر اس حال کا حضرت سے استفسار کیا
حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر نے قبل فتح مکے کے سب مال مجھپر خرچ کر ڈالا جبرئیل نے کہا کہ حق تعالی اونکو سلام
فرماتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اس فقر مین مجھسے راضی ہی یا نہین ابوبکر رضہ نے کہا کیا مین اپنے پروردگار سے رنجیدہ
ہونگا مین اپنے پروردگار سے راضی ہون اور سند اس حدیث کی غریب ہی جدا اور ابو نعیم نے ابوہریرہ اور ابن مسعود رضہ

سے مثل اس حدیث کے روایت کی اور سند اس کی بھی ضعیف ہے اور ابن عساکر نے مانند اسکے روایت
کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور خطیب نے بواسطے ایک سند کے ابن عباس سے یون روایت کی کہ جبریل ایک طنفسہ
یعنی پارچہ گستردنی پہنے ہوے اور اسکو کانٹیون سے اٹکائے ہوے آئے جب حضرت رسالت پناہ نے
سبب پوچھا تو جواب پایا کہ اللہ تعالی نے فرشتونکو فرمایا ہے کہ تم آسمان مین متخلل بخلال ہو جیسا کہ ابو بکر زمین
مین ہوے ہین ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث نہایت منکر ہے اور اگر اس حدیث اور اس سے پہلے کی حدیث کو
بہت سے لوگ متداول نکیے ہوتے تو اسی سے اعراض کرنا بہتر تھا اور امام قطب الدین محمد بن محمد
کومی نے کتاب الکشف و الانفصاح عن الحدیث الموضوعات الملتبسۃ بالصحاح مین لکھا ہے کہ ہذا وضع
بدالاشنانی یعنی اس حدیث کو بنایا ہے دو ہاتھہ اشنانی نے اور حافظ ابن العراق نے اپنی کتاب
اسماء الرجال اور تذکرۃ موضوعات مین لکھا کہ یہ حدیث ابن عباس سے بطریق ابی بکر اشنانی کے مروی
ہے وھو مما عملت یداہ یعنی اور وہ منجملہ اون حدیثون کے ہے کہ ابو بکر اشنانی کے دو ہاتھون نے
بنایا ہے انتہی اب غور کرنے کا مقام ہے کہ انکے مہدی اس قسم کے رطب یابس کو یون سنکر یا کسی کتاب
مین دیکھکر تقلیدا ویسی باتین اپنے اور اپنے مریدون کے واسطے بنا لیا کرتے تھے اب انکے بلکے
غایت جہل نے خبری سے اوس سب کو قطعیات و یقینیات سمجھتے ہین حاصل کلام حدیث اول یعنی حضرت
ابو بکر صدیق کا متخلل بعبا ہونا اگرچہ ضعیف ہے لیکن موضوع نہین ہے اور امت نے اسکو قبول کیا ہے
کہ آج تک زائرین مدینہ طیبہ کے جبکہ مرقد انور صدیق اکبر پر سلام پڑھواتے ہین یہ الفاظ بھی وہان تک عرض
کرتے ہین کہ یا من انفق مالہ کلہ فی سبیل اللہ حتی تخلل بالعبا اور حدیث ثانی یعنی جبریل اور
ملائکہ آسمانی کا متخلل بطنفسہ ہونا موضوع ہے اور اوسکا موضوع ہونا ہر ایک عالم حدیث پر ایسا ظاہر ہے کہ اوسکے
واضع کا بھی نام معلوم ہے اب سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارے مہدیکو اپنے کشف سے کہ عرش سے فرش تک
پھیلا تھا یہ بات منکشف ہوئی تھی کہ یہ قصہ غلط ہے اور ابو بکر اشنانی کی گڑھت ہے کہ خدا اور رسول اور ملائکہ پر
افترا کیا ہے یا بالکل معلوم نہوئی تھی اگر معلوم تھی تو کیون حدیث باطل کی روایت کی اور خداوند عالم کیطرف
ایسے کذب کی نسبت کی اور انکا کیسا تقوی تھا کہ اتنی بڑی معصیت سے اجتناب نکیا کہ حدیث متواتر میں آیا
ہے کہ من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جس نے کہ جھوٹ باندھا مجھپر قصدا
پس ٹھہر او سے جائے اپنی آگ مین اور مسلم اور ترمذی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے

کہ من حدث عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین اور ابن ماجہ مین یون ہے کہ
من روی عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین اور لفظ کاذبین بصیغہ جمع اور تثنیہ
دونون طرح سے روایت کیا گیا ہے یعنی جو شخص کہ مجھسے کوئی حدیث روایت کرے اور حالانکہ جانتا ہے
کہ وہ جھوٹ ہے پس وہ روایت کرنے والا بھی جھوٹون مین سے ہے یا ایک وہ جھوٹون مین سے ہے یعنی ایک وہ
شخص کہ جسنے اس حدیث کو بنایا دوسرا یہ کہ جسنے لوگونکو سنایا اور امام نووی نے شرح مسلم مین
فرمایا کہ حرام ہے حدیث موضوع کا روایت کرنا اوس شخص کو کہ جانتا ہو کہ وہ موضوع ہے یا گمان غالب رکھتا ہو
خواہ وہ حدیث قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ سے ہو سب حرام ہے اکبر کبائر سے اور اقبح القبائح
سے ہے باجماع اون مسلمین کے کہ اجماع مین قابل شمار کے ہین اور اجماع ہے اہل حل و عقد کا کہ عوام الناس پر
جھوٹ بولنا حرام ہے چہ جائے اوس ذات پر کہ قول اوسکا شرع ہے اور کلام اوسکا وحی ہے اور کذب وسپر
مانند جھوٹ باندھنے کے ہے خدائے تعالی پر اسلیے کہ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی الخ
جیسا کہ رسالہ موضوعات مین ملا علی قاری نے نقل کیا اور یہان تو باندا و تشبیہ کی کیا حاجت ہے بلکہ
بلا واسطہ خداوند عالم پر بھی کذب باندھا گیا کہ بولے کہ حکم الہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کمل پہنا
تھا اور ہمنے جبرئیل اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا کہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی
عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا یعنی پس کون ظالم زیادہ ہے اس شخص سے کہ باندھے اللہ تعالی پر جھوٹ اور اسی ڈر سے
خلفائے راشدین باوجود اس طول صحبت کے نہایت کم حدیث روایت کرتے تھے اور حضرت ابوبکر
اور عمر رض سے جب کوئی ایسی حدیث بیان کرتا کہ وہ حضرت رسالت سے نہ سنی ہوتی تو اوس سے گواہ
مانگتے تھے اور ڈراتے تھے اور علی مرتضی قسم کھلواتے تھے اور بعض صحابہ اور تابعین امنیا طا بعد
روایت حدیث کے یہ الفاظ بولتے تھے قریبا من ہذا و نحو ہذا و شبہ ہذا یعنی یہی الفاظ فرمائے ہین یا انکے
قریب و مشابہ فرمائے ہین اور اگر انکے منہ پر کو یہ بات بالکل معلوم نہوئی کہ ملائکہ آسمانی کمل پوش نہولے
تھے اور ابوبکر شنانی نے یہ افترا کیا ہے بلکہ انھون نے دوسرون سے سنکر حسن ظن روایت کر دیا تو دو قباحتین
لازم آئین ایک یہ کہ خداوند عالم کیطرف کیون نسبت کی دوسرا یہ کہ وہ کلام انکا ہمارا ٹھہرا کہ حق تعالی نے بندے
کو احوال تمام موجودات کے ایسے تبلا دیے ہین جیسا کہ کسی کے ہاتھہ مین رائی کا دانہ ہو اور ہر طرف پھر اکر
کما حقہ پہچان لیوے اور واقف ہو جاوے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے غرضکہ بہر تقدیر بطلان مہدویت کا

لازم آیا اسواسطے کہ دانستہ کذب حضرت رسالت پناہ اور رب العزت پر باندھنا مہدی کی شان نہین ہی اور اگر نادانستگی سے تھا تو احوال تمام موجودات کی غیب دانی کا دعوی غلط ہوا اور مہدویون کے نزدیک مہدی کے کشف و دعوے مین خطا ممکن نہین ہی

## باب ششم بیان مین ان خرافات کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالۃ سید الاولین و الآخرین کے ادا کی ہین

شواہد الولایت کے ادتیسوین باب مین لکھا ہی کہ ایک دن میران نے عزیز اللہ اور محمد کے حق مین کہا کہ ان دونون کو مقام ابراہیم صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا دیا گیا ہی اگر جیتے اور آگے کو بڑھ جاتے لیکن یہ کوچ کیا چاہتے ہین جب یہ حظ ہو چکا دو دونون شخص سب نے دست بوس کرکے رخصت ہوئے ایک تیسرے دن مرا اور دوسرا نوین دن ایضاً مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ ملک سند مین بادشاہ اور وہان کے مسلمانون نے نہایت تنگ کیا یہان تک کہ بھوکون کے مارے جو راسی مرید ہمراہی میران کے مر گئے میران نے بشارت دی کہ ان سبکو مقامات انبیا و مرسلین اور اولوالعزم کے ملے ایضاً شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ مہاجر نے مردے کو زندہ کیا اور مہدی نے اوسکو قائم مقام حضرت عیسی علیہ السلام کا فرمایا مصنف کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ البتہ تبعین پاک ذات مہدی کو چاہیے کہ عین مقام عیسی علیہ السلام تر بازن اللہ سے احتراز کرے ایضاً شواہد الولایت کے چھبیسوین[26] باب مین لکھا ہی کہ ایک دن میران نے کہا کہ خداوند تعالی نے بندے کے وصف پیغمبرون سے بیان نہ کئے اسلیے اکثر پیغمبرون کو تمنا تھی کہ بندے کی صحبت مین پہونچین اور اکتیسوین[31] باب مین لکھا ہی کہ اکثر انبیا و مرسلین اولوالعزم دعا مانگتے تھے کہ بار خدایا ہمکو امت محمدی مین کرکے مہدی کے گروہ مین داخل کردے اون مین سے حضرت عیسی کی دعا مقبول ہوئی کہ اب آکر پھر و تابع ہونگے چنانچہ صاحب دیوان مہدی اون کے نعت مین لکھتا ہی شعر بیت چہ عالم کز آدم و عیسی ❊ یحیی و خلیل از موسی ❊ بود و تا نیت تبجیلش ہوسے ❊ ہرچہ بہت از ولایت ست ظہور ولہ نقطۂ آن دائرۂ مقتبسان ❊ تشنہ تمنا ہمہ مرسلان ❊ خواست ز حق ہر یکے از اولین ❊ مہر اجعلنی من الآخرین ❊ معلوم رہے کہ اس قوم مین کلام خوند میر اور نقلیات اور کلام مہدی اور مولود اصل الاصول شمار کیا جاتا ہی جیسا کہ رسالۂ بشارت نامے مین لکھا ہی ایضاً ینج فضائل مین لکھا ہی کہ میران قضائے حاجت کے واسطے جاتے تھے حاجی محمد فراہی نے

پوچھا کہ میران جیو خدام تو آئے عیسیٰ کب آوینگے میران نے ہاتھ پیچھے کرکے کہا کہ بندے کے پیچھے آوینگے
فوراً حاجی محمد کو مقام عیسیٰ روح اللہ کا حاصل ہوگیا میران کی زندگی بھر تو چپ رہا بعد فرت کے سندھ
مین طرف نگر ٹھٹھہ کے جاکر دعویٰ عیسویت کا کیا وہانکے حاکم نے اوسکا سر کاٹ ڈالا سید محمود نے بھی دو شخص کو
اوسکے مارنے کے واسطے بھیجا تھا وہ اوسکے قتل کی خبر سنکے راہ سے پلٹے شاہ دلاور نے بشارت دی کہ
اسکے غرغرے کے وقت توبہ قبول ہوگئی سید محمود نے کہا کہ مہدی کی تصدیق کی تھی ضائع نہوا ایضاً
پنج فضائل مین ہے کہ دلاور نے اپنے میران سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالاے
سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالاے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام
زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسیٰ زیر ناف سے بالاے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جو آوینگے
پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پہ یہ دلیل ہے کہ میران نے
کہا ہے جو کہ خداے تعالیٰ کو بقید دیکھے وہ مشرک ہے ایضاً شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہے
کہ میران نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ارواح اولین اور آخرین کی حاضر کرکے فرمایا کہ ای سید محمد ان سب ارواح کا پیشوا
بننا قبول کر پہلے مینے اپنی عاجزی پر خیال کرکے عذر کیا پھر عنایت خداتعالیٰ پر کہ میرے حال پر ہے
نظر کرکے کہا اگر سو حصہ اس سے زیادہ ہون تو بھی قبول کیا ایضاً شواہد الولایت کے چھبیسوین
باب مین لکھا ہے کہ درمیان محمدین کے فرق نہین ہے اور فرق کرنے والے کو زیان ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم اور سید محمد جونپوری برابر ہین استغفر اللہ العظیم اور جو ہر نامے (نام کتاب فرقہ مہدویہ ۱۲) مین لکھا ہے دو بہرہ نبی مہدی
یک ذات جانو برابر اجتہاد عقلی سون پاک ہے ظاہر باطن تابع متبوع حق ہا تو کل ادراک ہے دیگر آنکہ ولایت
کل نبوت جز کل غیر مخلوق جز مخلوق بعد اوسکے بیان کیا کہ حدیث الولایۃ افضل من النبوۃ کی پانچ وجہین
وجہ اول ولایت صفت خالق کی اور نبوت صفت مخلوق کی دوم ولایت مشغولی ساتھ حق کے
اور نبوت مشغولی ساتھ خلق کے سوم ولایت امر باطن ہے اور نبوت امر ظاہر ہے چہارم ولایت خاص ہے
اور نبوت عام ہے پنجم ولایت کو نہایت نہین اور نبوت کو نہایت ہے ایضاً بشارت نامے مین لکھا ہے
کہ مہدی نے کرات و مرات کہا کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا اور اولیا اور مومنین اور مومنات کے
بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہوگئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھ مین لیکر
ہر طرف پھراتا ہے اور کماحقہ پہچانتا ہے اور اوسی رسالے مین یہ بھی ہے کہ میران نے کہا کہ بعد موت خاتمین

سے کے نام انبیا اور اولیا کا ختم ہو گیا لیکن مقامات اور درجہ انبیا اور اولیا کا بندے کے گروہ میں قیامت
تک جاری ہی اور پیغمبر وں کا اس گروہ میں ہونے کی تمنا کرنا بھی لکھی ہین یہ کوہی او یہ بھی لکھا کہ جو کچھ میران نے
خبر دی سب سچ جاننا اور اپنا اجتہاد چھوڑ دینا نقل میران ہین اجتہاد و قیاس و عقل حرام ہی ایضًا
رسالہ صراط مستقیم میں لکھا ہی اوسکی عبارت بعینہا یہ ہی نبی و مہدی علیہما السلام یکذات موصوف بجمیع
صفات سرتا پا مسلمان ظاہر و باطن کلام اللہ سون برابر فرق کرنا یے کا فر مرد انتہی ایضًا رسالہ
صحیح الامر ثر مین لکھا ہی کہ نبی علیہ السلام کے ایک صدیق اور ایک نظیر صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ
اور نظیر ظاہر و باطن کے میران ہین اور میران کے دو صدیق دو نظیر ایک صدیق سید محمود ثانی مہدی
دوسرے صدیق خوند میر اور نظیر شریعت مین حضرت عیسی علیہ السلام اور نظیر حقیقت میں خوند میر ہیں
حضرت عیسی علیہ السلام شریعت مین نظیر ہین لیکن برابر میران کے نہین ہین ایضًا مطلع الولایت مین
لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری نے مقام فراہ ہین انتقال کیا اون کے صحابی الہداد حمید نے
ایک مرثیہ بنا کر دسوین کے روز مجمع تمام صحابہ ہین پڑھا کہ منجملہ اوسکے یہ شعر تھے قطعہ دو شعر کہ نقل
داور زمان را بر اولین ثانی درد اکہ چند سال نپایید در عدد ثانی فضلش کہ بر جمیع پیمبر رسید از خدا ثانی بادا
بروز حشر شفاعت گر از احد ایضًا پنج فضائل ہین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ اگر بندہ اور محمد مصطفی
اور ابراہیم علیہما السلام ایک جا سے ہین ہوے کوئی ہرگز فرق نکر سکتا اور اونکے خلیفہ الاہ داد نے
کہا کہ اگر مجھکو اللہ تعالی ان تینون کو دکھلاوے ہرگز فرق نکر سکون ایضًا شواہد الولایت کے
تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدویت اور نبوت ہین نام کا فرق ہی اور کلم اور مقصود ایک ہی ایضًا
مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ سید محمد کہ دعوی مہدویت سے پہلے سات برس بیہوش رہے اور بجز
اوقات نماز ہوش مین نآتے تھے ایک دن انکی جورو بی بی الہدیتی نے پوچھا کہ میران جی کیا سبب ہی
کہ اسقدر بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہین کر سکتے بولے ایسی ہی دریا تجلی الوہیت کی ہوتی ہی کہ اگر
ان دریاؤن سے ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تمام عمر ہوش مین نآوے فرمان
حق تعالی کا ہوتا ہی کہ چونکہ تجکو خاتم ولایت محمدی کا کیا ہی اس سبب سے فرض ادا کر دا تے ہین
ایضًا مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہی
کسی نے پوچھا کہ میران جی تصحیح کسکو کہتے ہین بولے یہ جو ایک بادشاہ کی جا سے پر دوسرا بادشاہ

تخت نشین ہوتا ہی اور سب لشکر کو ملاحظہ کرتا ہی اسکو کیا کہتے ہین کہا کوئی عرض کہتا اور بعضے آمدہ نیامدہ بھی
کہتے ہین بولے ایسی ہو رہا ہی یعنی رات دن ہوتے ہین کہ بندے کو فرصت نہین ہی ہر نماز سے فارغ ہوتے
ہی حکم ہوتا ہی کہ سید محمد خلوت مین جاؤ کہ تقیہ ارواح کو بھی دیکھ لیو اور تمام ارواح اولوالعزم اور رسولون
اور انبیا اور اولیا بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات کی آدم سے اس دم تک سب بندے کے
حضور مین عرض کی جاتی ہین کسی نے پوچھا کہ حضرت اپنی خدمات پیغامبری کی ادا کرکے اپنے
مقامات کو پونہچے اب انکے ارواح کے جائزے اور تصحیح سے کیا فائدہ جواب دیا کہ حق تعالی کا حکم ہوتا ہی
کہ جس خزانے سے تمنے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کرکے تصحیح کرو اور یہ بھی خدا تعالی فرماتا ہی
کہ جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان سے مردود ہوا وہ عند اللہ بھی
مردود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمد نے کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہی یہان
خوندمیر کے پاس بھی ہووے گی ایضاً شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین ضمن مین
لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس پہ
ایک حدیث نے اصل بیان کرکے بولتا ہی کہ اول مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہچاننا چاہیے تا کہ
مقام ان لوگون کا معلوم ہووے اور جب کہ قوم ایسا ہووے اونکا امام کیسا ہووےگا بس ظاہر ہوا کہ
وہ افضل سب سے ہی انتہی وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک دن
میان عبدالرحمن ایک حدیث بروایت ابوذر غفاری کے پڑھ رہے تھے اوس مین اس مقام پر پونہچے
کہ فرمایا ہی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ
نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے ہی
استغفر اللہ العظیم ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب بھائی صف بستہ بیٹھے
تھے شاہ دلاور نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی
ہم اخوانی بمنزلتی یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ مقام مرسلین کے
ہین اور کہا کہ مرسل اوسکو کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل اوس پر وحی لاوین لیکن بارہ آدمی اون سے بھی فاضل تر
ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے ہین ہم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین
یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین اوسنے پوچھا

کہ وہ چار کون ہین کہ ماتم اور بھائی عبد الحمید او رمیان عبد الملک و قاضی عبد اللہ الیبا باسمہ الغرض
خلاصہ کلام یہ ہی کہ اس فرقہ ناپاک کے نزدیک ونکے مہدیکے مرید حضرات انبیا اور مرسلین کے برابر
بلکہ بہتر ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ بے ادبی اور گستاخی پر کمر باندھ کر مہدی کے مرید اپنے مرید ونکو برابر حضرت
خاتم المرسلین کے بلکہ بعضونکو فاضلتر اوس جناب سے جانتے ہین لیکن وضعے ان ہین سے جو اپنے
تئین اہل علم جانتے ہین جسوقت کہ انسے یہ باتین پوچھی جاتی ہین تو تھوڑا سا خدا سے شرم کرتے ہین
کہ یہ باتین فقط لکھنے کے واسطے ہین اعتقاد اس پر ہمین ہی کہ مہدیکے مرید برابر انبیا اور مرسلین کے
یا افضل اون سے ہون فقط اسیقدر اعتقاد ہم رکھتے ہین کہ ذات مہدی افضل ابوبکر صدیق سے اور
برابر ہی ساتھ ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اسکو مسئلہ تسویہ بولتے ہین اور اس مسئلے کو
انکے اگلے اور پچھلے اپنی دانست مین بہت معوم دھام سے مدلل اور مبرہن کرتے ہین کہ مصرع فکر ہر کس
بقدر ہمت اوست ❊ یہان سے معلوم ہوا کہ انکے مہدی کا دعوی کرنا کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح
اولین اور آخرین کا بیتوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولوالعزم اور رسولون اور انبیا اور اولیا اور مومنین کی
آدم سے اس دم تک تصحیح ہوتی ہی اور مقبولی اور مردودی ہمارے پاس کی مقبولی اور مردودی خدا کے
پاس کی ہی اور اون کے خلیفونکا اپنے مریدونکو حضرت خاتم الرسالۃ سے افضل بولنا سب غلط اور
خطا ہی یا دعوی تسویہ کا غلط اور خطا ہی افسوس کہ ان ظالمونکو خدا سے شرم نا آئی کہ کہا برابر حضرت سید المرسلین
کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور خواص کا مرتبہ اس سے بھی دور ہی اور ڈر کو خدا کا خوف
نہ آیا کہ کہا میرے لوگون مین چار شخص حضرت سے بھی بڑھکر مقام رکھتے ہین واللہ المستعان
علی ما تصفون باقی کلام متعلق اس باب کا باب تسویہ مین آوے گا انشاء اللہ تعالی

## باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین

پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ میرے بیٹے سید نجی نواسے مہدیکے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالی کھیلا
کرتا ہی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ایضا شواہد الولایت کے اونتیسوین باب مین لکھا ہی
کہ خوندمیر نے کہا مہدی جیسا کہ آیا تھا گیا کسی نے جیسا حق پہچانے کا تھا اوسکو نہ پہچانا کہ وما قدروا
اللہ حق قدرہ فہم من فہم ایضا شواہد الولایت کے اکیسوین باب مین لکھا ہی کہ جب مہدیکے

لوگون سے ایک راجہ کے ملک مین اپنی گائے یا بیل کو ذبح کر ڈالا اور وہ راجہ واسطے انتقام کے آیا جب نظر اوسکی اوپر پڑی معتقد ہوکر سر پاؤن پر رکھکے بولا کہ گائے کے پیدا کرنے والے نے گائے کو مارا ہم کس سے جنگ کرین اور انہون نے اس کلام پر کچھ انکار نکیا ایضاً شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ ایک روز شاہ بھیک جذبے مین بول رہے تھے کہ سب حق ہی مہدی نے کہا کہ ہان جاننا ایمان ہی بولنا کفر ہی اونے پھر وہی بات کہی کہ سب حق ہی جب دو تین بار ایسی تکرار ہوئی مہدی نے کہا کیا پڑے اپنے خدا پر مقید ہوگئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی شعر بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری هر لحظه مرا تازه خدائے دگرست ایضاً شواہد الولایت کے پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ میران جیو پھوٹین وہ آنکھین کہ مہدیکو دیکھین ہون بندے نے اپنے خدا کو دیکھا اور میران جیو نے سب سنکر کہا کہ ہان بھائی سید خوندمیر جو کچھ دیکھا سو تحقیق ہی خدا کے تئین خدا دیکھتا ہی ایضاً شواہد الولایت کے سترھوین باب مین لکھا ہی کہ سلام اللہ نے پوچھا کہ میران جی لوگ آپ پر گمان مہدویت کا کرتے ہین کیا مہدی آپ سے بڑھ کر ہین تبسم کرکے بولے کہ مہدی سے خدا بڑھ کر ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میرانجیو نے اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ بھایا مین بندہ ہون خدا نے مجکو بندہ کیا اور تمکو بھی بندہ کیا خدا فی الحال ہوجاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی شکر خدا کا کہ مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ جو شخص خدا ہوتا ہی خدا کو پہچانتا ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہ مین ایکروز میرانجیو میان نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین نعمت نے پوچھا کہ تم ذات اللہ ہو بولے بندہ بندہ ہی لیکن ذات اللہ رب العالمین ہی جب دوسری بار پوچھا تو بولے کہ بندہ بندہ ہی لیکن بندہ ذات اللہ ہی اور تیسری بار مین جواب دیا کہ بندہ بندہ لیکن ذات اللہ ہی بعد اوسکے ایک ساعت پھر آنکھ بند کرکے کھڑے رہے پھر اللہ جی بولکر بی بی ملکان کے گھر مین گھس گئے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمود نے اپنے باپ سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ اونھون نے کہا مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ مین نے کسیکو جنا اور ایک روز اونکے خلیفہ میان دلاور کے سامنے یوسف نے وقت وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب لم یلد ولم یولد پر پونچا دلاور نے کہا یلد یولد پھر یوسف نے کہا لم یلد ولم یولد کہا یلد یولد عبد الملک نے کہا یوسف چپ رہو میان جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین

ہین سبحان ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ اونکے خلیفہ نعمت نے کہا مین بندہ کمینہ نعمت ہون کبھی
مین جدا ہو جاتا ہون اور کبھی بندہ ہوتا ہون اور کبھی عین حق ہو جاتا ہون اور عین حق کے تئین دیکھتا ہون
اور کبھی حق تعالی فرماتا ہی کہ مجھسے تو ہی اور تجھسے مین ہون ایضاً اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے
ایک بہت لنبا کشف ظاہر کیا اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ اللہ تعالی نے مجھسے پوچھکر بندہ کو سرفراز فرماتا ہی اگر
تو کہے تو یہ درجہ اوسکو دون ورنہ ہرگز نہ دون پس مین سفارش کرکے دلوا دیتا ہون ایضاً پنج فضائل مین
ہی کہ شاہ نظام نے ایک لنبا معاملہ دیکھا حاصل اسکا یہ ہی کہ نظام پارہ پارہ ہوگیا اور میران انکو نگل گئے پھر
ثابت ہوگیا اور نگل گئے اور اگل دیا پھر میران ٹکڑے ہوگئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا بعد اوسکے محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ٹکڑونکو نگل گئے پھر اوگل دیے پھر مین ثابت ہوگیا اور مجکو ثابت نگل گئے پھر اگل
دیے پھر حضرت رسالت ٹکڑے ہوگئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا پھر اللہ تعالی کے ساتھ بھی یہی معاملہ
ہوا جب مینے یہ معاملہ اپنے میران سے بیان کیا کہا تمکو تجلی ذات ہوئی اور بندے کی ذات مین تم فنا
ہوگئے انتہی بالجملہ ناظرین بالانصاف پر واضح ہوگا کہ دلیل اخلاق سے یہانتک کسقدر کلمات وحشتناک
ان بزرگوار سے منقول ہوتے کہ سلف سے خلف تک آج تک کوئی مسلمان ایسے کلمات زبان پر
نہ لایا ہوگا باین ہمہ خلفا اونکے کہتے ہین سوا اسکے دوسرے ارشادات مخفیہ میران کے ایسے
وحشت افزا ہین کہ تمام مذکورات سابقہ یہ پاسنگ ہی اوس میزان کا اور کوزہ ہی اوس طوفان کا چنانچہ
جوہرنامے مین لکھا ہی کہ شاہ نعمت نے کہا کہ جو کچھ مہدی نے فرمایا ہی اگر بندہ کما حقہ اسکو بیان کرے
میرا حال تم لوگون مین ایسا ہووے جیسا کہ قصاب گائے کا گوشت برہمنون کے محلے مین لیجاکر بولے
کہ یہ گوشت گائے کا ہی اسکو لیو اور شاہ نظام نے کہا اگر جو کچھ میران سے مین نے سنا ہی بیان کرون
برادران دینی بندے کو سنگسار کرین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا اگر جو کچھ مہدی سے مینے
سنا ہی بیان کرون یقین ہمارے تئین سنگسار کرین اور الف انامے کے باب ہفتم مین لکھا ہی کہ
میان لاد نے چندبار کہا ہی کہ جو کچھ میران سے مینے سنا ہی اگر دو برادر مہاجرون سے بیان
کرون یہی لوگ مجکو سنگسار کرین انتہی سبحان اللہ جو کلمات کہ منقول ہوچکے وہ اسقدر مخالف
دین و ملت ہین کہ مخالفین انکے بسبب ان کلمات کے چارسو برس سے آج تک انکو سنگسار اور ہرجا سے
نکال نکال کرتے ہین اور جو کلمات کہ دلون مین خاص خلفا کے پوشیدہ و مستور ہین وہ اسقدر

بدتر و منکر ہین کہ اگر خود مہدوی لوگ بلکہ اون مین اخص الخواص مہاجران مہدی سن پاوین تو خاص
ہمنشینان مہدی یعنی میان خوندمیر اور میان نظام اور میان دلاور کو سنگسار کرین العیاذ باللہ یہ کیا
مذہب ہی کہ مخالفین اور موافقین کلہم اجمعین سنگسار کرنے کو تیار ہوتے ہین مقبولیت خلائق علامت ہی
مقبولیت خالق کی اور بغض و انکار خلائق خصوصاً بغض و نفرت اہل دین کی نشانی ہی بغض و انکار آلہی کی
چنانچہ مشکوۃ مین حدیث صحیح مسلم کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی جب کسی بندے
کو دوست رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے سے محبت رکھتا ہون تو بھی محبت رکھ پس جبرئیل اوس سے
محبت رکھتے ہین پھر آسمان مین پکار دیتے ہین کہ اللہ تعالی فلانے شخص سے محبت رکھتا ہی تم بھی محبت رکھو
پس اہل آسمان اُس سے محبت رکھتے ہین پھر رکھدی جاتی ہی اسکے واسطے مقبولیت اہل زمین مین اور جب اللہ تعالی
کسی بندے سے بغض رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے شخص سے بغض رکھتا ہون تو بھی اوس سے بغض رکھ
پس جبرئیل اوس سے بغض رکھتے ہین پھر پکار دیتے ہین اہل آسمان مین کہ اللہ تعالی بغض رکھتا ہی فلانے سے
تم بھی بغض رکھو اوس سے پس بغض رکھتے ہین اُس سے اہل آسمان پھر رکھدیا جاتا ہی اوسکے واسطے بغض
زمین مین انتہی منقولات صدر مین چند سوال بطور نمونے کے کیے جاتے ہین ورنہ اسکے قبائح کا استیعاب
خارج حد بیان سے ہی **سوال اول** نقل اول کے کیا معنی ہین کہ اللہ تعالی ہمیشہ خوندمیر کے بیٹے کے
ساتھ کھیلا کرتا ہی تمام اہل ادیان سماوی اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہی کہ اللہ تعالی عبث و لعب
اور جمیع عیوب سے پاک ہی اور خود اپنے کلام مقدس مین فرماتا ہی کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ اور ہمنے نہین بنایا آسمان اور زمین اور جو اونکے بیچ ہی کھیلتے ہوے پس لعب
یعنی کھیل جناب باری پر ثابت کرنا مخالف ہی قرآن اور عقاید جمیع اہل ادیان و ایمان کے **سوال دوم**
نقل چہارم مین اسکے کیا معنی ہین کہ جب شاہ بھیک نے کہا کہ سب حق ہی میران نے کہا کہ بات جہانتک
ایمان ہی بولنا کفر ہی یہ مسئلہ وحدت وجود کا میران کے نزدیک حق ہی یا باطل اگر باطل ہی اسکے
جاننے کو ایمان کہنا خطا ہی اور اگر حق ہی اوسکے بولنے کو کفر کہنا خطا ہی جنید و شبلی اور علما نے اسکو حق
جانا ہی صدہا رسائل اور کتابین اوسکے بیان مین تصنیف کی ہین اور اگر بولنا کفر تھا تو خود میران کیون بولے
کہ انا اللہ رب العالمین چنانچہ نقل نہم مین موجود ہی اور نقل پنجم وغیرہ مین میران و خوندمیر دونون بھی بولے ہین
پس اگر جانتے ہین کہ کفر ہی دیدہ و دانستہ کفریات کیون زبان پر لاتے ہین اگر کہین کہ عوام کے ڈر سے

بولنا کفر ہی تو وہاں عوام کہاں تھے وہاں سب خاص الخاص جمع تھے یہاں تک کہ کتا بھی وہاں کا وہ مقام رکھتا تھا
کہ اصحاب مہدی کو شرماتا تھا چنانچہ بدخلقی ہفتدہم میں مذکور ہو چکا علاوہ یہ کہ جب حق بات ہوئی اگرچہ
باریک و دقیق ہی نہایت لامر یکہ عوام کے روبرو اسکا تذکرہ نے احتیاطی اور گناہ ہوگا کفر کیونکر ہوگا
بلکہ اعتقاد ایمانی کے کلمہ کو کفر بولنا خود بے احتیاطی اور گناہ سخت ہی سوال سوم اوسی نقل چہارم میں اسکے کیا معنی
ہیں کہ کہا پرانے خدا پر مقید ہو گئے ہو گئے پڑھو شعر بیزارم از آن کہنہ خدائے کہ تو داری ہر لحظہ
مرا تازہ خدائے دگر است انتہی استغفر اللہ العظیم خدائے عالم واحد ہی اور قدیم ہی اور اسپر اہل وجود
او اہل شہود سب کا اتفاق ہی کہ سب اسکی وحدت اور قدم کے قائل ہیں یہ پرانے سے بیزار ہونا کیا معنی
اور آگے کہاں پڑھو اور ہر لحظہ تازہ خدا کیسا کوئی مسلمان بھی حضرت الوہیت میں ایسے کلمات
بیباکانہ زبان پر لاتا ہی سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ سوال چہارم نقل ہفتم میں اسکے کیا معنی ہیں
کہ خدائی الحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال یعنی آدمی خدائی الحال بن سکتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی
اور پھر اسپر شکر ہوتا ہی کہ خدا نے مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا یعنی بندہ ہونا کہ ممکن و بالفعل ہی
اوسکے استحالہ او محال ہونے کے قائل ہوئے اور پھر اوسکے فعلیت اور وجود کے بھی قائل ہوئے اور ایسے
خدا بننا کہ محال ہی اوسکے امکان و فعلیت کے قائل ہوئے عجب تعارض و تساقط ہی کہ بیان سے باہر پھر اوپر
یہ دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو اور تمکو مالک اپنے ملک کیا مالک الملک اللہ تعالیٰ ہی فقط قُلِ اللَّهُمَّ
مَالِكَ الْمُلْكِ اور کوئی اسکے ساتھ ملک میں شریک نہیں ہی وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ
یعنی نہیں ہی کوئی اوسکا شریک ملک میں میراں خوندمیراں يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا سوال پنجم نقل
دہم میں اسکے کیا معنی کہ نہ میں کسی سے جنا گیا اور نہ میں نے کسی کو جنا اور خلیفہ ولاوت کیسی
دلاوری کی کہ نص قرآنی لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ میں تحریف کرے اوسکو یلد یولد پڑھا وہ آیت
شان الٰہی میں ہی نہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے پیدا ہوا نہ اللہ تعالیٰ کسی سے پیدا ہوا جب اوسکو
يَلِدُ يُولَدُ پڑھا تو یہ معنی ہوئے کہ خدا سے بھی لوگ پیدا ہوتے ہیں اور خدا بھی کسی سے پیدا ہوا ہی
سبحان اللہ شیخ و پیر کی شان اسقدر بڑھی کہ کہتے ہیں میں نہ کسی سے جنا گیا اور نہ میں نے کسی کو
جنا اور خدا بیچون و بیچگون کی شان اسقدر گھٹائی گئی کہ وہ جنتا بھی ہی اور جنا بھی گیا ہی اِنْ
شیئ بلا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ سوال ششم اوسکے

اور بہت اعتراضات اور سوالات منقولات مذکورۃ الصدر پر وارد ہوتے ہین کہ اہل خرد بہ ادنی النظر استنباط کر سکتے ہین اسواسطے یہان بطور نمونے کے اسیقدر پر اکتفا کی گئی واللّٰہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

## باب ہشتم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب

یہ عمدہ مطالب اور اس عقائد مہدویہ ہی کہ بغیر اس اعتقاد کے آدمی کو مومن نہین سمجھتے ہین جیساکہ بغیر اقرار مہدویت شیخ جونپور کے آدمی کو ایمان سے دور جانتے ہین پس بڑی بحث اونکے مذہب مین دو ہین ایک اثبات اور دوسرا تسویہ بحث اثبات کا کہ بحث دلائل مہدویت تھا الفضل الٰہی بخوبی انجام پذیر ہوا اب بحث تسویہ مین اوسکے فضل پر اعتماد کرکے ابتدا کی جاتی ہی وعلیہ توکلت وھو رب العرش العظیم واضح ہو کہ اس بحث مین دو مطلب ہین مطلب اول آنکہ قوم مذکور دعوی کرتے ہین کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین اور مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہما سے مطلب دوم یہ ہی کہ مہدی موعود مساوی ہین جمیع مراتب قرب الٰہی مین ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم المرسلین ابو القاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطلب اول کا پہلا مقدمہ کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین باب اثبات مین بخوبی تین وجوہ باطل ہوچکا اوسکے اعادے کی حاجت نہین ہی اور بعد بطلان اوس مقدمے کے اگرچہ مقدمہ ثانیہ اور مطلب دوم بالفرض والتقدیر ثابت بھی ہووے مہدویونکو اصلا مفید نہین ہی کیونکہ یہ بولین گے کہ این مژدہ مرا نیست بلکہ دشمنانم راست پس ابطال مقدمہ ثانیہ و مطلب دوم کا حقیقت مین بخاطر مہدویون کے نہوا بلکہ اسواسطے کہ وہ دونون امر بھی چونکہ خلاف واقع اور مخالف عقائد اہل سنت ہین خصوصاً مطلب دوم کہ نہایت مخالف نصوص و اجماع اہل اسلام کے ہی ابطال ورد اوسکا ضرور معلوم ہوا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

**مطلب اول کا مقدمہ ثانیہ** رسالہ اعتقادیات و عملیات مصنفہ سید عیسی ملقب بعالم میان مین لکھا ہی **قولہ** مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے دلیل نقلی اسکی یہ ہی کہ شواہد الولایت کے تیئسوین باب مین لکھا ہی کہ فراہ کے علمانے اون کے مہدی سے پوچھا کہ تم امت رسول اللہ مین داخل ہو کہا ہان داخل ہون علمانے

کہا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اگر ایمان ابوبکر صدیق کا ساتھ ایمان امت کے وزن کیا جاوے تو ایمان
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گران ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ابوبکر صدیق سب امت پر فاضل ہین جواب دیا کہ
ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی یا ایمان ابوبکر کا علما نے کہا کہ ایمان محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی جواب دیا کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی
علما نے کہا کہ تم اس امت مین داخل ہو کس طرح ایمان تمھارا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا جواب
دیا کہ مین اس امت مین داخل ہون جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اس امت مین داخل ہین جیسا کہ حق تعالے
نے فرمایا ہی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ **جواب** خلاصہ کلام یہ ہی کہ علما نے استدلال
کیا کہ جبکہ تم داخل امت ہو اور ایمان ابوبکر صدیق کا غالب ہی تمام امت کے ایمان سے تو تمھارے
ایمان پر بھی کہ جزو ہی ایمان امت کا غالب ہوا اور میران نے اس استدلال کو یون دفع کیا کہ
امت مین داخل ہونے سے مجھپر ترجیح ایمان ابوبکر صدیق کی لازم نہین آتی جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ایمان اون کا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہی حالانکہ امت مین داخل ہین بدلیل اس آیت
کے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنے اور نہین ہی یہ شان اللہ تعالے
کی کہ عذاب کرے اون پر اور حالانکہ تم ای محمد اون مین موجود ہو مخفی نرہے کہ مہدوی اپنے
مہدی کی اس تقریر کو غرائب تقریرات اور عجائب جوابات سے جانتے ہین اور حالانکہ بیان
جواب کو سوال سے ذرہ بھی مناسبت نہین ہی اور آیت کریمہ سراسر اوسکے مطلب کے مخالف ہی
اس واسطے کہ علما کی غرض یہ تھی کہ تم جزو امت ہو اور جب جزو ہوے تو کل کی مغلوبیت سے
جزو کی مغلوبیت لازم ہوئی اور انھون نے تمسک کیا آیت سے اور آیت مین ہرگز جزئیت کا ذکر
نہین ہی بلکہ ظرفیت کا بیان ہی سب جانتے ہین کہ فِيْهِمْ سے ظرفیت سمجھی جاتی ہی اور جزئیت کل مین ظرفیت
نامعقول ہی ورنہ آپ اپنا ظرف ہونا لازم آوے اور مطلب آیت کا یہ ہی کہ جب تک کہ تم اون مین
رہتے ہو اون پر عذاب آلہی نازل نہ ہوگا اگرچہ وہ اس کی خواہش بھی کرین اسواسطے
کہ عادت آلہی ایسی ہی کہ جب پیغمبر امت سے باہر ہو جاتے ہین تب عذاب اوترتا ہی جیسا کہ
امت صالح اور لوط علیہما السلام کا قصہ مشہور ہی اور افسوس کا مقام ہی کہ اون کے میران
نے غور نکیا کہ پیغمبر کا امت مین داخل ہونا کیا معنی امت دو قسم ہی امت دعوت اور امت

اجابت امت دعوت اوسکو کہتے ہین کہ پیغمبر جنکو خدا کی طرف دعوت کرنے اور راہ بتلانے کے
واسطے آئے ہین اور کفار بھی باینمعنی داخل امت ہین انبیا علیہم السلام کا انمین داخل ہونا محال ہی
اور امت اجابت اونکو کہتے ہین کہ جنھون نے اس دعوت کو قبول کیا اور پیغمبر وسکے تابع ہوئے
اور انبیا علیہم السلام باینمعنی بھی داخل امت نہین ہو سکتے اسواسطے کہ تابع اور متبوع مین
فرق ضرور ہی اور سب سے زیادہ حیرت اور افسوس اس بات کا ہی کہ یہ مہدی اپنے تئین ہین
مراد اللہ بولتے تھے اور بیان کلام الٰہی مین اپنے تئین لاثانی جانتے تھے اور اتنا بھی نہ سمجھے
کہ اس آیت مین ضمیر فیہم کی طرف کفار کے پھرتی ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جب تک تم ان کفار مکہ
مین رہتے ہو تب تک اللہ تعالی ان پر عذاب نازل کریگا جیسا کہ تفصیل اسکی تفسیر کشاف
اور بیضاوی اور معالم التنزیل اور جلالین اور کبیر اور مدارک مین ہی بلکہ جسکو کچھ بھی سمجھ کلام عرب کی
ہوگی اوسکو بغیر رجوع تفاسیر کے آیت کے سیاق اور سباق سے یہ مطلب صاف ظاہر ہو جاویگا
اسواسطے اوس آیہ کریمہ کا ماقبل اور مابعد لکھا جاتا ہی وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ
أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ
عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ
وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ
السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا
كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ
يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الآیۃ اونکے مہدی سے اس ظاہر آیت کے فہم مین
ایسی خطا کے صریح ہونا دال ہی اس بات پر کہ یہ مہدی نہین ہین اسطور سے کہ مہدی اونکے
نزدیک معصوم ہین خطا سے اور یہ نجانا کہ یہ معنی اونکے مہدی نے نفقط مفسرین کے خلاف کیے
بلکہ نص قرآنی کے خلاف کیے یہ بات اسواسطے لکھی گئی کہ مہدوی اپنے مہدی سے نقل کرتے ہین
کہ اونھون نے کہا ہی کہ جو بیان مفسرین کا اور جو حدیث کہ بندہ کے موافق ہو اوسکو اعتبار
کرنا اور جو مخالف ہو اوسکو نمانا اور دعوی کرتے ہین کہ مہدی کا کوئی قول و فعل مخالف امر قطعی یعنی
نص قرآنی یا حدیث متواتر کے ہونا محال ہی حالانکہ اس ایک مقام کے سوا مقامات کثیرہ مین

مخالفت قطعیات کی جو ماقبل مین مسطور ہو چکی تفریع کلام سابق سے ثابت ہوا کہ اونکے مدعی کی اس
است مین اصل مین اور استدلال آیت مذکورہ سے غلط ہوا اور حدیث مذکور کو علمائے زمانہ سے
سنکر تسلیم کیا ہے اب سوال کیا جاتا ہے کہ اسکے کیا معنی ہین کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ہے اگر یہ مراد ہے کہ ایمان اس بندے کا قوت اور کیفیت مین ساتھ ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس قدر مشابہ اور برابر ہے کہ مجازا اسکو عین بولا جاتا ہے بطریق کنایہ کے تو یہ بات سراسر نامعقول ہے
اسواسطے کہ جب انبیا کا ایمان ابوبکر صدیق کے ایمان سے کم ٹھہرا تو ایمان حضرت رسالت سے بمراتب
کم ہوا اور اگر عین سے مراد عینیت حقیقی ہے اور مطلب یہ ہے کہ مجکو علیحدہ ایمان نہین ہے بلکہ وہ ایمان
کہ حضرت کی روح مقدس کی صفت ہے اوسکو بعینہ مین اپنا سمجھتا ہون اور سوا اوسکے دوسرا ایمان
اپنے نفس مین نہین کرتا ہون تو یہ بات نہایت غلط ہے اسلیے کہ جب تمہارا نفس اور جسم حضرت کے
نفس مقدس اور جسم اطہر سے جدا اور متمایز ہے تو مثل اور اوصاف اور تشخصات کے وصف ایمان بھی
تمہارا علیحدہ چاہیے ورنہ حضرت کا ایمان تمہارے کیا کام آویگا اگر ایسی کام آتا تو کوئی ایمان نہ لاتا اور کیا
حضرت کا ایمان سبکے واسطے کفایت کرتا ایسا ہرگز نہین ہے بلکہ اللہ تعالی بعد تذکرہ انبیا علیہم السلام
فرماتا ہے تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ یعنی وہ ایک جماعت تھے گذر گئے اونکا ہے جو کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ
اور تم سے پوچھ نہین اونکے کام کی اور اگر یہ مراد ہے کہ ایمان حضرت کا منتقل ہو کر بعینہ مجھ مین آگیا
تو یہ بات عقلا اور نقلا باطل ہے اسواسطے کہ ایمان ایک عرض نفسانی سے ہے اور عرض کا منتقل ہونا
ایک محل سے دوسرے محل کو باتفاق عقلائے عالم کے باطل ہے اور بطور فرض محال اگر منتقل ہو تو روح
مقدس کا اس صفت سے خالی ہونا لازم آوے استغفر اللہ العظیم حالانکہ تمام اہل ملت اسلامیہ قائل ہین
کہ روح مقدس جیسا کہ حیات مین باعلی صفات وکمالات بشریہ موصوف تھی اب بھی انہین صفات
سے بلکہ یوما فیوما زیادہ اوس سے موصوف ہے چہ جائے ایمان کی کہ اصل اور مبدا تمام کمالات کا ہے اور
اگر کہین کہ وہ ایمان مع اوس روح کے انمین حلول کیا تو پوچھا جاتا ہے کہ تمہاری روح بھی تم مین ہے یا
نہین اگر ہے تو تم دو دلے ہوئے اور یہ بھی باطل ہے بحکم اس آیت کریمہ کے کہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ
مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ الآیہ یعنی اللہ تعالی نے نہین بنائے کسی مرد کے دو دل اوسکے اندر

اور اگر کہین کہ ہم مین دوسری روح نہین ہی بلکہ وہی روح مقدس ہمارے بدن کی بھی روح ہی اور ہم اور
حضرت رسالت دو قالب یکجان ہین تو یہ تناسخ ہوا کہ جسکو ہنود جنم بدلنا کہتے ہین اور اسکو اہل اسلام
باطل جانتے ہین بلکہ حکما بھی اسکو محال کہتے ہین جیسا کہ ایک آدمی مین دو نفس ہونا محال جانتے ہین
جیسا کہ صدرا وغیرہ مین مبرہن ہی اور اگر ایمان بمعنی مؤمن بہ کے ہی یعنی جن چیزون پر پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایمان لائے اونھین چیزون پر یعنیہا بندے کو ایمان ہی تو اس دعوے سے تمکو کچھہ
فضیلت ابوبکر صدیق پر بلکہ عوام مومنین پر بھی حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ سب مسلمان اونھین
چیزون پر ایمان لائے ہین جن پر حضرات انبیا ایمان لائے ہین قال اللہ تعالی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ یعنی ایمان لایا رسول ان چیزون پر کہ اوتاری گئین اوسپر
جانب رب اوسکی سے اور ایمان لائے مومنون سب ایمان لائے اللہ پر اور فرشتون پر اوسکے
اور کتابون پر اوسکے اور رسولون پر اوسکے کہ ہم نہین فرق جانتے ہین کسی ایک مین اوسکے
رسولون سے اور دوسری جا فرمایا قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى
اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى
وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا الآیۃ یعنی کہو تم اے مسلمانون کہ ایمان لائے
ہم اللہ پر اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ہمارے اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ابراہیم اور اسمعیل اور
اسحق اور یعقوب اور اولاد یعقوب کے اور اوس احکام پر کہ ملے موسی اور عیسی اور ملے سب
پیغمبرون کو اونکے رب کی طرف سے ہم فرق نہین جانتے ہین کسی ایک مین اون سب سے
اور ہم اوسیکے فرمان بردار ہین پس اگر ایمان لاوین اہل کتاب جسطرح پر کہ تم ایمان لائے ہو
پس مقرر راہ پاوینگے انتہی غرضکہ یہ کلام اونکے مہدی کا کسی جہہ پر خالی خطا سے نہین ہی
پس جب کہ ایسے مطالب عالیہ ایمانیہ مین پاک خطا سے نہووے مہدی معصوم کہان سے ہوئے
وہو المقصود **قولہ** اور دلائل شرعیہ سے اسکی یہ بھی ایک دلیل ہی جو مرقاۃ شرح مشکوۃ مین
باب اشراط الساعۃ مین مذکور ہی کہ جیسا خاتم انبیا قائم مقام کل انبیا کے ہین خاتم اولیا

قائم مقام کل اولیا کے ہین انتہی جواب باب پنجم مین کثرت سے احادیث صحیحہ صریحہ اس مقدمہ میں گذرین کہ ابوبکر صدیق بعد انبیا علیہم السلام کے تمام خلق سے افضل ہین پس قول صاحب مرقاۃ کا اونکے مقابل رتبہ استدلال کا نہین رکھتا ہی اور اگر کلام صاحب مرقاۃ کا تمہارے نزدیک کالوحی من السماء ہی تو تمہارے مذہب کی بالکل بیخ کنی ہوجاے گی کیونکہ غرض صاحب مرقاۃ کی اس کلام سے سراسر تمہارے مقصود کے مخالف ہی اب یہان ترجمہ تمام عبارت مرقاۃ کا کہ متعلق اس مقام سے ہی لکھا جاتا ہی کہ عقلاے انصاف پسند پر حقیقت حال کھل جاوے مولانا علی قاری صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ اختلاف ہی اس امر مین کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین یا اولاد امام حسین سے اور ممکن ہی کہ دونون طرف سے نسب رکھتے ہون اور ظاہر یہ ہی کہ جانب باپ سے حسنی ہو وین اور جانب مان سے حسینی قیاس کرنے کر اوپر احوال حضرت اسمعیل و اسحق صاحبزادون حضرت ابراہیم علیہم السلام کے کہ جب کہ سب انبیا بنی اسرائیل کے اولاد اسحق علیہ السلام مین ہوے اولاد اسمعیل علیہ السلام مین فقط ایک ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوکر قائم مقام سبکے اور خاتم الانبیا ہوکر نعم البدل ہوے ایسیہی چونکہ اکثر ائمہ اور اکابر امت اولاد حسین رضی اللہ عنہ مین ہوے مناسب ہوا کہ حسن رضی اللہ عنہ کا اسیطرح پر جبر نقصان کیا جاوے کہ انکو ایک ولی ایسا دیا جاوے کہ خاتم اولیا اور قائم مقام سائر اصفیا کے ہووے انتہی اب غور کا مقام ہی کہ مہدی جونپوری تو اونکے لوگون کے نزدیک حسینی ہین اگر وہ خاتم الاولیا ہوے تو امام حسین کی اولاد مین اور بھی مالامال افزایش ہوگئی اور آپمین امام حسن کا جبر نقصان کیا ہوا بلکہ اونکی اولاد کو تو سراسر حرمان ہوا علاوہ یہ کہ لفظ اولیا کا اگرچہ بمعنی لغوی صحابہ کرام اور انبیا و مرسلین بلکہ ملائکہ مقربین اور کروبین کو بھی شامل ہی لیکن عرف مین جب اولیا بولتے ہین تو مراد اوس سے وہی اولیا ہوتے ہین کہ سوائے انبیا اور ملائکہ اور صحابہ بلکہ ائمہ اہل بیت کے ہین چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی رح نے مختصر بہجۃ الاسرار مین اوسکی تصریح بھی کی ہی جیسا کہ لفظ دابہ کا کہ اصل مین شامل ہی ہر چیز جاندار کو کہ چلتے ہین زمین پر لیکن اہل عرف نے اسکو خاص کیا چارپایون پر پھر دوبارہ خاص کیا گھوڑون پر اب اگر کوئی دابہ بلا قرائن کے بولے تو اوس سے فقط معنی عرفی سمجھین گے اور انسان وغیرہ نہ سمجھین گے اور وہی صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ ابوبکر صدیق افضل ہین بعد انبیا کے تمام

اولیا اس امت اور امم سابقہ سے چنانچہ باب پنجم مین ذیل مین حدیث دوم سید اکہول اہل الجنۃ کے گذر چکا اور وہی صاحب مرقات تمہارے مہدی اور اونکے گروہ کو نہایت برائی سے یاد کرتے ہین چنانچہ اس کتاب مین بعد دو ورق کے لکہتے ہین کہ بلاد ہندوستان مین ایک گروہ ظاہر ہوا ہی کہ اونکو مہدوی بولتے ہین اونمین کچہہ ریاضتین عملی اور کشوف سفلی ہین اور جہالات ظاہر ہین منجملہ اونکی جہالتوں کے ایک یہ ہی کہ اعتقاد رکہتے ہین کہ ہمارے شیخ جو ظاہر ہو کر مر گئے اور مدفون ہوئے بعضے بلاد خراسان مین وہی مہدی موعود تھے اور اب اونکے سوا کوئی مہدی وجود مین نآوے گا اور اونکی گمراہیون مین سے ایک بات یہ ہی کہ اعتقاد رکہتے ہین کہ جو شخص اس عقیدے پر نہووے وہ کافر ہی اور ہمارے شیخ عارف باللہ ولی شیخ علی متقی نے ایک رسالہ جامعہ علامات مہدی مین رسائل سیوطی سے منتخب کر کے تالیف کیا اور اسوقت جو چارون مذہب کے علما مکہ معظمہ مین موجود تھے اونسے اس باب مین فتوی پوچہا سب نے فتوی دیا کہ جو شخص کہ حکومت اور قدرت رکھتا ہو اوپر اُسکو واجب ہی کہ اونکو قتل کرے تمام ہوئی عبارت مرقاۃ کی اور اسیطرح ملاے موصوف اپنے ایک رسالہ احوال مہدی مین بھی اسقوم کی تضلیل و تکفیر کرتے ہین اور طرہ یہ ہی کہ جو معنی اور مقام خاتم الاولیا کا یعنی مساوات اور امداد علوم انبیا و رسل کو علیسی بیان مہدوی موافق اپنی فہم ناقص کے فصوص الحکم سے سمجھہ کر اپنے شیخ جونپوری کے حق مین جماتے ہین چنانچہ آیندہ آویگا اوسکو ملاے موصوف اس رسالے مین کفر صریح ٹھہراتے ہین اور تحقیق اس امر کی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی اور ان اہل اصطلاح کے نزدیک مراد اس سے مہدی نہین ہین مطلب دوم مین آویگی انشاء اللہ تعالی قولہ سوال یہ خلاف ہی حکم قطعی کا جو اجماع سے ثابت ہی کہ افضل البعد انبیا علیہم السلام کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین جواب نور الانوار وغیرہ مین کتب اصول سے مذکور ہی کہ حکم اجماع کا قطعی ہونیکو رکن و شرط یہ ہی کہ تمامی امت کہین کہ اجماع کیا ہمنے اس حکم پر اور متفق ہوئی تمام امت اس حکم پر اگر اس حکم مین ایک شخص نے بھی اختلاف کیا تو وہ حکم قطعی نہین ہوتا ہی اور اختلاف اس ایک کا مانند اختلاف اکثر کے ہی جائز ہی کہ صواب اس ایک کی طرف ہووے باقی تمام خطا پر ہووین اور اگر کسی نے اختلاف نہین کیا ولیکن بعضے ساکت رہین تو اسکو اجماع سکوتی کہتے ہین اس مین خلاف ہی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ یہ اجماع ظنی ہی نزدیک اونکے انتہی اب ظاہر ہی کہ اس حکم مین ایسہ فرقہ تفضیلیہ وغیرہ کا خلاف قدیم سے چلا آتا ہی اور اسطرحکا اجماع اس حکم تفضیل مین

بیان اقسام اجماع کا اور باطل ہونا افضلیت شیخ جونپوری کا بسبب اجماع مرکب صحابہ کرام کے کہ ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما افضل ہیں تمام امت سے

ممنوع غیر مسموع ہی تمام ہوئی عبارت رسالۂ مذکورہ کی جواب بیان جو تمنے نور الانوار سے لیکر یہ تقریر طولانی بنائی تمہارے مقصود کے واسطے ہرگز مفید نہین ہی بلکہ مضر ہی اور ہمارے مقصود کے واسطے مفید اور موافق ہی شرح اوسکی یون ہی کہ تمام امت کا متفق ہونا ہر اجماع مین شرط نہین ہی اسواسطے کہ اجماع دو قسم ہی ایک وسی بات پر اجماع کرنا کہ جسمین اجتہاد اور راے کی حاجت نہین ہی بلکہ ہر خاص و عام اوسکو سمجھ سکتا ہی جیسا کہ اس بات پر اجماع ہی کہ ہر روز پانچ نمازین فرض ہین اور رمضان کے روزے فرض ہین کہ اگرچہ یہ چیزین نص قطعی سے ثابت ہین لیکن اجماع بھی اسپر منعقد ہوا ایسی چیزون کے اجماع مین البتہ تمام عام و خاص امت کا متفق ہونا شرط ہی اور مسئلۂ تفضیل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس قسم کا نہین ہی دوسری قسم یہ ہی کہ ایسی بات پر اجماع کرنا کہ جسمین راے اور اجتہاد کی حاجت ہی جیسا کہ احکام نکاح اور طلاق اور بیع وغیرہ کے کہ انمین عوام امت کالانعام ہین اونکا متفق ہونا کچھ ضرور نہین ہی فقط [illegible] لوگ ایک ماننے کے خواہ عصر صحابۂ کرام کے ہون یا کسی اور عصر کے ہون جب کہ اوس بات پر متفق ہو گئے اجماع قطعی ہو گیا اور اس اجماع مین جو علما کہ مرتبۂ اجتہاد کو نہین پہنچے ہین مثل عوام الناس کے بے اعتبار ہین جیسا کہ فقط متکلم ہو یا فقط مفسر یا محدث ہو کہ طریق اجتہاد اور قیاس سے بہرہ نہ رکھتا ہو یہ خلاصہ ہی توضیح اور دائرا ور تحقیق الحسامی اور مسلم الثبوت کا اور مسئلۂ تفضیل کا اسی قسم سے ہی کیونکہ پہچاننا اس بات کا کہ کون افضل البشر ہی بعد انبیا علیہم السلام کے مجتہدون کا کام ہی کہ اول معنی افضلیت کے پہچاننا بعد اوسکے احادیث اور آیات کہ ہر ایک کے حق میں وارد ہین اسکو جمع کر کے نہایت خوض اور تنقیح کے بعد ایک شخص پر حکم افضلیت کا کرنا ایسے نازک مقدمے مین عوام امت کو کیا دخل بجز تقلید کے اور اس اجماع مین تمام امت کا متفق ہونا جو تمنے شرط ٹھہرایا نہایت غلطی ہی یہ اجماع صحابۂ کرام کے عصر مین منعقد ہوا کہ اونسے بڑھ کر اس مقدمے کا پہچاننا دوسرے کو قسم محالات عادیہ سے ہی پس صحابہ مین جو لوگ رتبۂ اجتہاد کا رکھتے تھے اونکا اتفاق کافی ہی اگر ثابت ہو جاوے اور یہ جو تمنے اپنی تقریر کا ثمرہ نکالا کہ اہل فرقۂ تفضیلیہ کا خلاف قدیم سے چلا آتا ہی تو اجماع ممنوع ہی تمہارے مطلب کو کہ ثابت کرنا افضلیت سید محمد جونپوری کا ہی کمال مضر ہی بیان اوسکا یہ ہی کہ قرن اول مین کہ خیر القرون ہی جمہور صحابہ نے اجماع کیا کہ بعد انبیا علیہم السلام کے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ افضل اہل سنت کے ہین مگر حضرت سلمان اور ابوذر اور مقداد

اور خباب اور جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے اتفاق اس بات پر کیا ہی کہ علی افضل امت ہین پس تمام صحابہ مجتہدین اونکے تحقیقًا اور مقلدین تقلیدًا اس دو قول پر متفق ہوئے اور اسکو اجماع مرکب کہتے ہین اور اس اجماع کے بعد نیا قول نکالنا باطل ہوتا ہی چنانچہ توضیح مین لکھا ہی کہ جب صحابہ دو قول پر مختلف ہوئے اجماع ہو گیا اس بات پر کہ قول تیسرا باطل ہی بعضے کہتے ہین کہ یہ اجماع مرکب فقط صحابہ کے ساتھ مختص ہی اسلیے کہ اصلا جائز نہین ہی کہ اونکے حق مین گمان جہل کا کیا جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ صحابہ کے بعد والے بھی اگر ایسا اختلاف کرین تو بھی اجماع مرکب ہو جاتا ہی اور نور الانوار اور دائر شرح منار مین بھی ایسی لکھا ہی اور مسلم الثبوت مین لکھا ہی کہ اگر قول ثالث رافع اور نقیض ہوا ان دو قولون کے تو ممنوع ہی اب یہان سے ثابت ہوا کہ جب صحابہ کرام کا اجماع مرکب کہ ابوبکر صدیق افضل امت ہین یا علی مرتضی مہدویونکے تیسرے قول اختراعی سے کہ بلکہ سید محمد جونپوری افضل ہین سب سے اوٹھ جاتا ہی تو یہ قول تیسرا خارج اجماع ہوا یہین باطل ہوا موافق قاعدۂ اصولیہ کے بلکہ موافق عقیدۂ مہدویہ کے منکر اجماع صحابہ کا کافر ہی چنانچہ سید میران جی بن سید سلام اللہ نے اپنے رسالۂ سلسلہ مین لکھا ہی کہ منکر نص قرآن اور منکر حدیث متواتر نبی اور منکر احکام مہدی اور منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کافر ہی قولہ شاید کہ اسی سبب سے علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے شرح عقائد النسفی مین بحث اس مسئلے کی لکھی ہی کہ پائی ہمنے دلیلین جانبین کی متعارضہ اور نہین ہی یہ مسئلہ متعلق اعمال سے تا کہ ہووے توقف اسمین مخل کسی واجب کا انتہی اور اگر یہ حکم اجماع قطعی سے ثابت ہوتا تو علامہ رحمہ اللہ ایسا ہرگز نہ لکھتے کیونکہ توقف و تردد حکم قطعی مین سراسر بیجا وخطائے فاحش ہی اور پھیرنا تعلق ان مطلق عبارت کا مخصوص طرف ترتیب یا ترتیب بین الختنین رضی اللہ عنہما کے تکلف بلا سبب ہی جواب تمکو اس سے کیا کام کہ شہنشاہ کی داڑھی بڑی یا بیلشاہ کی اگر فضیلت عثمان اور علی مین دلائل متعارض ہووین یا فضیلت ابوبکر و علی مین دلائل متعارض ہووین ہر حال صحابۂ کرام سوائے افضلیت ابوبکر یا علی کے تیسرے کی افضلیت نہین مانتے ہین اور اسی پر اجماع مرکب ہوا اب موافق قاعدۂ اصول کے کہ اوپر مذکور ہوا یہ ایجاد فقیر کہ مہدی جونپوری سب سے افضل ہین باطل ہوئی ورنہ صحابہ کا اجماع کہ ان دو مین سے ایک افضل تمام امت پر جانتے تھے خطا ٹھہریگا اور یہ محال ہی کہ امت حضرت کی خصوصًا صحابۂ کرام خطا پر اتفاق کرین اسواسطے کہ

لا یجتمع امتی علی الضلالۃ حدیث متواتر المعنی ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین لکھا ہی اور اوسکی
شرح مین بحر العلوم نے محقق کیا ہی قولہ اور قطع نظر اسکے علماے اکابر اس حکم کو مطلق نہین
رکھتے ہین بلکہ اس مین تاویل و توجیہ کیے ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی جزو عم سورۃ واللیل آیہ کریمہ سیجنبھا
الاتقی کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ اہل سنت و جماعت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت و بزرگی
سیادت پر بعد انبیا علیہم السلام کے یہی آیت سے نکالے ہین اور یہی آیت اوسکی دلیل ہی اور بعد تقریر
دلیل اور سوال و جواب اہل خلاف کے لکھتے ہین کہ بعضے اہل سنت و جماعت کے بزرگون سے سنا گیا
کہ فرماتے تھے کہ یہ خاص اون لوگون کی نسبت ہی جو زندہ ہین لب حضرت ابوبکر صدیق رض آخر عمر مین جو کہ
خلافت کا زمانہ ہی اس کلمے کے مصداق ہو سکتے ہین اور بعد تقدیرے تفصیل اس مضمون کے لکھتے ہین
معلوم ہوا کہ اتقی اسکو کہتے ہین جو اپنی آخر عمر مین کہ یہی عملون کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے
کے لوگون سے جو زندہ ہین افضل ہووے اور تقوی مین زیادہ انتہی جواب یہ جو تم نے کہا
کہ علماے اکابر اس حکم یعنی افضلیت ابوبکر صدیق رض کو مطلق نہین کہے ہین بلکہ اسمین تاویل کیے ہین
جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی الخ اسکے کیا معنی ہین اگر یہ مراد ہی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا افضل و اتقی ہونا
بہ نسبت انبیا علیہم السلام کے مطلق نہین سمجھتے ہین بلکہ بولتے ہین کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے
افضل اور اتقی ہین بجز انبیا علیہم السلام کے تو مسلم ہی اور یہی اعتقاد ہمارا ہی اور اس تحقیق سے
تمہارے مطلب کو کچھ بہرہ نہین ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے کسی اور شخص کی
نسبت بھی مثل مہدی وغیرہ کے مطلق نہین سمجھتے ہین تو سراسر اون علماے اکابر کے مقصود کے خلاف ہی
بلکہ اون پر ایک بہتان ہی اونکا ہرگز یہ اعتقاد یا کسی کلام مین مراد نہین ہی کہ ابوبکر رض فقط اپنے
ہم عصرون سے افضل ہین اور اپنے بعد یا قبل والون سے کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے
ہین افضل نہین ہین یا یہ تخصیص اتقی مین اونھون نے فقط نسبت با انبیا علیہم السلام کے کی ہی اور سبب
اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰى وَمَا لِاَحَدٍ
عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى یعنی اور بچا دیا جاویگا اوس آگ سے وہ شخص کہ اوروں سے بڑھ کر
پرہیزگار ہی جو کہ دیتا ہی مال اپنا دل پاک کرنے کو اور نہین ہی کسی کا اوسپر احسان کہ جسکا بدلا دیا جاوے
امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ تمام امت اہل سنت اور شیعہ کا اجماع ہی اس بات پر کہ افضل خلق

بعد رسول اللہ کے یا ابوبکر ہین یا علی ہین اور یہ آیت اون دو مین سے ایک کے حق مین ہی اور ہم کہتے
ہین کہ ممکن نہین کہ یہ آیت علی رضی اللہ عنہ پر محمول ہووے اسلیے کہ اس اتقی کی صفت مین فرمایا
کہ نہین ہی اوسپر کسی کا احسان قابل بدلا دینے کے اور چونکہ علی رضی اللہ عنہ پر حضرت رسالت پناہ کا
حق دنیوی تھا کہ حضرت نے اونکو اونکے والد سے لیکر پرورش فرمایا تھا یہ صفت اوپر صادق نہین
ہوسکتی اسواسطے کہ حقوق دنیوی قابل بدلا دینے کے ہوتے ہین البتہ ابوبکر صدیق پر حضرت کا احسان
دنیوی نہ تھا بلکہ یہ ہمیشہ حضرت پر اپنا مال ومتاع نثار کرتے رہے چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ مال کسی
مسلمان نے مجکو اسقدر نفع نہ دیا جس قدر کہ مال ابوبکر نے ہان احسان ہدایت اور راہ بتلانیکا ابوبکر صدیق
پر تھا مگر یہ احسان قابل بدلے کے نہین ہی جیسا کہ قرآن شریف مین ہی مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ
مِنْ اَجْرٍ یعنی نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اوس ہدایت کا کچھ بدلا پس ثابت ہوا کہ یہ آیت
ابوبکر صدیق کے حق مین ہی اور وہی اتقی ہین اور چونکہ دوسری آیت مین آیا ہی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
اَتْقٰکُمْ یعنی افضل تم مین اللہ تعالی کے پاس اتقی تمہارا ہی معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق افضل امت ہین
انتہی مگر یہ شبہہ رہا کہ یہان اتقی مطلق ہی اگر ابوبکر صدیق اورون سے اتقی ہین حضرت رسالت مآب سے
کیونکر اتقی ہووینگے سو اس شبہے کو شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرقۂ تفضیلیہ کی طرف سے وارد کرکے
دو طور سے دفع کیا ایک یہ کہ یہان کلام سائر الناس مین ہی نہ پیغمبرون مین اسلیے کہ شریعت سے معلوم
ہی کہ انبیا علیہم السلام منزلت مین سب سے ممتاز ہین اونکو سائر الناس پر اور سائر ناس کو اون پر
قیاس نکیا چاہیے پس بموجب عرف شرع کے مقام بیان فضیلت مین اسقسم کے الفاظ مخصوص
بامت ہوتے ہین اور تخصیص عرفی تخصیص ذکری سے قوی تر ہی جیسا کہ کوئی کہے کہ گیہون کی
روٹی بہتر ہی دوسری روٹیون سے ہرگز نہ سمجھینگے کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر ہی اسلیے کہ وہ
معروف نہین ہی اور بحث ایسے مقام مین دانے اور غلے سے ہوتا ہی نہ فواکہ اور میوے سے اور
دوسرا طور دفع شبہہ مذکور کا یون بیان کیا کہ بعضے بزرگون اہل سنت سے سنا گیا کہ اتقی اس جا
اپنے معنی عموم پر ہی یعنی ابوبکر اتقی ہین سب سے لیکن نسبت اون لوگون کی جو قید حیات مین ہووین
پس ابوبکر صدیق پر یہ کلمہ آخر عمر مین کہ حضرت رسالت کی رحلت ہو چکی تھی صادق آیا الیوم انت اتقی الناس کا
کا مقام ہی کہ غرض اس تاویل سے یہی ہی کہ انبیا اور حضرت خاتم انبیا پر فضیلت لازم نہ آوے نہ یہ کہ

کہ بعد زمانہ ابوبکر صدیق رض کے جو لوگ کہ پیدا ہوویںگے اون پر بھی فضیلت مراد نہیں ہے اسواسطے
کہ یہ بات تو مقررات اہل سنت سے ہے کہ جب کہ ابوبکر صدیق اپنی آخر عمر میں سائر موجودین سے
کہ عمر و عثمان و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم اور باقی اشخاص ہیں افضل واتقی ٹھہرے اور یہ لوگ تمام
متاخرین امت سے افضل ہیں اور معلوم ہے کہ افضل سے افضل افضل ہوتا ہے لامحالہ ابوبکر صدیق
تمام امت موجود اور غیر موجود سے افضل ہوے ایسے ظاہر و باہر مقام کو غیر جابر جان کے اپنے
مقصود پر کسی گاون اور پچھلون کے حاشیہ خیال میں بھی نگذرتا ہوگا جمانا نہایت ہٹ دھرمی ہے
قولہ اور معلوم کیجیے کہ موضوعات میں علی بن عراق کے کہ نام اوسکا تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ ہے کتاب
الفتن میں ابن عدی کی کتاب سے کہ نام اوسکا کامل ہے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول
ہے کہ ہوگا آخر زمانے میں خلیفہ ایسا کہ نہیں افضل ہے اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اور سند میں اوسکی
زکریا الوقار اور شیخ اوسکا مومل بن عبدالرحمن ضعیف ہیں جیسا کہ کیا ہے یعنی اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ دونو
بری ہیں اس ضعف سے کیونکہ آئی ہے یہ حدیث سند صحیح سے لایا ہے اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف
میں ابن سیرین سے جواب کہان سے ثابت ہوا کہ بری ہیں ضعف سے حالانکہ آئمہ اس فن کی
تصریح کرتے ہیں کہ مومل بن عبدالرحمن ضعیف ہے چنانچہ تقریب وغیرہ کتب اسماء الرجال میں موجود ہے
بلکہ یہ بات ابن عراق کی عبارت سے بھی یعنی مفہوم ہوتی ہے ورنہ اوس عبارت میں تقریب تمام موجود
اسواسطے کہ ابن عراق کی عبارت یہ ہے حدیث یکون فی اخر الزمان خلیفة لا یفضل
علیه ابوبکر و لا عمر عد من حدیث ابی هریرة و فیه زکریا الوقار و شیخه مومل
بن عبد الرحمن ضعیف تعقب بانهما بریان منه فقد ورد بسند صحیح اخرجه
ابن ابی شیبة فی المصنف عن ابن سیرین قوله اب غور کیا چاہیے کہ مصنف ابن ابی شیبہ
میں بروایت صحیح آنے سے کیونکر معلوم ہوا کہ مومل مذکور ضعف سے بری ہے کیا راوی ضعیف
کبھی کوئی حدیث صحیح نہیں بولتا ہے کہ اگر کبھی ایک حدیث بھی اوسکی دوسرونکی روایت سے صحت کو
پہنچ جاتی ہے تو یہ کلمہ منتقض ہوکر وہ راوی ضعف سے بری ہو جاتا ہے و هل هذا الا عجاب
بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان دونوں شاگرد و استاد کے ضعیف ہونے سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ حدیث
المکل ہے اصل ہو اور ابتدا اسکا انھیں سے سرزد ہوئی ہو سو کہا کہ یہ دونوں بری ہیں

---

یعنی مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ میں ایک خلیفہ ایسا ہوگا کہ ابوبکر و عمر اس سے افضل نہیں ہیں

اس بات سے اسواسطے کہ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسکو روایت کیا ہی اور جاننا چاہیے کہ اس زیادتی سے
اگرچہ عبارت موجہ ہو گئی لیکن حدیث کا ضعف دفع نہوا اسلیے کہ ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا ہی وہ
قول ابن سیرین پر موقوف ہی اور حدیث مذکور الصدر مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر پس صحت کو اسقدر
پونہچا کہ یہ قول ابن سیرین کا ہی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کرنا ثابت نہوا اسواسطے کہ راوی
اوسکا مؤمل بن عبد الرحمن سامحہ اللہ تعالی ضعیف ہی اور یہان مصنف رسالہ نے عجب کام ش...
دیانتی کا کیا کہ اپنی بات بنانے کے واسطے ابن عراق کی عبارت کے ترجمے (یعنی عیسی میان مہدوی اللہ آبادی) مین اسیقدر لکھا کہ
لایا ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف مین ابن سیرین سے تا کہ دیکھنے والے سمجھین کہ یہ وہی
حدیث ابوہریرہ کی ہی کہ یہان بواسطہ ابن سیرین کے بسند صحیح روایت کی گئی اور یہ نلکھا کہ ابن ابی شیبہ جو
لایا ہی وہ قول ابن سیرین کا ہی نہ ابوہریرہ یا حضرت رسالت کا جیسا کہ عبارت ابن عراق سے ظاہر ہی
لہ عن ابن سیرین قولہ اور اگر یہ عبارت سمجھ مین نا آئی تھی تو کیا کتاب برہان بھی ندیکھی تھی کہ اوسمین
یہ قول مع تمام سند کے مصنف ابن ابی شیبہ سے منقول ہی کہ حدثنا ابو اسامة عن عوف
عن محمد هو ابن سيرين قال يكون في هذه الامة خليفة لا يفضل عليه
ابو بكر و عمر و ليس هذه اول فارورة كسرت في الاسلام یہ ایک شمہ ہی اونکی عادات کا
چنانچہ ابواب سابقہ مین معلوم ہو چکا کہ اونکے پیشواؤن نے کسقدر آیات و احادیث و عبارات
کتب منقول عنہا مین تحریفات کی ہین اور بنے اصل اور موضوع حدیثین اپنے موافق لاکر قطعیات
سمجھے ہین اور احادیث صحیحہ اور اجماع قطعی کو کہ اپنے مخالف پایا پس پشت ڈال دیا ہی قولہ اور اسواسطے
اسکے طریق دوسرا بھی ہی لایا ہی اسکو نعیم بن حماد کتاب فتن مین انتہی جواب تمہاری تقریر سے
معلوم ہوتا ہی کہ تم سب طرق حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سمجھتے چلے ہو حالانکہ ایسا
نہین ہی بلکہ یہ دوسرا طریق بھی واسطے قول ابوبکر محمد بن سیرین کے ہی کہ نعیم بن حماد نے دوسری
سند سے اوس قول مذکور کو روایت کیا چنانچہ کتاب برہان مین لکھا ہی کہ اخرج نعیم من طریق
حمزة عن محمد بن سيرين انه ذكر فتنة تكون فقال اذا كان فاجلسوا في بيوتكم
حتى تسمعوا على الناس خير من ابي بكر و عمر الخ قولہ اور شیخ علی متقی رسالہ برہان کے
...ہوین باب مین لایا ہی اس ابن شیبہ کی روایت اور ذکر کیا ہی اسکی صحت کو اور صاحب عقد الدرر

ساتوین باب مین لکھے ہین کہ روایت ہی عوف بن منبہ سے کہ کہی حدیث لکتے ہین ہم کہ ہوگا اس
امت مین خلیفہ نہین فضیلت ہوا اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی لایا ہی اس روایت کو امام ابوبکر دانی
رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن مین جواب ابن ابی شیبہ کی روایت اوپر مذکور ہو چکی اوس مین عوف محمد بن
سیرین سے روایت کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ قول عوف کا مرجع بھی محمد بن سیرین ہین اب ظاہر ہوا کہ
جمیع طرق کا مدار محمد بن سیرین کے قول پر ٹھہرا اور معلوم ہوا کہ یہ بات فقط قول محمد بن سیرین کا ہی اب انصاف
کیا چاہیے کہ اجماع جمہور صحابہ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور اجماع مرکب تمام صحابہ
کا کہ مبطل ہی اس قول ثالث کا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا اور احادیث صحیحہ کہ صحاح ستہ وغیرہا کتب معتبرہ
حدیث مین باسانید معتبرہ مذکور ہین کہ دال ہین اوپر افضلیت شیخین کے کہ باب پنجم مین مذکور ہو چکین
اور آگے بھی آوینگی اور علی مرتضی سے تواتر قطعی کچھ اوپر اسی راوی کی روایات سے مروی ہو
کہ افضل اس امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین یہ سب ایک طرف ٹھہرا
اور ایک قول محمد بن سیرین تابعی کا ایک طرف ٹھہرا جسکو ذرہ بھی فہم و شعور امور دین مین ہوگا وہ
بلا تامل جانے گا کہ قوت کسطرف ہی اور قابل استدلال کون ہی اور اس قول کو اوس اجماع و احادیث کے
سامنے کیا رتبہ ہی اسواسطے امت نے اس قول کو آج تک قبول نکیا بلکہ جس وقت محمد بن سیرین نے
یہ بات کہی اوسیوقت اونکے حاضرین مجلس نے بکمال استبعاد پوچھا کہ کیا ابوبکر اور عمر سے افضل ہوگا
اور طرفہ یہ ہی کہ محققین مہدویہ کہتے ہین کہ ابن سیرین کے مہدی دوسرے ہین مہدی متنازع فیہ نہین
ہین چنانچہ کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی نے لکھا ہی نزدیک ابن سیرین مہدی از غیر بنی فاطمہ
مقرر ہست چنانچہ ذکر کردہ امام احمد بن عبد اللہ بن علی بن یحیی در کتاب خود کہ نام او آثار النیرین
بعد ذکر حدیث بخاری عن ابی ہریرۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ
حتی یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصاہ فقال القحطان ابو الیمن قال المقدسی
اختلف فیہ فقال ابن سیرین القحطانی رجل صالح وہو الذی یصلی خلف عیسی
وہو المہدی ولہذا ابن سیرین ذکر کردہ المہدی من ہذہ الامۃ یؤم عیسی بن مریم
بلا قید از بنی فاطمہ انتہی پس اب مہدویوں کا قول ابن سیرین سے تفضیل مہدی فاطمی کی ثابت کرنا
مراد ابن سیرین کو محرف کرنا ہی اور یہ سب ایک طرف رکھو خود تمہارے مہدی کے قول سے کہ جنکو

ف — ابن سیرین کے قول کو مہدی پر حمل کرنے سے شیخ جونپوری کا تخطیہ لازم آتا ہے

معصوم جانتے ہو لزوماً نکلتا ہی کہ ابوبکر صدیق کا افضل ہونا لوح محفوظ کی لکیر ہو اسواسطے کہ اوپر مذکور ہوا کہ تمھارے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم زد کیا ہی اور شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی اب اگر تمھارے نزدیک مہدی افضل ہین ابوبکر صدیق سے تو یہ کشف اونکا خطائے فاحش ہوا اور معصومیت مین بٹہ لگا اور مہدویت تمھارے اصول کے موافق غارت ہوگئی پس تمھاری برخورداری اور سعادت مندی اسمین تھی کہ اپنے بزرگ کو جھٹلا لئے۔ اور محمد بن سیرین کے قول کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرنے کہ لفظ خلیفہ کا اونپر بھی صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ الحدیث یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے واللہ کہ اوترینگے عیسی ابن مریم اس حال مین کہ حاکم عادل ہونگے پس توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور اوٹھا دینگے جزیہ یعنی ذمیون کو جزیہ لیکر اونکے دین پر چھوڑ دینا موقوف کرینگے بلکہ یا قتل یا اسلام کا حکم فرماوینگے اور مہدویہ کے ایک سالہ عربیہ مین دیکھنے مین آیا کہ خلیفہ چھ ہین خلفائے راشدین اور مہدی اور عیسی مگر مہدی اور عیسی جامع ہین خلافت اور امامت کو بخلاف خلفائے راشدین کے کہ فقط خلافت رکھتے تھے اور امام وہ ہی کہ سبب نجات امت ہو جیسا کہ حدیث مین ہی کہ کیف تہلک امۃ انا فی اولہا و عیسی فی اٰخرہا والمہدی من اہل بیتی فی وسطہا بلکہ ابن عدی کی حدیث جو سنے مشرع مین نقل کی وہ حضرت عیسی سے نہایت مناسبت رکھتی ہی نہ مہدی سے اسلیے کہ اوسمین ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین ایسا خلیفہ اور ظاہر ہی کہ آخر زمانے مین خلافت حضرت عیسی علیہ السلام کی ہوگی اور مہدی کی خلافت اونسے پہلے ہوگی کہ اوسپر لفظ وسط کا صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی کیف تہلک امۃ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح اٰخرہا یعنی کیونکر ہلاک ہوگی امت کہ مین اول اسکا ہون اور مہدی وسط اوسکے اور عیسی آخر اوسکے اور قبل اوسکے ایک حدیث بروایت ابونعیم مذکور ہوئی کہ اوسمین یہ الفاظ ہین خیر ہذہ الامۃ اولہا و اٰخرہا اولہا فیہم رسول اللہ و اٰخرہا فیہم عیسی بن مریم یعنی بہترین اس امت کے

ف بیان تعارض دو قول اور مراتب اقوال صحابہ اور تابعین کا

اول والے اور آخر والے ہین اول والون مین رسول اللہ ہین اور آخر والون مین عیسی بیٹے مریم کے ہین
پس مہدویونکو لائق تھا کہ قول محمد بن سیرین کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے کہ خلاف اجماع
مفرد جو مہدی کا اور اجماع مرکب کا نہوتا اور احادیث صحیحہ کی بھی مخالفت لازم نہ آتی اور شیخ محی الدین ابن عربی کا کلام بھی اونکے
مخالف نہوتا اور اونکے واسطے سب سے بڑی یہ بات تھی کہ مہدی ثنا خوانی ابن عربی مین سچے
نکلتے مگر انھون نے مہدی کی افضلیت پر اونکی مہدویت کو فدا کر دیا اور مصداق اس کلام کے ہوے
شعر یکے بر سر شاخ بن می برید ۞ خداوند بستان نگہ کرد و دید ۞ بگفتا کہ این مرد بد میکند ۞ نہ با من
کہ با نفس خود میکند ۞ اور حیرت کا مقام ہے کہ مہدویہ حمل مطلق کا مقید پر حرام جانتے ہین تا کہ جس حدیث
مین کہ کچھ حال مہدی کا مذکور ہے اور تعبیر مہدی کی بلفظ امیر و خلیفہ وغیرہ کے کی گئی ہے وہان جاے
کہ زیادتی ہی اور امیر و خلیفہ مطلق کا حمل مہدی پر نکیا جاے یہان اپنے اوس قرارداد و اصول کے
خلاف خلیفہ مطلق کو مہدی پر کسطرح حمل کرتے ہین **قولہ** اور بعضے تاویل و توجیہ کیے ہین ان روایتون
مین اسطرح سے کہ حضرت مہدی کے وقت مین فتنے اور حادثے زیادہ ہین اون فتنون سے جو
خلافت مین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہوے پس فضیلت اور زیادتی باعتبار حادثون کے
ہے نہ باعتبار ثواب کے کیونکہ صحیح حدیثین اور اجماع اس بات پر ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
افضل الخلق ہین بعد انبیا علیہم السلام کے **جواب** شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب
برہان مین فرمایا کہ مؤلف کتاب عرف الوردی نے کہا کہ جیسا کہ حدیث بل اجر خمسین
منکم مین تاویل کی گئی ہے ویسی لفظ ابن سیرین مین بھی تاویل کرنا مناسب ہے اسواسطے کہ زمانہ مہدی مین
فتنے نہایت سخت ہوویںگے اور تمام نصاری اوسپر ہجوم کرینگے اور دجال محاصرہ کریگا چونکہ اون سبکو
اللہ تعالی اونکے ہاتھ سے دفع کرادیگا اس سبب سے اونکو اس امر خاص مین فضل ہے ابوبکر
و عمر رضی اللہ عنہما پر اس بات مین کہ اونکا ثواب زیادہ ہو اور مرتبہ خدا کے پاس شیخین سے بلند تر
رکھتے ہون اسواسطے کہ احادیث صحیحہ اور اجماع اسپر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے
انتہی یہ تاویل کرنا اور اوس قول ابن سیرین کو ساتھ دوسرے ادلہ شرعیہ صحیحہ کے تطبیق اور توفیق دینا
محض تبرع اور رعایت قائل کی ہے ورنہ بموجب قواعد علم اصول حدیث اور فقہ کے یہان تاویل کی
کچھ ضرورت نہ تھی بلکہ کہ دینا تھا کہ یہ قول ساقط الاعتبار ہے اسواسطے کہ کتب اصول مین مصرح ہے

کہ درمیان قوی و ضعیف کے تعارض نہین ہوتا ہی اور جب قول ضعیف قوی کے مخالف ہوتا ہی ساقط
ہوجاتا ہی اسیواسطے حدیث مشہور متواتر کی معارض نہین ہوسکتی اور خبر واحد مشہور کی معارض
نہین ہوتی البتہ جب دو خبرین برابر مرتبے کے متعارض نظر آتی ہین تو وہان اگر ممکن ہوتا ہی تو اول توفیق
و تطبیق کرکے دونون پہ عمل کرتے ہین اور اگر تطبیق نہین ہوسکتی ہی مگر تاریخ معلوم ہوتی ہی تو اول
کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ جانتے ہین اور اگر تاریخ معلوم نہو تو کسی وجہ سے ایک کو ترجیح دیکر اوسی پر
عمل کرتے ہین اور اگر ترجیح نہ بن سکے تو توقف کرتے ہین اور حکم دونون کا ساقط ہوجاتا ہی کہ اذا
تعارضا تساقطا تاکہ ترجیح بلا مرجح نہ لازم آوے یہ خلاصہ ہی مسلم الثبوت اور شرح بحر العلوم اور
شرح نخبۃ الفکر اور نور الانوار اور تحقیق الحسامی وغیرہ کا اور ظاہر ہی کہ یہان قول ابن سیرین کا اگرچہ بسند
صحیح مروی ہووے سو یہ وہ اجماع اور قول صحابۂ کرام اور حدیث سید الانام علیہ السلام سے کیا رتبہ
رکھتا ہی کہ معارض و مناقض کہلاوے بلکہ قول صحابی بھی بمقابل حدیث صحیح کے ترک کیا جاتا ہی
البتہ جب کوئی حدیث کسی مقدمے مین ہاتھہ نہ لگے تو قول صحابی کا حجت ہوتا ہی دوسرونکے
واسطے مگر یا بین تفصیل کہ جو قول صحابی کا کہ صحابہ مین مشہور ہوا اور اونھون نے اوسپر سکوت
کیا تو اوسکی تقلید واجب ہی اسلیے کہ وہ اجماع سکوتی ہوا اور اگر دوسرے صحابہ نے اوسمین خلاف
کیا تو تقلید واجب نہین ہی بلکہ جس صحابی کا قول مجتہد کی رائے کے مطابق ہو اوسپر عمل کرے اب
باقی رہا وہ قول کہ اوسمین اختلاف اور اتفاق اونکا ثابت نہوا خواہ وہ قول قابل اجتہاد ہو یا نہو
امام شافعی کے نزدیک اوسکی تقلید ضرور نہین ہی اور ابو سعید بردعی کے نزدیک ضرور ہی
اور کرخی کے نزدیک غیر اجتہادی مین ضرور ہی جیسا کہ توضیح مین ہی اور قول ایسے تابعی کا کہ صحابۂ کرام
اونکے فتوے کو اپنے قول پر ترجیح دیتے تھے یا تسلیم کرلیتے تھے جیسا کہ قاضی شریح اور
مسروق بعضون کے نزدیک مانند قول صحابی کے ہی اور اگر اونکا فتوی صحابہ کے وقت مین نکلا
ہو تو وہ مانند دوسرے مجتہدونکے ہین کہ تقلید واجب نہین ہی اور صاحب مسلم الثبوت اور بحر العلوم
نے اس تفرقہ کو رد کیا اور کہا کہ کسیطرح کا تابعی ہو اوسکی تقلید واجب نہین ہی اور دلائل اہل
تفرقہ کا جواب دیا اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مین تابعی کی تقلید نہین کرتا ہون اسلیے کہ وہ بھی مرد
تھے اور ہم بھی مرد ہین یہ سب چون و چرا اوس وقت ہی کہ اوس مقدمے مین کوئی حدیث ضعیف

یا قوی موجود نہو چہ جائے اس بات کے کہ اجماع اور احادیث صریحہ صحیحہ جو صریح ہونے قول محمد بن سیرین تابعی کا سب پر ترجیح دیا جاوے نعوذ باللہ من سوء الفہم **قولہ** اب سمجھیے جیسا کہ تاویل ان روایتوں کی بعض سے ہو ویسا ہی یہ اجماع میں جو گذرا بیان اوسکا شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تفسیر سے جواب مقدمۂ اولی کا جواب اوپر گذر چکا کہ ان روایتوں میں اگر تاویل نکریں تو بھی بسبب مخالفت قوی کے اصلا قابل استدلال نہیں ہیں کہ تم اپنے مہدی کی افضلیت میں اوسپر تمسک ہو اور مقدمۂ ثانیہ بہتان محض ہے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز اس مقام میں اجماع کا ذکر کیا نا وسکے تاویل کا حرف زبان قلم پر لائے فقط اسیقدر لکھا ہے کہ اہل سنت وجماعت نے لفظ اتقی سے کہ آیت سیجنبہا الاتقی میں ہے تمسک کیا ہے اوپر افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد پیغمبروں کے تمام امت پر بعد اوسکے تقریر تمسک کی بیان کر کے واسطے علیحدہ کرنے پیغمبروں کے دو تاویلیں کیں کہ وہ جیسا کہ ہمکو مضر نہیں ہیں تمکو کچھ مفید نہیں ہیں چنانچہ مفصلا مذکور ہو چکا بیان اجماع کا کیا ذکر تھا اور اوسکی تاویل کجا ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دلائل متنوعہ ہیں آیات دلیل علیحدہ ہیں اور احادیث صحیحہ دلیل جداگانہ ہیں اور اجماع دلیل براسہ ہے البتہ تمنے اس اجماع میں خلاف فرقۂ تفضیلیہ جسکی تھی سو اوسکا جواب بطور تسلیم کے بغرض قطع نزاع کے اجماع مرکب سے نجویز کیا گیا اور اگر یہ غرض نہوتی تو ہو سکتا تھا کہ کہا جاتا جیسا کہ علماے اہل سنت نے کہا ہے کہ تمام صحابہ نے اوپر افضلیت ابوبکر صدیق کے اجماع کیا ہے پس افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قطعی ہے چنانچہ مذہب شیخ ابوالحسن اشعری کا اور مفاد کلام امام مالک کا یہی ہے اور حکایت اس اجماع صحابہ اور تابعین کی امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ نے کی ہے اور بعض صحابہ سے جو تفضیل جناب مرتضوی کی منقول ہے یا مراد اوس سے فضل جزوی ہے یا اعتبار سبقت اسلام یا قرابت حضرت خیر الانام کے یا مراد تفضیل باقی امت پر ہے سوائے شیخین کے اور اگر بالفرض مراد فضل کلی ہے شیخین پر یعنی کثرت ثواب و عظمت نفع اسلام اور ورع و تقوی اور قرب حضرت ذوالجلال کے بسبب اوسکے تفضیل شیخین کی ظنی ہو جاوے جیسا کہ ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کی مرضی ہے تو بھی اجماع مرکب کہ مبطل افضلیت مہدی کا ہے موجود ہے اور بہر صورت میں مہدویوں کا دعوی نابود ہے شعر شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی + گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد + تنبیہ یہ خیال نکیا چاہیے کہ جنکے نزدیک

افضلیت حضرت صدیق اکبر کی ظنی ہوگی حقیت خلافت بھی ظنی ہوگی بلکہ بخلاف سبکے نزدیک
قطعی ہی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بسبب متواتر ہونے
کے یا اجماع صحابہ سے بسبب خلاف بعض کے اگر افضلیت صدیق اکبر کی ظنی ہوجاوے لیکن
بسبب متواتر ہونیکے کہ کچھہ اوپر اسی راوی ناقل ہین قطعی ہی یہ بات کہ جناب علی مرتضی کا بھی
اقرار اور اعتقاد تھا کہ ابوبکر صدیق مجھسے اور سب امت سے افضل ہین پس جنکے نزدیک جناب
مرتضوی معصوم ہین لامحالہ افضلیت ابوبکر صدیق کی قطعی ہوگئی اور جنکے نزدیک غیر معصوم ہین
اونکے نزدیک امر قطعی ہوا کہ خود جناب مرتضوی تفضیلیون مین نہین ہین اور مفضلین اونکے
اونکے اعتقاد کے مخالف ہین کہ مدعی سست و گواہ چست اور زیادہ تفصیل صواعق محرقہ وغیرہ
مین ہی **قولہ** اور جیسا کہ صحیح حدیثین اس بات پر ہین ویسا ہی صحیح روایت ابن ابی شیبہ سے اوس
بات پر ہی اور یہ صاحب تاویل بھی قائل ہی اوسکی صحت کا خود رسالۂ برہان مذکور مین مذکور ہی **جواب**
اوسکا جواب قبل چند ورق کے گذر چکا **قولہ** ولیکن ترجیح باعتبار کثرت ادلہ کے نہین جائز ہی
**جواب** اس مسئلے مین اختلاف ہی ایمۂ دین کا امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک
جو خبر کہ حد شہرت اور تواتر کو نہ پونہچی ہو اوسکی ترجیح دوسری اوسی نوع کی خبر پر بکثرت ادلہ اور رواۃ
کے صحیح نہین ہی جیسا کہ شہادت مین صحیح نہین ہی اور امام محمد اور امام شافعی اور امام مالک اور امام
احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک صحیح ہی اور ہر ایک کے دلائل مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول مین مذکور ہین
مگر یہ سب باتین اوسی وقت بن آتی ہین کہ دونون دلیلین ایک قسم اور ایک مرتبے کی ہووین مثلاً
ایک مضمون کی ایک حدیث ہی اور اوسی قسم کی اوسکے مخالف المضمون چند حدیثین ہین یا پہلی
کے تھوڑے راوی ہین اور دوسری کے بہت اس صورت مین شیخین کے نزدیک کثرت سے ترجیح
نہین ہوسکتی ہی اور جمہور کے نزدیک ہوسکتی ہی اور اگر دو دلیلین مختلف المرتبہ ہین تو بلا خلاف
اعلی مرتبے والی کو اگرچہ تنہا ہو ادنی مرتبے والی پر ترجیح دینگے چہ جائیکہ وہ اعلی مؤید بکثرت
ہووے وہان ترجیح مین کیا کلام ہی چنانچہ آیت کو حدیث پر ترجیح دیوینگے اور آیات مین ظاہر
نص کو اور نص پر مفسر کو اور مفسر پہ محکم کو ترجیح دیتے ہین اور احادیث مین متواتر کو مشہور پر
اور مشہور کو خبر احاد پر ترجیح دیتے ہین اور اخبار احاد مین باعتبار متن اور سند کے بہت سے

اسباب ترجیح ہین یہان تک کہ حسامی اور تفتازانی نے اکثر بعضون نے پچاس تک اور بعضون نے سو تک
پہونچاے ہین اور حدیث رسول اللہ کی قول صحابی پر بلاشبہہ ترجیح رکھتی ہی اور جہان حدیث نہو
تو قول صحابی کا اگر عقلی ہو ملحق بقیاس کیا جاتا ہی اور اگر غیر عقلی ہو ملحق بسنت کیا جاتا ہی اور اجماع صحابہ
کا مرتبہ یہ کہ جسمین سب زبان سے قبول کرین مانند آیت اور حدیث متواتر کے ہی کہ منکر اوسکا کافر ہو جاتا ہی
اور جسمین بعضے سکوت کرین اگرچہ ہمارے نزدیک قطعی ہی لیکن منکر اوسکا کافر نہین ہوتا ہی اور غیر صحابہ کا
اجماع جس بات مین کہ صحابہ کا اختلاف معلوم نہین ہی بمنزلہ خبر مشہور کے ہی کہ افادہ اطمینان کا کرتا ہی نہ یقین کا
اور جس بات مین کہ صحابہ مثلاً دو قول پر مختلف تھے اور بعد والون نے اونمین سے ایک پر اجماع کیا تو وہ
اجماع بمنزلہ خبر واحد صحیح کے ہوتا ہی کہ واجب العمل ہی نہ موجب العلم اور مقدم ہی قیاس پر اور اگر ان دو قول کے
سوا بعد والے تیسرا قول نکالین تو باطل ہی اسلیے کہ ان دو قول پر صحابہ کا اجماع مرکب تھا یہ حاصل ہی
تحقیق شرح حسامی اور نور الانوار اور شرح نخبۃ الفکر وغیرہ کا ملخص کلام یہ ہی کہ ہمارے دلائل جو ہین آیات
صریحہ اور احادیث صحیحہ اور اجماع جمہور صحابہ کرام کا بلکہ تمام کا سوا قول رافضے بعض کے افضلیت
امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ پر اور اجماع مرکب صحابہ کرام کا اوپر افضلیت ابو بکر و علی
رضی اللہ عنہما سے کہ ہر ایک دلیل ان دلائل سے بالاستقلال مثبت ہی ہمارے مدعا کی اور مبطل ہی
افضلیت مہدی کی اور تم لوگ اسکے مقابلے مین قول محمد بن سیرین تابعی کا لائے کہ اوسمین نام بھی
مہدی کا نہین ہی بلکہ مطلق لفظ خلیفہ کا ہی کہ محتمل ہی مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو پس یہان تمھاری
دلیل ہماری دلیل کے ہم رتبہ کہان ہی کہ قاعدہ معارضہ جاری ہووے اور ہمکو کثرت ادلہ سے ترجیح
دینے کی کیا حاجت ہی بلکہ ہر ایک دلیل ہماری بسبب علو رتبہ کے تمھاری دلیل کے ابطال اور اسقاط
کے واسطے کافی ہی بلکہ اگر ہم کہین کہ تم محض بے دلیل ہو تو ہو سکتا ہی اسلیے کہ ادلہ شرع کے چار ہین کتاب
و سنت و اجماع و قیاس قول تابعی کا کچھ دلیل شرعی نہین ہی کہ اوس سے تم اپنا مطلب اعتقادی
ثابت کرتے ہو کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان قولہ اور جیسا کہ احتمال توجیہ و تاویل کا اوس
روایتون مین ہی ویسا ہی اس حدیث مین اقرب ہی آپ کہتے ہین ہم یہ حدیثین اور تاویل اونکی جو شاہ
عبد العزیز نے تفسیر مذکور مین ذکر ہین حدیث اول رخصت دار کسیکو ابو بکر پر مقدم کرنا اسواسطے کہ وہ
افضل ہی تم سبکا دنیا اور آخرت مین حدیث دوم قسم ہی خدا کی کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا کسی

بعد انبیا اور مرسلین کے کہ وہ بہتر ہوا ابو بکرؓ سے حدیث آفتاب طلوع و غروب نہین کیا ہی بعد پیغمبرون اور رسولون کے کسی پر کہ بہتر ہو ابو بکرؓ سے حدیث حق تعالی نے میرے بعد اس سے بہتر کسیکو پیدا نہین کیا اور اسکی شفاعت قیامت کے دن پیغمبرونکی شفاعت کے مانند ہوگی اب ظاہر ہی کہ ان حدیثون کی دلالت اس بات پر ہی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ افضل ہین اون لوگون سے جو موجود تھے اور نہ ملنے ہین یا اوسکے آگے کیونکہ لفظ خطاب کا اول حدیث مین کہ وہ افضل ہی تم سبکا صاف دلالت کرتا ہی شق اول پر فقط اور لفظ ماضی کا باقی حدیثون مین کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا کسی پر اور کسی کو پیدا نہین کیا صاف دلالت کرتا ہی دونون شقون پر اور سوا اے ان حدیثون کے جو حدیث کہ اس مقدمے مین ہی اس معنی کا احتمال رکھتی ہی جیسا کہ مشکوۃ شریف مین باب مناقب ابو بکر رضی اللہ عنہ مین صحیح بخاری سے ہی کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہی کہ پوچھا مین میرے باپ کو کون آدمیون کا بہتر ہی بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائے ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمائے کہ تھے ہم زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر کرتے تھے ساتھ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے کسی کو اور روایت مین ابو داؤد کی یہ روایت اسطرح ہی کہ افضل امت نبی بعدہ ابو بکر ہین الحاصل فضیلت جناب امیر المومنین ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی حضرت مہدی موعود علیہ السلام پر کسی دلیل صریح قطعی سے ثابت نہین ہوسکتی ہی جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام پر بعد نزول کے ثابت نہین ہی اور باقی دلیلین اس مسئلے کی تفصیل وار رسالہ دوازدہ جواب مین حضرت علماء باللہ عبد الملک سجاوندی رحمۃ اللہ تعالی سے مذکور ہین جواب اون روایتون کی توجیہ و تاویل کا سبب و برکات و ثمرات معلوم ہوچکا اگر تاویل نکرتے تو بسبب مخالفت اقوی کے بالکل ساقط تھین اور چونکہ اعمال بہتر ہی اہمال سے رعایۃً اور تبرعاً تاویل کردی گئی موافق محاورات اور عرف شرع کے نہ جیسا کہ تمنے اس صحیح حدیثون مین کہ موافق اجماع اور اصول دین کے ہوتے ہوئے خواہ مخواہ تاویل کرکے اصول و اجماع کو برہم کردیا اور تاویل بھی ایسی کہ محاورات قرآن و حدیث کے سراسر خلاف اسلیے کہ مدار تمھاری تاویل کا دو بات پر ٹھہرا ایک یہ کہ جس حدیث مین صیغہ خطاب کا آیا وہان فقط حاضرین مراد ہین نہ بعد پیدا ہونے والے یہ سراسر مخالف محاورۂ قرآن و حدیث کے ہی اسواسطے کہ قرآن و حدیث مین جس جگہ مطلقاً خطاب طرف مومنین کے ہوتا ہی تو حاضرین پر اختصار نہین ہوتا ہی بلکہ جمیع مومنین امت مخاطب ٹھہرتے ہین ورنہ لازم

اوسے کہ خطابات اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ
الْیَتِیْمِ وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتٰبًا
فِیْهِ ذِکْرُکُمْ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ وَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ
شَدِیْدٍ اَنْقِذُوا انفسکم من النار لا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا ان الله عزوجل
اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعوا علیکم نبیکم فتهلکوا جمیعا وان لا یظهر
اهل الباطل علی اهل الحق وان لا یجتمعوا علی ضلالة وکلمۃ لست کاحد منکم
اور سوا اوسکے اور بہت احادیث مخصوص اوس عصر کے لوگون سے ہوجاویں اور تمام امت بعد کی سے
خطاب حساب غیر مکلف ہجاوے کوئی عاقل بھی ایسا ہذیان زبان پر لاوے گا دوسری یہ بات کہ یہی کا
صیغہ جس حدیث مین فقط اوسین لوگون پر دال ہے کہ پیدا ہو چکے ہین خواہ زمانہ تکلم تک زندہ ہون یا ہوون
اور بعد والے اوسکے مصداق نہین ہین حالانکہ قرآن وحدیث مین یہ محاورہ دائر و سائر ہے کہ ماضی بجا
استمرار کے آتا ہے جیسا کہ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۝ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلًا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا وَکَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا
عَزِیْزًا وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور ایسے ہی یہ بھی دائر و سائر ہے کہ تعبیر مستقبل کی لفظ ماضی سے کرتے ہین جیسا کہ
اَتٰی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی
الْاَرْضِ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ
وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا الآیات اور قاعدہ مقررہ علم بلاغت ہے کہ جس چیز کے متحقق الوقوع
ہونے پر تنبیہ منظور ہوتی ہے وہ اگرچہ مستقبل ہو لیکن بلفظ ماضی تعبیر کرتے ہین اور مطول مین لکھا ہے کہ یہ محا
کلام عرب مین خصوصًا کلام اللہ مین شمار سے باہر ہے اور طرفہ یہ ہے کہ حدیث محمد بن حنفیہ مین نہ لفظ ماضی کا
ہے نہ خطاب کا اسکو بھی اپنے قاعدہ اختراعی مین داخل کر دیا اوسکے الفاظ یہ ہین کہ محمد بن حنفیہ فرماتے
ہین کہ مین نے اپنے والد ماجد یعنی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ ای الناس خیر بعد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر یعنی کون آدمی افضل ہے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا
ابو بکر بھلا مات کوئی اس بزرگوار سے پوچھے کہ باب پنجم مین جو حدیث امام احمد کی مذکور ہوئی

کہ اوسمین یہ الفاظ ہین سید اکھول اہل الجنۃ وشبابہا بعد النبیین والمرسلین یعنی
ابوبکر وعمر سردار ہین بڈھون اہل جنت کے اور جوانون اہل جنت کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان
کون سا زمانہ اور کونسا خطاب ہی اور اوسی باب مین حدیث طبرانی کی جو مذکور ہوئی کہ ان روح
القدس جبرئیل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابوبکر یعنی حضرت نے فرمایا کہ روح
القدس جبرئیل نے مجکو خبر دی کہ تمہاری امت کا افضل بعد تمہارے ابوبکر ہی یہان امت سے
بعض مراد ہین یا تمام اگر بعض ہین تو کونسا قرینہ مخصصہ مرجحہ ہی کہ اوسکے واسطے کلام ظاہر سے پھیرا
جاتا ہی اور اگر تمام امت مراد ہی تو یہ تمہارے مدعی مہدویت بھی اوسمین داخل ہین یا نہین اگر ہین
تو ابوبکر صدیق اونسے افضل ہوئے اور اگر اس خوف سے امت مین بھی داخل نہین ہوتے ہین
تو ہمکو اونسے کیا کام ہم کلام اوس شخص سے کرتے ہین کہ اس امت اجابت مین داخل ہووے اور اوسکا یہ
حدیث و قرآن سے ہمارا الزام تمام ہوتا ہی حکایت ایک روز مصنف اس سالہ مردودہ سے کہ اپنی
تصنیفات کی داد مانگنے کے واسطے گھر گھر پھیری کیا کرتے تھے مینے کہا کہ اگر ہم کوئی ایسی حدیث
نکالدیوین کہ اوسمین افضلیت صدیق اکبر کی تصریح ہو اولین اور آخرین پر جب تو تسلیم کروگے کہنے
لگے ایسی کہان حدیث ہی مینے کہا ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین فرمایا کہ ھذان سید اکھول اھل الجنۃ من
الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین الحدیث یعنی یہ دونون مہتر ہین کہول بہشتیون
کے اولین و آخرین سے سوا انبیا اور مرسلین کے کہول جمع کہل کی ہی اور صراح مین لکھا ہی
کہ کہل مرد میانہ سال اکتہال دو مویہ ہونا اور پنج فضائل مین فضیلت سید محمود مین مذکور ہی کہ اونکی داڑھی
مین سیاہی زیادہ تھی جیسا اونکے باپ مہدی کو دفن کرنے لگے اونکی داڑھی مثل مہدی کے برابر دو موئے
ہوکر حلیہ مہدی کے مشابہ بن گئی اس سے معلوم ہوا کہ اونکے مہدی دو مویہ تھے اور قطع نظر اسکے
تحقیق اسکی باب پنجم مین ہوچکی کہ مراد کہول سے اس حدیث مین سب برنا و پیر ہین اور یہ بھی مذکور ہوچکا
کہ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی و امام احمد اور ابو یعلی او رضیا اور طبرانی نے بطریق متعددہ روایت
کیا ہی القصہ مصنف مذکور نے بعد سماعت اس حدیث کے متحیر ہوکر اس طریق استدلال سے
گریز کیا اور کہا کہ ہم جو احادیث سے دلائل نقل کرتے ہین یہ فقط مؤیدات ہین ہمارا مدار اسپر ہی کہ

اصل دلیل ہماری یہ ہی کہ ہمارے نزدیک جسکی مہدویت باخلاق سویہ ثابت ہوئی اوسنے ایسا ہی کیا ہی محرر اوراق کو چونکہ اوسوقت انسے یہ غرض متعلق تھی کہ واسطے انکشاف مذہب کے اونکے پیشواؤن کی کتابین اونسے بملایمت وصول کرے بخوف اس امر کے کہ بھڑک جاوینگے مباحثہ کو طول ندیتا تھا ورنہ اوسکا جواب نہایت معقول تھا کہ کذب سب ادیان آسمانی مین اخلاق حسنہ سے خارج ہی خصوصًا خداوند پاک پر جھوٹھہ باندھنا کہ مجکو فلان اور فلان سے افضل بنایا ہی پس اس دعوی افضلیت کا مصدق جزو اعظم اخلاق ہی کہ مہدویت جسپر موقوف ہی اب اگر اس دعوی کا اثبات خارج سے نکرکے مہدویت پر موقوف رکھو تو دور لازم آتا ہی کہ قسم محالات بدیہیہ سے ہی اور سوائے اوسکے دوسری بداخلاقیان بھی باستیعاب تمام باب سوم کی دلیل پنجم مین گذر چکین پس ایسے شخص کے دعوے کا ثبوت اوسی کے اعتبار پر محال ہی غرض کہ اس قسم کے واہیات اس قوم مین حد و حساب سے باہر ہین اور یاین ہمہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے دعوے کے دلائل محض قطعیات و برہانیات ہین جیسا کہ مصنف مذکور اس مقام مین سمجھے ہین کہ مین مہدی کی فضیلت حضرت صدیق اکبر پر بخوبی ثابت کر چکا اسواسطے اب آگے اس بات پر کمر باندھتے ہین کہ مہدی کو برابر مرتبہ حضرت سید الاولین و الآخرین کے ثابت کرین العیاذ باللہ شعر تو کار زمین را نکو ساختی کہ با آسمان نیز پرداختی مطلب دوم مسئلہ حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام فضیلت و بزرگی مین ہمسر و برابر ہین حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل نقلیہ و شرعیہ سے لیکن دلائل نقلیہ سے ہین کہ منقول ہی کہ کسیونے حضرت میران رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ احکام و بیان سے حضرت مہدی علیہ السلام کے جو کہ مراد اللہ ہی ایک شخص نے پیشوانِ مہدیہ سے کہا کہ اتنی برابری دو محمد کی پائی ہم کہ دو شخص کو اور دو چیز کو روا نہین جواب مہدی حضرت رسالت پناہ کی اولاد مین ہین اور جسکو ذرا بھی ہوش و حواس ہین جانتا ہی کہ والد اور ولد کا ایک شخص ہونا محال ہی پس بالبداہتہ حضرت رسالت پناہ اور مہدی دو شخص ہوئے اب یہ کہنا کہ انہین اتنی برابری پائی ہم کہ دو شخص اور دو چیز کو روا نہین حقیقت مین یہ کہنا ہی کہ مہدی اور حضرت رسالت مین برابری روا نہین ہی پس تمنے خود اقرار کیا کہ ہمارا دعوی برابری کا ناروا اور ناجائز ہی سبحان اللہ یہ قدرت الٰہی اور معجزہ حضرت رسالت پناہی ہی کہ ہمارے الزام اور جواب دینے کے آگے ابتدائے بحث مین تم باطل قبیح پر ہونے کا اور ہم حق صریح پر ہونے کا تمہی سے اقرار کرا دیا اوسپر علاوہ یہ جو کہ کہتے ہو

کہ یہ برابری ناروا مہدی کے احکام وبیان سے پائی گئی پس اقرار اس امر کا ہوا کہ خود مہدی اس ناروا کا حکم کرتے تھے اور ناروایات کا حکم کرنا خطاے فاحش ہے یہان معلوم ہوا کہ مہدی موعود نتھے اسواسطے کہ تم بالاتفاق قائل ہو کہ مہدی موعود سے حکم مین خطا سرزد نہوگی کہ یقفو اثری ولا یخطی شان اونکی ہے یہان خود تمنے در پردہ انکار اونکی مہدویت کا کیا **قولہ** اور حضرت نے فرمایا مہدی سے کوئی بزرگ نہین ہے بجز خدا تعالی کے **جواب** تمہارے حضرت کی کون سی بات پر اعتبار کرنا چاہیے یہان تو معلوم ہوا کہ خدا کی بزرگی کچھ مانتے تھے اور اپنے سے بڑا جانتے تھے اور پنج فضائل مین لکھا ہے کہ نقام فراہ مین یہی بزرگوار میان نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین یعنی مین اللہ ہون پروردگار عالمین کا اور اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ مین بندہ ہون خدائی الحال ہو جاتا ہے لیکن بندہ ہونا محال ہے انتہی شاید مہدوی لوگ اس تعارض کی یون تطبیق دیوینگے کہ وہ خدا کہ مہدی سے بزرگ ہے وہ اور ہے اور وہ خدا کہ مہدی اور وہ ایک ہے اور وہ خدا کہ وہ بن جاتا آسان ہے وہ اور ہے اسواسطے کہ اونکے مہدی کے اعتقاد مین نئے پرانے ملاکر بہت سے خدا ہین جیسا کہ شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہے کہ مہدی نے شاہ بھیک سے کہا کیا پڑا ہے اپنے خدا پر مقید ہو رہے ہو اب گے بڑھو اور یہ بیت پڑھی **شعر** بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر ست تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا **قولہ** اور حضرت نے فرمائے جب کہ ہم مشقت زیادہ کرتے ہین تو برابر اونکے ہوتے ہین **جواب** معلوم ہوا کہ مہدویت واسطے مساوات کے کافی نہین ہے بلکہ جز اخیر اوسکی علت کا زیادت مشقت ہے اور لفظ جب کا کہ دال ہے اس بات پر کہ مشقت زیادہ ہمیشہ نہین ہوتی ہے پس برابری بھی کہ اوسی پر معلق تھی اوسوقت نہوگی لیکن مقام مہدویت بھی اوسوقت جاتا رہتا ہے یا نہین اگر نہین جاتا ہے تو باوجود مہدی ہونیکے حضرت رسالت سے کم رتبہ ہوتے ہین پس یہ کلیہ سابق خطا ٹھہرا کہ مہدی سے کوئی بزرگ نہین ہے بجز خداے تعالی کے اور اگر مہدویت سے اوسوقت معزول ہو جاتے ہین تو قطع نظر اس قباحت کے کہ اگر ان اوقات معزولی کو شمار کرین تو پانچ برس بھی کہ کمترین مدتون مہدویت کی ہے پوری نہین ہوتین بڑی خرابی یہ پڑتی ہے کہ اونکے اصحاب اور مرید کہ اوسوقت بھی انکو البتہ مہدی اعتقاد کرتے تھے ضلال وخطا مین مبتلا رہتے تھے اسلیے کہ جیسا کہ غیر نبی کو نبی جاننا خداے پاک پر افترا ہے ویسے ہی غیر مہدی کو مہدی سمجھنا اور یہ بزرگوار اوسوقت اس لقب غیر واقعی پر راضی ہو کر سکوت کرتے تھے اور مصداق اس آیت کے ہوتے تھے

ف مہدیون کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے اعتقاد مین شاید اونکے مہدیکے خدا متعدد و متلون ہین

ف [illegible]

يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا کہ اللہ تعالی مذمت فرماتا ہے اون لوگون کی جو وصف اپنے مین
نہوا دسپر اپنی تعریف و ثنا ہونے کی خواہش رکھتے ہین اور یہ بھی اس کلام سے معلوم ہوا کہ رتبہ حضرت
خاتم الرسالت کا کہ فائق ہے رتبہ نبوت و رسالت محمدیہ پر اونکے نزدیک کسبی ہے کہ جب مشقت زیادہ کرتے
ہین تو حاصل ہو جاتا ہے پس اوسکے مستحق ہونے کا سبب باشتراط زیادہ مشقت ہوئی اور یہ مذہب اہل
ایمان کا نہین ہے بلکہ مشرب متقدمین فلاسفہ یونان کا ہے جیسا کہ شرح مواقف مین لکھا ہے کہ رسول ہونے
کے واسطے یہ شرط نہین ہے کہ پہلے خلوت مین بیٹھ کر مجاہدہ کرے اور خلق سے منقطع ہو جاوے اور
ریاضتین کر کے احوال عمدہ پیدا کرے اور صفائی جوہر اور پاکیزگی فطرت اوسکی استعداد ذاتی ہوتی
جیسا کہ حکما کا زعم ہے بلکہ نبوت ایک رحمت اور عطائے الٰہی ہے کہ فقط اوسکی مشیت سے متعلق ہے جسکو
چاہتا ہے اوسکو اس رحمت سے سرفراز و مختص فرماتا ہے وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ اور
شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ حق یہ ہے کہ پیغمبر کا بھیجنا لطف و رحمت الٰہی ہے کہ بھیجا تو احسان کیا اور اگر
نکیا تو اوس پر کچھ عیب تھا جیسا کہ اہل سنت کا تمام الطاف الٰہی مین یہی مذہب اعتقاد ہے اور پیغمبری
اس امر پر مبنی نہین ہے کہ پیغمبر مین پہلے کچھ استحقاق ہووے اور کچھ اسباب اور شروط اوس مین
جمع ہوئے ہون وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَهُوَ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ
رِسَالَتَہٗ انتہی اور انکار اسبات کا کہ مقام نبوت محنت اور مشقت اعمال سے حاصل ہوتا ہے کچھ
نیا مقدمہ نہین ہے بلکہ قدیم سے اتفاق امت اور اجماع اہل سنت اس پر چلا آتا ہے یہان تک کہ جو شخص
ایسی بات زبان پر لاتا تھا اوسکا خون مباح جانتے تھے اور کیسی ہی رتبہ آدمی ہو اوسکو بلا تامل قتل کر دیتے
تھے چنانچہ ایسی حادثے مین ۳۵۴ ہجری مین محمد بن حبان سا محدث کہ شاگرد نسائی کا اور استاد حاکم
کا ہے اور کتاب صحیح ابن حبان مشہور آفاق ہے مبتلا ہوا وجہ اوسکی یہ تھی کہ اپنی کسی کتاب مین لکھا تھا کہ
اَلنُّبُوَّةُ الْعِلْمُ وَالْعَمَلُ اوس عصر کے اہل اسلام نے فقط اتنی بات سے زندیق ٹھہرایا اور ملاقات
اور حدیث پڑھنا بالکل موقوف کر دیا یہان تک کہ خلیفہ وقت نے موافق فتوے علما کے حکم
قتل کا دیا اور محدثین نے اس کلام کے حق مین کہا کہ ذٰلِكَ نَفَسٌ فَلْسَفِیٌّ اور بعضون نے بسبب
معلوم ہونے صحت اعتقاد انکی کے کچھ تاویلات بھی کہین اور یہان تو عقائد الٰہیات و نبوات مین وہ
فسادات کی نوبتین جھڑ رہی ہین کہ یہ بات اسکے سامنے ایسی ہے جیسا کہ نقارخانے مین طوطی کی آواز کوئی

کہانتک تاویل و توجیہ کریگا اور تاویل کی گنجایش کہان ہی اسواسطے کہ مہدیون کے اعتقاد مین مہدی کے
بیان مین تاویل و تحویل کرنا حرام ہی اور مخالفت کرنا ہی ساتھہ ذات مہدی کے چنانچہ آخر مین عقیدہ کے
کے سید خوندمیر نے لکھا ہی قولہ اور اتفاق حضرت کے اصحاب کا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی
علیہ السلام یک ذات ہین جواب شاید کہ اصحاب نے محبت یکماکر احکام و بیان مہدی سے وہ برابری
پائی جاتی ہی کہ دو شخص اور دو چیزین رہ جاتی ہین ہی جیسا گذرا تو سب نے ملکر اپنے پیر بزرگ کی بزرگی
سنبھالنے اور بات بنانے کے واسطے اتفاق کیا کہ مہدی اور حضرت رسالت دو شخص نہین ہین کہ برابری
ندکور روا نہوے بلکہ یکذات ہین مگر حیرت کا مقام ہی کہ اتنے بڑے بوڑھے پرانے تمام جمع ہوئے
مگر ایک کے بھی سمجھہ مین اتنا نہ آیا کہ مہدی اولاد مین حضرت رسالت کے ہین اور باپ بیٹے کا ایک ذات ہونا
محال ہی اور قطع نظر باپ بیٹے سے مطلق جواہر مین تداخل محال ہی تمام عقلاے دنیا جانتے ہین کہ دو
جوہر کا ایک ہو جانا محال ہی چنانچہ صدرا مین لکھا ہی کہ تداخل یعنی متحد ہونا دو جوہر کا کلا یا بعضا وضع اور
اشارے مین محال ہی ورنہ جائز ہو جاوے کہ تمام اجزاے عالم ایک رائی کے دانے مین سماجاوین
انتہی اور ایک ذات ہونا اسیکو کہتے ہین اور اگر مساوی الاوصاف ہونا مراد ہی تو تساوی وغیرہ ہر نسبت کے
واسطے دو طرف اور دو ذات ہونا ضرور ہی وہان ایک ذات اور ایک شخص بولنا خطاے فاحش ہی اور
اگر مراد یہ ہی کہ لنگے مہدی بسبب کمال متابعت اور غلبہ محبت کے حضور ذات رسالت مین اپنی
خودی اور دوئی سے فانی اور غائب ہو گئے جیسا کہ سالکین ہستی حق تعالی مین مستغرق ہو کر اپنی ہستی کو
فنا فی اللہ کر دیتے ہین تو یہ اتحاد حقیقی نہین ہی بلکہ اتحاد اعتباری و حکمی کہلاتا ہی اور مغایرت حقیقی
و نفس الامری اور تعین اور تشخص اور جزئیت حقیقت سالک کی موجود رہتی ہی فقط تصور توئی و منی
و دوئی کا فنا اور گم ہونے کے پہلے تھا اوٹھہ جاتا ہی جیسا کہ ماہرین اس مقام کے فرماتے ہین شعر
تو او نشوی ولی اگر جہد کنی جاے برسی کز تو توئی برخیزد ۱ اور بعضے کاملین اس مقام میں فرمایا ہی کہ
لو غاب عني رسول الله طرفة عين ما عددت نفسي من المؤمنين یعنی اگر حضرت رسالت
ایک پلک بھر مجھسے غائب ہو جاوین مین اپنے تئین مومن کامل نہ سمجھون یہ مقام علی ہی کہ خدا سے
لایزال اپنے فضل و کرم سے جسکو چاہتا ہی مرحمت فرماتا ہی اللھم ارزقنا بفضلك العظیم اور یہی گم
ہونا خدا مین یا رسول خدا مین قرب و وصول حق ہی جیسا کہ کہا ہی شعر رو در و گم شو وصال اینست و بس

تو سپاس اصلا کمال امیت وبس چو یس اگر یہ مقام نفیس تمہارے مہدی کو نصیب تھا تو حضور حقیقت حضرت
رسالت مین کہ جسکو حقیقت الحقائق کہتے ہین نیست ونابود ناچیز وگم ہو گئے تھے وہان العیاذ باللہ عرفا
مساوات اور ہمسری کا دم ملنا اور اپنے تئین ہم پہلو اور ہم رتبہ جاننا کیا علاقہ رکھتا ہے کیا لاف زنی
اور نخوت اور شناگستری نفس کی ہے درویشی شکستگی اور خاکساری اور ادب اور تواضع اور نفس کشی کا
نام ہے حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ رسالۂ قدسیہ مین وصیت فرماتے ہین کہ رباعی اندر رہ
حق جملہ ادب باید بود ✤ تاجان باقیست در طلب باید بود ✤ دریا ہر دم اگر ہزار دریا بکشی ✤ گم باید کرد
خشک لب باید بود ✤ اور بعضے عارفون نے فرمایا ہے حقیقۃ الطریق ان نکون مفلسا
ابدا وان نکون طالبا للاعلی ومتی ظننت انک وصلت ما وصلت ومتی
ظننت انک ظفرت ما ظفرت ومتی ظننت انک حصل لک حال لا حال
لک خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ جیسا سالک سمجھا کہ مین بھی کچھ ہون جانا کہ وہ کچھ چیز نہین ہے البتہ
بعضے کاملین سے بعض اوقات بامر الٰہی فخر ومباہات کی ہے لیکن نسبت اپنے اقران اور ہمعصر کے نہ نسبت
بحضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے کہ جو بہتر اور بہتر تمام مکونات سے ہین حاشا وسبحان اللہ
کوئی شخص بھی ساتھ رسول خدا کے ایسی گستاخی اور حق فراموشی کرتا ہے تمکو اگر بطفیل آن حضرت کے
کچھ مقام اور رتبہ حاصل ہوا تھا تو چاہیے تھا کہ حق نعمت کو نہ بھولتے اور دائرۂ ادب سے پاؤن باہر نہ نکالتے
اور بولتے کہ شعر بلند رتبہ ازین خاک آستان شدہ ام ✤ غبار کوی توام گر بر آسمان شدہ ام ✤
انتہی ہے مرا اخیر کی اکثر امر پر تعجب ہے مکتوب شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ سے کہ مجدد الف ثانی صاحب کو
لکھا ہے قولہ ولیکن دلائل شرعیہ یہ ہین کہ بنا بر مسئلہ دوم کے اصل کو رسے ثابت ہوا کہ حضرت کا علم و
حکم قطعی ہے اور فضیلت مہدی علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم یا برابر ہی کرکے بجز
ظن وقیاس کے کوئی دلیل صریح قطعی نہین ہے پس اس صورت مین حکم اس مسئلے کا حضرت کے بیان
موقوف رہا جس قدر حضرت فرما دین اسیقدر اعتقاد مصدق پر فرض ہوا جواب معلوم رہا
چاہیے کہ مصنف نے اس رسالے کو ایک مقدمے اور ایک باب اعتقادیات اور ایک باب عملیات
پر ختم کیا اور مقدمے مین ایک اصل مشتمل اوپر تین مسئلون کے اور ایک فرع کہ اسکے مسائل مسائل
اصل پہ متفرع ہین بیان کی اور اصل کے پہلے مسئلے پر دوسرے کو متفرع کیا اور اس دوسرے سے

اب یہان تسویے کو ثابت کیا اسواسطے یہان فقط خلاصہ مسئلہ اول اور ثانی کا لکھا جاتا ہی تا کہ اہل
خرد سمجھین کہ پہلے سے دوسرا اور دوسرے سے مطلب تسویہ کہان سے ثابت ہوگیا حاصل مسئلہ اول کا
یہ ہی کہ لمعات مین شیخ عبد الحق دہلوی کے لکھنے سے ثابت ہوا کہ مہدی کا ہونا تواتر معنوی کو پونہچا
اور شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری نے نقل کیا کہ انکار خبر متواتر کا شریعت مین کفر ہی پس ظاہر ہی کہ انکار
جس چیز کا کفر ہی تصدیق اوسکی فرض ہی اور خلاصہ مسئلہ دوم کا یہ ہی کہ جب کہ انکار حضرت کی مہدویت کا
کفر ہوا تو ضرور ہوا کہ حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی ہو اور قطعی ہو نہین سکتا مگر جب کہ حق تعالی اور
روح رسول اسکی طرف سے حاصل ہو پس ثابت ہوا کہ انکو منصب اخذ علم کا حضرت رسالت اور
حق تعالی سے ہی اب اس دوسرے مسئلے کے موافق جو خبر دیوین سو قطعی ہوگی پس تسویہ بھی کہ
اون اخبار سے ہی قطعی ٹھہرا انتہی اصل سخن یہ ہی کہ خبر خروج مہدی کی بعض علماے محققین کے
نزدیک خبر واحد ہی جیسا کہ صاحب شرح مقاصد کی راے ہی اور بعضونکے نزدیک متواتر المعنی
ہی اور غرض انکی یہی ہی کہ احادیث متواتر المعنی سے اس قدر ثابت ہوا کہ امام مہدی قبل قیامت کے
کسی نہ کسی وقت آوینگے پس جو شخص اس امر کا منکر ہو یعنی کہے کہ مہدی ہرگز کسی وقت مین بھی نہ
آوینگے تو اوسنے رسول خدا کو جھٹلایا یا کہے کہ حضرت نے مہدی کے آنیکی خبر ہرگز نہین دی ہی کہ
تو حدیث متواتر کو رد کرنا وہ شخص اس معتقد تواتر کے نزدیک کافر ٹھہرا اور یہ بات ہرگز بتواتر معنوی بلکہ
بخبر واحد بھی ثابت نہوئی کہ ۸۰۵ھ مین سید خان جونپوری کا فرزند خوند میر عرف جھجو کا خسر سید محمود کا
باپ سید محمد نام درویش متوکل مظلوم و مجبور سلاطین انام تلے کسونے بسبب نالک ملک نے لوا اور نہ صاحب
جہاد و غزا مہدی ہی گا کہ اسکا انکار کفر اور تصدیق فرض ہو جاوے اور وہ احادیث کہ اون سب کو جمع
کرکے تواتر معنوی ثابت ہوتا ہی اکثر انکے مشروط بشرط سلطنت مہدی اور خروج سفیانی وغیرہ علامات
کے ہین اور بسبب فوت ہونے اس شرط کے یہ سب حدیثین تمہارے مہدی جونپوری کی تکذیب و ابطال
کرتی ہین بلکہ فقط ایک علامت سفیانی کی قریب بتواتر پونہچی ہی اب کہیے کہ تواتر معنوی تمہارے
پیر و مرشد کے حق مین کیا کام آتا ہی بلکہ اولٹا ہو جاتا ہی اب بنا مسئلہ دوم کی مسئلہ اول پر بناء الفاسد علی الفاسد
ہی اسلیے کہ جب کہ انکار انکی مہدویت کا کفر نہوا بلکہ واجب ہوا تا کہ انکار احادیث متواتر المعنی کا
لازم نہ آوے تو خود اون حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی نہوا بلکہ اپنی غیر مہدویت کا علم واجب ہوا

اور بفرض محال اگر انھین کی مہدویت کا جاننا قطعی ہوتا تو فقط انھین احادیث متواتر المعنی سے
انکو بھی اپنی مہدویت پر قطعیت حاصل ہو جاتی جیسا کہ دوسرونکو اس قطعیت کا بلا واسطہ تعلیم
الٰہی یا بیعت حضرت رسالت پناہی پر موقوف ہونا کیونکر لازم آیا کہ یہ مصنف کہتا ہے کہ قطعی نہین ہو سکتا
مگر جب کہ حق تعالیٰ اور روح رسول اللہ کی طرف سے حاصل ہو پس جب کہ یہ مصنف اس علم کا جتنا
الوہیت سے لازم ہوا ہر خبر کا قطعی ہونا بھی کہ اسی پر موقوف تھا ثابت نہ ہوا ایسی خبر تسویہ بھی
کہ مخالف اجماع اور احادیث صحیحہ اور نصوص صریحہ کے ہے کیونکر قطعی ہوئی قولہ سوال تمام اہل سنت
وجماعت سے یہ حکم ثابت ہے کہ ولی مرتبے کو نبی کے نہیں پہونچتا ہے اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام
ولی ہین اب کسطرح برابر ہو سکینگے افضل انبیا علیہم السلام کے جواب ان ہمارا بھی یہی اعتقاد ہے ولیکن
مہدی علیہ السلام علمائے محققین اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس اس حکم مین داخل نہین ہیں کیونکہ
علمائے مستندین اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیے ہین کہ عقد الدرر کے ساتوین باب مین مذکور ہے کہ فرماتے
ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہ مہدی بہتر ہے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور برابر ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور دوسری ایک روایت ہے کہ فرمائے کہ بہتر فضیلت کہتا ہے بعض انبیا علیہم السلام پر آیا ہے ان دون
روایتونکو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد کتاب الفتن مین انتہی اور یہ دوسری روایت علی متقی کے رسالہ
برہان کے بارھوین باب مین بھی مذکور ہے جواب تمام اہل سنت و جماعت صحابہ اور اہلبیت اور تابعین اور تبع
تابعین اور تمام اولیا و کاملین اور علما اور مجتہدین زمانہ حضرت رسالت سے آج کے دن تک یہی اعتقاد
رکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین اپنے امتیون سے اور کوئی شخص انکی امت مین سے ولی ہو
یا غیر ولی مہدی ہو یا غیر مہدی انکے رتبے کو نہین پہونچتا ہے اور افضل ہونے کا کیا مجال ہے اور حضرت خاتم
الرسالۃ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ افضل ہین تمام انبیا بلکہ تمام مخلوقات علوی و سفلی سے کہ خدائے پاک کی
بارگاہ جلال مین کوئی نبی یا ولی یا فرشتہ کروبی آنحضرت کے برابر قرب و منزلت مین نہین ہے و للہ در قائل
شعر یا صاحب الجمال و یا سید البشر ۞ من وجہک المنیر لقد نور القمر ۞
لا یمکن الثناء کما کان حقہ ۞ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ۞ اور شیخ محی الدین بن عربی کہ
تمہارے مہدی جونپوری انکے حق مین بولے ہین کہ جو کچھ شیخ محی الدین بن عربی نے لکھا ہے اول لوح محفوظ
دیکھکر بعد قلم کر کے ظاہر بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ تصانیف انکے اس اعتقاد پاک سے مالا مال ہین لیس

بیان اجماع مسلمین کا اسبات پر کہ ولی درجے نبی کو نہین پہونچتا ہی اور اقوال علما اور اولیاے امت کے افضلیت انبیا اور خاتم الانبیا مین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین

تم لوگ اپنے مہدی کے کون سے کلام کو خطا جانتے ہو یہ دعوی تسویہ کا کہ مخالف ہی لکھے شیخ اکبر کے اور نوشتۂ لوح محفوظ کے خطا ہی یا یہ بشارت کہ شیخ اکبر کے حق مین دی ہی خطا جانتے ہو اور ہر دو صورت مین تمھارے اصول پر مہدویت برباد ہو جاتی ہی کہ مہدی معصوم چاہیے ہر خطا سے شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ بعضے کرامیہ سے کہ ایک فرقہ ہی اہل ہوا سے منقول ہی کہ ولی کبھی درجۂ نبی کو پہونچتا ہی بلکہ اعلی ہو جاتا ہی اور بعضے صوفیہ سے منقول ہی کہ ولایت افضل ہی نبوت سے اور ولی جب کہ نہایت مقام محبت اور صفائی قلب کو پہونچتا ہی اوس سے امر و نہی الہی ساقط ہو جاتی ہی اور یہ سب باتین فاسد و باطل ہین باجماع مسلمین بعد اسکے ہر ہر کا تفصیل رد کیا اور دوسرے مقام مین لکھا کہ تمام مسلمانون نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ افضل الانبیا محمد ہین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شرح مواقف مین ضمن دلائل عصمت انبیا مین لکھا ہی کہ غیر انبیا کو انبیا پر فضیلت دینا باطل ہی بالاجماع اور کسی کو احاد امت سے افضل کہنا انبیا علیہم السلام پر باطل ہی کہ اسکے بطلان مین کچھہ شک نہین ہی انتہی اب انصاف کا مقام ہی کہ اجماع دلائل قطعیہ سے ہی اور انکے مہدی خود قائل ہین کہ منکر اجماع صحابہ نبوت کا کافر ہوتا ہی چنانچہ مذکور ہوا با این ہمہ ان تمام احکام اجماعیہ کا انکار کرتے ہین اور اپنے مہدیکو افضل انبیا سے اور برابر سید الانبیا علیہ وعلیہم التسلیمات کے جانتے ہین اور کہتے ہین کہ علماے محققین اہل سنت کے پاس مہدی اس حکم مین داخل نہین ہین استغفر اللہ العظیم حاشا کہ علماے محققین یہ اعتقاد رکھتے ہون بلکہ علماے محققین اہل ظاہر اور باطن بالتمام اسکے منکر ہین اور اس اعتقاد والون کو زمرۂ اہل اسلام سے نہین جانتے ہین اور مہدی یا غیر مہدیکو کبھی اس کلیہ سے مستثنی نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب مجددی مین نقل کیا کہ حافظ نسفی نے تفسیر مدارک مین فرمایا ہی کہ پہلا ہی قدم بعضی قوم کا کہ ولی کو نبی پر تفضیل دیتے ہین اور یہ کفر جلی ہی اور تعرف مین کہ اس قوم کے علم مین کتاب معتبر ہی اور شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہین لولا التعرف ما عرفنا التصوف مذکور ہی کہ اجماع کیے ہین اسبات پر کہ انبیا علیہم السلام افضل بشر ہین اور کوئی بشر ایسا نہین ہی کہ فضل مین برابر انکے ہووے نہ صدیق نہ ولی نہ اور کوئی اگرچہ بزرگ ہووے قدر اوسکی اور بڑی ہووے شان اوسکی اور بلند ہووے رتبہ اوسکا اور ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ آخر نہایت صدیقین کی اول احوال انبیا کا ہی اور نہایت انبیا کی کچھہ حد و غایت معلوم نہین ہو سکتی ہی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ مثال معرفت اور علم خلق کی نسبت پیغمبر کے ایسی ہی جیسے کہ تری کہ مشک دہان بستہ سے نکلتی ہی اور بعض مشائخ نے کہا ہی کہ کسی پیغمبر نے تفویض

وتسلیم کا کمال سواے حبیب و خلیل علیہما السلام کے نہین پایا ہی اس سبب سے اگرچہ حالت مشاہدہ اور قرب
مین ہین اس کمال پر پہنچنے سے نا امید ہین اور ابو العباس نے کہا ہی کہ ادنی منازل مرسلین کے اعلی مراتب انبیا
کے ہین اور ادنی منازل انبیا کے اعلی مراتب صدیقون کے ہین اور ادنی مراتب صدیقون کے اعلی مراتب
شہدا کے ہین اور ادنی مراتب شہدا کے اعلی مراتب صالحین کے ہین اور ادنی منازل صالحین کے اعلی مراتب مومنین کے ہین
تمام ہوا کلام تعرف کا اور شرح تعرف مین لکھا ہی کہ مراد بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام مذکور سے
یہ ہی کہ کوئی شخص خلق مین سے اسرار مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطلع نہین ہو سکتا ہی اور اگر تمام خلق
جمع ہو دیوے اور معرفت اور علم اپنا جمع کرین کمال مصطفی کو نہ پہچانین اور اس پہچاننے کو پہچاننا مانند
تری مشک کے ہی کہ اس تری سے اس قدر معلوم ہوتا ہی کہ مشک مین کیا ہی لیکن مقدار و صفات
معلوم نہین ہوتی اور اگر یہ تری نہوتی تو یہ بھی معلوم نہوتا کہ اسمین کیا ہی انتہی یہ علماے محققین اہل ظاہر و
باطن کے اقوال و اعتقاد ہین نہ جیسا کہ تم لوگ سمجھے ہو اور جواب روایات صاحب رسالہ کا کہ جسپر دعوی
کیا ہی کہ ان روایات کو علماے مستندین نے اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیا ہی یہ ہی کہ حاصل ان دو روایت
کا نعیم بن حماد اور ایک روایت ابن ابی شیبہ کا کہ بیان تفضیل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین کو ہو چکی ہی یہ ہی کہ تمام اولین
و آخرین اہل سنت مین سے مہدویونکو ایک ابن سیرین کا قول ہاتھ لگا ہی کہ اوسکے بعضے طرقون روایت
مین تفضیل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر اور بعض مین بعض انبیا پر بھی مذکور ہی اور اس قول کو مخالف
اجماع اہل اسلام کے دیکھکر کسی نے پسند نکیا مگر مہدویون نے اس قول بے اصل کو اپنے دین کا اصل
الاصول ٹھہرایا اور آیات قرآنی کو کہ دال ہین تفضیل انبیا علیہم السلام اور افضلیت حضرت خاتم المرسلین
اور احادیث صحیحہ کو کہ صریح و نص جلی ہین اس مقدمے مین اور اجماع صحابہ و غیرہم مسلمین کو کہ اقوی الادلہ
دینیہ سے ہی اس قول کے سامنے ترک کیا اب ان مصنف رسالہ سے کہ اپنے کلام کو نہایت مطابق قواعد
علم اصول کے سمجھتے ہین پوچھا جاتا ہی کہ کس کتاب اصول مین لکھا ہی کہ قول تابعی کو قرآن و حدیث و
اجماع پر ترجیح دینا اور یہ دعوی بھی غلط ہی کہ علماے مستندین نے اس قول کو بلا تعرض روایت کیا ہی
اسواسطے کہ مولف کتاب سرور و المحزون نے نعیم کی روایت کہ جس مین تفضیل علی بعض الانبیا ہی بیان
کرکے کہا کہ فی هذا ما فیه یعنی اس کلام مین جو قباحت ہی کہ ظاہر ہی پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی
روایت محمد بن سیرین سے کہ اسمین فقط افضلیت شیخین پر مذکور ہی لا کر کہا کہ یہ لفظ صحیح تر ہی پہلی لفظ

سے اور میرے نزدیک دونون کی وہی تاویل ہے جو کہ حدیث بل اجر خمسین منکم کی تاویل ہے یعنی
زمانہ مہدی مین فتنے نہایت سخت ہونگے اور نصاری بالاتفاق ہجوم کرینگے اور محاصرہ دجال کا ہوگا
کہ اسقدر آفات اور مصائب مانع تحصیلین اور انبیا علیہم السلام مین و پیش نآئے تھے اس سبب سے مہدی کو ان پر
ایک نوع کا فضل جزئی ہے نہ یہ کہ کثرت ثواب اور قرب الٰہی مین یہ اون سے افضل ہون اسواسطے کہ
احادیث صحیحہ اور اجماع اسی بات پر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے انتہی اور یہی
تقریر رسالہ برہان مین بھی پیچھے روایات مذکورہ کے منقول ہے باین ہمہ مصنف مذکور کے خیال مین آیا کہ
کچھ تعرض ان روایات کا نہوا یہان تک تو لکھدیا کہ یہ قول احادیث صحیحہ اور اجماع کے خلاف ہے یعنی اگرچہ
نسبت اوسکی ابن سیرین تک روایت صحیح ابن ابی شیبہ کے پہونچتی ہے لیکن متن اس قول کا بسبب مخالفت
مذکورہ کے باطل ہے اب اس سے زیادہ تعرض کیا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ علماے حدیث نے فقط
ابن ابی شیبہ کی روایت کو صحیح کہا ہے کہ اوس مین اسیقدر ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ اس امت مین ایک
خلیفہ ہووے گا افضل ابوبکر و عمر سے اور لفظ خلیفہ کا مہدی اور عیسیٰؑ دونون پر صادق ہے چنانچہ
تفصیل اسکی بیان تفضیل امیر المومنین ابوبکرؓ مین گذر چکی پس اگر مراد عیسی علیہ السلام ہین تو کسیکے اصول پر
کچھ اشکال نہین ہوتا ہے اسلیے کہ عیسی علیہ السلام من وجہ داخل امت محمدیہ ہین اور افضل ہین صدیق اکبرؓ سے
چنانچہ یہی منقولہ شیخ اکبر کا ہے کہ اوپر گذرا اور اگر مراد امام مہدی ہین تو وہی تاویل کرنا چاہیے جو کہ صاحب عرف
وردی نے کی ہے ورنہ مخالفت کلام شیخ اکبر سے مخالفت لوح محفوظ کی لازم آوے گی یا وہ بشارت
کہ مہدی متنازع فیہ نے شیخ اکبر کے حق مین دی ہے غلط ہوجاوے گی اور بطلان معصومیت کہ مستلزم ہے
بطلان مہدویت کو بھی لازم آوے گا اور روایت نعیم کہ جس مین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر ہے
مذکور ہے علماے حدیث مثل صاحب عرف وردی وغیرہ کے اوسکے متن کو باطل المضمون بسبب مخالفت احادیث
و اجماع کے جانتے ہین یا ماوّل جانتے ہین اور اوسکی سند کو کسی نے صحیح نہین کہا اور قاعدہ مقررہ ہے کہ عدم تعرض مستلزم صحت
کو نہین ہے اور صحت مستلزم معمول بہ ہونے کو نہین ہے علماے حدیث اپنی کتابون مین بہت سی حدیثین بلا
تعرض لکھتے ہین حالانکہ اوس مین ضعاف وغیرہ سب ہوتی ہین مگر بعضے محدث مثل ترمذی وغیرہ کے
کہ اپنے اوپر التزام بیان کا کر لیتے ہین وہ البتہ ضعیف حدیث کے ضعف اور وجہ ضعف کو بھی بیان
کر دیتے ہین اور بہت حدیثین اگرچہ صحیح ہوتی ہین مگر معمول بہ نہین ہوتی ہین کہ بسبب ثبوت نسخ کے

یا مخالفت دلیل قوی کے اوسپر عمل نہین کرتے ہین پس روایت نعیم مین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر یا برابری ساتھ سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا الحاقات بعض ملاحدہ اور زنادقہ یا روافض سے ہے کہ ائمہ طاہرین کو افضل انبیا و مرسلین سے سمجھتے ہین یا اگر یہ قول محمد بن سیرین سے صادر ہوا ہے تو مراد اوس سے یہ ہی ہے کہ اولین نے بیان فرمائی اور مراد برابری سے مشابہت بیچ اخلاق کے ہے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہوا کہ یشبهه فی الخلق ولا یشبهه فی الخَلق یعنی امام مہدی مشابہ ہونگے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق محمدیہ مین اور مشابہ ہونگے بیچ شکل و صورت کے شارحین حدیث لکھتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ بیچ شکل مین مشابہ ہونگے ورنہ بعضی باتون مین ہم شکل حضرت رسالت کے ہونا احادیث مین وارد ہے چنانچہ ابو داؤد مین ہے کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے کہ المهدي مني اجلى الجبهة اقنى الانف يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا يملك سبع سنين یعنی مہدی میری نسل و ذریت سے ہوگا کشادہ پیشانی بلند بینی بھر دیگا زمین عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری ہوگی ظلم و ستم سے مالک ملک رہیگا سات برس انتہی پس محمد بن سیرین کے کلام مین لفظ یعدل النبی سے مقصود یہی ہے کہ یشبه النبی فی الاخلاق یعنی برابری و مساوات مرتبے کے جیسا کہ مہدوی سمجھتے ہین کسی عاقل کے ذہن مین آوے گا کہ جب صحابہ کا اجماع جمہوری یا کلی علی اختلاف الاقوال افضلیت ابوبکر صدیق پر یا اجماع مرکب افضلیت ابوبکر و علی پر ہو چکا اور اس سے لازم آیا کہ کوئی شخص اولین و آخرین سے امت محمدیہ مین افضل ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما سے نہین ہے چنانچہ مہدی متنازع فیہ کے قول سے بھی منکر اجماع صحابہ بنبوت کافر ہوتا ہے جیسا کہ اپنے مقام مین گذر چکا اپنے محمد بن سیرین سے تابعی جلیل القدر کے حق مین گمان کیا جاوے کہ وہ ایک شخص کو اس امت مین سے خرق اجماع کرکے امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی پر تفضیل دیتے تھے بلکہ اس سے بڑھکر انبیا پر تفضیل دیتے تھے اوسپر طرہ یہ کہ حضرت خاتم المرسلین کے برابر جانتے تھے استغفر اللہ العظیم كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا کیا مسائل اجماعیہ پر ابن سیرین کو اطلاع نہ تھی یا آیات قرآنیہ کہ دال ہین تفضیل انبیا علیہم السلام پر اونکو یاد نہین یا احادیث صحیحہ کہ نص صریح ہین افضلیت حضرت خاتم المرسلین مین اونکے گوش تک نہ پہونچی تھین کہ ایسا اعتقاد تمام اہل اسلام کے خلاف اختیار کرتے العیاذ باللہ العظیم ابہ چند آیات و احادیث اس قسم کی بیان کیجاتی ہین دلیل اول اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے چن لیا اور اختیار کیا آدم

ف — دلائل افضلیت حضرت سرور کائنات علیہ التسلیمات مین سے بیس دلیلین آیات و احادیث وغیرہ سے یہاں مذکور ہیں

اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو عالمین پر شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ آل ابراہیم اور آل عمران مین سے غیر
انبیا مخصوص ہین بدلیل اجماع پس آدم اور نوح اور تمام انبیا علیہم السلام برگزیدہ ہین عالمین پر انتہی عالمین
مین ملائکہ اور اولیا اور مہدی وغیرہ سب داخل ہین اور کوئی دلیل تخصیص کسی کے واسطے موجود نہین ہی
پس انبیا علیہم السلام سب عالم علوی اور سفلی سے افضل ہین اور باتفاق جمیع اہل اسلام حتی کہ مہدوی بھی
اس بات کے قائل ہین کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیا سے افضل ہین اور یہ بھی مسلم ہی کہ افضل کا
افضل افضل ہوتا ہی پس ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب عالم سے **دلیل دوم**
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ
یعنی ان پیغمبرون مین ہمین نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہی اون مین سے بعضے ایسے ہین کہ اللہ تعالی
نے اونسے کلام کیا اور بعضون کے درجات بلند کر دیے تفسیر کشاف مین لکھا ہی کہ کلام جنسے کیا وہ موسی
علیہ السلام ہین اور درجات بلند کیے یعنی تمام انبیا سے اونکو بلند رتبہ کیا کہ سب سے بدرجات کثیرہ افضل ہوگئے ظاہر ہی
کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسلیے کہ جو آیات و معجزات کہ انکو ملے ہین دوسرون کو نہین ملے
ہین اگرچہ ہزار سے زیادہ آیات انکو ملے ہین مگر ایک قرآن ایسی آیت باہرہ ہی کہ اگر کوئی آیت نہوتی سوا اسکے
تو بھی سب انبیا کے معجزون سے افضل ہوتا چہ جائیکہ سوائے اسکے اور بہت سے معجزات باہرہ اور کمالات
ظاہرہ اور اخلاق طاہرہ کہ متمم اخلاق اولین اور ہادی آخرین کے ہین ذات اقدس مین موجود ہون کیونکر
رتبہ سب سے عالی تر ہو اور شیخ جونپور کے نقائص اخلاق اور معائب احوال ماقبل مین خصوصاً دلیل اخلاق مین
بخوبی واضح ہوچکے امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ امت نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ بعضے پیغمبر افضل ہین
بعض سے اور اجماع کیا ہی اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب سے ابتدائے بحث سے یہان تک
سنتے جائیے کہ کیسے کیسے اکابر اجماع کے ناقل ہین مگر مہدوی ایسے غافل ہین کہ اپنی ترانہ سرائی مین کسی کی
نہین سنتے کہ شعر حجت مہدی بر گشتہ تمام تن تنا تن تن تنا تن تن تنا سوا اس ترانے کے اور بہت سے دوہرے
اور چھند انکے بزرگون سے منقول ہین کہتے ہین کہ وہ چھند عرش کے کنگرون پر لکھے ہین مختصر کلام کہ حضرت
امام فخر الدین رازی نے اونیس دلیلین اس امر اجماعی یعنی افضل محمدی پر گذرانین گویہ چار دلیلین مابعد کی اونھین مین
سے ہین **دلیل سوم** فرمانا اللہ سبحانہ وتعالی کا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ یعنی نہین
بھیجا ہمنے تمکو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رحمت واسطے عالمین کے جب رحمت سب عالم کے واسطے ہوئے

دلیل چہارم كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ یا مخالفت دلیل اقوی ہے کہ تم سے ہو دین اور مہدی بھی اپنی امت میں برابری ممانعت ... میں یعنی ہو تم بہترین امت کہ نکالی گئی اور ظاہر کی گئی واسطے آدمیوں کے اور امت کو کرامت ... اور خوبی حاصل ہوئی بسبب متابعت آنحضرت کے ہوئی کہ حق تعالی فرماتا ہے قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر ہو تم لوگ محبت رکھتے اللہ تعالی سے پس میری پیروی کرو خدا تمسے محبت رکھیگا یہاں سے معلوم ہوا کہ مہدی کو جو کچھ مرتبہ ملے گا بسبب پیروی و تبعیت حضرت کے ملے گا پس جسکی پیروی سے مرتبہ حاصل ہووے اسکا مرتبہ کیونکر عالی ہوگا دلیل پنجم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہیں طرف جن و انس کے اور حضرت کے پیرو لوگ جس قدر ہیں کسی کے نہیں ہیں اور بموجب حدیث شریف کے کہ من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الی یوم القیامة یعنی جسنے ایک سنت اور طریقہ اچھا نکالا اوسکو اس طریقے پر آپ چلنے کا بھی ثواب ملے گا اور جس قدر لوگ قیامت تک اس طریقے پر چلینگے اون سب کے ثوابوں کے برابر بھی ثواب اسکو ملے گا اب ثابت ہوا کہ اگر مہدی جونپوری نے مدت العمر جو کچھ ریاضت اور عبادت ظاہری اور باطنی کر دونوں میں دعوی کمال اتباع حضرت رسالت کا رکھتے تھے کرکے ثواب کمایا تھا اوسکے برابر حضرت کو بھی پہونچا اور ہوا انکے بارہ سو برس میں مشرق سے مغرب تک جس قدر مسلمان علما و اولیا و ائمہ دین و جمہور مسلمین روم و شام و مغرب و کردستان و بلاد مصر و حبش و عربستان و سیستان و کابلستان و چین و ترکستان و سندھ و دکن و ہندوستان و خطا و ختن و تبت و جاپان و عراق و خراسان و بلغار و داغستان و نکران و مازندران و جزائر دریائے شور وغیرہ میں اعمال صالحہ بجا لائے ہیں کہ وہ خلائق اور انکے حسنات حد حساب سے باہر ہیں سب حضرت کے واسطے موجب ترقی درجات کے ہیں اسیواسطے حضرت جابجا احادیث صحیحہ میں کثرت امت پر فخر فرماتے ہیں اور مہدی جونپوری کے پیرو اس خلائق بیشمار کے سامنے ایسی نسبت رکھتے ہیں جیسے کہ قطرے کو دریا سے اسلیے کہ وہ تو یہی چند ڈھونڈاری و مارواڑی و گجراتی و دکنی ہیں اور بس سو وہ بھی تھوڑے سے سوا چند فقیروں اور سیوک باج خوری و ظلم شعاری و دنیاداری میں مشغول ہو کر مر جاتے ہیں کہ انکے مہدی کے اقوال کے موافق نہ ہجرت و نہ ذکر دائمی کے انکا ایمان بھی صحیح گمان ہوتا ہے جیسا کہ باب دل میں معلوم ہوا اور مرتے وقت کا ترک دنیا اور توبہ کرنا اگر بالفرض مقبول بھی ہو جب بھی تمام مدت عمر گذشتہ میں اعمال صالحہ سے آپ بھی محروم رہے اور اپنے مہدی کو بھی محروم رکھا اور کچھ انکی ترقی درجات کا سبب نہوئی دلیل ششم

اللہ سبحانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ قرآن کی ہر ایک سورت سے خلق کا مقابلہ کرو پس فرمایا کہ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ط یعنی اگر اس قرآن میں کچھ شبہہ ہی تو اسکے مانند ایک سورت بنالاؤ اور سب سے چھوٹی سورت سورۂ کوثر ہی کہ تین آیت کی ہی پس ہر تین آیتین تمام مخلوق کو مقابلے مین عاجز کردین اور چونکہ قرآن مین کچھ اوپر چھہ ہزار آیت ہی پس لازم ہوا کہ فقط قرآن مین کچھ اوپر دو ہزار معجزہ ہوا قطع نظر دوسرے معجزات سے اور جب کہ موسی علیہ السلام کو نو معجزون سے فخر تھا حضرت کو ہزارہا معجزون سے کیسا کچھ فخر حاصل ہوگا حالانکہ یہ معجزات قرآنیہ اور انبیا کے معجزون سے کیفیت مین بھی افضل ہین اسواسطے کہ وہ اونھین کے دم تک تھے اور بعد انکے اب کوئی دیکھا چاہے تو میسر نہین ہین بخلاف معجزات قرآنی کے کہ جسوقت جسکا دل چاہے دیکھ لے اور جس سے چاہے مقابلہ کرے کہ کوئی جن و انس ایسا کلام بنا نہین سکتا ہی اور ظاہر ہی کہ خلعت جسقدر اشرف ہوگا صاحب اسکا افضل ہوگا اب سنیے مہدی متنازع فیہ کے قرآن کا حال کہ انھون نے تمام عمر مین یہ عبارت تیار فرمائی اور دعوی کیا کہ یہ کلام مجھسے خدا تعالی نے بے واسطہ فرمایا ہی مگر اس مطلب کی تقریر ایسی ڈھب کی کہ اوسی سے واسطہ بھی نکلتا ہی اور عبارت خدائی ایسی بنائی کہ جو سنتا ہی سو ہنستا ہی شاید کہ خراسان کے سفر مین یا کہین کشمیر کے قریب یہ عبارت بنی ہی کہ زعفران زار کی تاثیر رکھتی ہی وہ عبارت یہ ہی کہ سید خوندمیر انکے داماد و خلیفہ نے شروع عقیدۂ شریفہ مین کہ جسکو مہدوی کلمات مہدی سے نازلات آسمانی سے جانتے ہین نقل کی ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام المهدي صلی اللہ علیہ وسلم علمت من اللہ بلاواسطة جديد اليوم قل اني عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مهدي الزمان وارث نبي الرحمان عالم علم الكتاب والايمان مبين الحقيقة والشريعة والرضوان

انتہی اب انصاف کرکے خود اور انکے خدا دونون کی عبارت کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیے خود کا مقصود یہ ہی کہ مین بلاواسطہ فرشتونکے خداے عالم سے تعلیم پاتا ہون اور عبارت سے بمقتضا اس قاعدے کے کہ نفی مقید مین انتفا قید کا ہوتا ہی نہ اصل مقید کا یہ معنی نہین سمجھے جاتے بلکہ یہ سمجھا جاتا ہی کہ واسطۂ جدید نہ تھا ورنہ لفظ جدید لغو ہو جاتا ہی اور اس سے واسطۂ قدیم کے نفی نہ نکلے اب پوچھا جاتا ہی کہ واسطۂ قدیم کون ہی اگر جبرئیل مراد ہین تو کیا سبب کہ ہمیشہ کلام معجز نظام لایا کرتے تھے اور تمھارے پاس ایسا کلام لائے کہ طلبۂ نحوخوان بھی اس سے بہتر بنا سکتے ہین اور اگر سواے جبرئیل کے کوئی

بیان

دوسرا یہ ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ کلام میں ابتذال ہی ورنہ ایسا ساقط درجہ بلاغت سے کیون ہوتا اور مہدویہ اپنی کتابون مین تیس فرض بیان کرتے ہین اونمین ایک فرض یہ بھی ہی کہ مہدی کو ہر یک ورد لے واسطہ بو تعلیم خدا سے جاننا چنانچہ سید میران جی نے اپنی عقیدہ خوند میر سے یہ احکام مستنبط کیے ہین اس عبارت مین اگر لفظ بو لفظ واسطہ سے متعلق رکھو تو اسکا تعرض ہو چکا اور اگر لفظ تعلیم سے متعلق کرو تو یہ معنی عجیب ہونگے کہ حدید منصوب پڑھا جاوے حالانکہ جیسا کہ حدید کے بعد تاء تانیث نہین ہی الف بھی سوائے الف الیوم کے کسی نسخے مین نہین ہی اور بالفرض اگر ہو تو بھی عبارت تکلف و سخافت سے خالی نہین ہی اب عبارت آسمانی کو دیکھا چاہیے کہ قطع نظر رکاکت عبارت و ترکیب سے کہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ کلام کسی عرب یا ادیب کا نہین ہی خطائے لفظی و معنوی سے خالی نہین ہی اسواسطے کہ لفظ علم کا عالم علم الکتاب و الایمان مین نے موقع محض ہی عالم الکتاب بر تنہا علم کو عالم کا مفعول قرار دینا بالکل تکلف ہی دوسرے یہ کہ ایمان کا عطف علم پر بالکل اس پر کسی پر نہیں معلوم ہوا کہ عالم الایمان یا عالم علم الایمان ہر دو نے زیب ہی کیونکہ ایمان خود علم ہی گرویدگی کے ساتھ اور ایسی حال ہی مبین الحقیقت والشریعت و الرضوان کا کہ اگر رضوان سے مراد اسباب رضائے الٰہی ہی تو حقیقت اور شریعت اوسکو جامع ہی پس عطف رضوان کا بجز درمنی اسجاع کے نے معنی ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ مبین معنی لفظ رضوان کا ہون تو کچھ حاجت بیان کی نہین ہی کہ سب جانتے ہین غرض کہ کلام کسی درجہ بلاغت کیا بلکہ محاورہ اور روزمرہ سوقیان عرب کے بھی مطابق نہین ہی پس اس کلام کو ساتھ کلام قرآن کے جو نسبت ہی وہی نسبت مہدی جونپوری کو ساتھ حضرت رسالت کے ہی اور نسبت کلامین مین یہ ہی کہ کلام قرآنی اعلی درجہ بلاغت مین حد اعجاز پر ہی اور یہ کلام بلغا کے نزدیک ادنی درجہ بلاغت سے بھی ساقط اور نیچے ہی کیونکہ جو کلام کہ فی نفسہ صحیح الاعراب اور مفید معنی مقصود کو موافق قواعد عربیت کے ہو لیکن لطائف اور خواص زائدہ سے معرا ہو بلغا اسکو ادنی درجہ بلاغت سے ساقط اور ملحق باصوات الحیوانات کہتے ہین **دلیل ہفتم** قال اللہ تبارک و تعالی عَسَىٰٓ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا یعنی قریب ہی کہ اوٹھاوے تجکو اے محمد رب تمہارا مقام محمود مین مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ مفسرین کا اتفاق ہی کہ کلمہ عسی کا جناب باری کی طرف سے واجب ہوا کرتا ہی اسواسطے کہ کلمہ عسی دال ہی اطماع پر اور محال ہی کہ جناب باری تعالی کسی کو طمع دیوے اور

ثبوت مقام محمود آنحضرت؟

امیدوار فرماوے پھر محروم رکھے پس یقینی ہوا کہ حضرت کو اللہ تعالی مقام محمود عنایت فرماویگا اور واحدی
نے کہا کہ مفسرین نے اجماع کیا ہی کہ مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہی اور محمود اسواسطے کہتے ہین
کہ جب ایسی حالت اضطرار مین کہ اولین و آخرین اہل محشر عاجز ہونگے اور سب انبیا علیہم السلام جواب دیدینگے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت باندھکر شفاعت کرینگے اور مخلوق کو اوس حالت سے نجات دیونگے تمام
اولین اور آخرین حمد وثنا مین آنحضرت کی زبان کھولینگے اور سب ادنی اور اعلی پر منکشف ہوجاویگا کہ جو قرب
و منزلت حضرت کو درگاہ وسنے نیاز مین حاصل ہی کیسیکو حاصل نہین ہی چنانچہ حدیث صحیح امام بخاری اور مسلم کی
اسپر شاہد عادل ہی کہ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی مین
سردار آدمیونکا ہون دن قیامت کے تم جانتے ہو کہ کس سبب سے یہ سیادت مجھکو حاصل ہی اللہ تعالی اولین
اور آخرین کو ایک میدان مین جمع کریگا اور آفتاب اونکے سرونکے نزدیک ہوجائیگا اور اسقدر غم اور سختی ہوویگی
کہ طاقت برداشت کی نرکھکر حامی اور شفیع ڈھونڈھتے پھرینگے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور
کہینگے کہ تم تمام بشر کے باپ ہو تمکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح تم مین
پھونکی اور ملائک کو تمہارے سجدے مین جھکایا اور بہشت برین مین تمکو بسایا ذرا ہماری شفاعت اپنے
رب کے پاس نہین کرتے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ ہم کس بلا مین گرفتار ہین حضرت آدم فرماوینگے کہ میرا رب
آج کے روز ایسا غضب مین ہی کہ نہ کبھی ایسا غضب مین ہوا تھا اور نہ ہوویگا اور مجھکو تو ایک درخت سے
ممانعت فرمائی تھی مجھسے نافرمانی ہوگئی ہی نفسی نفسی مین اپنے نفس کی بخشائش کی فکر مین ہون کسی
اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر نوح علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہان سے بھی ایسی تقریر ہوکر
محروم پھرینگے غرض کہ اسیطرح حضرت ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام کے پاس بدلالت ایک دوسرے
کے جاوینگے اور ہر جاے سے اسی قسم کے عذر و حیلے سنکر مایوس پھرینگے جب آخر کو بدلالت عیسی علیہ السلام
کے حضرت خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کے پاس آکر بولینگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم رسول اللہ ہو
اور خاتم الانبیا ہو اور تمکو یہ شرف ہی کہ تمہارے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف ہین یعنی اگر تمسے بالفرض
کچھہ گناہ بھی ہوا ہوتا تو پہلا اور پچھلا سب معاف ہوتا آپ نہین دیکھتے ہین کہ ہم کس حالت مین مبتلا
ہین ہماری سفارش کیجیے اپنے پروردگار کے پاس پس چلونگا مین پس آؤنگا نیچے عرش کے اور سجدے
مین گر پڑونگا اور وہ حمد وثنا خدا تعالی میرے دل پہ کھولیگا کہ کسی پر مجھسے پہلے نہین کھولا ہی اور حکم

ہوگا کہ ای محمد اوٹھو سر اپنا اٹھاو دیے جاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جائیگی پس مین سر اٹھا کر عرض
کرونگا امتی یا رب امتی یا رب مین اپنی امت کو مانگتا ہون ای رب میرے الحدیث القصہ اگرچہ اصالۃ
امت کا سوال ہو مگر بطفیل انکے سب خلق کا راستہ نکلیگا کہ اس طپش و انتظار سے نجات پاکر ہر شخص اپنے
مقام کو پہنچیگا کما لا انتظار الشدید من الموت کہتے ہین اُسوقت ایک عالم حضرت کی ثنا خوانی مین مصروف
ہوگا کہ جان لیوے گا کہ اس جوش غضب الٰہی مین کسی نبی مرسل و ملک مقرب کو طاقت دم مارنے کی
نہتی حضرت کا وہ جاہ و رتبہ تھا کہ جو مانگا سو دیا گیا اور جو کہا سو سنا گیا کوئی شخص خدائے عالم کے پاس
یہ مقام و منزلت نہین رکھتا ہے جو کہ آپ کو حاصل ہے اور کتب حدیث مین بروایات کثیرہ یہ حدیث وارد ہے
مگر کسی مین یہ نہین ہے کہ خلق اس حالت مین جیسا کہ پیغمبر و نکے پاس دوڑیگی مہدی کے پاس بھی
آئیگی یا کہ مہدی بھی حضرت کے ساتھ مقام محمود مین ہو وینگے پس معلوم ہوا کہ اہل محشر سے جانینگے
کہ سواے انبیا علیہم السلام کے کوئی شخص طاقت اسکام کی نہین رکھتا ہے مہدی ہو یا فرشتہ یا ولی
اس سبب سے کسی سے سواے پیغمبر و نکے ملتجی نہوینگے جب امام مہدی حقیقی کو بھی اس مقام مین دخل
نہوگا تو مہدی جونپوری کا کیا حساب ہے اور قطع نظر اسکے اونکو اسوقت فرصت کہان ہوگی کہ خلق
خدا کے اس حال زار پر رحم کرین یا متوجہ ہووین اپنی کد خدائی کی فکر مین تگ و دو کر رہے ہونگے چنانچہ پنج فضائل
مین لکھا ہے کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی نوری ناقہ پر سوار ہونگے کہ نام اوسکا محمود ا
ہوگا اور گرد اسکے انبیا اور رسل اولوالعزم اور اولیا و شہدا اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی چلتے
ہونگے اور دانت سراقی کے اسقدر لنبے ہونگے کہ اُن پر تمام فرقہ مہدویہ سوار ہوگا غرض کہ
میدان حشر مین کہ خلق اپنے حال مین مبتلا ہے گشت کرکے آگے ذوالجلال کے آکر نکاح اونکا
ساتھ بی بی مریم اور بی بی آسیہ کے ہوگا بعد اسکے عرصات مین آکر وہ محمد شفاعت کرینگے انتہی
سبحان اللہ خلق اس حال پریشان مین مبتلا ہو کہ آفتاب سر پہ ہے اور مجمع اولین و آخرین سے
ایک کشاکش ہو رہی ہو اور پسینا کسیکے گھٹنون تک کسیکی کمر تک کسیکے موونہہ تک اور دوزخ کو
ملائک کھینچکر سامنے کر دیوین کہ اوسکے شعلے اور سوزش علاوہ تکلیف دے رہی ہو اوسوقت
ان بزرگوار کو اپنی شادی سوجھے اور شفاعت کو شادی کے بعد پر رکھین اور حضرت خاتم الرسالت
اور دوسرے انبیا کا حال تو معلوم ہوا کہ انبیا اپنے اپنے نفسون کی فکر مین ہیبت الٰہی سے گزرا

[illegible]

ہونگے اور آنحضرت خلق کے بچانے کی فکر مین سات روز تک سجدے مین پڑے ہونگے کہان یہ
شادی اور فیل سواری اور کہان وہ حضرت لطف عظیم سبینہ صافان اغم محنت کشان بیش از خود ست
آب می نالد از ان باری کہ بر پشت پل ست ✣ بنی آدم اعضاے یکدیگرند ✣ کہ در آفرینش ز یک گوہرند
تو کز محنت دیگران بیغمی ✣ نشاید کہ نامت نہند آدمی ✣ طرہ یہ کہ ہاتی کسی روایت مین اوس عالم کے
مرکب مین سننے مین نہین آیا تھا شاید کہ ماڑواڑیا پورب دکن سے گیا ہوگا کہ وہان کے عالم کا
رنگ دیکھکر نوری بن گیا ہوگا غلط کہا مینے محمود نام اوس ہاتی کا تھا کہ اصحاب فیل کے ہاتون
مین کہ خانۂ کعبہ ڈھانے کو آئے تھے سب سے زیادہ قوی و بڑا تھا اس ہاتی کا بھی یہی نام ہی اغلب
کہ وہی ہی اور سب سواریان براق اور گھوڑے اور اونٹ اور تخت روان چھوڑکر ہاتی کے اختیار
کرنے کا سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ شادی ساتھ بی بی آسیہ جورو فرعون کے ہی اور پہلا خاوند کہ ہاتی دانت
کے تخت پر بیٹھا تھا جب تک دوسرا خاوند خود ہاتی پر نہ بیٹھے تو کیا فخر و ترجیح ہوگی اور اسیواسطے
تمام مہدویونکو دانتون پر سوار کیا تا کہ معلوم ہو کہ شوہر نخستین اگر برائے خود ایک تخت عاج رکھتا تھا
یہان ہر چیلہ اور بالکا آج عاج پر سوار ہی کہ نخوت فرعونی اوسکے سامنے نگونسار ہی علاوہ یہ کہ دیلمی نے
حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی تزویج کردیگا میرے
ساتھ بہشت مین مریم بیٹی عمران اور کلثوم خواہر موسی اور آسیہ عورت فرعون کو اور طبرانی نے بھی
کبیر مین حضرت مریم اور آسیہ کا زوجۂ آنحضرت ہونا روایت کیا جیسا کہ سیرت محمدیہ مین موجود ہی
پس یہ دونون بیبیان مہدی جونپوری کی مان ہوئین بمنطوق اس آیت کے کہ اَزْوَاجُہٗ اُمَّہَاتُہُمْ
یعنی جوروان پیغمبر کی مائین ہین مومنین کی پس شیخ جونپور کو اپنی مان کے ساتھ نکاح کسطرح حلال
ہوسکتا ہی کہ یہ ٹھاٹھہ شادی کا باندھا جاتا ہی نعوذ باللہ من سوء الفہم اب اس خرافات کو چھوڑکر
دلیل ہشتم کا بیان کیا جاتا ہی **دلیل ہشتم** عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ فاول من ینشق عنہ القبر
واول شافع واول مشفع رواہ مسلم وابوداود یعنی فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم کا ہون دن قیامت کے اور سب سے پہلے قبر مین سے مین
نکلونگا اور سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے اول میری ہی شفاعت مقبول ہوگی

انتہی شرح عقائد مین علامہ تفتازانی نے کہا کہ استدلال اس حدیث سے ضعیف ہی اسواسطے کہ
اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ حضرت افضل اولاد آدم سے ہین نہ کہ آدم سے ملا علی قاری نے
جواب دیا کہ اولاد آدم مین بعضے بالاجماع آدم علیہ السلام سے افضل ہین جیسا کہ ابرہیم علیہ السلام پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ حضرت آدم کے افضلون سے افضل ہوئے آدم سے بطریق اولیٰ
افضل ہوئے اور علاوہ یہ کہ ابن آدم سے کبھی نوع انسانی مراد ہوتی ہی پس آدم بھی داخل ہوئے اسیواسطے
حدیث شفاعت مین لفظ انا سید الناس کا آیا ہی اور بعضی حدیثون مین جو آیا ہی کہ پیغمبرون مین
ایک کو دوسرے پر تفضیل دیو اور مجھکو موسیٰ پر تفضیل ندیو اور کسیکو لائق نہین ہی کہ کہے مین یونس
ابن متی سے بہتر ہون اسکا جواب پانچ طرح سے ہی ایک کہ یہ باتین اوسوقت فرمائی ہین کہ حضرت کو
ابھی معلوم نہوا تھا کہ مین افضل سب سے ہون دوسرے یہ کہ تواضع اور انکسار سے فرمایا ہی
تیسرے یہ کہ اوس تفضیل سے منع فرمایا ہی کہ جس مین دوسرے انبیا کی تنقیص اور بے ادبی ہووے چوتھے یہ کہ
اوس تفضیل سے نہی فرمائی کہ جس مین جھگڑا اور خصومت اوٹھے پانچوین یہ کہ نفس نبوت مین تفضیل نہین
ہی بلکہ تفضیل خصائص اور فضائل زائدہ مین ہی اور نہی کا مدار تفضیل نفس نبوت پر ہی اور اعتقاد تفضیل کا تو ضرور
ہی کہ قرآن شریف مین ہی کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ
عَلٰى بَعْضٍ دلیل نہم عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انا سید ولد ادم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ
ادم فمن سواہ الا تحت لوائی الحدیث رواہ الترمذی یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے بلکہ بیان نعمت
الٰہی کا کرتا ہون یا کہ مامور ہون اس امر کے اظہار کا تا کہ اسکے موافق لوگ اعتقاد رکھین اور میرے ہاتھ اور
تصرف مین ہوگا نشان حمد کا اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے اور نہوگا کوئی پیغمبر اوسدن آدم اور سوائے
آدم مگر سب نیچے نشان میرے کے ہوینگے اور تخصیص دن قیامت کی اگرچہ آن سرور سردار سب کے
دنیا اور آخرت مین ہین اسواسطے ہی کہ اوس روز سیادت اور سرداری آپ کی بلا خلاف اور بلا نزاع ظاہر ہوگی
بخلاف دنیا کے کہ یہان ملوک کفار اور فقراے مہدویہ نزاع بھی کرتے ہین جیسا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ
اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے معنی ہین یعنی اگرچہ آج بھی مالک اللہ تعالیٰ ہی اور بادشاہ

سب وسیکا ہی لیکن چونکہ بعضے مجازاً اپنی طرف بھی نسبت کرتے ہین وس وزیہ نسبت بھی منقطع ہوجاوے
گی **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ آنحضرت افضل ہین سب خلق سے اسواسطے کہ مذہب اہل سنت کا
یہ ہی کہ آدمی افضل ہی ملائک سے اور آنحضرت بموجب اس حدیث کے سب آدمیون سے افضل ہین اور شیخ محمد
صاحب جونپوری بھی آدمی ہین **دلیل دہم** عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه
وسلم قال فاكسى حلة من حلل الجنة ثم اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم
ذلك المقام غيري رواه الترمذي یعنی فرمایا خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس پہنایا جاوونگا
مجھکو ایک لباس لباسون بہشت سے پھر کھڑا ہونگا مین سیدھے جانب عرش سے کہ کوئی شخص مخلوقات
الٰہی مین سے سواے میرے اس مقام مین نہین کھڑا ہوگا اب غور کیجیے کہ شیخ جونپور بھی مخلوقات الٰہی مین سے
ہین اونکو بھی یہ مقام میسر نہوگا **دلیل یازدہم** عن عبد الله بن عمرو بن العاص رض ان رسول الله صلى الله
عليه واله وسلم قال اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلى
علي صلوة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي
الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سال لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة
رواه مسلم یعنی فرمایا حضرت رسالتمآب نے کہ جب سنو تم موذن کو اذان کہتے پس کہو تم جیسا کہ وہ
کہتا ہی پھر بعد اذان سنکے درود بھیجو مجھپر اسلیے کہ جو شخص مجھپر ایکبار درود پڑھتا ہی اللہ تعالی اوسپر دس بار رحمت
بھیجتا ہی پھر مانگو اللہ تعالی سے میرے واسطے وسیلہ اسواسطے کہ وہ ایک مقام ہی بہشت مین کہ نہین لائق ہی
مگر ایک بندے کے واسطے بندگان خدا مین سے اور مین امید رکھتا ہون کہ وہ بندہ مین ہوؤن پس
جو شخص کہ مانگے گا میرے واسطے وسیلہ اوترے گی اوسپر شفاعت مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ حافظ عماد الدین
بن کثیر نے فرمایا کہ وسیلہ نام ہی ایک نہایت عالی مقام کا جنت مین کہ تمام مکانات بہشت سے قریب تر عرش
کے ہی اور وہ گھر ہی رسول خدا کا بہشت مین کہ اوسکو درجۂ رفیعہ اور بعضے فضیلہ بھی کہتے ہین اور بعد ایک
ورق کے اوسمین ہی کہ قول اللہ تعالی کا طُوبىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ طوبی نام ہی ایک درخت کا
کہ اوسکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے بویا ہی زیور اور لباس اوس مین اوگتے ہین اور شاخین اوسکی
دیوارون بہشت کے باہر سے نظر آتی ہین اور جڑ اوس درخت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین ہی اور ہر
مومن کے گھر مین ایک شاخ اوسکی پہنچی ہی تاکہ ہر ولی کا حصہ حضرت کے پاس سے ہووے اور حضرت

نے بہشت کو بھر دیا ہی پس ہر ہر ولی کو جو نعمت بہشتی حاصل ہی حضرت کو وہ سب حاصل ہی اسواسطے کہ
ولی نے جو نعمت پائی ہی بدولت پیروی آنحضرت کے پائی ہی ایسی ابلیس نے دوزخ کو بھر دیا ہی کہ جو عذاب کسی
دوزخی کو ہی ابلیس اوس مین شریک ہی تحقیق یہ اشارہ ہی طرف اس حدیث کے کہ مسلم نے ابوہریرہ سے
روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من
تبعھم لاینقص ذلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل
اثام من تبعہ لاینقص ذلک من اثامھم شیئا یعنی جسنے خلق کو بلایا طرف ہدایت کے اوسکو
اوسکے پیرون کے برابر ثواب ملیگا اور اس سے کچھہ انکے ثواب کم نہو جائینگے اور جسنے کہ بلایا طرف گمراہی کے
اوسپر اسکے پیرون کے برابر گناہ ہوینگے اور یہ بات کچھہ اوکے گناہون کو کم کرے گی یہ بھی ایک دلیل قوی ہی
افضلیت حضرت رسالت پر کہ تمام امت محمدی غیرہ کا ثواب حضرت کی ذات جامع الکمالات مین مجتمع ہی
اور ثوابات ذاتی علاوہ اسکے ہین چند ورق پیشتر اسکی بحث ہو چکی ہی اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ آیت
ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین
والشھداء والصالحین یعنی جو شخص کہ اطاعت کرین خدا ورسول کی وہ اون لوگون کے ساتھہ
ہونگے کہ جن پر حق تعالی نے انعام کیا ہی کہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین اور صحیحین کی حدیث
کہ انت مع من احببت یعنی تو اوسکے ساتھہ ہوگا کہ جس سے محبت رکھتا ہی اور سوا اسکے اور احادیث
اس مضمون کی ہین ان سب کا یہ مطلب نہین ہی کہ اطاعت کرنے والے اور محبت رکھنے والے پیغمبرون کے
ساتھہ ایک درجے مین ہونگے ورنہ لازم آوے کہ فاضل و مفضول اور خادم و مخدوم برابر ہو جاوین
کہ یہ ہرگز جائز نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ یہ لوگ جنت مین اسوضع پر ہونگے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھنے کی
اور ملاقات کرنے کی قدرت رکھتا ہوگا اگرچہ مکان دوسرے کا عالی اور مرتبہ بلند ہو اسواسطے کہ جب حجاب
اور پردہ اوٹھہ گیا تو ایک دوسرے کو مشاہدہ کرسکتا ہی یہی معنی ہین اس معیت کے دلیل دوازدہم
من ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ کنت
امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر رواہ الترمذی یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا مین امام پیغمبرون کا اور خطیب انکا اور صاحب شفاعت
انکا بلا فخر طریق استدلال اس حدیث سے یون ہی کہ حضرت کا امام الانبیا ہونا یہان سے ثابت ہوا

اور انبیا باجماع است اور بمقتضاے آیت اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا الآیہ کے افضل ہین بنی آدم
بلکہ عالم سے پس حضرت بھی امام اور افضل ہین سب سے **دلیل سیزدھم** عن انس قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا
خطیبھم اذا انصتوا وانا مستشفعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا ایسوا الکرامۃ
والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف
علیّ الف خادم کانھم بیض مکنون او لؤلؤ منثور رواہ الترمذی والدارمی یعنی فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سب آدمیون سے پہلے قبر سے نکلونگا جب کہ اوٹھائے جاوینگے
اور مین آگے ہوکر لے چلونگا اونکو جب کہ خدا ے تعالی کے پاس آوینگے اور مین انکی طرف سے خطبہ
خوانی اور معذرت خواہی کرونگا جب کہ وہ حیران ہوکر چپ ہوجاوینگے اور مجھسے شفیع ہونے کے
خواہان ہونگے جسوقت کہ میدان موقف مین روکے جاوینگے اور مین خوشخبری سنانے والا ہونگا
جسدم کہ نا امید ہوجاوینگے کرامت اور کنجیان اوسدن میرے ہاتھہ مین ہونگی اور نشان حمد کا اوسدن
میرے ہاتھہ مین ہے اور مین بزرگتر اولاد آدم کا ہون اپنے پروردگار کے پاس پھرینگے میرے اطراف
ہزار خادم مانند انڈون صاف اور محفوظ کے یا مانند موتیون بکھرے ہوے کے **دلیل چہاردھم**
انا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیدخلنیھا ومعی فقراء المؤمنین وانا اکرم
الاولین والاخرین علی اللہ ولا فخر یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سب سے اول
حلقے دروازے بہشت کے ہلاؤنگا پس کھولے گا اللہ تعالی واسطے میرے پھر داخل کریگا مجھکو اوسمین
اور میرے ہمراہ فقراے مومنین ہونگے اور مین اکرم و افضل اولین و آخرین کا ہون اللہ تعالی کے پاس
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوۃ وسلاما دائما ابدا یہ ٹکڑا ہے ایک بڑی حدیث کا کہ ترمذی و دارمی نے
روایت کی اور مشکوۃ مین بھی موجود ہے اسقدر آیات واحادیث مسلمان باایمان کے واسطے کافی ہین
اسلیے اسیقدر پر بس کیا ورنہ سواے اسکے اور بہت احادیث اس مضمون کی بروایات مختلفہ کتب حدیث
مین موجود ہین کہ اگر سب کے راویون کو جمع کرکے دیکھا جاوے تو تواتر معنوی ہوجاتا ہے غرض کہ یہ بات
کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الناس ہین اور کوئی آدمی اولین و آخرین مین حضرت کے
رتبے کے برابر نہین ہے باحادیث متواترۃ المعنی کہ دلیل قطعی ہوتی ہے اور باجماع اہل اسلام کہ وہ بھی دلیل قطعی ہے

ثابت ہو کہ ما مصاحب حضرت سے بہتر ترقی کر کے حضرت کو تمام اہل زمین اور اہل آسمان سے بھی افضل جانتے ہین چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح مین بروایت دارمی کے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہر کو فرمایا او نصون سے کہ ان اللہ فضل محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء و علی اهل السماء الخ یعنی تحقیق اللہ تعالی نے فضیلت دی ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبرون پر اور اہل آسمان پر اور پیغمبر سب بنی آدم سے افضل ہین باجماع اور بآیت مذکور الصدر پس آنحضرت سب سے افضل ٹھہرے مگر فرقہ مہدویہ عجب قوم ہے کہ کتابین انکی بھری ہین اس مطلب سے کہ ہمارے عقائد اور مہدویہ کے اقوال کوئی مخالف اجماع اور دلائل قطعیہ کے نہین ہین حالانکہ صدہا باتین انکی مخالف اجماع اور نصوص قطعیہ ہین چنانچہ مقامات گذشتہ مین بخوبی ظاہر ہو چکا اور آگے بھی انشاء اللہ آویگا قولہ اور پھر حکم عام ہے نور الانوار مین کہا ہے کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ ہر عام ظنی ہے کہ اس سے کوئی نکوئی فرد خارج ہے اگرچہ ہم واقف نہون پس عام واجب کرتا ہے عمل کو نہ اعتقاد کو مثل خبر واحد اور قیاس کے اتنی بات امر اختلافی ہے مین المجتہدین ظنی ہے بالاتفاق اب بنا اس مسئلے کے ہوا یہ حکم ظنی نہ یقینی جواب اگر یہی مطلب امام شافعی کا جو کہ تم سمجھے ہو تو تم کو لازم ہے کہ بیان کرو کہ اس عام سے کہ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کونسا فرد مخصوص ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تو نہایت عالی ہے سوائے تمہارے کوئی ادنی مسلمان بھی سمجھیگا کہ کسی شی کو اللہ تعالی نہین جانتا ہے یا کوئی چیز آسمان و زمین مین ایسی ہے کہ اللہ سبحانہ اسکا مالک نہین ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا حقیقت حال یہ ہے کہ میان مہدوی نے اپنے مطلب کی دُھند مین اندھا دھند کر کے خلط مبحث کر دیا شعر چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد ورنہ اگر ذرا بھی تامل کتابون اصول مین مانند تحقیق الحسامی وغیرہ کے کر لیتے تو صاف معلوم ہو جاتا کہ ہر عام مین خلاف نہین ہے بلکہ جس عام پر کوئی دلیل عدم تخصیص قائم نہین ہے اسکو اکثر شافعیہ اور مالکیہ اور بعضے ہم مین سے جیسے امام ابو منصور ماتریدی اور مشائخ سمرقند ظنی کہتے ہین اور ابو الحسن کرخی اور ابو بکر جصاص اور مشائخ عراق اور عامہ متاخرین قطعی الیقینی جانتے ہین اور جس جگہہ کوئی دلیل اس بات پر دال ہے کہ یہان اس عام کے جمیع افراد مراد ہین اور کوئی فرد اسکا اس حکم عام سے مخصوص و خارج نہین ہے اسکو یہ سب اہل سنت بالاتفاق یقینی اور قطعی جانتے ہین اور اسی عام مدلل کو کلیہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض سے مخصوص کرتے ہین گرچہ

وہ کلیہ خود اپنے نفس کا مبطل ہو جاوے اب خیال کیجیے کہ کوئی ولی مرتبہ نبی کو نہین پہونچتا ہی اس عقیدہ
عامہ پر کسقدر کثرت سے دلائل قرآن و حدیث و اجماع و اقوال سلف و خلف سے اوپر کے قول کے
جواب مین مذکور ہو چکے کہ سب دال ہین اس بات پر کہ اہل اسلام کے نزدیک کوئی فرد اس عام سے مخصوص
نہین ہی اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو یا جناب سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کو نہین
پہونچتا ہی پس یہ حکم عام سب شافعیہ اور حنفیہ وغیرہم کے نزدیک بالاتفاق قطعی اور یقینی ٹھہرا اور درمیان مہدویوں کا
ظن فاسد نکلا **قولہ** اور پھر دلیل اس حکم کی کتب کلامیہ مین مثل شرح عقائد نسفی کے اسطرح ہی کہ انبیا
علیہم السلام معصوم ہین مامون ہین خوف خاتمہ سے مکرم ہین وحی اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ
احکام وارشاد انام سے انتہی ہان یہ اوصاف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہین
شرع شریف مین بخلاف باقی اولیا کے جیسا کہ اوائل طحطاوی شرح در مختار مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کی تعریف کے مقام مین مذکور ہی کہ تحکم کریگا مہدی مگر ایسا حکم کہ لایا ہی طرف اسکے فرشتہ نزدیک سے
اللہ تعالی کے جو بھیجا ہی اوسکو اللہ تعالی نے کہ باز رکھے مہدیکو خطا سے اور یہ حکم مہدیکا وہی شرع پاک
محمدی ہی ایسی کہ اگر ہوتے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ اور ظاہر ہوتے یہ مسئلے تو نہ تحکم کرتے انمین مگر
موافق حکم مہدی کے انتہی اب بنظر اس دلیل کے نہین داخل ہی مہدی علیہ السلام اس حکم مین جواب
خلاصہ کلام طحطاوی کا یہی ہی کہ مہدی علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ موکل رہیگا کہ اونکو احکام مین
خطا کرنے سے بچاویگا اور یہ کچھ خاصہ حضرت مہدیکا نہین ہی بلکہ ہر حاکم عادل اور قاضی منصف کے
ساتھ کہ بغیر اپنی خواہش و درخواست کے جبراً قاضی کیا جاوے ایک فرشتہ رہتا ہی چنانچہ ترمذی اور
ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
من ابتغی القضاء وسال وکل الی نفسہ ومن اکرہ علیہ انزل اللہ علیہ ملکا یسددہ
یعنی جسنے کہ خدمت قضا کو خود طلب کیا اوسکو اوسکی ذات پر چھوڑ دیتے ہین اور جسکو بہ جبر و اکراہ
کسی نے قاضی بنایا اوسپر اللہ تعالی ایک فرشتہ نازل کرتا ہی کہ اوسکو راہ راست پر چلاتا ہی اور احکام مین
خطا سے بچاتا ہی انتہی اب اگر مہدویونکے مذہب مین اوسی فرشتے کے اوترنے سے آدمی پیغمبر
ہو جاتا ہی تو مہدی جونپوری کیا بلکہ تمام دنیا کے قاضیونکو شاید یہ لوگ اپنے مذہب کے انبیا بنا دینگے
بلکہ توریت شریف مین لکھا ہی کہ قاضی برحق کے ساتھ دہنے اور بائین دو فرشتے رہتے ہین

کہ اسکو احکام میں ہی اور راست بتاتے ہین اور تائید فرماتے ہین چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح مین بروایت سعید
بن المسیب کے منقول ہی اب منطوق لیس مثل کے کہ ہر سیر کو سوا سیر ہی یہ قاصی و فرشتے والا کچھ مہدی
جونپوری سے بھی پہلے درجے پر ہی شاید کہ میان مہدوی اوسکو دوہرا پیغمبر جانینگے اور اپنے مہدیکو
اکہرا پیغمبر سمجھینگے اتنا بھی تامل نکیا کہ طحطاوی کی عبارت سے یہ کہان نکلتا ہی کہ مہدی معصوم ہین
مامون ہین خوف خاتمے سے ملہم ہین وحی سے اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ احکام اور ارشاد
امام کے اور کیسے موہنہ بھر کے کہہ دیا کہ یہ سب اوصاف مہدیکے لیے ثابت ہین شرح شریف مین اکو سی
تمہاری شرح ہی کہ جس مین یہ سب اوصاف مہدی کے واسطے ثابت ہین اس شرح درمختار کو جو شرع
منایا تھا اوسمین تو ان مین سے ایک بات بھی مذکور نہیں ہی اور فرشتے کے نازل ہونے سے فرشتے
کا مشاہدہ و لازم نہین آتا ہی **قولہ** سوال اگر یہ اوصاف ثابت ہین حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے
تو ہوئے حضرت بھی نبی کیونکہ شرع شریف مین نبی ایسے اوصاف والے کو کہتے ہین اب بات مخالف ہی
کتاب و سنت و اجماع کے کہ بعد خاتم انبیا علیہم السلام کے نبی ہونا جائز نہین ہی جواب طحطاوی کے
مقام مذکور مین نہ کور ہی کہ لیکن حدیث کہ نہین ہی وحی بعد میرے سو یہ حدیث باطل ہی اصل ہی ان
حدیث ثابت ہی کہ نہین ہی نبی بعد میرے سو معنی اسکے علما کے پاس یہ ہین کہ نہوگا نبی ایسا کہ ساتھ
شرع جدید ہو جو منسوخ کر دیوے اوس شرع شریف کو انتہی اب اس تقریر سے معلوم ہوا کہ معنی
کتاب و سنت و اجماع کے بھی علماے اہل سنت و جماعت کے پاس یہی ہی کیونکہ تینون ایک معنی پر
وارد ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اس اوصاف پر متبع لیس شرع شریف کے ہوکر نہین مخالف
کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہی نبی
متبع ہان حضرت متبع ہین نہ مشرع جیسا کہ طحطاوی مین یہ بات مذکور ہی **جواب** غرض کج فہمی کا
علاج نہین ہو سکتا یہ میان مہدوی جس کتاب پر ہاتھ ڈالتے ہین ایسا مطلب اوس سے نکالتے ہین
کہ مصنف کی روح کو بھی اوسکی خبر نہ تھی چنانچہ یہان بھی اپنی عادت کے موافق ایسا ہی کیا کہ آج تک
اپنے دل کا حال پردہ ور رکھکر اپنے شیخ کو فقط مہدی پکارتے تھے اب کھول کر خلاصہ اپنے مکنون
خاطر کا ظاہر کیا کہ وہ پیغمبر ہین معلوم ہوا کہ محض اتنے واسطے کہ مسلمانون کو پیغمبری جونپوری سُنکر
وحشت نہو سافشاے راز نہین کرتے ہین نہ پیغمبری کیا پیغمبرون سے اونکو افضل جانتے ہین

چند روز کے اول ایک عالم اس مذہب کے ملاقات عید کے واسطے آئے تھے میں نے اونسے کہا کہ تم لوگ اپنے پیر کو پیغمبر اعتقاد کرتے ہو نہایت انکار کیا کہ حاشا کہ ہم پیغمبر کہتے ہوں ہم فقط مہدی جانتے ہیں بندے نے بھی مقام اس کتاب کا دکھایا بعد تامل مصنف اس کتاب کی تکذیب کرنے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ اس بیچارے نے کیا کیا تمہارے سب بزرگواروں نے جیسا مہدیکو برابر و مساوی حضرت خاتم النبیین کے ٹھہرایا البتہ حضرت ابراہیم و موسی و عیسی علی نبینا و علیہم السلام سے افضل جانا چہ جائے دوسرے انبیا کی اور ہر کہ و مہ کی زبان پر کلمہ نبی مہدیکا جاری رہتا ہے آمدم برسر مطلب کہ علما اہل سنت حضرت امام ہمام مہدی حقیقی کو بھی پیغمبر نہیں جانتے پس تمہارے مہدی جعلی کو کیا مانتے ہیں اور طحطاوی کا مطلب یہ نہیں ہے جو کہ تم سمجھے ہو بلکہ طحطاوی نے صاحب ذخائر مہمات سے اور اونسے صاحب اشاعہ سے اور اونسے المشرب الوردی فی مذہب المہدی تالیف ملا علی قاری رحمہم اللہ سے نقل کیا کہ حاصل اسکا یہ ہے کہ بعضے جاہل جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام تقلید مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرینگے سو سراسر باطل ہے اور جو حکایات اس مقدمے میں وضع کی ہیں وہ بالکل خطا و ناحق ہیں اور عیسی علیہ السلام صفت نبوت پہ برقرار ہیں جو شخص انکے سلب نبوت کا قائل ہووے وہ کافر ہے یقیناً جیسا کہ امام سبکی نے تصریح کی ہے اسواسطے کہ پیغمبروں سے وصف نبوت نہیں جاتی ہے نہ حیات میں نہ بعد ممات کے اور امام سبکی نے اپنی ایک تصنیف میں صاف لکھا ہے کہ عیسی علیہ السلام ہمارے حضرت کی شریعت پر حکم کرینگے موافق قرآن و سنت کے اور اس صورت میں راجح یہ بات ہے کہ سنت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ بے واسطہ سیکھینگے یا بطریق وحی اور الہام کے اونکو پہنچیگی اور حدیث لا وحی بعدی کی باطل و بے اصل ہے ہاں لانبی بعدی صحیح ہے لیکن معنی اسکے علما کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی صاحب شرع کہ شرع محمدی کو منسوخ کرے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حادث نہوگا اور عیسی علیہ السلام پہ بعد نازل ہونیکے وحی آنا حدیث نواس بن سمعان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اوسمیں یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام دجال کو دروازہ شرقی مقام لُدّ کے پاس قتل کرینگے پھر اللہ تعالی حضرت عیسی کیطرف وحی بھیجیگا کہ میں نے اب اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ تمکو اونسے مقابلے کی طاقت نہیں ہے تم اپنے لوگوں کو طور پر لیجا کر محفوظ رکھو الخ پھر ظاہر بلکہ یقینی یہ ہے کہ وحی لانیوالے طرف عیسی علیہ السلام کے حضرت جبرئیل ہونگے اسواسطے کہ یہ خدمت

اوسمین کی ہی اور وہی حق سبحانہ اور انبیا علیہم السلام کے درمیان سفیر ہین اور کسی فرشتے کے
واسطے یہ خدمت ثابت و معروف مین ہوئی اور یہ جو مشہور ہی کہ جبرئیل بعد موت حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمین پر نہ اترینگے بے اصل ہی بلکہ وارد ہوا ہی کہ جو شخص طہارت سے مرتا ہی اوسکی موت کے
وقت حاضر ہوتے ہین اور شب قدر مین اُترتے ہین اور دجال کو مکے اور مدینے مین داخل ہونے سے
مانع ہونگے انتہی اب اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ حدیث لانبی بعدی کی تخصیص اسیواسطے کی ہی
کہ عیسی علیہ السلام کا آنا مقرر ہی اور وہ نبی بلاشک ہین پس فرمانا حضرت کا کہ میرے بعد کوئی نبی
نہوگا باین معنی ہی کہ کوئی نبی صاحب شرع جدید نہوگا اور عیسی و الیاس اور خضر علیہم السلام تابع شریعت
محمدیہ کے ہین کہ اولیاے امت اور خلفاے حضرت خاتم الرسالت مین محسوب ہین اور یہ مذہب علماے
اہل سنت کی ہی کہ سواے انبیاے سابقین کے اور کوئی شخص مہدی یا غیر مہدی پیدا ہووے
اور اسکو مرتبہ نبوت کا تازہ بعد حضرت خاتمیت آپ کے ملے سُبحَانَکَ هٰذَا بُهتَانٌ عَظِیمٌ
اسیواسطے مفسرین کہتے ہین کہ مراد آیت خاتم النبیین سے یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر
من نبی یعنی حضرت کے بعد کسیکو نبوت نہ دی گئی نبوت ملنا حضرت سے ختم و منقطع ہوگیا اور جو کہ حضرت
کے ظہور سے پہلے نبوت پاچکے ہین اگر بعد حضرت کے زندہ بوصف نبوت رہین کچھ مضایقہ نہین کہ
البتہ کسی نئے شخص کو یہ وصف بعد حضرت کے ملنا جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین محال ہی الا حاج کہ کلام
الٰہی مین کذب لازم آویگا تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا **قولہ** اور بعضے فارسی شروح فصوص الحکم
مین فص شیثی ذکر خاتم اولیا مین مذکور ہی کہ تقیید نبوت و رسالت بتشریعی اشارت ست بآنکہ نبوت و
رسالت غیر تشریعی میباشد و آن اینست کہ متعلق باشد باظہار حقائق الٰہیہ و اسرار غیوب ارشاد عباد
وغیر ذالک من غیر ان یتعلق بالتشریعی اور بعثت حضرت مہدی علیہ السلام کی واسطے اظہار اسی
حقائق کے ہی کہ قرب مذکور ہوگا **جواب** نہ مصنف فصوص الحکم کی یہ مراد ہی نہ اوسکے شارحین کو یہ خیال
ہی کہ بعد حضرت خاتم الرسالت کے انبیا پیدا ہوتے رہینگے جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین بلکہ شیخ اکبر کی
اصطلاح مین ایک قسم کے اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین یہان انبیا غیر تشریعی سے وہی اولیا مراد ہین
اور مثل مشہور ہی کہ لَا مُشَاحَّةَ فِی الْاِصْطِلَاحِ یعنی اصطلاح مین کچھ نزاع و دخل نہین ہی جسکا
دل چاہے سو اصطلاح ٹھہراوے اور انبیاے عرفی شرعی مراد نہین ہین چنانچہ مصنف موصوف نے

اس بات کو فتوحات میں جا بجا بخوبی واضح و مشروح کردیا ہی چنانچہ فتوحات کے چودھوین باب میں فرماتے
ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہووہ وحی ایک
شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خداے تعالی کی عبادت کیا کرے اور اگر
اوس شریعت پر دوسرونکو بھی چلانے کا حکم ہووے تو وہ نبی رسول بھی ہوا اور فرشتے کا آنا دو طرح
پر ہوتا ہی کبھی پیغمبر کے دل پہ وحی اوتارتا ہی اور کبھی صورت جسدی پکڑکر کان پر یا بصر وغیرہ قواے حساسہ پر
القا کرتا ہی اور پیغمبر کو جیسا کہ کان سے معلوم ہوتا ہی ایسی آنکھ وغیرہ قواے حسی سے بھی حاصل ہوجاتا ہی
اور یہ دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بند کردیا گیا اب کسیکو یہ بات میسر نہین ہی کہ کسی شریعت
ناسخہ سے خدا کی عبادت کرے اور عیسی علیہ السلام جسوقت اوترینگے یہی شریعت محمدیہ پہ حکم کرینگے اور
عیسی علیہ السلام خاتم الاولیا ہین اور یہ بھی حضرت کا شرف ہی کہ انکی امت کی ولایت کو اللہ تعالی نے ایک رسول
مکرم پہ ختم کیا اب عیسی علیہ السلام کو دن قیامت کے دو طرحکا حشر ہوگا پیغمبرون میں رسول ہوکر محشور
ہوینگے اور ہمارے ساتھ ولی تابع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوکر محشور ہوینگے اور الیاس بھی اسی مقام
پر ہین لیکن حالت انبیاء الاولیا کی اس امت مین یہ ہی کہ اللہ تعالی ولی کو ایک تجلی بتاتا ہی اور مظہر محمد اور
مظہر جبرئیل کو قائم فرماتا ہی کہ مظہر جبرئیلی مظہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احکام مشروعہ خطاب کرتا ہی اور
اوس ولی کو سناتا ہی اور یہ ولی بسبب حاضر ہونے کے سب سنکر سمجھہ لیتا ہی اور علم یقین حاصل ہوجاتا ہی
پس یہ ولی مانند اون صحابہ کے ہوا کہ جنھون نے حدیث جبرئیل کہ جسمین اسلام و ایمان و احسان کا ذکر ہی
حضرت اور جبرئیل کی زبان سے سنی اور صورت مجلس مشاہدہ کی مگر انھون نے عالم حس مین دیکھا اور
اس ولی اللہ نے کشف مین مشاہدہ کیا یہی لوگ انبیاء الاولیا کہلاتے ہین اور کبھی شریعت جدا گانہ
انکو حاصل نہین ہوتی ہی اور یہ سب داعی الی اللہ علی بصیرۃ ہوتے ہین اور مانند انبیاے بنی اسرائیل کے
شریعت محمدی کو نگاہ رکھتے ہین اور اعلم الناس ہوتے ہین حال شرع مین مگر فقہا بعضی باتین کہ
اونکو کشفا ثابت ہوئی ہین کہ فقہا و علماے رسوم کے نزدیک وہ بسبب گڑبڑ راویون کے اور طرح پر
پہونچی ہین نہین مانتے ہین اور یہ اولیا بھی باوجودیکہ اونکی غلطی پہ مطلع ہوتے ہین اون پر رد نہین کرتے
ہین اور نہ دلیل قائم کرنا لازم جانتے ہین بلکہ اون پر اپنے مقام کا چھپانا واجب ہوتا ہی انتہی ملخصا
اور فتوحات کے تہتروین باب کی شروع مین فرماتے ہین کہ یہ باب ہی بیان مین اقسام اولیاء اللہ کے

اور بیان مین اون مسائل کے کہ اونکو کوئی نہین جانتا سوا لسے اکابر عباد اللہ کے کہ وہ اپنے زمانے
مین ایسے ہوتے ہین کہ جیسے انبیا زمانہ نبوت مین ہوتے تھے اور اوسکو نبوت عامہ کہتے ہین اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کہ منقطع ہو گئی ہے وہ نبوت تشریع ہے نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع معترض
کی شرع کو نسخ کر دیگا اور نہ کوئی حکم بڑھا دے گا اور یہی معنی ہین فرمان حضرت کے کہ رسالت اور نبوت
منقطع ہو گئی اب کوئی رسول ہے بعد میرے نہ کوئی نبی یعنی مخالف شرع میری کے کہ یہ دروازہ بند ہو گیا اور نیز
حضرت عیسی علیہ السلام کا اترنا بالاتفاق محقق ہے کہ وہ اترکر جاری شرع پہ حکم کرینگے نہ شرع جدید لاوینگے اور نہ اس
شرع پر چلاوینگے کہ پہلے پیغمبر بنی اسرائیل کو چلایا تھا پس معلوم ہوا کہ حضرت کی مراد یہ ہے کہ میرے بعد نبوت
تشریع نہ ہوگی اور اسی مرتبہ تشریع کو اہل نظر کی اصطلاح مین اختصاص بولتے ہین اور اسیکو غیر کسبی
کہتے ہین اور جو لوگ کہ نبوت کو کسبی کہتے ہین انکی مراد اوس سے یہی ہے کہ اللہ تعالی کے پاس بندے کو ایک مرتبہ ملے کہ اوسمین اوسکی
ذات کے واسطے تشریع ہو نہ دوسرونکے واسطے اور ہمنے نام نبوت کا اطلاق اس مقام والے پر اسواسطے
چھوڑ دیا کہ لوگونکو دھوکا ہو اور نبوت تشریع نہ سمجھین جیسا کہ بعضے لوگونکو دھوکا ہو گیا کہ بولتے ہین
کہ امام ابو حامد غزالی کیمیاے سعادت وغیرہ مین اکتساب نبوت کے قائل ہین معاذ اللہ کہ ابو حامد سے امر
مذکور الصدر سے کچھہ اور مراد و کہے ہون انتہی ملخصا اور ایکسو چھپنین باب مین فرماتے ہین کہ نبوت البشریہ
دو قسم پر ہے ایک یہ کہ اللہ تعالی اور بندے بین فرشتے کا واسطہ نہین ہے بلکہ من جانب اللہ کچھہ اخبار اور تجلیات
اسکے دل پر وارد ہوتے ہین کہ کچھہ تحلیل اور تحریم کا حکم اوس مین نہین ہوتا ہے بلکہ معرفت الہی اور تصدیق
احکام شرعیہ کی حاصل ہوتی ہے الی غیر ذلک اور یہ شخص تابع و محکوم ہوتا ہے نہ متبوع و حاکم اور اس قسم کے
اولیا جو اس امت مین ہوتے ہین اونکو سنت حسنہ نکالنے کا بھی اختیار ہوتا ہے بموجب فرمانے حضرت کے کہ
مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الحدیث مگر بشرطیکہ اوسکی اصل احکام مشروعہ مین موجود ہو اور کسی حلال کو حرام
یا حرام کو حلال نہ ٹھہراوین جیسا کہ بلال کا سوال صلوۃ بعد اذان کے اور ہر حدث صغیر و کبیر کے ساتھہ
طہارت تازہ کرنا اور دوگانہ ادا کرنا بعد وضو کے اور باطہارت بیٹھنا اور بعد فراغ طعام کے دو رکعت پڑھنا
اور ہر ادب مستحسن کہ شارع نے اوسکو معین نہین کیا ہے اُن لوگون کو اسکی تسنین اور ترویج درست ہے اور اوسپر
عمل کرنے والون کا اجر ان کو ملے گا مگر حکم البتہ اور قطعی پیدا نہین کر سکتے ہین اور قسم ثانی نبوت بشریہ
کے وہ لوگ ہین کہ مانند تلامذہ کے روبرو ملک کے ہوتے ہین کہ روح امین انکی ذات کے حق مین اخبار

شریعت لیکر اُترتے ہین اور اُسی طور پر اونسے خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل و تحریم کرتے ہین اور اونکو رسولون کی اتباع لازم نہین ہوتی ہی اور یہ قبل مبعوث ہونے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھا اب اس مقام کا کچھہ اثر بھی باقی نہین ہی مگر مجتہدین البتہ اپنی دلیل و اجتہاد سے تحلیل و تحریم کرتے ہین نہ کشف و وحی الٰہی سے اور صاحب کشف فقط تصحیح شرع محمدی کی کرتا ہی اسکو حکم اجتہاد کا نہین ہی انتہی ملخصا اور باب ایکسو انسٹھہ مین فرماتے ہین کہ فرق درمیان نبی اور رسول کے یہ ہی کہ جسکو اُسکی ذات خاص کے واسطے احکام اوترین وہ نبی ہی اور اگر دوسرونکو بھی وہ حکم پونہچانے کا فرمان آوے وہ رسول ہی اب اگر اوسکی ذات خاص کے واسطے کچھہ حکم خاص نہین ہی تو وہ رسول محض ہی اور اگر بعض احکام مختصہ اپنے واسطے رکھتا ہی کہ دوسرونکو اونکے پونہچانے کا حکم نہین ہی تو وہ رسول نبی بھی ہوا پس ہر رسول کو نبی ہونا لازم نہوا اور نہ ہر نبی کو رسول ہونا اور انکے وارثین بھی تبلیغ احکام کرتے ہین جیسے معاذ و علی و دحیہ رضی اللہ عنہم اور انکو رسول رسول اللہ بولتے ہین بعضے بے واسطہ اور بعضے بوسائط اور یہ رسالت منقطع نہین ہوئی بلکہ جو رسالت کہ منقطع ہوئی وہ اترنا حکم الٰہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہوگیا ہی لیکن القاے بلا تشریع اور تعریفات الٰہیہ کسی حکم شرعی کی صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا اور الہام اولیاء اللہ کے دل پر قرآن اوترنا موقوف نہین ہی باوجودیکہ اونکو حفظ ہوتا ہی لیکن ذوق انزال شی دیگر ہی چنانچہ منقول ہی کہ بایزید نے جب تک کہ تمام قرآن بطور انزال مذکور کے حاصل نکیا رحلت نکی انتہی ملخصا اور باب تین سو تیرہ مین فرماتے ہین کہ جان تو کہ ہمکو اللہ تعالی کی طرف سے الہام ہی نہ وحی اسلیے کہ راستہ وحی کا ساتھہ وفات رسول خدا کے منقطع ہوگیا اور وحی قبل حضرت کے تھی وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اور کوئی خبر الٰہی اس باب مین نہین آئی کہ بعد حضرت کے بھی وحی ہوگی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی مانند اولیاے اس امت کے کشف و الہام ہوا کریگا اور اس الہام مین کچھہ شبہہ جانب غیر کا نہین ہوتا ہی بلکہ وہ اخبار الٰہی ہی بواسطے فرشتے کے اور بلا واسطہ بھی ہوتا ہی اور فرق نبی اور غیر نبی مین یہ ہی کہ نبی اور رسول وقت وحی کے فرشتے کو مشاہدہ کرتے ہین اور بہ رویت بصر دیکھتے ہین اور غیر رسول اوسکے آثار معلوم کرتے ہین اور رویت بصری سے نہین دیکھتے ہین انتہی ملخصا اور باب تین سو چونسٹھہ کے وصل مین فرماتے ہین کہ ہمارے اصحاب مین سے بعضے مانند امام ابو حامد غزالی وغیرہ کے ادہر گئے ہین کہ فرق درمیان نبی اور ولی کے اُترنا فرشتے کا ہی

کہ ولی پر فقط الہام ہوتا ہی اور نبی پر فرشتہ اترتا ہی اور الہام بھی ہوتا ہی اسلیے کہ وہ جامع نبوت اور ولایت
ہوتا ہی مگر یہ فرق ہمارے نزدیک غلط ہی اور دال ہی اسبات پر کہ قائلین مذکورین کو یہ ذوق حاصل ہوا
تھا بلکہ فرق منزل یہ بیچ ہی نزول ملک بیچ اسواسطے کہ جو باتیں کہ انبیا اور رسولوں پر اوترتی ہیں
وہ اور ہیں اور اولیا پر جو اوترتی ہیں سو اور ہیں پس فرشتہ کبھی تابع نبی پر بھی اوترتا ہی اور پیغمبر کی اتباع اور
بعضے احکام پیغمبر کے کہ ولی کو علم کی رو سے معلوم نہوے تھے بتلاتا ہی اور بعضی احادیث نبوی کی صحت
وسقم سے خبر دیتا ہی پس بعضی حدیث کہ بسبب ضعف راوی کے علما کے نزدیک متروک ہوتی ہی یہان
صحیح نکلتی ہی یا بالعکس اور کبھی خبر دیتا ہی کہ وہ ولی اہل سعادت اور اہل نور سے ہی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ الاٰیۃ الی لَہُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا
الآیۃ اور زیادت ثقہ عادل کی مقبول ہی اور اگر قول نزول ملک کا اونکے اول والون یا معاصرون سے اونکو پہونچا
ہوتا تو قبول کر لیتے انتہی ملخصا کتاب مذکور میں یہ مطلب ورمیت جاے مذکور ہی یہان اسیقدر پر کفایت
کی گئی حاصل اس مذکورات کا یہ ہوا کہ نبوت اصطلاحیہ تشریعیہ کا دروازہ بعد رسول خدا کے بند کر دیا گیا کہ
اب قیامت تک کوئی شخص اوس مرتبے کو نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ عیسی اور الیاس علیہما السلام بھی آسکے
دولت محمدیہ کے زمانے مین مانند اولیا کے رہینگے کہ اونپر الہام و کشف مانند اولیا کے ہوا کریگا نہ وحی پیغام
مانند انبیا و مرسلین کے اور الہام اگرچہ سب اولیا پر ہوتا ہی مگر ایک طور خاص الہام کا ہی کہ مظہر جبرئیل بنا محمدی
پر احکام مقررہ شرع محمدی اور معارف و حقائق کو القا کرے اور ولی نے ایسے قسم کے الہام والے اولیا
کو انبیاء الاولیا کہتے ہیں یہ انبیا متنازع فیہم کی قسم سے نہین ہین بلکہ ایک قسم خاص اولیا کے ہین اور نبوت
و رسالت مین جہان قید تشریعی کی لگاتے ہین انھین کے اخراج کے واسطے لگاتے ہین اسواسطے کہ شیخ کے
کلام سے فتوحات مین متبادر ہوتا ہی کہ انبیا وحی تشریعی سے خالی نہین ہوتے ہین خواہ فقط اونکی
ذات کے باب مین ہو جیسا کہ آیت اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآئِیْلُ عَلٰی نَفْسِہٖ سے مفہوم ہوتا ہی یا غیر کے واسطے
بھی وہ تشریع ہو جیسا کہ شان رسالت کی ہی چنانچہ جابجا تشریع خاص و عام کہ تعریف نبی و رسول کی
کرنا اور ولی کی تعریف مین غیر تشریع کو جزو فاصل ٹھہرانا اس بات پر دال ہی اور حکیم ترمذی کے جوابات مین
فصل ستاون مین صاف فرماتے ہین کہ فان النبوۃ لا بد فیہا من علم التکلیف ولا تکلیف
فی حدیث المحدثین جملۃ راسا یعنی نبوت علم تکلیف یعنی تشریع سے خالی نہین ہوتی ہی اور الہام

اولیاے محدثین مین بالکل تکلیف نہین ہی اور جب تشریع ان سب انبیاے عرفی کو عام ہوئی تو غیر تشریعی مین فقط اولیا رہ گئے ولاحرج فیہ اور ولایت چونکہ کسبی ہی یہ نبوت اولیا کہ عین ولایت ہی بھی کسبی ہوگی اور یہین مراد مطلب کلام امام غزالی کا بھی درست ہوگیا ورنہ نبوت عرفیہ کہ جسکی تعبیر باختصاص کرتے ہین ہرگز کسبی نہین ہی اور نبی اور ولی مین سواے تشریع کے ایک اور بھی فرق ہی کہ نبی پہ جب کہ فرشتہ اوترتا ہی وہ اوس فرشتے کا معاینہ اور مشاہدہ بھی کرتے ہین اور ولی پر اول تو فرشتہ نہین اوترتا ہی بلکہ بلا واسطہ الہام ہوتا ہی اور اگر اوترتا ہی تو ولی اوسکو رویت بصر سے نہین دیکھتا ہی بلکہ فقط آثار معلوم کرتا ہی اب صاف معلوم ہوا کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی وہی بات ٹھہری ہی جو کہ تمام مسلمانون کے نزدیک ہی اور مہدویونکی سمجھہ تمام جہان سے نرالی ہی ید اللہ فوق الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار علاوہ یہ ہی کہ مہدوی اقرار کرتے ہین کہ مہدی جونپور نبی غیر تشریعی ہین اور نبی تشریعی ہونا بعد حضرت خاتم الرسالت کے مخالف ہی نص قرآنی کا کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ہی اور مخالف ہی احادیث صحیحہ کا کہ اون مین لا نبی بعدی ہی مراد یہی ہی کہ میرے بعد کوئی نبی تشریعی نہوگا اور مخالف ہی اجماع صحابہ اور سایر مسلمین کا کہ اونکے اصول کے موافق منکر اجماع صحابہ کا کافر ہوتا ہی اور باین ہمہ اپنے مہدی جونپور کو نبی تشریعی بناتے ہین اور ہرگز نہین سمجھتے کہ نبی تشریعی کسکو کہتے ہین اب یہان فقط شیخ اکبر کے کلام مذکور الصدر سے کہ انکے مہدی کے اقرار کے موافق جو کچھہ اونھون نے لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق لکھا ہی معنی تشریعی کے معلوم کرنا چاہیے فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خدا تعالی کی عبادت کیا کرے انتہی عبادت خداے تعالی کی امتثال امر اور اجتناب نہی سے ہوتی ہی پس مطلب یہ ہوا کہ وہ وحی متضمن ہو کچھہ امر و نہی پہ کہ وہ نبی اوس امر و نہی کے موافق عبادت کیا کرے اور اس امر و نہی کو شریعت فرمایا اور تہترویں باب مین فرماتے ہین کہ جو نبوت کہ بعد رسول خدا کے منقطع ہوگئی ہی وہ نبوت تشریع ہی نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھا دے گا انتہی معلوم ہوا کہ حکم بڑھانے کو شرع کہتے ہین اور شرع کے معنی راہ ڈالنے کے ہین نہ راہ سنانے کے قاموس مین ہی شرع لہم کمنع سن پس نسخ کو اسواسطے ذکر کیا کہ اوس مین بھی حکم ہوتا ہی کہ جیسا کسی حکم کو منسوخ کیا تو اوسکی اباحت کی یا اعتقاد فرضیت کی نہی ہوئی اور نہی ایک حکم ہی اسواسطے کہ حکم شرعی کہتے

تحقیق معنی نبی تشریعی کی فتوحات و فصوص سے خلاف مہدویہ

ہین خطاب اللہ المتعلق بافعال العباد علی وجہ الاقتضاء او التخییر او الوضع کو اور دو امر و نہی
دونون کو شامل ہی پس ثابت ہوا کہ مدار تشریع کا امر و نہی ہی اور تیسرویں باب مین انبیا علیہم السلام کی تعریف
مین فرماتے ہین کہ روح امین اونکی ذات کے حق ہین اونپر شریعت لیکر اوترتے ہین اور اوہی نظور پر آنسے
خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل اور تحریم کرتے ہین انتہی بیان سے بھی معلوم ہوا کہ تحلیل و تحریم
اور امر و نہی کو جسپر عبادت کی بنا ہی شریعت کہتے ہین اور ایک سو اونسٹھوین باب مین فرماتے ہین کہ
جو رسالت کہ منقطع ہوگئی وہ اترنا حکم الٰہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہوگیا ہی
لیکن القاے بلا تشریع اور تعریفات الٰہیہ کسی حکم شرعی کے صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا
انتہی بیان سے بھی معلوم ہوا کہ حکم جدید کے اوترنے کو تشریع کہتے ہین اور حکم قدیم کی تعریف
اور تصحیح ہوجانا او سکو القاے بلا تشریع کہتے ہین اور سوا اسکے اور مقامات فتوحات کے اس
مطلب پر دال ہین اور فصوص الحکم مین نہایت صراحت سے فص عزیزی مین فرماتے ہین کہ و ذلک
ان اللہ تعالی ان الشرع تکلیف باعمال مخصوصۃ او نہی عن اعمال مخصوصۃ انتہی یعنی شرع اسیکا
نام ہی کہ چند اعمال مخصوصہ کرنیکا حکم کرنا یا چند اعمال سے نہی اور منع فرمانا اب صاف معلوم ہوا کہ امر و نہی کو
تشریع بولتے ہین او یہ بات حضرت خاتم الرسالت کی ذات باکمالات پر ختم ہوگئی کہ بعد حضرت کے کوئی نبی
یا ولی امر و نہی ایجاد کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور نہ اوسپر یہ حکم اوترتا ہی چنانچہ فتوحات کے باب ایک سو
چھتیس مین لکھا ہی کہ اولیا اس امت کو سنت حسنہ بطور استحباب کے نکالنے کا اختیار ہوتا ہی مگر حکم قطعی
ہرگز پیدا نہین کرسکتے ہین انتہی یہی معنی ہین انقطاع تشریع کے سواب سنیئے کہ فرقہ مہدویہ سراسر اسکے
خلاف کرتے ہین یعنی جانتے ہین کہ مہدی جونپوری کے احکام مثل احکام قرآنی کے فرض ہین اور وہ
جس قدر چاہین فرض و واجب بڑھا سکتے ہین اور انکے نکالے ہوئے فرضون پر انکار کرنے بلکہ عمل نکرنے
سے کفر لازم آتا ہی چنانچہ سواے پانچ نمازون کے چھٹی نماز فرض کی کہ وہ دوگانہ ستائیسوین رات رمضان کا
ہی اور تیس فرض دوسرے مہدی کی زبانی مقرر پاے اسکی تصدیق کے واسطے رسالہ میرانجی کا نقل کیا جاتا
ہی وہ یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم منکہ سید میرانجی ابن میان سید سلام اللہ ام بر جملہ مصدقان مہدی علیہ السلام
واضح ولائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی ع کہ در عقیدۂ بندگی میان سید خوندمیر مذکور اند مجموع سی
حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی و برخی فرائض عملی اندا ما احکام فرائض اعتقادی کہ ہر مصدق را

بران اعتقاد داشتن فرض ست وبجز اعتقاد بران چاره نیست بست عدد ند بدین تفصیل اول تصدیق مهدی
با محبت نمودن دوم منکر مهدی را کافر دانستن سوم تسویة الخاتمین حق دانستن چهارم مهدی را نبی وا سطہ
هر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مهدی ثابت بامر الله دانستن ششم منکر یک حرف را از بیان مهدی
عند الله ماخوذ دانستن هفتم صحت حدیث نبوی بر موافقت کتاب خدا و بحال مهدی دانستن هشتم ایمان
آوردن و اطاعت کردن هر کسی از روز میثاق ثابت دانستن نهم موافقت چهار صفت یعنی هجرت و اخراج
و ایذا و قتال نشان تصدیق دانستن دهم مخالفت هجرت و صحبت حکم نفاق دانستن یازدهم در تنسیخ مقبول
و مردود پیش مهدی موعود حق دانستن دوازدهم حکم مجتهدان و مفسران و جز آن مخالف بیان مهدی ناصحیح
دانستن سیزدهم هر اعمال و بیان مهدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیه السلام دانستن چهاردهم تقید عمل
بر مذاهب آئمه اربع ناروا دانستن پانزدهم خصوصیت بعث مهدی برای ظاهر کردن و بیان نمودن احکام قرآنیت
محمدی دانستن شانزدهم ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ این بیان بزبان مهدی ثابت دانستن هفدهم وقوع دیدار خدا
در دنیا جائز و ممکن دانستن هجدهم ایمان ذات خدا دانستن نوزدهم جاودانی در دوزخ بحکم آیات قرآن دانستن بستم
وعده در دوزخ بار اده دنیا بحکم آیتها حق دانستن فقط دیگر هر چه ورای اینها احکام و نقول در باب اعتقاد مبنی اگر
بنظر تدبر و تفکر آنرا ملحوظ فرمائی تحت همین مندرج یابی والله اعلم بالصواب و اما احکام فرائض عملی اجمالاً
که هر مومن مرد و زن را بران عمل کردن فرض ست بجز اختیار کردن این فرائض چاره نیست ده عدد اند بدین
تفصیل اول ترک دنیا کردن دوم هجرت وطن کردن سوم صحبت با صادقان کردن چهارم پرهیز بدن عما سوی
الله یعنی عزلت از خلق کردن پنجم ذکر الله دوام کردن ششم طلب رویت الله تا آنکه بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب
هفتم بر پنج صفات طالب صادق که ایمان حکمی بر وجود حصول آن موقوف ست مشرف شدن هشتم جهاد
فی سبیل الله از تیر و از آهن یا از شمشیر فقر بانفس نهم توبه در حالت حیات پیش از غرغره مرگ دهم بر پنج صفات
که حصر للانست حاصل کردن کما قال الله تعالیٰ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ
الآیة حتی که طالب صادق بحکم آن مومن شده ست چنانکه ترسیدن دل از خوف خدای تعالیٰ و زیاد شدن
ایمان بعد شنیدن آیات قرآن و توکل نمودن بر خدای تعالیٰ در جمیع امور و نماز پنجگانه بر وقت آن ادا کردن
و از آنچه خدای تعالیٰ روزی داده است انفاق کردن یعنی عشر آن کما حقه ادا کردن اما احکام عملی که بر احکام
عقیده زیاده می نمایند آن همه تحت همین ها داخل اند چنانچه سویت و نوبت و اجماع و ترک عزت یعنی تسلیمی

داخل صحبت لوازم وی اند و ترک کردن تعین برات و رفتن در خانہاے موافقان و تدبیر و تردد و میراث
و ترک حیات دنیا داخل است و ترک کردن برون نقش لزدائرہ و بیرون دائرہ آتش سوزان دیدہ دست و پاے
بستہ درون نار منحصر شدن تحت عزلت داخل و ترک سوال کردن از ہر سے جنس یعنی حال و قول و فعل و ترک لذات
گرفتن و ترک فتوی کردن کہ خبر آن پیش از رسیدن آن میرسد داخل توکل است و ذکر کثیر کردن و ہر دو وقت
سلطان اللیل و سلطان النہار محافظت نمودن داخل ذکر دوام ست کذا باقی در بواقی داخل اند پس
بر مصدق را ایمان آوردن و اعتقاد داشتن و عمل کردن بران و از تاویل و تحویل آن دور بودن
فرض عین ست زیراکہ بر صحت این احکام اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق شدہ اند برین جملہ تمام
اعتقاد و ایمان داشتہ اند چنانچہ بندگی میان سید خوندمیرؓ فرمودہ اند ای طالبان حق کہ مہدی را گرویدہ اید
معلوم باد تا آخر الغرض باید دانست بجز ایمان آوردن برین جملہ احکام و اعتقاد داشتن و عمل کردن بآن و دور بودن
از تاویل و تحویل آن شمار در گروہ مہدی نباشد و امید واری فلاح و نجات ہم نیست انتہی بلفظہ رسالہ تمام ہوا اور کتاب

مہدویوں کی گروہ بندی اور عشر اور نماز دوگانہ کے فرض ہونے کا بیان

زبدۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم بن سید اسحق بن سید شہید الحی مہدوی میں لکھا ہی کہ ساتوان فرض
عشر ہی جان کہ میران نے خداے تعالی کے امر سے عشر کو فرض کیا ہی اور عشر اسکو کہتے ہین کہ بندے کو جو کچھہ
اللہ تعالی نے تھوڑا یا بہت مال کسب یا بلا کسب دیا ہی اوسمین سے دسوان حصہ مستحقون کو پونہچاتا یہ
عبادت مالی ہی مانند زکوۃ کے اگر زکوۃ اور عشر ادا نکریگا وعید مین داخل ہوگا انتہی اور دوگانہ مذکور البیان
کے فرض ہونے کی کیفیت سید مصطفی نے اپنی کتاب تالیف سنہ بارہ سو تینتیس مین لکھی ہی کہ رمضان
کی ستائیسوین رات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھہ جب اودھر نگاہ کی تو دیکھا
کہ تمام آسمان اور بہشتین سب حور و قصور سے آراستہ کی گئی ہین اور تمام ملائک کھڑے ہین تب میران نے
فرمایا کہ یہ شب قدر ہی اللہ تعالی کا امر ہوا کہ مین تجھکو یہ دیتا ہون ای سید محمد اسمعیل دو رکعت نماز پڑھا کر جیسا کہ حضرت
آدمؑ نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیمؑ نے نماز ظہر پڑھی تھی اور یونسؑ نے نماز عصر پڑھی تھی اور عیسیؑ نے نماز مغرب
پڑھی تھی اور موسی نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی اور تو ای سید محمد
شب قدر مین اس نماز کو پڑھا کر پس اس گھڑی انہون نے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھہ امامت کرکے نماز دوگانہ ادا کی
رکعت اول مین سورہ ضحی اور رکعت دوم مین سورہ قدر پڑھکر بعد ادائے نماز یہ دعا پڑھی اللھم احینا مسکینا
وامتنا مسکینا واحشرنا یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین برحمتک یا ارحم الراحمین

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه اللهم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه برحمتك
یا ارحم الراحمین انتہی مگر افسوس کہ پچھلا فقرہ دعا کا مستجاب نہوا ورنہ اتنی تکلیف مسلمانوں کو نہوتی
اب مانند روز روشن کے ظاہر ہوا کہ مہدوی لوگ اپنے مہدی کو رسول تشریعی جانتے ہیں پس عقیدہ
مخالف ہی احادیث صریحہ صحیحہ اور اجماع امت اور نص قطعی قرآنی کا کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا اور اگر عنادًا اب بھی اصرار کریں کہ تشریع
بے نسخ کے نہیں ہوتی ہی تو باب اول میں عقیدہ شانزدہم کو ملاحظہ کریں کہ بخوبی ثابت ہو چکا ہی کہ احکام
شرع جونپوری ناسخ احکام شرع محمدی کے ہیں پس بہرحال مخالفت نص خاتم النبیین کی لازم ہی کہ جس سے
بطلان مذہب ظاہر و باہر ہی **قولہ** اور حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فصوص الحکم میں فص شیثی میں فرماتے ہیں
کہ نہیں ہی یہ علم مگر واسطے خاتم انبیا و خاتم اولیا کے حتی کہ رسولان نہیں دیکھتے ہیں اوسکو مگر مشکوۃ خاتم اولیا
سے اب کیا حال ہوگا دوسرے اولیا کا اور اگرچہ کہ ہی خاتم اولیا تابع حکم شرع خاتم رسل کا اب یہ تبعیت نہیں
ناقص کرتی ہی مقام کو اوسکے کہ وہ ایک وجہ سے اوتر کر ہی تو ایک وجہ سے برتر ہی انتہی اور پھر بعد چند
سطر کے فرماتے ہیں کہ ہر ایک نبی حضرت آدم سے آخر نبی تک نہیں لیتا ہی فیض نبوت کا کوئی ایک
دوسرے سے مگر مشکوۃ خاتم النبیین سے اگرچہ کہ آخر ہی وجود عنصری آپکا ولیکن فی الحقیقت آپ موجود ہیں
جیسا کہ فرمائے ہیں کہ تھا میں نبی اور آدم درمیان پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے باقی
سب انبیا نہیں تھے نبی مگر وقت بعثت کے اور اسیطرح خاتم اولیا تھے ولی جب کہ آدم درمیان
پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے اور اولیا نہ ہوئے ولی مگر بعد حاصل کرنے شرائط ولایت کے
اب نسبت خاتم الرسل کی باعتبار ولایت کے ساتھ خاتم اولیا کے مثل نسبت انبیا علیہم السلام کے ہی
ساتھ ختم رسل کے انتہی **جواب** مصنف مہدوی نے اس بحث تسویہ کے آخر میں ملا جامی رحمۃ اللہ
علیہ سے نقل کیا کہ اونھوں نے نصوص شرح فصوص میں فص شیثی میں خاتم اولیا کی تعریف کے مقام میں
لکھا ہی کہ حقیقت محمدی مشتمل ہی کل حقائق نبوت اور کل حقائق ولایت پر پس احدیت جمیع حقائق نبوت کی
ظاہر ہی اس حقیقت محمدیہ کا اور احدیت جمیع حقائق ولایت کی باطن ہی اوسکا اور خاتم اولیا مظہر ہی اس احدیت
جمیع حقائق ولایت کا اور یہی احدیت حقیقت ہی اس خاتم اولیا کی پس حقیقت اس خاتم اولیا کی بعض ہی حقیقت خاتم
انبیا کا انتہی اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع ہی جمیع

کمالات نبوت اور جمیع کمالات ولایت کو اور خاتم اولیا فقط حضرت کے کمالات ولایت کا مظہر ہے پس خاتم اولیا
کو حضرت رسالت مآب کے ساتھ نسبت جزو کی ہے کل کے ساتھ اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہے کہ الکل اعظم
من الجزو اجلی بدیہیات سے ہے اور مساوات جزو کی ساتھ کل کے قسم محالات سے ہے پس مہدوی لوگ ہرگاہ کہ
اقرار کرتے ہیں کہ مہدی فقط ولایت محمدیہ کے مظہر ہیں اور رسالت و نبوت تشریعی سے علاقہ نہیں رکھتے ہیں اور ذات
حضرت خاتم الرسالت کی جامع ان تمام کمالات کی ہے کہ وہ ولی و نبی و رسول ہیں پھر عقیدہ تسویہ اور برابری کا
رکھنا گویا کہ محال عقلی و نقلی کو اپنا عقیدہ بنانا ہے اور شیخ اکبر کی مراد یہ ہے کہ خاتم اولیا کہ مظہر ولایت محمدی کے ہیں
گویا کہ خزانچی خزینۂ ولایت کے ہیں اور سلطان اگر اپنے خزانچی سے کچھ لیوے عیب نہیں ہے کہ وہ خزانہ اوسیکا
ہے چنانچہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تمثیل دی ہے اور اس فضل جزئی سے مساوات یا برتری لازم نہیں آتی
ہے اسلیے کہ افضل کو ہر وجہ سے افضلیت ضرور نہیں ہے چنانچہ بدر کے قیدیوں کے مقدمے میں حضرت عمر فاروق
کی تجویز نے حضرت کی تجویز پر ترجیح پائی اور تابیر نخل کے مقدمے میں صحابہ کو فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم بلکہ اگر نظر کلام
فصوص سے اگر بنور و انصاف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں فضل جزوی بھی نہیں ہے اسلیے کہ فضل جزئی
اوسے کہتے ہیں کہ مفضول میں ایک بات پائی جاوے کہ افضل میں نہووے اور یہاں ولایت محمدیہ ذات اقدس
محمدی سے منتقل ہو کر خاتم اولیا میں نہیں گئی ورنہ ذات اقدس کا اوس صفت سے خالی ہونا لازم آوے اور اوسے
کوئی مسلم نکہے گا کہ حضرت کی ذات وصف ولایت سے معرا ہو گئی اور کوئی عاقل نکہے گا کہ وصف ولایت کہ اعراض
نفسانی سے ہے ایک محل سے دوسرے محل کو منتقل ہوئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ خاتم اولیا مقام ولایت میں قدم
محمدی پہ ہیں اور ولایت اونکی ہمرنگ ولایت محمدیہ کے ہے گویا اوسیکا عکس و ظل ہے پس خاتم اولیا کو فضل جزئی
اس مقدمے میں نہوا بلکہ اس وصف خاص میں حضرت رسالت کے شریک ہوئے لیکن بطور شرکت طفیلی
تابع کے ساتھ اصل و متبوع کے اور چونکہ اس فرع اور ظل کو ساتھ اصل کے نہایت مشابہت اور ہمرنگی حاصل
ہوئی ہے احکام اصل کے اوس پر بھی جاری ہوتے ہیں یہانتک کہ جو لوگ کہ اصل سے اصالۃً مستفید ہیں اس
فرع کے بھی مستفید کہلاتے ہیں بطور مجاز کے یہانتک کہ انبیا و مرسلین بلکہ خود حضرت خاتم المرسلین بھی
کہ ولایت محمدیہ یعنی باطن محمدی سے مستفید ہیں اوسکے اس مظہر اور ظل سے بھی مجازاً مستفید کہلاتے ہیں
اور منشا افادے کا اصل ہے اور بس اسی سبب سے شیخ اکبر اسی مقام پر فصوص میں لکھتے ہیں کہ وھو حسنة
من حسنات خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقدم الجماعۃ و سید ولد آدم

فی فتح باب الشفاعۃ یعنی خاتم اولیا ایک درجہ اور نیکی ہین درجات اور حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
ایسے محمد کہ پیشواے جماعت اور سردار اولاد آدم ہین دروازۂ شفاعت کے کھولنے ہین انتہی اور ظاہر ہی
کہ جو شخص کہ ایک حسنہ ہوگا حضرت کے حسنات کے برابر کیسے ہو سکتا ہی اور شیخ اکبر گر برابری کا اعتقاد رکھتے
تو حسنۃ من حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہیکو کہتے بلکہ فتوحات مکیہ ہین اس سے زیادہ بولے ہین کہ باب
تین سو بیاسی ہین کہ معرفت منزل خولیتم مین ہی خاتم ولایت محمدیہ کا ذکر کرکے فرماتے ہین کہ ومنزلتہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزلۃ شعرۃ واحدۃ من جسدہ صلی اللہ علیہ
وسلم انتہی یعنی منزلت خاتم اولیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت منزلت ایک بال کی ہی
حضرت کے جسد شریف سے اور چوبیسوین باب مین فرماتے ہین وللولایۃ المحمدیۃ المخصوصۃ بھذا الشرع
المنزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم خاص وھو فی الرتبۃ دون عیسی لکونہ رسول
یعنی ولایت محمدیہ کے واسطے کہ خاص ہی اس شرع محمدی کے ساتھ ایک ختم خاص ہی کہ وہ رتبے مین کم ہی عیسی
علیہ السلام سے اس واسطے کہ وہ رسول ہین آب یہ بات معلوم ہوا کہ شیخ اکبر جب کہ خاتم اولیاے محمدی کو حضرت عیسی
علیہ السلام سے کم جانتے ہین فصوص الحکم مین حضرت خاتم الرسالت کے برابر یا برتر کا ہیکو لکھینگے الحمد للہ کہ تمام
اہل اللہ بلکہ شیخ اکبر بھی کہ مہدی جونپوری کے اقرار کے موافق لوح محفوظ دیکھکر لکھتے ہین عقائد مہدویون سے
سراسر مخالفت رکھتے ہین **قولہ** اور شارحون سے لیکے اس مسئلے مین خلاف نہین دیکھا گیا اور اگر کسی سے
خلاف ہووے تو ہو یہ مسئلہ درمیان علماے اہل سنت وجماعت کے اختلافی ہی جیسا کہ تعیین مین
شخص خاتم اولیا کے اختلاف ہی ملا جامی رحمۃ اللہ تعالی شرح فصوص مین لکھتے ہین کہ ظاہر کلام سے
شیخ مؤید الدین جندی رحمہ کے یہ ہی کہ مراد شیخ اکبر کی خاتم ولایت سے اپنی ذات ہی اور شیخ شرف الدین داؤد
قیصری صاف کہتے ہین کہ مراد خاتم ولایت عامہ سے حضرت عیسی علیہ السلام ہین اور شیخ کمال الدین عبد الرزاق
اشارہ فرماتے ہین کہ خاتم ولایت وہی مہدی موعود علیہ السلام ہین انتہی اور صاحب مفاتیح الاعجاز تحت
اس بیت کے لکھتے ہین **شعر** از دو عالم شہود پر عدل و ایمان ؛ جماد و جانور یا بداز و جان ؛ بہت کاملان سابق
ولاحق فرماتے ہین کہ خاتم ولایت ہم ہین جو کمال بینائی سے ان سب کو نظر اس حقیقت صرفہ پر سے
تعیین پڑی ہی انتہی لیکن اس صاحب مفاتیح الاعجاز اور اکثر محققون کے پاس خاتم ولایت ذات مہدی
معین اور مقرر ہی اسیطرح ہی مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف مین باب اشراط الساعۃ مین **جواب** فصوص

اور اوسکے شروح سے سواے فصل خزدی کے خاتم اولیا کو حضرت رسالتمآب پر اور کچھ ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ دوسری تصانیف شیخ اکبر سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ سواے فضل جزوی کے شیخ کو ہرگز اعتقاد تسویہ وغیرہ کا نہین ہی اور فضل جزوی سے تسویہ بالکل ثابت نہین ہوتا ہی پس فضل جزوی خواہ علماے اہل سنت میں اختلافی ہو خواہ اتفاقی تمھارے مطلب تسویہ کے کیا کام آتا ہی اور یہ فضل جزوی بھی جبھی ہی کہ خاتم اولیا مہدی ہون اور مہدی سید خان جونپوری کے سنئے تمھارے پیر و مرشد ہون دوسرا مقدمہ سراسر باطل ہی چنانچہ اس کتاب سے خصوصاً باب سوم سے بطلان اوسکا ظاہر و باہر ہی اور پہلا مقدمہ مشکوک و اختلافی ہی اور تفصیل اوسکی یہ ہی کہ خاتم الاولیا کا لفظ قرآن و حدیث میں نہین ہی اور محدثین کے نزدیک یہ قصہ غلط ہی چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات عند الممات کی آخرین فصل ملحق مین لکھا ہی کہ لفظ خاتم الاولیا کا باطل ہی اور اسکی کچھ اصل نہین ہی اسلیے کہ افضل اولیا اس امت کے صحابہ سابقین اولین ہین اور اون مین بہتر سب سے ابو بکر ہین پھر عمر اور بہترین قرون امت قرن اول ہی پھر دوسرا قرن پھر تیسرا قرن اور خاتم اولیا حقیقت مین پچھلا مؤمن ہی آدمیون مین سے اور دوسرا اولیا سے افضل نہین ہی بلکہ افضل سب سے ابو بکر ہین پھر عمر رضی اللہ عنہما انتہی اور شیخ مؤید بن محمود شرح فصوص مین لکھتے ہین کہ مقام خاتم ولایت محمدیہ کا اولیاے متقدمین پر کشف نہوا تھا پہلے سب سے امام علامہ محمد بن علی الترمذی الحکیم صاحب کتاب نوادر الاصول ہی کہ مشائخ طبقۂ عالیہ سے ہین منکشف ہوا جب اونھون نے اپنی کتابون مین اس خاتم اولیا کا ذکر کیا اور اوس عصر کے علما و مشائخ مین یہ بات مشہور ہوئی اہل دعوی نے موقع پایا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعوی شروع کیا امام موصوف نے جانا کہ یہ دعوی بلا معنی الکولائق نہین ہی بلکہ مضر ہی اسواسطے ایک کتاب تصنیف فرمائی کہ اوس مین سوالات نہایت باریک جمع کیے اور کہا کہ اسکی شرح جیسا کہ چاہیے کوئی شخص نکریگا مگر خاتم اولیا اور اس خاتم اولیا کا نام اس حکیم سائل کے نام کے مطابق اور اسکے باپ کا نام اسکے باپ کے نام کے موافق ہوگا جب اہل دعوی نے یہ معاملہ دیکھا اس دعوے سے پلٹ کر تائب ہوئے اور جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب مین مبعوث ہوئے ان سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیے ہی لکھا اور مطابقت ناموں کی بھی ظاہر ہوئی پس یہ ایک دلیل ہی شیخ اکبر کے خاتم الاولیا ہونے کی اور شارح مذکور نے اور دلائل بھی اس دعوے پر نقل کیے منجملہ اسکے ایک یہ ہی کہ خود شیخ اکبر فرماتے ہین انا ختم

خاتم الاولیا لقب قدیمی نہین ہی بلکہ ابتدا اسکی حکیم ترمذی سے ہوئی اور حکیم ترمذی اور شیخ اکبر کے حرائک و تصریحات کے موافق خاتم الاولیا شیخ اکبر ہین نہ مہدی

الولایة دون شك لورث الہاشمي مع المسيح اور معلوم رہے کہ جوابات مذکورہ فتوحات مکیہ کے تہترویں باب میں بہ تفصیل تمام مذکور ہیں اور فصوص الحکم میں فص شیثی میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کی مثال یوں فرمائی کہ گویا ایک محل ہے اینٹ کا کہ تمام تیار ہو چکا ہے مگر ایک اینٹ کی جاے خالی ہے اور میں نے اس اینٹ کی جاے ہو کر اوس مکان کو پورا کیا انتہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسا کہ فرمایا ویسی ایک اینٹ کی جاے خالی دیکھی ہے اور خاتم اولیا کو ایسی خواب دیکھنا ضرور ہے لیکن وہ اُس دیوار میں جاے دو اینٹ کی خالی دیکھیگا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی جاے خالی ہے اور آپ بجاے اون دو اینٹ کے منطبق ہو کر دیوار مذکور کو پورا کر دیگا اور خاتم اولیا اپنے تئیں دو اینٹ دیکھنا اور حضرت رسالت ایک اینٹ دیکھنا اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب چونکہ مستقل محض ہیں اور ایک جہت رکھتے ہیں کہ فیض و علوم فقط خداے تعالی سے حاصل کرتے ہیں اور بس اسواسطے اپنے تئیں ایک اینٹ ملاحظہ فرمایا بخلاف خاتم اولیا کے کہ بالکل مستقل نہیں ہے بلکہ تابع ہے شریعت خاتم المرسلین کا اور احکام الہی ظاہر میں بواسطے حضرت کے اوسکو پہونچتے ہیں اور یہ متابعت اور احکام متبوعہ ظاہریہ بشکل چاندی کی اینٹ کے نظر پڑینگے اور یہ بسبب قرب مقام ولایت کے انھیں احکام کو اللہ تعالی سے بھی معلوم اور حاصل کرتا ہے یہ تعریف والہام الہی بصورت سونے کی اینٹ کے نظر پڑینگے انتہی اب ثابت ہوا کہ شیخ اکبر کی غرض یہ ہے کہ احکام ایک ہیں مگر اونکے اخذ و تحصیل کے دو طریق ہیں ایک یہ کہ بواسطے سلسلے راویوں اور استادوں ظاہری کے حضرت رسالت سے خاتم اولیا کو پونچے دوسرا یہ کہ وہی احکام حضرت حق سے بطور الہام خاتم اولیا کو پونچے کہ جس سے تصدیق اور ایمان کو کمال حاصل ہو اور فتوحات کے شروع میں لکھا ہے کہ ابو یزید بسطامی فرماتے ہیں کہ تمنے اپنا علم میت عن میت سے حاصل کیا اور ہمنے علم حی لا یموت سے حاصل کیا اور پہلے طریق کو چاندی سے تشبیہ دی اور دوسرے کو سونے سے شیخ محب اللہ الہ آبادی فرماتے ہیں کہ شرع ظاہر مانند آفتاب کے روشن ہے اور سب پر ظاہر ہے اسواسطے چاندی سے مشابہ کیا اور احکام کو معدن سے حاصل کرنا ہر ایک کو دستیاب نہیں ہوتا ہے یعنی سواے انبیا اور ملائک اور کمل اولیا کے اسواسطے اوسکو سونے سے تشبیہ دی انتہی چنانچہ محدثین بھی اگر ایک حدیث کئی طریق سے روایت کی جاوے اور ایک سند اسکی ائمہ اہل بیت سے ہو اسکو سلسلة الذہب نام رکھتے ہیں اور دوسری سند کو حالانکہ وہ بھی اوسی حدیث کی سند ہے اور دونون رسول خدا تک پہونچتی ہیں اس نام کر ملقب نہیں کرتے

ایسیہی اگر شیخ اکبر نے احکام الٰہی جو بواسطۂ حضرت رسالت اور دلایل حدیث سے پہونچے تو ان احکام کو باین
حیثیت یا اوس طریق اخذ کو چاندی سے تشبیہ دی اور جو بلا واسطہ حق تعالی سے پہونچے تو سونے سے تشبیہ
دی کیا برا کیا چنانچہ جس بات کو حضرت رسالت اپنی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث نبوی کہتے
ہین اور جسے حق سبحانہ کی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث قدسی کہتے ہین یہ تطویل اسیواسطے کی
گئی کہ بعضے جاہل ایسا سمجھتے ہین کہ شیخ اکبر نے اپنے تئین سونے کی اینٹ اور حضرت رسالت پناہ کو چاندی
کی اینٹ کہا ہے معاذ اللہ یہ ہرگز مراد نہین ہے بلکہ دو طریق علم کو چاندی اور سونے سے تشبیہ دی ہے
علاوہ یہ کہ یہ شبہہ بھی ظاہر ہے جیسا کہ ماقبل مین شیخ محب اللہ کے کلام سے معلوم ہو چکا القصہ شیخ اکبر نے
نصوص مین یہ خواب خاصہ خاتم اولیا کا لکھا اور پھر فتوحات مین فرمایا کہ مینے یہ خواب دیکھا اور مجھکو
اوسمین کچھ شک نہین تھا کہ مین خواب کا دیکھنے والا ہون اور مین دونون اینٹ کی جاسے پر منطبع ہو گیا
اور مجھسے وہ دیوار پوری ہو گئی پس مینے تعبیر کی کہ خاتم اولیا مین ہون بعد مینے اون زمانے کے مشایخ کے
سامنے یہ خواب بیان کیا مگر دیکھنے والے کا نام نہ لیا سب نے وہی تعبیر کی جو کہ مینے کی تھی علامہ
قیصری فرماتے ہین کہ اس مقدمے مین جو کلام شیخ کا مینے دیکھا تو اوس سے یہی ظاہر ہوا کہ شیخ خاتم
ولایت مقیدۂ محمدیہ ہین نہ خاتم ولایت مطلقہ کہ وہ عیسی ع ہین اسیواسطے اول فتوحات مین اپنے تک
اپنے مشاہدے کے احوال مین فرماتے ہین کہ مجھکو رسول خدا نے پیچھے ختم کے دیکھا بسبب ایک مشارکت
حکمی کے کہ مجھمین اور اونمین ہے پس حضرت سید نے اون سے فرمایا کہ یہ تمہارا عدیل اور بیٹا اور خلیل ہے اور
تیرھوین فصل جوابات امام محمد بن علی ترمذی مین فرماتے ہین کہ ختم دو طرح کے ہین ایک وہ ختم ہے کہ اوس سے اللہ تعالی
ولایت مطلقہ ختم کردیگا اور ایک وہ ختم ہے کہ جس سے حق سبحانہ نے ولایت محمدیہ کو ختم فرمادیگا لیکن خاتم ولایت
مطلقہ عیسی ع ہین کہ وہ ولی ہین بہ نبوت مطلقہ اس امت کے حصہ مین اور نبوت اور رسالت تشریعی اون پر
بند کردی گئی ہے پس اوترینگے آخر زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہو کر اور خاتم ہو کر
بعد انکے کوئی ولی بہ نبوت مطلقہ نہ ہو گا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد انکے نبوت
تشریعی نہین ہے اگرچہ بعد حضرت کے عیسی ع کہ رسول ذوالعزم ہین اوترینگے لیکن بمقتضا اس زمانے کے
مقام تشریعی نہ رکھتے ہونگے بلکہ ولی صاحب نبوت مطلقہ ہونگے کہ دوسرے اولیاے محمدی بھی اس وصف
مین انکے ساتھ شریک ہین پس عیسی ہماری قسم مین ہین اور سردار ہمارے ہین پس اول اس امر مین بھی

ایک نبی ہوئے کہ آدم علیہ السلام ہین اور آخر مین بھی ایک نبی ہوئے کہ عیسیٰ ہین یہان مراد نبوت اختصاص ہی پس حضرت عیسیٰ کو دو حشر ہونگے ایک حشر ہمارے ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن ختم ولایت محمدیہ سو یہ مقام ایک مرد کو قوم عرب سے حاصل ہی کہ اکرم ہی اونمین اصالت اور سخاوت مین اور وہ ہمارے زمانے مین آج کے دن موجود ہی ملیئے اوسکو سنہ پانچ سو پچانوین مین پہچانا اور وہ علامت کہ اللہ تعالی نے اپنے بندون کی آنکھون سے اوس مین پوشیدہ رکھی ہی مجھپر شہر فاس مین منکشف فرمائی کہ مینے خاتم الولایت اوسمین دیکھی اور وہ خاتم نبوت مطلقہ ہی کہ نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور اللہ تعالی نے اوسکو مبتلا کیا ہی کہ جو اسرار اوسکو باطن سے متحقق ہوتے ہین لوگ اوسپر انکار کرتے ہین اور جیسا کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نبوت تشریع ختم کردی ایسی ختم محمدی سے وہ ولایت ختم کردی کہ وراثۃً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوا کرتی تھی نہ وہ ولایت کہ دوسرے انبیا سے حاصل ہوتی ہی اسلیئے کہ بعضے اولیا ابراہیم علیہ السلام کے وارث ہوتے ہین اور بعضے موسیٰ کے اور بعضے عیسیٰ کے سو یہ اولیا بعد اس ختم محمدی کے بھی پائے جاوینگے لیکن ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہووے بعد اس خاتم محمدی کے نہ پایا جاوے گا یہ معنی ہین خاتم ولایت محمدیہ کے اور لیکن ختم ولایت عامہ کہ بعد اوسکے کوئی ولی نہ پایا جاوے وہ عیسیٰ علیہ السلام ہین اور مین ایک جماعت اولیا سے ملا ہون کہ وہ عیسیٰ اور دوسرے رسولون کے قلب پر تھی اور مینے عبد اللہ اور اسمعیل بیٹون سود کین کو اس ختم سے ملایا اور اونھون نے ان دونون کے واسطے دعا کی اور یہ دونون مستفید ہووے وللہ الحمد انتہی اور معلوم ہو کہ اس عبارت مین جو چند جا لفظ نبوت مطلقہ کا آیا وہ اصطلاح ہی حضرت شیخ کی کہ ایک قسم کی ولایت کو نبوت مطلقہ فرماتے ہین اور اوس قسم کے اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین چنانچہ تفصیل اسکی قبل چند ورق کے گذر چکی اور نبوت اختصاص اور نبوت تشریع سے مراد نبوت عرفی شرعی ہی کہ جسکو سب جانتے ہین اور پندرھوین فصل مین فرماتے ہین کہ جیسا کہ دنیا کے واسطے ابتدا اور اختتام ہی ایسی اللہ تعالی نے جو چیزین کہ دنیا مین ہین سب کے واسطے ابتدا اور ختم مقرر فرمایا ہی پس منجملہ اونکے شریعتون کا نازل کرنا ہی اوسکو شرع محمدی پر ختم فرمایا کہ حضرت خاتم النبیین ہوئے اور منجملہ اونکے ولایت عامہ ہی کہ اوسکو حضرت آدم سے ابتدا ہی اور حضرت عیسیٰ پر ختم ہی کہ بادی اور خاتم مشابہ ہین ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم اور چونکہ احکام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے انبیا و رسولون کے احکام سے مخالف تھے مستحق اس بات کے ہوئے کہ انکی ولایت خاصہ کے واسطے ایک خاتم جدا ہو کہ اوسکا نام حضرت کے نام کے موافق ہو اور اخلاق محمدی کا جامع ہو اور یہ خاتم مہدی معروف کہ جنکا انتظار ہی

نہین ہین اسواسطے کہ مہدی حضرت کے سلالہ اور حضرت سے ہین اور خاتم حضرت کے سلالہ سے نہین بلکہ
بلکہ سلالہ اعراق اور اخلاق حضرت سے ہے انتہی مختصراً علامہ قیصری شرح فصوص مین اس مقامات کو نقل کرکے فرماتے
کہ شیخ اکبر یہ سب اشارہ اپنے نفس کیطرف فرماتے ہین رضی اللہ عنہ غرض کہ معلوم ہوا کہ شیخ اکبر کے نزدیک مہدی کا
خاتم اولیا نہین ہین پس مہدی تابع فیہ جونپوری کہتے ہین کہ شیخ اکبر جو کچھ لکھتے ہین لوح محفوظ کو دیکھکر لکھتے ہین پس ثابت ہوا کہ شیخ
محمد جونپوری کے نزدیک مہدی کا خاتم اولیا ہونا لوح محفوظ مین لکھا ہوا ہے اب باقی رہے اور ناحق اپنی اوقات
ضائع کرکے صفات خاتم اولیا کے اپنے پیر پر جماتے ہین الحمد للہ کہ رد مذہب فرقہ مہدویہ کا تمام و کمال کو پہنچا
اور ابتداے کتاب سے یہان تک صد ہا مخالفات نصوص قطعیہ اور نقائص و عیوب بشریہ انکے مہدی
کی ذات و صفات مین ثابت و لازم ہوئے کہ جب تک ان مین سے ایک چیز بھی باقی ہے اوسکی ثبوت
مہدویت کا محال ہوگا وللہ الحجۃ البالغۃ

## خاتمہ بحث خاتم ولایت محمدیہ کا کہ وہی خاتمہ اس کتاب ہدیہ مہدویہ کا ہے

جو کہ کلام سابق مین شیخ اکبر سے منقول ہوا کہ معنی ختم ولایت محمدیہ کے یہ ہین کہ ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر ہووے بعد خاتم اولیاے محمدیین کے بنایا جاوے گا مراد اوس سے یہ ہے جیسا کہ دوسرے مقامات
فتوحات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ولی محمدی بعد خاتم ولایت محمدیہ کے بالاستقلال بنایا جاوے گا بلکہ اگر ہوگا تو
یہ مقام بواسطہ خاتم اولیا کے حاصل کریگا اور اوسکا تابع اور مستفید رہے گا گویا کہ یہ مقام اپنے واسطے
خاتم اولیا کے حاصل کرنا ختم ہوگیا ہے جیسا کہ مقام نبوت حضرت خاتم انبیا پر ختم ہوگیا اب عیسی
اور الیاس حضرت کے تابع رہینگے اور حضرت کے واسطے سے احکام الہیہ حاصل کرینگے چنانچہ شیخ اکبر
چوبیسوین باب کے آخر مین فرماتے ہین کہ واسطے ولایت محمدی کے کہ مختص شریع محمدی ہے ایک ختم خاص
ہے کہ رتبے مین حضرت عیسی سے کم ہے اسواسطے کہ حضرت عیسی رسول ہین اور یہ خاتم ہمارے زمانے مین
ہو چکے ہین اور مینے اونکو دیکھا بھی ہے اور علامت ختمیت کی بھی اون مین دیکھی ہے پس کوئی ولی
بعد اونکے نہین ہے اور اگر ہوگا تو انہین کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے کوئی نبی نہین ہے اور اگر ہوگا تو انہین کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ عیسی علیہ السلام
پس نسبت جس ولی کی کہ بعد اس خاتم کے ہوگا مانند نسبت اوس نبی کے ہے کہ بعد محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہوگا متقدمہ نبوت مین مانند الیاس اور عیسی اور خضر علیہم السلام کے ہے

انتہی اور باب تین سو چھتیس مین فرماتے ہین کہ خاتم ہر زمانے مین نہین ہوتا ہی بلکہ وہ عالم مین ایک ہی ہی کہ اوسپر اللہ تعالی ولایت محمدیہ ختم کریگا پس اولیاے محمدیین مین کوئی اوس سے بڑا نہین ہی پھر ایک خاتم اور ہی کہ ولایت عامہ کہ آدم سے آخر ولی تک جسکا سلسلہ ہی اوسپر ختم فرماوے گا وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی اور باب تین سو پیاسی مین فرماتے ہین کہ خاتم ولایت محمدیہ وہ ختم خاص ہی ولایت امت محمدیہ ظاہرہ کا اور اوسکی خاتمیت کے حکم مین عیسی اور الیاس اور خضر اور جو ولی کہ ظاہر امت سے ہی سب داخل ہین پس عیسی علیہ السلام اگرچہ خود خاتم ہین لیکن مختوم ہین تحت ختم اس خاتم محمدی کے اور حدیث اس خاتم محمدی کی مجکو شہر فاس مین کہ بلاد مغرب سے ہی سنہ پانچ سو چورانوے مین معلوم ہوئی اور اللہ تعالی نے مجکو اوسکی علامت اور منزلت بتلائی اور مین اسکا نام نہین بیان کرتا ہون انتہی امت ظاہرہ شاید کہ اسواسطے کہا کہ امت باطنہ مین تمام انبیا علیہم السلام داخل ہین اور ولایت امت سے مراد ولایت محمدیہ ہی اور معلوم ہوا کہ حضرت الیاس اور خضر اور عیسی کو بھی ولایت محمدیہ ہی کہ اس خاتم محمدیہ کے مختوم ہوئے اور اوپر مذکور ہوا کہ مینے سنہ پچانوے مین اس خاتم سے ملاقات کی ہی معلوم ہوا کہ چورانوے مین علامات اور احوال خاتم اولیا کے بتلائے گئے اور پچانوے مین مشاہدہ ہوا اور باب پانسو ستاون مین فرماتے ہین **الاشعار** الا ان ختم الاولیاء رسول ٭ ولیس له فی العالمین عدیل ٭ هو الروح وابن الروح والام مریم ٭ وهذا مقام ما الیه سبیل ٭ فینزل فینا مقسطا حکما بنا ٭ وما کان من حکم له فیزول ٭ فیقتل خنزیرا ویدمغ باطلا ٭ ولیس له الا الاله دلیل ٭ الابیات جان تو کہ منجملہ کرامت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ ہی کہ اللہ تعالی نے رسولون کو اون کی امت مین کیا پھر ایسے رسول کو امت مین گردانا کہ بشریت سے متجاوز ہو کر آدھا بشر ہی اور آدھا فرشتہ ہی اسواسطے کہ جبرئیل نے اوسے مریم کو بخشا ہی اور اللہ تعالی نے اوسکو اپنی طرف اوٹھا لیا پھر اوسکو ولی اور خاتم الاولیا کر کے آخر زمانے مین نازل فرماوے گا کہ شرع محمدی کے موافق امت محمدی مین حکمرانی کرے گا اور نہ ختم کریگا مگر ولایت انبیا و رسل کو اور ختم اولیا محمدی ختم کریگا ولایت اولیا کو تا کہ فرق مراتب ہے درمیان ولایت نبی اور ولایت ولی کے پس جب کہ عیسی علیہ السلام ولی اور حاکم شرع غیر کے ہو کر اوترینگے اس حیثیت سے خاتم الاولیا اونکے بھی خاتم ہونگے اگرچہ اونپر زمانے مین مقدم ہین جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہین اگرچہ عیسی علیہ السلام بعد آپ کے اوترینگے اور رتبہ انکا جھنے اپنی کتاب عنقاے مغرب مین ذکر کیا ہی کہ اوس مین انکا بھی ذکر ہی اور مہدی کا بھی انتہی مراد اس فقرے سے یہ کہ ختم ہو گیا

مگر ولایت ابنیا ورسل کو یہ کہ ولایت انبیا ورسل خواہ انبیا ورسل کی ذاتوں مین ہو خواہ اون اولیا مین کہ اونکے اقدام پر ہین سب کو حضرت عیسی ختم کرینگے اور مراد اس فقرہ سے کہ ختم اولیا محمدی ختم کریگا ولایت اولیا کو یہ ہے کہ ولایت اون اولیا کو کہ قدم محمدی پر ہین اور ولایت محمدیہ کے وارث ہین ختم کریگا اور عیسی بھی جب امت مین داخل ہونگے اسی قسم کی ولایت رکھنے ہونگے کہ یہ خاتم محمدی اونکے خاتم ہونگے اور فرق مراتب ولایت ولی اللہ وولایت رسل مین یہ ہوا کہ حضرت عیسی چونکہ رسول ہین خاتم ہوئے ولایت ورثا انبیا ورسل کو اور ولایت ذات انبیا ورسل کو بھی جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی نبوت کے خاتم ہوگئے تھے اور خاتم اولیاے محمدی چونکہ ولی محض ہین فقط ولایت اولیاے وارثین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم ہوگئے نہ ولایت ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعتبار ولایت کے ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم عیسی علیہ السلام ہین اسواسطے کہ وہ ولایت جمیع انبیا ورسل کے خاتم ہین اور حضرت بھی اون مین داخل ہین اور جواب اس شبہہ کا کہ جب کہ عیسی ورثا انبیا ورسل کے بھی خاتم ہین چاہیے تھا کہ وارثان ولایت محمدیہ کے بھی ہی خاتم ہوئے ما قبل مین شیخ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے احکام و خصائص مین دوسرے رسولون سے ممتاز ہین اسواسطے مناسب ہوا کہ انکے وارثین کی ولایت کا بھی خاتم علیحدہ اور ممیز ہووے یہ بیت تاویلات اسواسطے کی گئین کہ حضرت شیخ کا کلام سابق اور لاحق کئی مواضع سے اس کتاب مین نقل کیا گیا بہ نسق ونظم واحد پر ہے واللہ اعلم بمراد اولیائہ الکرام الحمد للہ منزل الکتاب ومجری السحاب وھازم الاحزاب کہ یہ کتاب اوسکی تائید وفضل سے شہر رجب سنہ بارہ سو پچاسی ہجری مین کمال کو پہونچی اور امید قوی ہی کہ جیسا کہ اوسنے اسکی تالیف کی توفیق اور تکمیل مین تائید فرمائی ہی موجب اپنی رحمت بے پایان اور فضل فراوان کے قبول فرماکر نافع اور مفید خلائق کرے اور اس بندہ ناچار امیدوار کو مع اہل واحباب کے اسی حیلے اور ذریعے سے اس عالم مین ہدایت اور عافیت اور اوس عالم مین رحمت ومغفرت سے سرفراز فرما دے آمین یارب العالمین ربنا آتنا لنا السلامۃ والعافیۃ واھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم وتقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

خاتمۃ الطبع الحمد للہ کہ رسالہ ہدیہ مہدیہ اواخر جمادی الآخرہ ۱۲۸۶ ہجری مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپ کے طیار ہوا

وجہ ختم بر خاتمہ واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہی مہر و دستخط مہتمم کے کیے گئے فقط
العبد